

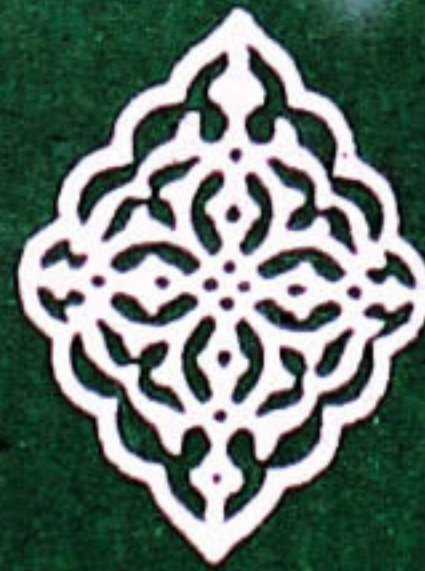
مرآت غفوریہ

تألیف

امام بخش لاهوری

به تصحیح و مقدمه

معین نظامی



انتشارات مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان

۱۳۷۹ ش

**Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.**

**پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ**



مرآت غفوریہ

تألیف

امام بخش لاهوری

به تصحیح و مقدمه

معین نظامی



انتشارات مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان

۱۳۷۹ش

امام بخش لاهوری

مرآت غفوریہ ؛ به تصحیح و مقدمہ معین نظامی.

مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان - اسلام آباد. ۱۳۷۹ ش / ۱۴۲۰ هـ / ۲۰۰۰ م.

ص ۳۰۴

Meraat-e-Ghafooriye

ص ۶. به انگلیسی

ISBN 969-498-019-4

۱ - فارسی - ۲. دین و عرفان - ۳. فرهنگ و ادب فارسی

الف. معین نظامی ۱۹۵۷ م، مصحح. ب. عنوان . ۱۲۸۴۹۹

کتابخانه ملی پاکستان

فہرست نویسی پیش از انتشار

نام کتاب	:	مرآت غفوریہ
نویسنده	:	امام بخش لاهوری
مصحح	:	معین نظامی
ناشر	:	مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان
چاپخانه	:	ایس. سی. پرنٹرز، گوالمندی - راولپنڈی
حروفچینی	:	محمد عباس بلتستانی
طراحی و	:	
صفحه بندی	:	سینا
چاپ اول	:	فروردین ۱۳۷۹ ش / ذیحجہ ۱۴۲۰ هـ / مارس ۲۰۰۰ م
شمارگان	:	۲۰۰ نسخه
بہا	:	۵۰۰ روپیہ

شابک ۹۶۹-۴۹۸-۰۱۹-۴

ISBN 969-498-019-4

کتابخانه ملی پاکستان

حق چاپ برای مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان محفوظ است

انتشارات مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان

شمارهٔ ردیف

۱۷۰

مجموعهٔ ادبیات دینی و عرفانی (شماره ۱)



تأسیس بر مبنای موافقتنامهٔ مورخ آبان ماه ۱۳۵۰ ش مصوب دولتین ایران و پاکستان

فہرست مطالب

۱.....	سبب تألیف
۵ ۷.....	حالت اول :
	در نکات فرمودہ شیخ عبدالغفور جالندری
۸ ۱۱.....	حالت دوم :
	در کلمہ طیب و نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج
۱۲ ۱۵.....	حالت سوم :
	در عشق و تصورات
۱۶ ۱۸.....	حالت چہارم :
	در ذکر جہر و پاس انفاس
۱۹ ۲۱.....	حالت پنجم :
	در فنا فی الشیخ و فنا فی الرسول و فنا فی اللہ و بقا باللہ
۲۲ ۲۴.....	حالت ششم :
	در سماع و رقص و وجد و تواجد و حال و مقام
۲۵ ۲۷.....	حالت ہفتم :
	در بیان ارحاص و معجزہ و خوارق عادت و معونت و استدراج
۲۸ ۳۱.....	حالت ہشتم :
	در بیان ولایت و قطیبت و غوثیت و اتقیا و ابدال
۳۲ ۳۶.....	حالت نہم :
	در مناقب حضرت غوث صمدانی و محبوب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی بامریضان و و خلفا و ابنای ایشان و شجرہ طیبه این طریقہ علیا [قادریہ]

- حالت دهم : ۶۲-۶۳.....
 در مناقب سید شاه مبارک خلف مخدوم سید محمد غوث [اوجی]
- حالت یازدهم : ۶۴-۶۸.....
 در مناقب حضرت شیخ معروف چشتی [خوشابی]
- حالت دوازدهم : ۶۹-۷۹.....
 در احوال حضرت شاه سلیمان [بہلوالی] ۶۹.....
 در مناقب حضرت شاه سلیمان و ملازمت نمودن به شاه محمد و حاضر شدن ۷۰.....
 ملنگان در رکاب سعادت ایشان و افشای خوارق
 در بیان ملاقات ملنگان و آنچه در سیاحت رویداد شده ۷۴.....
 در افشای خوارق شاه سلیمان کہ از صاحبزادہ ہا شنیدہ شد ۷۷.....
 در بیان حال عسرت و در افشای خوارق حضرت سلیمان جیو ۷۸.....
- حالت سیزدهم : ۸۰-۱۲۳.....
 در احوال حضرت شاه حاجی محمد نوشاہ [گنج بخش] ۸۰.....
 ذکر در افشای خوارق کہ قبل [و نیز بعد] از ملاقات حضرت شاه سلیمان
 از ایشان صادر شدہ ۸۹.....
 [ذکر آبادی موضع ساہن پال] ۱۰۷.....
 [ذکر وفات حضرت نوشاہ و مزار شریف] ۱۲۳.....
- حالت چہاردهم : ۱۲۴-۱۴۴.....
 در بیان مناقب حضرت میان پیر محمد سچیار ۱۲۴.....
 در ذکر اولاد ایشان و نبائر ۱۴۳.....
- حالت پانزدهم : ۱۴۵-۱۷۴.....
 در بیان مدارج حافظ محمد قایم [برقنداز] ۱۴۵.....
 [خوارق عادات] ۱۶۰.....
 [ذکر وفات] ۱۷۱.....
 [ذکر یاران حافظ محمد قایم] ۱۷۳.....

۱۷۵-۲۶۰.....	حالت شانزدهم :
۱۷۵.....	در بیان میان عبدالغفور انصاری جالندری
۱۷۶.....	[در شرف ارادت ایشان به حافظ محمد، قایم]
۱۸۴.....	[عقیدت ایشان به مرشد خود]
۱۹۸.....	[ذکر ریاضت]
۲۴۹.....	[ذکر وفات]
۲۵۷.....	[ذکر مزار]
۲۶۰.....	تاریخ اتمام کتاب
۲۶۱.....	ضمیمه
۲۶۲-۲۶۷.....	فهرست اعلام
۲۶۸.....	اماکن
۲۶۹.....	رجال
.....	کتب

بسم الله الرحمن الرحيم
سرخط منشور عطای عمیم

سخن مدیر

وجود هزاران نسخه متون ادبی خطی فارسی در گنجینه های نفیس و کتابخانه های معتبر کشورهای منطقه، به ویژه در کتابخانه گنج بخش این مرکز، به خامه ارزشمند عرفا و اولیاء الله و مشایخ کبریا و بزرگان روشن بین آنان و به قلم مریدان اهل ذوق، نشان از عشق وافر مردمان این خطه به معارف و فرهنگ اسلامی بدو ورود اسلام به شبه قاره است. در میان مجموعه های رسایل خطی موجود در کتابخانه گنج بخش ادبی و عرفانی گرانسنگی یافت می شود که درونمایه آنها برگرفته از عشق به الله و متأثر از تعبیر مکتب ائمه است. باز قرآن مجید و معارف اسلامی برای طی طریق و تعالی یافتن خواننده مشتاق و طالب هدایت الهی بی تردید، در زمانه ای که تهاجم فرهنگی با تمام ابعاد در تخریب اندیشه پاک انسان معاصر، بی تردید، مجهز به ترفندهای فریبنده عفریت هزار توی دروغ و ریا و تزویر و زرق و برق مادی، به پیش می آید. «ادبیات دینی و عرفانی» الحق که سنگری محکم برای پناه جستن انسان مظلوم شرقی است.

عشق آمده شد چو خونم اندر رگ و پوست تا کرد مرا تهی و پر کرد را دوست
اجزای وجودم همگی دوست گرفت نامی است ز من با من و باقی همه دوست

✽

صوفی صافی، گذشته از هفت وادی عشق، رسیده به قلّه قاف سیمرغ، بیرون زده از عبیت خویش، غرقه در جذبات معرفه الله، همه ذوق و شوق، سر وحدت از صفات و ذات بی مثال او می جوید و فنا شده در حق، در دیگران معرفت می سوزد:

جوش شوقم داد اندر دیگ جان از همه خامی بیگدم پوخت است!

و اگر در این سیر الی الله، از سر لطف و عنایات بی پایان حی سبحان، به بقاء بالله خاک نیستی او، هست پذیرد و به مقامات و کراماتی نایل شود، عجب مدار که همه کرم و جود "اوست"، وگر نه انسان فانی را بی حمایت "دوست"، قطعاً نه قدرتی هست و نه کرامتی. و من یتوکل علی الله فهو حسبه.

حضرت امام خمینی (قدس سره الشریف) می فرمایند:

بتو دل بستم و غیر تو کسی نیست مرا
جز تو ای جهان داد رسی نیست مرا
مده از جنت و از حور و قصورم خبری
جز رخ دوست نظر سوی کسی نیست مرا

*

سخن کوتاه، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، از دو سال پیش مصمم بود تصحیح و چاپ بعضی از مجموعه های رسایل خطی موجود در کتابخانه گنج بخش را با عنایت به اخذ مجوز رسمی از شورای عالی نشر کتاب سازمان متبوع، انجام دهد و در اختیار علاقه مندان این متون بگذارد. خوشبختانه پس از طی مراحل مختلف، اینک نخستین متن از این رسایل به نام «مرآت غفوریه» تألیف امام بخش لاهوری و به تصحیح و مقدمه جناب پروفیسور معین نظامی، استاد ارجمند و دانشور و شاعر گرامی گروه فارسی دانشکده زبان و ادبیات دانشگاه پنجاب لاهور، به حلیه طبع آراسته و منتشر می گردد.

دیانات، مصحح محترم و همکاران عزیز مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان را از خداوند منان مسألت می نماید.

و ما توفیق الا بالله علیه توکلت و الیه انیب

دکتر محمد مهدی توسلی

سرپرست مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان

۷ فروردین ۱۳۷۹ شمسی / ۱۹ ذیحجه ۱۴۲۰ هجری

۲۶ مارس ۲۰۰۰ میلادی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش گفتار

مرآت الغفوریہ تالیف میاں امام بخش لاہوری، سلسلہ عالیہ قادریہ - نوشاہیہ کے سرخیل حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش (۹۵۹-۱۰۶۴ھ) اور ان کے سلسلہ طریقت کے بعض دیگر مشائخ و مریدین کے احوال و کوائف کے ضمن میں ایک اہم ماخذ ہے۔ بانی سلسلہ نوشاہیہ کے حالات و واقعات اور متوسلین سلسلہ کی عمدہ بہ عمد تاریخ کے باب میں اہم ترین ماخذ کی تفصیلات، زمانی ترتیب کے لحاظ سے یہ ہے:

(۱) رسالہ مرزا احمد بیگ لاہوری، مولفہ ۱۱۰۷ھ۔ (۱)

(۲) نواب المناقب۔ محمد ماہ صداقت کنجاہی، مولفہ تقریباً ۱۱۲ھ۔ (۲)

(۳) تذکرہ نوشاہی۔ محمد حیات نوشاہی، مولفہ ۱۱۲۶ھ۔ (۳)

(۴) تحائف قدسیہ (منظوم) پیر کمال لاہور، مولفہ ۱۱۸۶ھ۔

(۵) مرآت الغفوریہ۔ امام بخش لاہوری، مولفہ ۱۱۹۰ھ۔

بارہویں صدی ہجری میں لکھے جانے والے نوشاہی بزرگوں کے یہ پانچ تذکرے، اس سلسلہ کی تاریخ اور اس کے بارے میں تحقیق و تتبع کے ”ارکان خمسہ“ کہے جاسکتے ہیں۔ بعد میں تالیف ہونے والے مشائخ نوشاہیہ سے تمام تذکرے اس بنیادی منابع کی ہیں اور تمام متاخر مؤلفین نے کم و بیش انھی سے استفادہ کیا ہے۔ اس سے ان پانچ تذکروں کی نیچے کی بنیاد افادیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ زیر نظر کتاب اس ”خمسہ نوشاہی“ کے سلسلہ الذہب کی آخری کڑی ہے اور اس سے صحیح و صحت اور اس کی فراہم کردہ معلومات کی ارزش و اہمیت منسلک ہے۔

(۱) یہ اہم تذکرہ پروفیسر ڈاکٹر عارف نوشاہی کی تصحیح و تدوین اور فاضلانہ مقدمے کے ساتھ شائع ہو رہا ہے (۱۹۹۹)۔

(۲) پروفیسر ڈاکٹر نذر حسین چوہدری (اسلام آباد) نے نواب المناقب کی تصحیح و تدوین کر کے ۱۳۵ھ تا ۱۹۷۹ء میں لاہور یونیورسٹی، ایران کے ”دانشکدہ ادبیات و علوم انسانی“ سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔

(۳) پروفیسر ڈاکٹر آفتاب اصغر صدر شعبہ فارسی یونیورسٹی اور یونیورسٹی آف ایٹل کالج لاہور کی راہنمائی میں پروفیسر احسان اللہ شہزاد کی گورنمنٹ تعلیم اسلام کالج، پنجاب (نگر) پی ایچ ڈی کے لیے تذکرہ نوشاہی پر تحقیقی کام کا آغاز چلے گیا (۱۹۹۰)۔

احوال مصنف :

مرآت الغفوریہ کے مؤلف نے اپنے تذکرے ہی میں اپنے بعض احوال و کوائف بالتحصیل لکھے ہیں اور اپنے بعض روحانی مشاہدات اور وجدانی واردات و کیفیات کا ذکر بھی کیا ہے۔ چنانچہ احوال مصنف کے ضمن میں ان کی یہی تالیف ہی براہ راست، مستند ترین اور منحصر بفر دماخذ ہے۔

مرآت الغفوریہ کے مندرجات کے مطابق ان کا نام، امام بخش (۱۵۶ اب، ۱۷۳ اب، ۱۸۹ اب، ۱۸۰ اب، ۱۹۱ اب) ولد خواجہ نور اللہ (۱۹۳ اب) تھا، آباء و اجداد لاہور کے رہنے والے تھے (۱۹۳ اب)۔ اپنی والدہ (۱) کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ چار پشتوں سے حافظ محمد قایم برقدازی، پاک پتی، نوشاہی (م ۱۱۵۵ھ) کے خاندان سے ارادت و عقیدت رکھتی تھیں۔ بعد میں انہوں نے مؤلف کے پیر و مرشد حضرت شیخ عبدالغفور جالندھری (م ۱۱۸۶ھ) سے تجدید نسبت و ارادت کی اور بقول مؤلف خود کو محبت شیخ میں مجنونانہ حد تک فنا کر لیا، یہاں تک کہ انہیں اپنے تن من کی خبر نہ رہی (۱۲۱ اب و ۱۲۹ الف)۔

اپنے سال ولادت کے بارے میں مؤلف نے بڑی صراحت سے لکھا ہے کہ وہ حافظ محمد قایم برقدازی کی وفات کے ایک سال بعد لاہور میں پیدا ہوئے (۱۵۵ الف)۔ چونکہ حافظ برقدازی کی رحلت جمعہ ۲۷ ربيع الثانی ۱۱۵۵ھ کو ہوئی تھی (۱۲۷ الف) (۲) اس لیے مؤلف کا قطعی سال ولادت (تقریباً وسط) ۱۱۵۶ھ / ۱۷۳۳ء متعین کیا جاسکتا ہے۔ ان سے ایک سال پہلے ان کے ایک بھائی متولد ہو چکے تھے (۱۵۵ الف)

مؤلف کے بقول ان کے آباء و اجداد بھی قادری سلسلے سے منسلک تھے اور حضرت شیخ داؤد کرمانی شیر گڑھی (م ۹۸۲ھ) اور آپ کے خاندان سے ارادت رکھتے تھے (۱۵۳ اب)۔ مؤلف نے زندگی کے ابتدائی دس / گیارہ برس لاہور میں گزارے اور ختم قرآن پاک کیا (۱۵۵ الف)۔ ان کے اساتذہ کرام کے بارے میں مفصل معلومات حاصل نہیں ہو سکیں

-
- (۱) صاحب شریف التواریخ نے جلد سوم / حصہ چہارم کے صفحات ۲۳۳، ۲۳۴ اور جلد سوم / حصہ دوم کے صفحہ ۳۴۲ پر، مؤلف کی والدہ کا نام "لیلیٰ سکھی" لکھا۔ جب کہ مرآت الغفوریہ میں حضرت حافظ محمد قایم کی ارادتمند خواتین کا ذکر کرتے ہوئے مصنف نے اپنی والدہ کا نام "سوکھی" تحریر کیا ہے (۱۲۹ الف)۔ ان کا انتقال ۱۱۸۷ھ میں ہوا۔ پاک پتی شریف میں مدفون ہیں (۱۹۳ الف)
- (۲) مطابق کیم جولائی ۱۷۳۲ء، بہ عہد محمد شاہ بادشاہ، ۲۵واں سال جلوس، (شریف التواریخ ۲/۳، ص ۳۴۳)

البتہ انہوں نے میر محمد نامی ایک صاحب کو جاجا ”استاذی و مولائی“ لکھا ہے (۱۰۱ الف) اور ان کی زبانی بھرت نقل روایت بھی کی ہے (۱۵۵ ب تا ۱۱۹ الف)۔ ایک مقام پر ان کی منگنی کے سلسلے میں اپنے پیر و مرشد کی کرامت بھی بیان کی ہے (۱۲۰ ب)۔ مؤلف نے حق شاگردی کی ججا آوری میں افراطی رویہ اپناتے ہوئے، رسالہء مرزا احمد بیگ لاہوری (مؤلفہ ۱۱۰ ھ) کی عبارات میں دو مقامات پر تصرف بے جا کرتے ہوئے مولانا میر محمد کا نام داخل کیا ہے (۱۰۱ الف) اور ایک جگہ پر تو مرزا احمد بیگ کی ایک غزل کے مقطعے میں بھی اپنے استاد کا نام بطور تخلص ڈال کر شعر کو ساقط الوزن کر دیا ہے۔ (۸۷ الف)۔

مؤلف کے اسی بیان کے پیش نظر صاحب شریف التوارخ فرماتے ہیں: ”تعلیم ظاہری میاں میر محمد لاہوری سے پائی۔ استاد نے خاص محبت رکھتے تھے۔“ (۱)۔ مولانا میر محمد کے احوال و کوائف کے ضمن میں معاصر تذکرے کچھ معلومات بھی فراہم نہیں کرتے۔ اسی لیے نوشاہی سلسلے کے مستند انسائیکلو پیڈیا۔ شریف التوارخ۔ میں بھی محض آپ کا اسم گرامی ہی درج کیا گیا ہے۔ (۲) صاحب مرآت الغفوریہ کی مزید تحصیل علم کی بھی کوئی تفصیل نہیں ملتی کہ انہوں نے کہاں کہاں اور کن کن استاد سے استفادہ کیا۔ اپنی تالیف میں انہوں نے لکھا ہے کہ: ”از علم ظاہر خبر نداشتم“ (۳) لیکن ان کی تالیف لطیف ہی اس امر میں مددگار ہے۔ ان کا یہ جملہ محض از روئے کسر نفسی لکھا گیا ہے، وگرنہ وہ علوم متداول سے بے بہرہ نہیں تھے اور مختلف علوم و فنون کی تفہیم کے ساتھ ساتھ ان سے اخذ و اقتباس کا سلیقہ بھی رکھتے تھے۔ اور اپنا مافی الضمیر بیان کرنے پر بھی پوری آمادگی رکھتے تھے۔ مصنف نے اپنی والدہ کی زبان سے ایک طویل روایت نقل کی ہے، جس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا تعلق ایسا مذہبی و متمول خانوادے سے تھا اور ان کے گھر میں خدمت کے لیے بہت سے نوکر چاکر اور کنیریں موجود رہتی تھیں اور ان کے لیے ہندو پیش کار بھی ان کی ملازمت میں تھا (۱۲۱ ب)۔

مؤلف کے والد کے بارے میں تفصیلات کہیں سے معلوم نہیں ہو سکیں۔ خود مؤلف نے بھی ان کے متعلق یہ بیان نہیں کیا۔ چونکہ وہ براہ راست نوشاہی سلسلے کی کسی شاخ سے وابستہ نہیں تھے اس لیے شریف التوارخ میں بھی ان کا تذکرہ نہیں کیا۔ تذکرے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مؤلف کے دو بھائی تھے۔ میاں غلام محی الدین، جن کا ذکر انہوں نے اپنی کتاب میں بھی

(۱) شرافت نوشاہی، علامہ شریف احمد: شریف التوارخ، ۱۹۸۲ء، ص ۳۰۲ تا ۳۰۳۔

(۲) ایضاً، ص ۳۰۹۔

(۳) امام بخش لاہوری: مرآت الغفوریہ، قلمی، ص ۳ الف۔

مقامات پر کیا ہے (۱۵۷ الف، ۱۸۰ الف و ب)۔ ان کے بارے میں قطعیت سے پتہ چلتا ہے کہ وہ مؤلف کے بھائی بھی تھے اور پیر بھائی بھی۔

دوسرے بھائی کا نام میاں کرم الہی تھا۔ ان کا نام تذکرے میں صرف دو جگہ پر مذکور ہے (۱۶۶ اب، ۱۵۷ الف، ۱۹۰ ب)۔ پہلے مقام پر مؤلف نے ان کا نام ”اخوت پناہ میاں کرم الہی مرحوم“ اور دوسری جگہ پر ”اخویم میاں کرم الہی“ لکھا ہے۔ ہمارے پاس اس کے علاوہ انھیں مؤلف کا بھائی ثابت کرنے کے لیے اور کوئی سند نہیں ہے۔ ”اخویم“ کا لفظ بھی دلیل قطعی نہیں ہے کیونکہ مصنف نے جاچا اپنے بہت سے پیر بھائیوں کے لیے بھی ”اخوان پناہ“، ”اخوت پناہ“، ”اخویم“ کے الفاظ استعمال کیے ہیں (۱۵۶ اب، ۱۸۱ الف، ۱۸۶ الف و ب، ۱۸۸ الف)۔ بہر حال شریف التواریخ میں، میاں کرم الہی کو مؤلف کا بھائی بتایا گیا ہے۔ (۱) اور شیخ جالندھری کے یارانِ طریقت کے ذکر میں بھی ۳۱ ویں نمبر پر ان کا نام لکھا ہے (۲) ”مؤلف نے بڑی صراحت سے انھیں ”مرحوم“ لکھا ہے (۱۶۶ اب) جس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ تالیف کتاب (۱۱۹۰ ھ) سے پہلے وفات پا چکے تھے۔

یہ بھی قطعیت سے نہیں کہا جاسکتا کہ ان دونوں میں سے کون سے بھائی، مؤلف سے ایک سال پہلے پیدا ہوئے تھے۔ امام بخشؒ کی شادی، اہل پنجاب کی عام روایت کے مطابق، آغاز شباب ہی میں ہو گئی تھی۔ انھوں نے مرآت میں اپنی اہلیہ کا اصلی نام نہیں لکھا اور مقامی آداب و رسوم کے مطابق ”والدہ فرزندم فرید بخش“ (۱۷۹ اب) اور ”والدہ فرید بخش“ (۱۸۰ الف) کے باواسطہ نام سے یاد کیا ہے۔ ان کی شریکِ حیات بھی ان کے پیر و مرشد کے حلقہ و ارادت میں داخل تھیں اور ”تصورِ شیخ“ ہی میں فوت ہوئیں (۱۸۰ الف و ب)۔ مؤلف نے اپنی اہلیہ کی تاریخِ وفات بھی عنیں لکھی، البتہ یہ واضح ہے کہ وہ شیخ عبدالغفور جالندھریؒ کی زندگی میں فوت ہوئی تھیں۔ شیخ کا انتقال ۱۱۸۶ ھ میں ہوا تھا اور اپنے مرشد کی وفات کے وقت کی عمر صرف تیس برس تھی۔ میاں امام بخشؒ گویا اپنی رفیقِ زندگی کی وفات کے وقت میں امام بخشؒ کی عمر تیس برس سے بھی کم تھی۔ گویا اپنی رفیقِ زندگی کی وفات کے وقت ان کی عمر تیس برس سے بھی کم تھی۔

ان کی ازدواجی زندگی کے بارے میں مزید معلومات میسر نہیں ہیں سوائے اس کے کہ وہ ”فرید بخش“ نامی ایک بیٹے کے باپ تھے۔ معلوم نہیں ان کی کوئی اور اولاد تھی یا نہیں یا انھوں نے بعد میں کوئی شادی کی یا نہیں؟

(۱) شریف التواریخ، ۳/۳، ص ۲۳۴۔

(۲) ایضاً، ۳/۳، ص ۲۸۰۔

مؤلف کے بقول لاہور میں دس گیارہ سال گزارنے کے بعد، حادثاتِ زمانہ انھیں سندھ کے قصبے نصیر پور لے گئے۔ انھوں نے کچھ عرصہ میاں محمد مراد عباسی کی ملازمت کی۔ وہاں سے ملتان گئے اور کچھ ہی عرصے میں خاصے زیر بار ہو کر پاک پتن پنیے اور حضرت حافظ قائم برقدازیؒ کے روضہ انور کی زیارت، دیگر بزرگوں کے مزارات کی حاضری اور مختلف اہل باطن حضرات سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ حضرت حافظ برقدازیؒ کے صاحبزادے سید غلام رسولؒ نے انھیں چند دن اپنے دولت خانے میں ٹھہرایا اور ان کی سرگزشت سن کر ان کی ڈھارس بندھائی اور حصولِ مراد کی دعادی (۱۵۵ الف)۔

درگاہِ بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے سجادہ نشین حضرت شیخ عبدالسبحانؒ (۱) نے بھی بہت لطف و کرم کا مظاہرہ کیا اور اپنے ہاں (اسی ملازمت پر) رکھ لیا (۲) وہیں سید غلام رسولؒ کی زبانی حضرت حافظ برقدازیؒ کے خلیفہ اعظم شیخ عبدالغفور انصاریؒ جانندھریؒ کے مرتبہ روحانی کی تعریف و توصیف سن کر دل میں زیارت کی شدید خواہش پیدا ہوئی۔ اس وقت تک وہ صرف ان کا دیدار چاہتے تھے، مرید یا فقیر بننے کا ارادہ نہیں تھا (۳)۔ قیامِ پاکستان کے دوران ہی وہ مشرقِ مجازی میں سفر فرما کر نوبت بہ اسجار سید کہ شہر بھر میں ان کی رسوائی و بدنامی ہوئی اس سانحے اور اس کے ناخوشگوار عواقب و نتائج سے انھیں بے بسی و پشیمانی ہوئی۔ ذہنی پراگندگی اور ملالِ خاطر ناقابلِ برداشت حد تک بڑھ گیا۔ چنانچہ وہ ہر روز علی الصبح حضرت مرید و فقیروں کی اسحاق کی خانقاہ میں چلے جاتے (۱۵۶ الف)، فاتحہ پڑھتے اور رورو کر دعائیں مانگتے کہ اللہ ان کا آب و جان بچائے اور ان کو اس شہر سے رخت سفر باندھ لیں جہاں انھیں اتنی ذلت اٹھانی پڑی ہے۔ چنانچہ ان کی یہ دردمندانہ حالتیں تو ان کے دل پر ابھی اس کیفیت کو چالیس دن بھی نہیں گزرے تھے کہ حسن اتفاق سے وہ اپنے خضر راہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور حضرت شیخ عبدالغفور انصاریؒ جانندھریؒ کے دیدار اور آپ کی شفقت و مرحمت نے جیسے مولف نے بیان کیا ہے۔ زخموں پر مرہم مہر و محبت رکھ دیا۔

اپنے پیرومرشد کی خدمت میں پہلی باریابی کا ذکر کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ وہ اپنے تنخواہینے سے یہ دعویٰ کرتے ہیں، حافظ احمد ڈھڈی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انھیں میاں مہمند کی زبانی پتہ چلا کہ اس وقت شیخ پاپتن شریف ہیں

(۱) آپؒ مرآت کی تالیف (۱۱۹۰ھ) سے پہلے وفات پانچے تھے کیونکہ مؤلف نے ان کے لیے "مؤلف نے شیخ کا قبہ تہاں پات

س (۱۵۵ اب)

(۲) اس ملازمت کی نوعیت کا اندازہ نہیں ہو سکا البتہ یہ طے ہے کہ انھیں درگاہ سے باقاعدہ تنخواہ ملتی تھی (۱۵۶ الف)

(۳) "ازہمان روز، خواہش زیارت در دل متمکن شد، لیکن برای دیدن، نہ برای فقیر شدن" (۱۵۵ اب)

تشریف لائے ہوئے ہیں۔ حافظ احمد نے بھی آپ کی بے حد تعریف کی کہ: ”بڑے مرد کامل ہیں۔“ (۱۶۵ب)۔ مؤلف نے اس روز توقف کیا اور اگلے دن کچھ احباب کے ساتھ، حضرت کی قیام گاہ پر جا پہنچے۔ حضرت کے خادم حافظ محمد سلیم ڈیوڑھی میں بیٹھے تھے۔ انھیں غلطی سے شیخ ”سمجھا۔ ان کے بتانے پر، بالا خانے میں حضرت کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ تعارف ہوا تو حضرت نے فرمایا کہ وہ غائبانہ طور پر انھیں جانتے ہیں (۱۵۷ الف) اور انھیں خوشی ہے کہ وہ صاحبزادہ سید غلام رسول کی بہت خدمت کرتے ہیں۔ مؤلف کے دل میں شیخ ”کی ارادت و محبت اسی روز جاگزیں ہو گئی۔

اگلے دن اپنے برادر حقیقی غلام محی الدین کے ساتھ پھر حاضر خدمت ہوئے۔ نذرانہ پیش کیا اور دعوت کی درخواست کی جو شیخ نے قبول فرمائی۔ کچھ دیر وہاں بیٹھے رہے۔ اسی دن سہ پہر کو میاں غلام محی الدین نے حاضر ہو کر عرض احوال کی۔ آپ نے بہت مشفقانہ نصیحتیں کیں اور یاد حق کو ہر مسئلے کا حل قرار دیا۔ انھوں نے حسب ارشاد ذکر الہی شروع کر دیا اور کچھ ہی مدت میں جذب و شوق سے سرشار ہو کر گوشہ نشین ہو گئے اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہنے لگے۔

مؤلف، شیخ کی خدمت میں اکثر و بیشتر تریوز اور خریوزے بطور ہدیہ لے جاتے تھے۔ ایک دن کہیں سے قرض اٹھا کر لے گئے تو حضرت نے کشفِ باطنی سے معلوم کر لیا (۱۵۷ ب)۔ سات / آٹھ روز خدمتِ اقدس میں حاضری دیتے رہے۔ ایک دن حضرت نے طلبِ مرشد کی تاکید کی تو مؤلف نے عرض کیا کہ ان کی نظروں میں تو شیخ سے بڑھ کر اور کوئی مرشد کامل نہیں ہے۔ شیخ نے پوچھا: ”مجھ پر اعتقاد رکھتے ہو؟“ کہنے لگے: ”اگر معتقد نہ ہوتا تو آمد و رفت کیوں رکھتا“ شیخ نے بہت لطف و کرم فرمایا۔ انھیں نماز کی پابندی کی عادت تھی اور اکثر با وضو رہتے تھے، وہیں بیعت ہو گئی (۱۵۸ الف)۔ حضرت کی توجہ باطنی سے ان کے بدن پر زلزلہ سا طاری ہو گیا اور پسینے چھوٹ گئے۔

دو تین دن بعد، عشاء کے وقت، اپنی والدہ کے ساتھ زیارت سے شاد کام ہوئے۔ والدہ نے تجدیدِ ارادت کی۔ حضرت کا پروگرام پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”چونکہ حضرت کی طرف سے رخصت ہو جاتی ہے اس لیے یہی معمول ہے کہ عرس کے بعد، دوسرے دن روانہ ہو جاتے ہیں۔“ مؤلف نے مزید قیام پذیر رہنے کی درخواست کی جسے حضرت نے شرف قبول نہ بخشا اور کہا کہ: ”آپ آجائے گا!“

اس کے بعد، شیخ عبدالغفور جالندھری پندرہ یا سولہ سال زندہ رہے (۱) اور مؤلف کو اکثر و بیشتر حاضر خدمت رہ کر فیضیاب ہونے کی سعادت حاصل رہی (۱۵۸ ب)۔ میاں امام بخش لاہوری تقریباً آٹھ / نو سال پاک پتن شریف میں مقیم رہے اور خانقاہ فریدیہ کے سجادہ نشین، دیوان عبدالسبحان کی شہادت کے بعد، پھر علاقہ کچھی کی طرف چلے گئے۔ (۱۵۹ الف)۔ انھوں نے بہاولپور میں سکونت اختیار کی (۲)۔ اللہ نے نواب محمد مبارک خان عباسی (م ۱۱۸ھ) کی ملازمت میں وسیلہٴ عرزق فراہم کر دیا اور خوشحالی سے گزر اوقات ہونے لگی۔

ان کے قیام بہاولپور کے دوران میں حضرت شیخ ”بھی ان کی دلجوئی کی خاطر دو / تین بار بہاولپور تشریف لے گئے اور

کئی لوگ مؤلف کی معرفت، آپ کے ہاتھ پر داخل سلسلہ ہوئے۔ نواب عباسی نے بھی آپ کی بحد پذیرائی کی۔ مصنف کا بیان نہایت اہم اور توجہ طلب ہے کہ حضرت سے بیعت کے بعد انھیں ظاہری اطمینان اور باطنی سکون حاصل ہو گیا اور بہت ہی نیک شرعی، غیر اخلاقی اور ناپسندیدہ عادتیں ترک ہو گئیں (۱۵۹ الف)۔

ایک بار وہ حضرت کے جمال جہاں افروز کے دیدار کے لیے بے قرار ہو گئے اور سا جہز اہم عید ظاہر رسول بر تقدازی اور دس درویشوں کے ساتھ، آپ کے آستانے پر جا پہنچے۔ انھیں شیخ کی زیارت سے بے حد رقت و لذت حاصل ہوئی شیخ نے بڑی فراخ دلی اور خندہ پیشانی سے سات ماہ کے لگ بھگ اس قافلے کی میزبانی کی اور مہمانوں اور ان کی عمارتوں کے حرموں کی خدمت تو وضع میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا (۱۶۰ اب)۔

اس زمانہء قیام میں انھیں اپنے پیرو مرشد کو بہت قریب سے دیکھنے اور اکثر و بیشتر ان کی خدمت میں اقامت لینا کا موقع ملا اور ان کے دل میں شیخ کی محبت کا جذبہ شدید تر ہوتا گیا۔ انھوں نے حضرت کی حضور کی بیاد میں شکر و شکر اور کسب جذب و شوق کی سعادت بھی حاصل کی جب یہ دیکھا کہ چمن شریف روانہ ہونے سے پہلے اس جہز اہم عالی قدر کی خدمت میں دو سو روپے نذرانہ پیش کیا (۱۶۱ اب) جو اس زمانے میں نیک معمولی رقم تھی۔ مؤلف نے اپنے شیخ کی طرف سے اور اہم، ظائف کی اجازت لینے کا بھی نہایت فریاد کیا۔ فرمایا تھا کہ: اس کے بہتر نتائج نکلیں گے! (۱۶۲ الف)۔

مرآت الغفوریہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے مؤلف میاں امام بخش غفوری کو اپنے پیرو مرشد کے ساتھ اور ان کے مکان کا موقع بھی ملا۔ علاقہ بہاولپور، پاک پتن، جاندھر اور بہاولپور وغیرہ کی مسافرت میں انھیں حضرت کی خدمت میں اقامت لینا کا موقع بھی اور آپ سے بجزرت ظہور خوارق دیکھ کر، آپ کے مرتبہ و روحانی پران کا اعتقاد پختہ تر ہوا۔ یہاں پر شیخ نے ان کو بھر کر اپنے شیخ کی خدمت کی۔ شیخ ان کے روحانی معانات اور باطنی پیشرفت سے متعلق باہر پران سے متعلق معمولی باتوں کی طرح ہمیشہ ان کی حوصلہ افزائی فرماتے (۱۶۳ اب)۔ ایک بار، مثلاً، بعد از مدتوں ان کے پاس آئے اور ان کے پاس دو بارے تھے، شیخ نے ایک آدھ بار جا کر آرام کرنے کا حکم دیا۔ وہ یہ فیئد نہ آنے کا بیان کر کے نوبت خدمت سے ان کے پاس آئے۔ ان کے حق میں خصوصی دعا فرمائی جو قبول مصنف اسی رات کو بارگاہ ایزدی میں مستجاب ہوئی اور وہ صبح کو صحت مند ہوئے۔ انھوں نے اس رات کو "شب قدر" قرار دیا ہے (۱۶۵ الف)۔

(۱) اس سے استنباط کیا جا سکتا ہے کہ مؤلف نے ۱۱۶۹ھ - ۱۱۷۰ھ میں آپ سے بیعت کی تھی اور وہ آپ کے پاس ۱۱۷۱ھ میں آئے۔

(۲) شریف التواریخ - ۳، ص ۲۳۲، مرآت (۱۶۲ اب) سے بھی اندازہ ہوتا ہے۔ ان کے دل و خیال پر شیخ کی عظمت کا اثر تھا۔

سکونت پذیر تھے۔

مرید کی طرف سے ارادت و عقیدت کے خالص جذبے اور مرشد کی جانب سے مربیانہ شفقت و محبت نے جانبن کے تعلق کو بہت مضبوط بنایا ہوا تھا۔ اس امر واقع کا اظہار، تذکرے کی ایک ایک سطر سے ہوتا ہے۔ ایک بار لودھراں کے مقام پر، وپہر کے وقت، حضرت مخدوم گنج بخش گیلانی (۱) کی حویلی میں قیام کے دوران، حضرت نے مؤلف کو طریقت کا کوئی اہم نکتہ سمجھایا۔ اس وقت بالکل تخلیہ تھا اور آپ نے خصوصی تاکید بھی فرمائی کہ یہ بات اور کسی سے نہ کی جائے۔

مؤلف سفر و حضر میں اپنے پیر کے ہمراہ رہے۔ آخر کار حضرت شیخ نے انھیں موسیٰ وال کی طرف رخصت فرمایا جو پاک پتن کے مشرق میں دس کوس کے فاصلے پر واقع ہے۔ رخصت کرتے ہوئے شیخ نے فرمایا: ”میں تم سے بہت راضی ہوں حضرت پیر محمد پھیلاڑ (م ۲۵۔ ربیع الاول ۱۱۲۰ھ / ۱۳۔ جون ۱۷۰۸ء) (۲) کے عرس پر آنا، زیارت بھی کریں گے اور روضے کی تعمیر بھی“

(۳)۔ چنانچہ وہ حسب ارشاد نوشہرہ حاضر ہوئے۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ میں مقبرے کی خشتی عمارت تعمیر ہو گئی (۱۸۲ الف) آپ کی طبیعت کچھ ناساز تھی، اس لیے سفیدی وغیرہ کا بقیہ کام صاحبزادہ میاں سلطان کے ذمے لگا کر مراجعت فرما ہوئے۔

(۱) مؤلف نے انھیں ”مدظلہ العالی“ لکھا ہے (۱۷۳ الف)۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان سے مراد حضرت سید فضل علی مخدوم شیخ حامد محمد گنج بخش ثالث اوچی (۱۱۳۹ھ۔ ۱۱۹۷ھ) ہیں: شریف التواریخ ۳/۳، ص ۳۶۲۔ آپ نواب جاں نثار خان والی ڈیرہ غازی خان کے داماد اور غلام شاہ کھوڑا والی سندھ کے ہم زلف تھے۔ ۱۱۸۵ھ میں آپ نے اوج شریف میں ایک عظیم الشان قلعہ اور محل تعمیر کرایا تھا: شریف التواریخ جلد اول، ص ۸۳۸، علاقے میں آپ نے کئی اور مقامات پر بھی حویلیاں تعمیر کرائی تھیں اور بڑے صاحب جاہ و جلال بزرگ تھے۔ ملاحظہ ہو: عبد المجید سندھی، ڈاکٹر بپاکستان میں صوفیانہ تحریکیں، لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۸۸۔

(۲) محققین میں آپ کی تاریخ وفات کے بارے میں اختلافی آرا پائی جاتی ہیں۔ مرآت الغفور یہ میں یہ تاریخ ۲۵۔ ربیع الاول ۱۱۲۲ھ لکھی گئی (۱۰۷ الف)۔ تفصیلی بحث کے لیے ملاحظہ ہو: شریف التواریخ، ۳/۱، ص ۱۱۔

(۳) محض یہ جملہ، یہ ثابت کرنے کے لیے ناکافی ہے کہ مؤلف کو ”اپنے پیر روشن ضمیر نے خلافت ارشاد عطا فرمائی تھی“ (شریف التواریخ ۳/۳، ص ۲۳۳)۔ خصوصاً جب پوری کتاب میں عطاءے خلافت کی اور کوئی بلکی سی شہادت بھی نہیں ملتی۔ مرآت الغفور یہ سے صرف اتنا ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت شیخ نے مؤلف کو کچھ اوراد و وظائف اور عملیات وغیرہ کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ احقر کی رائے میں اسے ”عطاءے خلافت“ قرار دینا اشتباہ ہے۔

دوران میں آپ نے نواب محمد مبارک خان کی وفات کی خبر سنی اور مؤلف کو طلب کر کے فاتحہ خوانی اور اظہارِ افسوس کیا اور بہاولپور جانے کا حکم دیا (۱) تاکہ نواب مرحوم کا فاتحہ بھی پڑھ لیں اور اپنے اہل و عیال کی خبر گیری بھی کر لیں۔ (۱۸۲ ب)۔ مؤلف، آپ کو اس نازک حالت میں چھوڑ کر جانے پر ہرگز راضی نہیں تھے۔ چنانچہ حضرت کو مکرر فرمایا کہ وہ ان سے راضی ہیں اور انہیں ہر حالت میں بہاولپور چلے جانا چاہیے۔ رخصت ہوتے ہوئے وہ بے اختیار گریہ و زاری کرتے تھے۔ ان کی چھٹی حس بتا رہی تھی کہ حضرت کا وصال قریب ہے۔ حاضرین مجلس کو بھی صورت حال کی نزاکت کا احساس تھا اور نواب حضرت شیخ بھی ہر ایک کو رخصت کرتے ہوئے بار بار یہی فرماتے تھے: ”خدا حافظ! میں تم سے راضی ہوں!“

یوں میاں امام بخش لاہوریؒ بادلِ ناخواستہ، ۱۱۸۶ھ ۱۷۷۲ء میں بہاولپور پہنچے، نواب مرحوم کی بیماری رخصت اور نئے نواب جعفر خان بن فتح خان ملقب بہ محمد بہاول خان دوم (۱۱۸۶ھ-۱۲۲۳ھ ۱۷۷۲ء-۱۸۰۵ء) کی تخت نشینی وغیرہ کی تفصیلات و جزئیات معلوم کر کے تحریر کیں (۱۸۳ الف تا ۱۸۵ الف)۔

مؤلف بہاولپور ہی میں تھے کہ جانندھر میں ۱۷۱۷ھ جمادی الآخر ۱۱۸۶ھ میں نواب محمد مبارک خان کی وفات ہوئی اور عبدالغفور انصاریؒ واصل بحق ہو گئے۔ اتفاق سے اسی شب مؤلف کو خواب میں آپ کی زیارت بھی ہوئی گئی اور آپ نے فرمایا: ”(الف)۔ کچھ دنوں کے بعد انھیں یہ جانکاہ خبر مل گئی اور وہ کچھ یارانِ طریقت کے ہمراہ شہر سے باہر نکلے اور دعا مانگی اور دعا مانگتے ہوئے۔“

(۱) غالباً صاحب شریف اتوار بخ سے یہاں بھی تسلسلً بواہے۔ انہوں نے خان مبارک خان کی وفات ۱۱۸۶ھ میں تحریر فرمائی ہے۔ (۳-۲ ص ۲۳۳) شیخ عبدالغفور جانندھری بھلا ان کی فاتحہ خوانی کیسے کرتے تھے یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۷۱۷ھ جمادی الآخر ۱۱۸۶ھ (بدھ) ہے، مزید برآں یہ کہ شریف اتوار بخ میں مذکور ہے کہ صفحہ پر ہی انہوں نے یہاں ۱۱۸۶ھ میں نواب مرحوم کا جو قطعہء تاریخ وفات دیا ہے، اس کے تجربے میں ۱۱۶۷ھ لکھا ہے اور اس میں بھی اشتباہ ہے۔ یہ قطعہ بہاولپور میں ۱۱۷۸ھ (ہ) نہیں بلکہ ۱۱۸۶ھ (ہ) چلے ہیں۔ دراصل مرآت کے نسخہء خطی میں بھی ۱۱۷۸ھ لکھا ہے۔ چنانچہ صاحب شریف اتوار بخ نے خان محمد مبارک خان عباسی (دوم) کا صحیح سال وفات ۱۱۸۶ھ ہی ہے اور کا انتقال، شیخ جانندھری کی وفات کے آٹھ دن بعد ہی ہوا ہے۔ (جموعہ کو) بواہے، تبھی تو آپ نے ان کے انتقال پر مؤلف سے اظہارِ افسوس فرمایا تھا۔

محمد مبارک خان دوم (۱۱۶۳ھ-۱۱۸۶ھ ۱۷۴۸ء-۱۷۷۲ء)۔ بارے میں مزید پڑھئے۔

(۱) جان محمد معروفاتی: تاریخ بہاول خان، مخطوطہ، مخدومہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۱۹۶۱ء۔

(۲) دولت رائے، لالہ: مرآت دولت عباسی، دہلی، ۱۹۵۰ء (۳) نسور الدین احمد: اظہار پاکستان میں نواب کی وفات، ۱۹۶۵ء۔

حضرت کی رحلت کے وقت موجود پیر بھائیوں سے روایات جمع کر کے انھوں نے اپنے شیخ کے مرض الموت سے وفات تک کے ایک ایک لمحے کے احوال اور کیفیات قلمبند کیں (۱۸۵ الف۔ ۱۹۰ ب)۔ سلسلہ عالیہ نوشاہیہ کی تاریخ میں ان کا یہ احسان عظیم ہمیشہ یاد رکھا جائے گا اور اس کے اجر کے طور پر، حریم قرب الہی میں ان کے مراتب بلند سے بلند تر ہوتے رہیں گے!

صاحب مرآت الغفور یہ جانندھر پہنچے تو سید غلام رسول برقدازی پہلے ہی پاکستان سے آکر وہاں تشریف فرما تھے۔ شیخ کے مزار مبارک کا طواف کرتے ہوئے شدت درد اندوہ سے ان کی حالت غیر ہوئی جاتی تھی۔ پھر ان کے مشورے سے صاحبزادہ سید غلام رسول برقدازی نے شیخ کے منہ بولے بیٹے محمد مرزا علی کی دستار بندی کرائی اور شیخ کے تبرکات عنایت فرما کر سجدہ نشین مقرر کیا (۱۹۱ الف)۔ حضرت کے روضے کی تعمیر بھی انھی کے مشورے اور تدبیر سے شروع ہوئی۔ روضے کی تعمیر کے دوران میں دو بار ناخوشنوار صورت حال پیدا ہوئی، جس کی وجہ سے کام روک دینا پڑا (۱۹۱ الف ب) لیکن تائید ایزدی صاحب مزار کے فیض روحانی اور مؤلف کی کوشش سے یکم شوال ۱۱۸۶ھ (۱۹۲ ب) کو تعمیر شروع ہوئی جو بغیر کسی مناقشہ و جدال کے مکمل ہو گئی۔ اس سلسلے میں اگر مؤلف ہمت ہار بیٹھتے تو شاید یہ کام پایہء تکمیل کو نہ پہنچتا۔

جانندھر سے واپس بہاولپور پہنچے تو والدہ کی طبیعت بہت خراب تھی۔ شیخ کی وفات سے انھیں بہت دھچکا لگا تھا۔ کما رفتی تھیں کہ، ”میں بھی میاں صاحب کے بعد جاں بحق ہو جاؤں تو اچھا ہے۔“ تین ماہ انھوں نے بالکل کچھ نہیں کھایا۔ شربت پینا بڑا تھوہ بھی نہضم نہ ہوتا۔ وفات سے چند دن پہلے غشی حاری ہو گئی۔ اس حالت میں بھی کلمہ طیبہ اور درود شریف پڑھ لیتی تھیں۔ آخر جمادی الاول ۱۱۷۸ھ کے آخری دن، جمعرات کو مغرب کے وقت وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں اور بہاولپور ہی میں مدفون ہوئیں (۱۹۳ الف)۔

مؤلف کے بعد کے حالات کسی تذکرے میں دستیاب نہیں۔ مرآت الغفور یہ سے مزید اتنا معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ تذکرے کی تکمیل ۹ ذی الحجہ ۱۱۹۰ھ کو ہوئی تھی۔ اس زمانے میں وہ خیر پور میں تھے (۱۹۳ ب) اور ان کی عمر صرف ۳۴ برس تھی۔

مجموعی شخصی اخلاق و کردار :

مؤلف ایک مذہبی اور روحانی خانوادے کے چشم و چراغ تھے اور ان کے اجداد سلسلہ قادریہ سے وابستہ تھے (۱۵۳ ب)۔ انھوں نے ایسے ماحول میں پرورش پائی جس کی جڑیں دین و تصوف میں بڑی گہری تھیں۔ وہ شروع ہی سے پابند صوم، صلوة تھے (۱۵ ب)۔ شعور بیدار ہوا تو مرشد کامل کی طلب صادق نے دل میں انگڑائیاں لینی شروع کر دیں۔ انھیں کسی

مردِ کامل کی تلاش تھی اور اس سلسلے میں وہ لوگوں سے استفادہ کرتے رہتے (۱۵۵ ب) اور صاحبزادہ سید غلام رسول بر قندازی کی بہت خدمت کرتے تھے (۱۵۷ الف)۔ اولیائے کرام کی خدمت کے اس جذبے کے باعث انھوں نے حضرت پیر کے روضے کی تعمیر میں بھی بھرپور حصہ لیا (۱۸۲ الف) شیخ سے وابستگی کے بعد، ان میں بہت نمایاں شاہ کی باطنی تبدیلیاں رونما ہوئیں (۱۵۹ الف)۔ شیخ مکمل طور پر ان کا مرکز دل و نگاہ بن گئے اور وہ سفر و حضر میں اکثر، بیشتر ان کے ساتھ رہتے۔ دیدار شیخ سے وہ عجیب روحانی اتھرا اور درد و سوز سے لذت آشنا ہوتے تھے (۱۲۰ ب)۔ حاضرین کے لیے جات تو پتہ نہ پتہ یہ سفر جاتے جاتے، چاہے قرض اٹھا کر ہی کیوں نہ لے جانا پڑتا (۱۵۷ ب)۔ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ طبعاً بھی صوفی جہانی مہمند نہیں رہتے تھے، اس لیے زیر بار رہتے تھے (۱۵۵ الف)۔

اپنے پیرِ طریقت شیخ مہد انغور انصاری سے ان کے ارادہ مندانہ روابط بہت کم تھے اور وہ اکثر عبادت کی برکت کے لیے بے تابانہ نکل کھڑے ہوتے تھے (۱۶۰ ب، ۱۶۶ الف)۔ شیخ کی بے حد خدمت کرتے تھے (۱۶۰ ب) اور ان کی خدمت جلد حضرت کے منظورِ نظر بن گئے اور عزیز ترین مریدوں میں شمار ہونے لگے۔ شیخ نے انھیں پتہ نما اور روحانی کی حالت میں مرحمت فرمائی (۱۶۲ الف) جس سے انھیں کشائشِ باطنی حاصل ہوئی۔ انھوں نے اور بہت سے مریدوں کو اس کی طرف متوجہ کر دیا (۱۵۹ الف)۔ اس سے ان کے غیر معمولی اخلاص کا اظہار ہوتا ہے

مؤلف کے پیرومرشدان پر خصوصی توجہ و احترام کرتے، دعاؤں سے نوازتے (۱۶۵ الف) اور ان کی خدمت میں افسار خوشنودی فرماتے (۱۸۱ ب، ۱۸۲ ب)۔ ان کی دلجوئی کے لیے آپ دو تین ہران لے رہے ہو پتہ نما کی خدمت میں رہتے ہوئے (۱۵۹ الف) اور ان کی ابدی کی عبادت کے لیے بھی بطور خاص تشریف لے گئے (۹ ب) اور ان کی خدمت میں سے تھے جو اپنے مرشد کے حضور میں ہر طرح کی بات کہہ سکتے تھے (۲ ب) اور آپ ان کو ہر وقت نصیحت فرماتے کرتے تھے (۱۸۱ الف)۔

مؤلف کے اعتقاد راسخ اور شیخ کی توجہ کامل کی بدولت، ان کے دل میں بے حد درد و سوز و رقت اور عبادت کی کیفیت (۱۵۸ ب)۔ اس باطنی تلطیف سے ان کے حواس روحانی بائید و تر ہو گئے۔ انھوں نے تہذیب کے لیے کئی کئی نکتوں پر روشنی ڈالی۔ روایات صادقہ کا ذکر کیا ہے (۷۳ ب، ۱۸۹ ب، ۱۹۰ ب، ۱۹۱ ب)۔ ان میں بڑی اخلاقی برکت آئی۔ انھوں نے اپنے آپ کی مجازی کی آزمائش میں مبتلا ہو جانے کا ذکر کیا ہے اور اس میں بدنامی اور اپنی بے باوری کا ذکر کیا ہے (۱۵۵ ب)۔

وہ ان معنوں میں ایک معیاری صوفی تھے کہ ولایت و سلسلہ ہو کر، تہذیب الدنیا ہو کر عبادت کی ذمہ داریوں کے ذریعے زندگی اور اس کے مسائل کا مردانہ وار مقابلہ کرتے رہتے۔ انھوں نے حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کا خیال رکھا اور اپنی معاشرتی ذمہ داریوں کو بڑے احسن طریقے سے نبھاتے رہے۔ خیال کی غائت اور ان کی خواہش کے لیے انھوں نے

پتے پتے چن میں دیوان عبدالسبحان شہید کی ملازمت کی (۱۵۵ اب)، پھر بہاولپور میں نواب مبارک خان عباسی سے وابستہ ہوئے (۱۵۹ الف)۔ وہ اتنے ذی استعداد، معامدہ فہم اور قابل اعتماد تھے کہ جلد ہی نوابان بہاولپور کے مقرب و معتمد بن گئے۔ یہاں تک کہ جب ان کی اہلیہ کا انتقال ہوا تو رسم قفل میں نواب مغفور نے بنفس نفیس شرکت کی (۱۸۰ الف)۔ مؤلف نے بھی نواب مرحوم کی رحمت کی تفصیلات جس اخلاص اور دردمندی سے لکھی ہیں (۱۸۳ الف - ۱۸۴ اب) اس سے ان کی وفا شعاری قلم نہیں ہی اور عظمت اخلاقی کا اندازہ ہوتا ہے۔ جانبین کے اسی باہمی تعلق خاطر کی بنیاد پر، حضرت شیخؒ نے بڑے اہتمام خاص سے یہ نفاست نواب مرحوم کی تعزیت کی تھی (۱۸۲ ب)۔

مرشد کے فیضانِ صحبت نے انھیں آدابِ عشق و سلوک میں کامل کر دیا تھا۔ چنانچہ تذکرے میں انھوں نے نہ صرف مرشد کا نام بلکہ اہل القاب کے ساتھ کیا ہے بلکہ اپنے پیغمبا کیوں تک کے نام بڑی محبت اور احترام سے لکھے ہیں۔ اس ضمن میں انھوں نے ایک اور احتیاط کا مظاہرہ بھی کیا ہے کہ چند اہم یارانِ طریقت کے ضمنی ذکر کے ساتھ ساتھ، یہ کہہ کر شیخؒ کے مریدین سے زیادہ سے زیادہ نام نہیں لکھے کہ ان کی تعداد دو تین ہزار ہے، اگر کسی کا نام بھول گیا تو وہ اظہارِ ناخوشنودی کرے گا (۱۹۰ الف) لیکن کاش وہ یہ معذرت خواہانہ رویہ اپنانے کے بجائے، جتنے نام بھی لکھ سکتے تھے، لکھ دیتے تاکہ وہ تاریخ میں محفوظ رہ جاتے۔ اس قدر افسوسناک صورت حال ہے کہ ایسے کثیر فیضانِ مرشدِ خلاق کے صرف چھیالیس (۱) مریدوں کے نام مرآتِ مریدانہ زندہ رہ سکے ہیں۔

احبابِ طریقت کے احترام کے ساتھ ساتھ، وہ گاہے بہ گاہے بعض دوستوں سے ہنسی مزاح بھی کر لیا کرتے تھے (۱ - الف)۔ گویا زاہد و عابد خشک نہیں تھے، خاصے خوش طبع واقع ہوئے تھے۔ صرف مذاق کرتے ہی نہیں تھے، دوسروں کے مذاق خندہ پیشانی سے سہہ بھی لیتے تھے، البتہ طعن و طنز کے معاملے میں بہت حساس تھے (۱۵۸ اب)۔ اعلیٰ علمی و ادبی ذوق کے حامل تھے۔ انھوں نے فارسی کے شعرائے متقدمین کے دواوین کا بلا استیعاب مطالعہ کر رکھا تھا، منتخب اشعار کا برمحل استعمال کرتے تھے۔ لگتا ہے کہ حافظ شیرازیؒ (م ۷۹۲ھ) ان کے پسندیدہ ترین شاعر تھے کیونکہ انھوں نے اپنی کتاب میں سب سے زیادہ حافظؒ ہی کے اشعار شامل کیے ہیں۔ معاصر اردو اور پنجابی / سرائیکی شاعری سے ان کی آشنائی کی شہادت بھی ملتی ہے۔ مرآت میں ولی دکنی (۲) کے ایک اردو شعر (۱۵۸ اب) کے علاوہ، کئی مقامات پر پنجابی / سرائیکی دوہڑے اور ابیات و اقوال ملتے ہیں (۹۵ ب، ۱۰۰ الف، ۱۱۰ اب، ۱۲۷ الف)۔ وہ خود بھی فارسی میں شعر کہتے تھے۔

(۱) شریف التواریخ، ۳، ۳، ص ۸۰-۸۱۔

(۲) ولی دکنی کا انتقال ۱۱۳۳ھ - ۱۱۳۸ھ ۱۷۲۰ء - ۱۷۲۵ء کے درمیانی عرصے میں ہوا دیکھیے:

جمیل جالبی، ڈاکٹر، تاریخ ادب اردو، جلد اول، لاہور، ۱۹۸۷ء، ص ۵۳۹۔

ان کی فارسی شاعری اعلیٰ درجے کی نہیں ہے۔

مرآت الغفوریہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ میاں امام بخش لاہوری نے اپنے مرشد کے روضہء مبارک کی تعمیر کے دوران بڑی دانتائی، بردباری اور جرأت مندی کا مظاہر کیا (۱۹۱ الف، ب)۔ اس کی تعمیر میں دو بار خلیل اندازی کی گئی۔ انہوں نے بڑی حکمت سے اس نزاع و افتراق کے خاتمے میں اہم کردار ادا کیا (۱۹۲ الف)۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اپنے پیہم بیانیوں کے حلقے میں انھیں نمایاں مقام حاصل تھا اور دیگر معززین کے ہاں بھی وہ احترام کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے۔

پنی اہلیہ کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے ان کا لب و لہجہ اپنائیت بھرا ہے (۱۷۹ اب - ۱۹۳ اب) جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک خیال رکھنے والے شوہر تھے۔ والدہ کی رحلت کا بیان کرتے ہوئے، ان کے ایک ایک لفظ سے احترام و رحمت بھری ہے (۱۹۲ اب تا ۱۹۳ اب) اور وہ صحیح معنوں میں ایک سعادت مند بیٹے کے روپ میں دکھائی دیتے ہیں جو ماں نہیں مکتاں کرتی ہے۔ سایہء شفقت سے محروم ہو جانے پر مغموم و محزون ہے۔

یہ تھا صاحب مرآت الغفوریہ کا مختصر سا شخصی خاکہ جو ان کی خودنوشت عبارات کی مدد سے معاہدات اور کتابت خود خال میں انھی کے لفظوں کا رنگ و روغن استعمال ہوا ہے!

میاں امام بخش لاہوری برقدازی کے نام کو ان کے مؤلفہ تذکرے (اور غالباً پہلی اور آخری تصنیف ان کے نام سے) میں دوام کی خلعت عطا ہوئی اور اگر خدا نخواستہ ان کی کتاب کا اکلوتا نسخہ بلکہ اس کی عکسی نقل محفوظ نہ رہتی تو شاید ان کی کتابت تک سے بھی آگاہ نہ ہوتا!

کتاب کا نام :

کتاب کے دیباچے (۳ الف) اور خاتمے (۱۹۴ الف) میں، دو مقامات پر مؤلف نے عبارتوں کے ساتھ ساتھ کتاب کے نام "مرآت الغفوریہ" لکھا ہے اور ایک جگہ پر اسے کنایہ "احسن القصص" بھی قرار دیا ہے (۱۲۹ الف)۔

سبب تالیف :

دیباچے میں انہوں نے تفصیل سے بیان کیا ہے کہ انھیں اس کتاب کی تالیف کی ضرورت یوں محسوس ہوئی کہ اپنے مشائخ سلسلہ کے احوال و کوائف اور کرامات و ارشادات قلمبند کرنے کا خیال آئے۔

مؤلف کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ جب وہ بیعت سے مشرف ہوئے اور اپنے پیہم مرشد کی خدمت میں رہے اور ان کی خدمت میں رہے اور ان کی برکات سے بہرہ مند ہوئے تو ایک بار اچانک ان کو خیال آیا اور اس پر انھیں تعجب ہوا کہ "معاذ اللہ! یہ شکر کی کیا برکت ہے!"

بہت سے عشاق باکمال ہو گزرے ہیں لیکن کسی نے سلوک عشقیہ اور حالات و مقامات صوفیہ کے بیان میں کوئی تصنیف نہیں کی (۲ الف) (۱)۔ اس کا ذکر انہوں نے کنایہ اپنے شیخ مکرم کی خدمت میں بھی کیا تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ دیکر سلاسل تربیت پر زور دیتے ہیں اور یہ سلسلہ عشق و جذب کو مقدم گردانتا ہے (اس لیے بزرگوں نے راہ سلوک کی تربیت کے لیے کتابیں نہیں لکھیں) لیکن مؤلف کی دلی خواہش تھی کہ اس سلسلہ عالیہ کے بارے میں بھی کوئی کتاب لکھی جانی چاہیے (۲ ب)۔ چنانچہ ایک دن پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ کی زبان گوہر افشاں سے عرفان و توحید کے باب میں نکتہ بکتہ دقیق سن رہے تھے کہ حضرت شیخ نے مؤلف اور حاجی عبدالحکیم ملتانی کو حکم دیا کہ ان نکات کی شرح لکھیں۔

مؤلف کے بیان کے مطابق ان کے فہم ناقص میں جو کچھ بھی آیا، لکھ کر شیخ کی خدمت میں لے گئے۔ آپ نے ان کی تحریر بہت پسند فرمائی اور ارشاد کیا کہ: ”اگر کوئی شخص محض انھی نکات کو کتابی صورت میں جمع کر دے تو یہی کافی ہے!“ (۳ الف)۔

اس سے دو باتیں واضح ہوتی ہیں کہ حضرت شیخ اپنے کشف باطنی سے جان گئے تھے کہ مؤلف کے دل میں کسی عرفانی کتاب کی تالیف کی شدید آرزو موجزن ہے اور پھر انہوں نے بغرض امتحان، عملاً ان سے بعض توحیدی مسائل کی شرح لکھوا کر، ان کی علمی، فکری اور تصنیفی لیاقت و صلاحیت کا اندازہ بھی فرمایا اور پھر بالواسطہ طور پر خوشی انہیں اس امر کی اجازت بھی مرحمت فرمادی کہ وہ تصنیف و تالیف کا شغل جاری رکھیں۔ گویا اس کتاب کی ترتیب و تالیف میں شیخ کی منشا اور اجازت بھی شامل تھی۔ مؤلف اپنے شیخ کی حیات ظاہری میں تو اپنی اس دیرینہ آرزو کی تکمیل نہ کر سکے البتہ آپ کی رحلت کے بعد انہوں نے تامل، ذوق و شوق سے زیر نظر تذکرہ لکھ ڈالا (۳ الف)۔

تالیف کتاب :

جمادی الآخر ۱۱۸۷ھ میں مولف کے ایک برادر طریقت حافظ دیوان قریشی، مؤلف کی والدہ کی فاتحہ خوانی کے لیے آئے تو مؤلف نے ان سے درخواست کی کہ وہ حضرت شیخ کے خوارق قلبند کر کے انہیں دیں، جنہیں بعد میں وہ خود اصلاح و ترمیم اور اضافات وغیرہ کے ساتھ تحریر کر لیں گے۔ چنانچہ اسی ماہ کی آخری تاریخ کو، جمعہ کے دن، اپنی والدہ کی وفات کے

(۱) حوالہ اس وقت تک نوشاہی مشائخ کے بارے میں چار تذکرے لکھے جا چکے تھے، جن کا ذکر آغاز مقدمہ میں ہو چکا ہے، مؤلف نے ان سے استفادہ بھی کیا ہے۔

تھیک ایک ماہ بعد انہوں نے تالیفی کام شروع کر دیا۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ لکھتے رہے۔ پھر کچھ تعطیل رہا۔ اس کے بعد وہ خیر پور چلے گئے اور وہاں کم و بیش چار ماہ اسی کام میں مشغول رہے (۱۹۳۱ء)۔ آخر کار ۹۔ ذی الحجہ ۱۹۹۰ھ کے مبارک دن کو مرآت الغفور یہ دن تکمیل ہوئی (۱۹۴۲ الف)۔

تسمیہ / انتساب کتاب :

کتاب کا نام، مؤلف کے شیخ طریقت حضرت عبدالغفور انصاری جاندھڑی کے نام نامی کی نسبت سے "مرآت الغفور یہ" رکھا گیا ہے۔ آپ نوشاہی سلسلے کی برقدازی شاخ کے ایک کثیر الفیضان بزرگ تھے اور آپ کے مقتدہ ترین افراد کو ان کے مؤلف کے ضمن میں جامع ترین تذکرہ بھی ہے۔ اکثر و بیشتر حالات و واقعات کے چشم دید گواہ اور راوی خود وہ ہیں۔ اس وقت کے ساتھ ارتحال کی جزئیات انہوں نے اپنے چند دیگر معتبر اور یقینی شاہد پیر بھائیوں کی ذہنی نقل سے لیں۔ اس وقت وہ خود، شیخ کے حکم کی تعمیل میں، اپنے اہل و عیال کی خبر گیری کے لیے بہاولپور گئے ہوئے تھے۔ (۱) مؤلف کے یہاں روشتی میں حضرت شیخ کی حیات طیبہ اور آپ کے اخلاق و کردار کی کچھ اہم جھلکیاں آگے چلی کر پیش کی ہیں۔ یہ سب اس باب میں حاصل تذکرہ، جان کتاب اور لب مطالب ہے اور مرآت الغفور یہ میں بلاشبہ مرکزی حیثیت آپ کی ہے۔

ترتیب کتاب :

کتاب کا آغاز ایک مختصر سے مقدمے سے ہوتا ہے، جس میں مؤلف نے سبب تالیف بیان کیا ہے۔ مقدمے کے بعد کتاب پر مشتمل ہے اور مؤلف نے "باب" کے لیے لفظ "حالات" استعمال کیا ہے۔ مذکورہ ابواب کی تفصیلات کتاب کے آغاز میں آچکی ہے اس لیے یہاں ان کا بیان تکرار محض اور تفصیل حاصل کے سوا کچھ نہیں ہو گا ابوت یہاں یہ تذکرہ سبب تالیف کے ابتدائی تیرہ ابواب کے مطالب، تقریباً نوے فیصد، "رسالہ مرزا تدریب" اور حافظ محمد حیات رہائی نوشاہی کے "تذکرہ مرزا" سے ماخوذ و مقتبس ہیں اور اکثر و بیشتر عبارات میں بھی معمولی سا تغیر و تبدل نہیں کیا گیا۔

بقیہ چار ابواب انہوں نے خود لکھے ہیں اور ان میں کئی ایسے نکات اور روایات ہیں، جن سے وہ مرآت الغفور کے تذکرہ کی ہیں اور مذکورہ ابواب ہی صحیح معنوں میں اس تذکرے کی سوانحی، تاریخی اور عرفانی افادیت و منزلت کی ضمانت ہیں۔

(۱) یہ بھی عجیب و غریب مسلمہ تاریخی اتفاق ہے کہ آغا مشائخ نامی کے انتقال کے وقت ان کے خانی خانہ میں تین مریضوں کے واقعے پر موجود نہیں تھے۔

مآخذ و منابع :

چونکہ مؤلف نے بیشتر ”رسالہ احمد بیگ“ اور ”تذکرہ نوشاہیہ“ سے اخذ و اقتباس کیا ہے، اس لیے ان کے تذکرے کے کچھ منابع بالواسطہ ہیں اور بعض مآخذ ایسے ہیں جن سے انہوں نے براہ راست استفادہ کیا ہے۔ ذیل میں حروف تہجی کے اعتبار سے محض ان کتب کے نام دیے جا رہے ہیں۔

(الف) براہ راست مآخذ :

- (۱) کتابیں : ۱۔ تذکرہ نوشاہیہ، ۲۔ جواہر فریدی، ۳۔ رسالہ مرزا احمد بیگ (۱) ۴۔ رسالہ میاں بہلول کول بر کی جالندھری (۲)
- (۲) اشخاص : اس سلسلے میں انہوں نے سب سے زیادہ روایات اپنے پیرومرشد، اپنے استاد مولانا میر محمد، اپنی والدہ، صاحبزادہ سید غلام رسول اور چند قرہبی یاران طریقت سے لی ہیں۔

(ب) بالواسطہ مآخذ :

- ۱۔ احیاء علوم الدین ۲۔ اخبار الاخیار ۳۔ امتناع (۳) ۴۔ بچۃ الاسرار ۵۔ تھۃ القادریہ (۴)
- ۶۔ تفسیر کبیر ۷۔ خزانیۃ الروایات ۸۔ دلائل النبوت ۹۔ رسالہ داود شیر گڑھی / مقامات داؤدی
- ۱۰۔ رسالہ شیخ عبدالجلیل مفتی چشتی (۵) ۱۱۔ تشریح مثنوی (معنوی) (۶) ۱۲۔ شواہد النبوت ۱۳۔ صحیح بخاری
- ۱۴۔ عوارف المعارف ۱۵۔ غرائب (۷) ۱۶۔ (فتاویٰ) تاتارخانی ۱۷۔ قوٹ القلوب ۱۸۔ کشف الاسرار

- (۱) اس کی عبارات میں دو مقامات پر تصرف کیا ہے اور ایک غزل میں بھی اپنے استاد میر محمد کا نام داخل کیا ہے۔ جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔
- (۲) ڈاکٹر ظہور الدین احمد نے ”پاکستان میں فارسی ادب“ کی تیسری جلد میں، صفحہ ۳۸۷ سے ۳۹۶ تک میاں بہلول بر کی جالندھری کی مختلف کتابوں اور رسائل کا ذکر کیا ہے لیکن ہمارے لیے یہ متعین کرنا بہت دشوار ہے کہ مولف نے ان کے کس رسالے سے استفادہ کیا۔
- (۳) نام مکمل نام ہے۔ غالب قیاس یہ ہے کہ یہ کوئی فقہی رسالہ ہوگا
- (۴) شاید اسی کو ”تکملہء پیر و تنگبر“ کے نام سے بھی یاد کیا ہے۔
- (۵) نام شخص نہیں ہو سکا۔
- (۶) نام مکمل نام ہے۔ تعین و تشخیص نہیں ہو سکی کہ کون سی شرح مراد ہے
- (۷) مکمل نام کا تعین نہیں ہو سکا۔

- ۱۹۔ کشف المحجوب ۲۰۔ کنز العباد ۲۱۔ مطالب المؤمنین ۲۲۔ مفتاح العاشقین ۲۳۔ ملفوظ حضرت یحییٰ منیریؒ
۲۴۔ نفحات الانس ۲۵۔ نوشتہء قاضی رضی الدین

تذکرے کی مرکزی شخصیت، شیخ عبدالغفور انصاری جالندھریؒ:

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ برقدازی سلسلہ، نوشاہی سلسلے کی ایک اہم شاخ ہے اور مختلف احوال میں کئی روحانی، سیاسی اور سماجی اکابر و اعیان اس سے وابستہ رہے ہیں اور بد قسمتی سے برقدازی مشائخ کے مستند اور مفصل احوال و کوائف کی جمع آوری اور ان کے اقوال اور ذوق و مشرب کے بارے میں زیادہ داد و تحقیق نہیں دی جاسکی۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے۔ خیال میں منابع کی عدم دستیابی ہے۔ مشائخ کے معاصر تذکروں میں برقدازی شیوخ کے ضمنی احوال بھی بہت آہستہ آہستہ ہیں اور ان کے بارے میں خاص طور پر لکھی جانے والی مستقل کتابیں تو بالکل نہ ہونے کے برابر ہیں۔

مرآت الغفور یہ کو نوشاہی مشائخ کا عمومی اور برقدازی بزرگوں کا خصوصی تذکرہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ مستند اور مفصل معلومات یہی تذکرہ فراہم کرتا ہے اور اس سلسلے میں کئی اہم تذکیر لکھے گئے ہیں۔ کتاب کی وجہ تسمیہ حضرت شیخ عبدالغفور انصاریؒ ہیں جو ایک عظیم المرتبت برقدازی شیخ طریقت حضرت عبدالغفور انصاریؒ کے پاک پتی کے خلیفہ اعظم تھے۔ مؤلف، آپ ہی کے مرید تھے اور ان کے پیش نظر بنیادی طور پر کتاب کا مرقعہ لکھا گیا۔ مرشد کے احوال و خوارق کی جمع آوری تھی (۱۹۳۱ء)۔ اس سلسلے میں انہوں نے مقدمہ، بھر پور نوٹیشن اور دیگر تفصیلی حواشی لکھی ہیں۔ تالیف کیا۔ اس سے برقدازی مشائخ کے احوال و کوائف، مشرب و مسلک اور اسلوب تربیت کا مفصل تذکرہ لکھا گیا ہے۔ خصوصاً مؤلف کے پیر و مرشد کی جلوت و خلوت کی کئی روچ پرور اور شوق انگیز جھلکیاں اپنی تمام تر سادگی اور عبادت پروری اور قوت تاثیر و تنخیر کے ساتھ دکھائی دیتی ہیں۔ اگرچہ ان میں کچھ مافوق الفطرت عناصر کی طرف زیادہ ہرما، نظر آتا ہے۔ لیکن یہ سب سے، رہ دور سم زمانہ کے ذیل میں چشم پوشی کی جاسکتی ہے!

بہر حال خداوند بزرگ و برتر مؤلف کے درجات میں اضافہ در اضافہ فرمائے کہ انہوں نے تمام احوال و کوائف اور کئی روچ پرور اور شوق انگیز جھلکیاں اپنی تمام تر سادگی اور عبادت پروری اور قوت تاثیر و تنخیر کے ساتھ دکھائی دیتی ہیں۔ اگرچہ ان میں کچھ مافوق الفطرت عناصر کی طرف زیادہ ہرما، نظر آتا ہے۔ لیکن یہ سب سے، رہ دور سم زمانہ کے ذیل میں چشم پوشی کی جاسکتی ہے!

چونکہ زیر بحث تذکرے کی مرکزی شخصیت حضرت شیخ عبدالغفورؒ ہیں، اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ان تالیف لطیف کی روشنی میں آپ کی زندگی اور تعلیمات کے کچھ اہم پہلو نمایاں کر کے جائیں جو حالانکہ طریقت اور تلامذہ کے

تاریخ و تذکرہ کے کام آئیں۔

اپنے پیر و مرشد کے احوال و کوائف کے بیان کے لیے، مؤلف نے تذکرے کا سولہواں باب (۱۲۹-۱۹۲) (۱) مخصوص کیا ہے لیکن بعض دیگر مقامات پر بھی ضمناً آپ کا ذکر خیر آیا ہے مثلاً :

۱۔ مقدمہ۔ (۱-۳ الف) ۲۔ باب ۱۵۔ (۱۲۶ الف) ۳۔ باب ۱۷۔ (۱۹۲ ب)

چنانچہ حضرت شیخ عبدالغفور انصاری جالندھری کے بارے میں زیر نظر تمام معلومات کا منبع و ماخذ، مرآت الغوریہ کے محولہ بالا مقامات ہی ہیں۔

حضرت شیخ کا خاندانی پس منظر :

آپ نسلاً انصاری تھے۔ آپ کے جد امجد (اعلیٰ) حضرت مولانا ابراہیم، حضرت شیخ شہاب الدین سروردی (م) (۶۳۲ھ) کے فیض یافتگان میں سے تھے۔ آپ کا مزار دامن کوہستان میں کانین کرم کے مقام پر واقع ہے۔ آپ کی اولاد میں سے کچھ حضرات بیاس اور ستلج کے درمیانی دو آبے میں آکر جالندھر اور اس کے نواح میں سکونت پذیر ہوئے (۱۳۰ الف)۔

ارادت و بیعت :

آپ کی برادری کے اکثر لوگ علاقے کے معروف بزرگ میاں شیخ درویش کی اولاد کے مرید ہوتے تھے لیکن آپ نے سلسلہ قادریہ سے فیض پایا (۱۳۰ ب)۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے :

حضرت حافظ محمد قایم برقدازی اپنے یاران طریقت کے ساتھ اکثر جالندھر میں تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک بار آپ کے گاؤں میں تشریف لائے اور کسی درخت کے سائے تلے بیٹھ کر سرود و سماع میں مشغول تھے کہ شیخ کے دادا بھی اتفاقاً وہاں جا پہنچے اور حضرت حافظ صاحب کی بادۂ معرفت سے لبریز آنکھوں کی تاب نہ لا کر انھیں مسخر کر لینے والا بوئی عامل جادوگر سمجھ بیٹھے اور واپس آکر گاؤں کے لوگوں کو نصیحت کرنے لگے کہ اپنے لڑکوں کو اس جادوگر سے بچا کر رکھنا کہ سر مست معلوم ہوتا ہے اور لڑکوں کو پنانا کر کے ساتھ لے جائے گا۔

(۱) صاحب شریف التواریخ نے اس پورے باب کا اردو ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

اتفاق سے حضرت شیخ اپنے ایک دوست خان محمد کے ساتھ سیر سپانا کرتے ہوئے ادھر کو آنکے اور تماشائی بن کر حلقے میں جا بیٹھے۔ جو نہی حضرت حافظ برقدازی کی محمور نظریں آپ پر پڑیں تو آپ بے اختیار ہو کر رقص کرنے لگے۔ کسی نے آپ کے دادا کو اس صورت حال سے آگاہ کیا تو وہ کہنے لگے: ”مجھے کیا خبر تھی کہ یہ آفت مجھی پر نازل ہو جائے گی“ (۱۳۱ الف)۔ جب کچھ اتفاق ہو تو حافظ برقدازی انھیں اپنی ربائش گاہ کا پتہ بتلا کر رخصت ہو گئے کہ ہم مسجد ”مجاوران امامانہ“ میں ہوں گے۔

آپ کے دادا نے عشق و محبت کے اس سیل بے اماں کے آگے بند باندھنے کی کوشش کی اور اسے لاکر قید کر دیا۔ آپ موقع پا کر گھر سے بھاگ نکلے اور مقام موعودہ پر حاضر خدمت ہو گئے۔ چونکہ آپ کے دادا کو آپ سے بڑی محبت تھی، اس لیے انھیں مجبوراً اس صورت حال سے سمجھوتا کرنا پڑا۔ چنانچہ انھوں نے حضرت کو اپنے گھر دعوت دے کر انھیں رازدات کیا۔

چند دن بعد آپ واپس پاک پتن شریف جانے لگے تو احباب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ”میں یہاں میری وراثت الاول کو حجرات کے قریب نوشہرہ مغلاں میں آتا ہوں کیونکہ پانچ ربیع الاول کو میرے پیرو مرشد حضرت پیر صاحب صاحب مبارک ہوتا ہے۔ اگر ارادہ ہو تو وہاں چلے آنا“ یہ بات بظاہر دوسروں سے کی گئی تھی لیکن اس سے مقصود آپ کو آجائے اور حضرت شیخ کی طلب صادق اور پہنچی ارادت دیکھیے کہ انھوں نے یہ بات سنتے ہی دل میں پختہ ارادہ کر لیا اور حضرت کو آگے دے دیں گے، حالانکہ اس وقت آپ کی عمر دس بارہ سال سے زیادہ نہیں تھی اور اتنی عمر کے لڑکے کا طب مہارتیں تو کچھ عیب سی بات تھی اور مستقبل میں آپ کی جلالت و روحانی کی نماز بھی! (۱۳۱ ب)

عرس کے ایام قریب آئے تو انھوں نے ایک فقیر سے درخواست کی کہ وہ انھیں بھی ساتھ لے کر آئے اور ان کے ساتھ لے جانے سے معذرت کی اور اس کا سبب آپ کے دادا سے خوف ہی ہو سکتا ہے البتہ اس درویش کو یہ سزا دینا چاہیے کہ ”آپ پہلے نکل چلے یا بعد میں آجائے، شہر سے باہر جا کر اکٹھے روانہ ہو جائیں گے۔“ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپ نے معیت میں نوشہرہ پہنچ گئے۔ حضرت حافظ صاحب ابھی تک نہیں آئے تھے اور آپ کا غلط اب دیدار تھا۔ یہاں تک کہ ایک نو عمر لڑکے کو تصویر حزن و ملال بنا دیکھ کر سب لوگ ان کی دلجوئی کرتے رہے لیکن ان کا غم و اندوہ نہیں تھا۔ (۱۳۲ الف)۔ آخر کار حضرت حافظ صاحب کے ورود مسعود کی جانفزا خبر ملی۔ پتہ دور جا کر استقبال کیا اور قریباً دو روز مشرف ہوئے۔ چند روز وہاں باہم مقیم رہنے کے بعد حضرت پاک پتن روانہ ہوئے اور آپ و باندھتے روانہ ہوئے اور حضرت شیخ عبد الغفور کی والدہ ماجدہ آپ کے بچپن ہی میں وفات پا چکی تھیں اور آپ کی پوری زندگی ان کی یاد میں گزری تھی، جو آپ کے بڑے بھائی کی والدہ تھیں لیکن وہ راجہ زمانہ انھیں اپنے پیوں سے بھی عزیز تر سمجھتی تھیں اور ان کی جدائیں ہونے دیتی تھیں۔ اگلی بار حضرت حافظ صاحب جاندھ آئے تو آپ ہی نے ہاں قیام پذیر ہوئے۔ والدہ نے آپ کے عرض کیا کہ: ”جب یہ عرس پر چلے گئے تھے تو میں تو بالکل جاں بہ لب ہو گئی تھی۔ اب یہ فقیر کی بی روش اپنا میں سے تو نیلے کسی کام کے نہیں رہیں گے!“ آپ نے انھیں خاطر خواہ تسلی دی اور حضرت کو نوکری کرنے کا حکم دیا۔ تمہیں ارشاد میں لکھا

چاہتے ہوئے بھی فوج میں ملازم ہو گئے۔ (۱۳۳ الف)۔ اس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ اطاعتِ مرشد کا جذبہ، آپ کی اپنی خواہشوں پر غالب تھا۔

شغلِ سپاہ گری :

حضرت حافظ محمد قایم برقدازی کے حکم کی تعمیل میں پٹنہ جا کر نواب میر جملہ خان کی ملازمت اختیار کی۔ نواب نے آپ کو کسی فوج دار کے ساتھ مقرر کر دیا۔ چونکہ بڑے غریب پرور اور اعزہ و اقارب کا خصوصی خیال رکھنے والے تھے، اس لیے برادری کے تقریباً پانچ سو افراد کو بھی ساتھ لے گئے۔ سخاوت پیشہ اور ایثار مشرب تھے۔ اخراجات میں تنگی پسند نہیں تھی۔ کچھ تنخواہ وصول کر لیتے اور کچھ خزانہ سرکار میں باقی رہنے دیتے۔ اوپر کے اخراجات چلانے کے لیے ایک ساہوکار سے قرض لیتے رہے اور چند ہزار روپے کے مقروض ہو گئے۔ ایک بار ساہوکار کے کارندے نے قرض کی رقم طلب کی (۱۳۳ ب)۔ ادھر خزانے کے ملازمین بقایا جات کی ادائیگی میں لیت و لعل کرتے رہے۔ اس صورت حال سے آپ کی عزت نفس کو بہت ٹھیس لگی۔ آپ نے ساہوکار کو پیشکش کی جب تک واجبات ادا نہیں ہوتے، وہ آپ کے گھوڑے اور ہتھیار وغیرہ اپنے پاس رکھ لے۔ وہ کوئی بھلا آدمی تھا، اس نے ایسا فعل نامناسب جانا اور اپنے کارندے کو خوب ڈانٹ پلائی کہ اُسے ایسے شریف اور خاندانی لوگوں سے یہ رویہ نہیں رکھنا چاہیے تھا۔ ساہوکار نے آپ سے معذرت کی کہ جب رقم مل جائے گی، وصول کر لی جائے گی اور اس گستاخی کی تلافی کے لیے آپ اس کی ضیافت قبول کریں۔ آپ نے بھی اس کی وسیع ظرفی کا جواب بڑی عالی طبعی سے دیا اور اُس کی نہایت پر تکلف دعوت میں تشریف لے گئے۔ دعوت کے بعد ساہوکار نے بڑی تدبیر سے آپ کو اپنی جمع کی ہوئی دولت کے انبار دکھائے (۱۳۴ الف) اور ایک بار پھر کارندے کے نامناسب رویے کی عذر خواہی کی اور کچھ ہدیہ بھی پیش کیا۔ آخر آپ نے گماشتے کو معاف کیا تب ساہوکار کو اطمینان ہوا۔

جب سرکاری گماشتے سیدھے ہاتھوں بقایا جات ادا کرنے پر آمادہ نظر نہ آئے تو آپ میاں محمد یار خان رستم دل مرحوم کے مشورے سے حاکم کے پاس گئے۔ محمد یار خان نے اس کا گریبان پکڑ لیا۔ خوشامدی مصاحبوں نے تلواریں سونت لیں۔ آپ نے غیر معمولی شجاعت اور بے خوفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مصاحبوں کو خبردار کیا کہ اگر کوئی بھی ایک قدم آگے بڑھا تو نتانج کی ذمہ داری اس پر ہوگی۔ ساتھ ہی آپ نے خود حاکم کی کمر میں ہاتھ ڈال لیا اور اسی وقت بقیہ تنخواہ وصول کر کے چھوڑی اور اسے اپنی روانگی کے ارادے سے آگاہ کیا۔ حاکم نے ہر چند معافی تلافی کی کوشش کی لیکن آپ نے فرمایا کہ اب مناسب نہیں ہے! واپس رہائش گاہ پر پہنچ کر آپ نے بڑے اہتمام سے، سب کے ساتھ لین دین صاف کیا اور وطن واپس لوٹے۔ بقایا جات اتنے زیادہ تھے کہ بہت سے لوگ آپ سے دو دو ہزار روپیہ گھروں کو لے گئے۔ رخصتی کے وقت آپ نے کچھ گھوڑے اور

خیمے بھی محمد یار خان کو عطا فرمادیے (۱۳۴ ب)۔ بہت کم مال و اسباب لے کر شاہجہان آباد پہنچے۔ چچی کھچی رقم وہاں صرف ہو گئی۔ کچھ پیسے سر ہند میں خرچ ہو گئے اور آپ صرف سواری کا گھوڑا اور تین غلام لیے گھر پہنچے۔

مرشد کا اسلوب تادیب و تربیت :

آپ کے شیخ طریقت حضرت حافظ صاحب آپ کی روحانی پیشرفت پر کڑی نظر رکھتے تھے۔ پٹنڈ سے واپسی پر آپ حضرت پھیار صاحب کے عرس پر نوشہرہ مغلاں حاضر ہوئے۔ اس وقت حضرت حافظ صاحب، حضرت میاں محمد ابرار صاحب و نشین نوشہرہ مغلاں کے دیوانخانے میں حاضر تھے۔ شیخ عبدالغفور اپنے مرشد کے قدموں پہنچے پھر سجادہ نشین صاحب نے قدم بوسی کی اور ان کی خدمت میں ایک چادر کا نذرانہ پیش کیا۔

کچھ دیر بعد حضرت حافظ صاحب اپنی رہائش گاہ میں تشریف فرما ہوئے تو دوسرے احباب سے مناسب ہو کر نذرانہ پیش کیا۔ ”آج سے میاں عبدالغفور کا بہت ادب کیا کرو کیونکہ یہ میرے برادر طریقت ہو گئے ہیں اور تمہارے پتے سے آئے ہیں۔“ صاحب کی خدمت میں نذر پیش کرتے ہیں! آپ نے عرض کیا کہ: ”حضور! ہم لوگ تو آپ ہی سے آئے ہیں۔“ صاحب نے فرمایا: ”اس کے بعد آپ اپنے مرئی کامل کے اس لطیف اشارے کو سمجھ گئے کہ معاملہ خلاف آداب ہو رہا ہے۔“ صاحب نے اپنی زندگی بھر یہ سبق یاد رکھا اور نوشہرہ میں ہمیشہ اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں پہلے نذر پیش کی اور بعد میں مرشد صاحب کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا (۱۳۵ ب)۔

مرشد سے ارادت و محبت :

مرآت الغفور یہ کی روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ اپنے پیرو مرشد کے عشق و محبت میں اتنی تڑپا کر رہے تھے کہ مرتبے کو پہنچے ہوئے تھے۔ ایک بار اچھے تریوز دیکھے تو خیال آیا کہ شیخ کی خدمت میں پیش کیے جائیں۔ چنانچہ کافی تریوز لے کر اٹھا کر پیدل پاک پن شریف حاضر ہوئے۔ شیخ بڑی شفقت سے بغل گیر ہوئے۔ نذرانہ قبول فرمایا پھر آپ اپنے پیرو مرشد کے پاس اور باقی درگاہ گنج شکر کے سجادہ نشین دیوان محمد یوسف اور کچھ دیگر دوستوں کی خدمت میں پہنچے (۱۳۶ ب)۔ اسی طرح ایک بار دیدار مرشد کے لیے اتنے بے اختیار ہو گئے کہ بغیر کوئی سواری اور ساتھی کے پاک پن شریف کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ جذب و کیف کی ایسی حالت طاری تھی کہ ہر قدم پر دو رکعت نفل ادا کرتے۔ کچھ میں ایک تھیلہ لٹا ہوا تھا، جس میں بھنے ہوئے جو تھے۔ پانی کا ایک کوزہ تھا۔ بس اتنے سے زاد سفر کے ساتھ جھنگلوں بیلوں کا صعوبت سے سفر کرتے کرتے رہے۔ بھوک ستاتی تو اسی زاد راہ میں سے کچھ تناول کر لیتے۔ دن بھر میں مشکل کوس ڈیڑھ کوس کا فاصلہ طے کرتے۔

کبھی کسی آبادی میں رات پڑتی تو کبھی جنگل میں۔ راستے میں جو بھی دیکھتا، آپ کی حالت زار پر ترس کھاتا کہ افسوس اس نوجوان کو نجانے کیا ہو گیا ہے! دو ماہ اور چند روز کی مشقت و ریاضت کے بعد منزل مقصود پر پہنچ کر زیارت شیخ سے مشرف ہوئے (۱۷۳ اب)۔ آپ کا عمر بھر کا معمول رہا کہ اکثر و بیشتر دوسرے تیسرے مہینے میں بے چین ہو کر زیارت کے لیے عازم پاک پتین ہو جاتے تھے (۱۷۴ اب)۔ فرماتے تھے کہ: ”جب بھی اشتیاق دیدار ہوتا تھا، چل پڑتا تھا“ (۱۷۵ اب)۔

حضرت بھی آپ پر خصوصی لطف و کرم کرتے اور آپ سے امتیازی سلوک روارکھتے تھے۔ آپ اپنے شیخ کے سب سے زیادہ قابل اعتماد مرید و خلیفہ تھے اسی لیے شیخ نے، آپ کو کچھ خاص اور ادو و طائف کا اذن دیا تھا کہ وہ آپ کے صاحبزادے میاں غلام رسول کو منتقل کر دیں (۱۷۶ الف)۔ یہی سبب ہے کہ صاحبزادہ والا قدر نے آپ سے بیعت کی۔

سیر و سیاحت کا پہلا دور :

”سیر وافی انارض“ (۱۱ ۶) کے حکم ربانی کی تعمیل میں، سیر و سیاحت بھی سالکان راہ ہدایت کے نصاب تربیت کا جزو اعظم رہی ہے اور اکثر اکابر مشائخ نے طویل مسافرت سے فیوض باطنی حاصل کیے۔ حضرت شیخ عبدالغفور نے بھی اپنے شیخ طریقت کے ارشاد کی تعمیل میں جھنگ سیال اور ملتان کے علاقوں کی سیاحت کی۔ جھنگ میں آپ نے بطور خاص مائی ہیر کے مقبرے پر حاضری دی اور پھر منزل بہ منزل ملتان پہنچ کر حضرت شیخ بہاء الدین زکریا (م ۵۱۵ھ) کی مزار بونسی کی سعادت حاصل کی (۱۷۹ اب)۔ ملتان سے آپ اپنے شیخ کے آستانے پر حاضر ہوئے۔ دو تین دن کے تھکے ماندے تھے اور سر لاپاگرد آلود۔ اس لیے ایک کنبل اوڑھ کر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ نے متنبہ ہو کر فرمایا: ”تم بہت سفر کر کے آئے ہو، راستے کی گرد تم پر بہت پڑی ہے!“ (۱۸۰ اب)۔ یہ فرحت انگیز جملہ ایک طرح سے آپ کی محبت اور مشقت کی قبولیت کی سند تھا۔

زیارت رسالت مآب :

حضرت حافظ محمد قایم برقدازی اپنے اس مرید صادق اور عاشق راسخ کر اپنے پیرو مرشد کے آستانے پر ز شہرہ مغال لے گئے کہ وہ بارگاہ پھیاری میں بھی شرف قبول پائیں۔ وہاں رات کو خواب میں شیخ عبدالغفور کو حضرت نبی کریم کی زیارت ہوئی اور حضرت پھیاری نے آپ کو سند نامہ عطا فرمایا جس پر تمام بزرگان سلسلہ کی مر میں لگی ہوئی تھی۔ حضرت میاں شیخ درویش کی مہر کچھ مدہم تھی (۱۸۱ اب)۔

اس کے بعد آپ پاک پتین میں خدمت مرشد میں حاضر رہے۔ شیخ کے اصطلبل میں رہتے تھے۔ اور آپ کے چہر چراتے تھے۔ اسی خدمت کے دوران چراگاہ کی مسجد میں دوپہر کے وقت آپ پر نہایت پُر کیف انوار و تجلیات کا ظہور ہوا۔ آپ نے اس

128499

صورتِ حال سے فوری طور پر حضرت حافظ صاحبؒ کو مطلع کیا۔ انہوں نے اس ضمن میں سکوت اختیار کرنے کا حکم دیا (۱۴۳ ب)۔ ایک بار اسی مسجد میں جو مراقبہ تھے کہ نیند نے غلبہ کیا۔ آپؒ نے عالم خواب میں دیکھا کہ رسول کریمؐ کا لشکر نمودار ہوا اور پھر حضرت حافظ صاحبؒ نے آپؒ کو بارگاہ رسالتؐ میں قدمبوس کر لیا۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے آپؒ کو ایک کاغذ عنایت فرمایا اور کہا۔ ”یہ بھی مجلس میں داخل ہوگا!“ حضرت حافظ صاحبؒ کو شرفِ باطنی سے اس خواب کی ساری کیفیت معلوم ہو گئی اور انہوں نے فرمائش کر کے آپؒ سے اس کی تفصیل سنی (۱۴۳ ب)۔

مرشد کی رحلت اور تعمیرِ روضہ :

انتقال کے سال، حضرت پجیر کے عرس پر حافظ محمد قائم کی طبیعت بہت مضطرب تھی۔ تقاضے کے تحت انہوں نے شہر واپسی پر آپؒ نے شیخ عبدالغفورؒ کو جالندھر روانہ ہونے کا حکم دیا۔ ہر چند انہوں نے حاضر خدمت رہنے پر اسے راجت کر لیا، مگر اجازت نہ دی اور صریحاً کہا: ”اب کی بار میری وفات ہو جائے گی، اگر تم میرے پاس ہوئے تو اب تمہیں لے کر جالندھر کے طور پر مہربان تھے۔ رحلت کے وقت ساری نعمتِ باطنی انھی کو منتقل کر گئے ہیں۔“ نیز آپؒ کی تائید آپؒ نے فرمایا: ”یہ مجذوبوں کا خاصہ ہے کہ وہ حاضر خدمت لوگوں کو نعمت حق پہنچاتے ہیں اور دور رہنے والوں کو محروم رکھتے ہیں۔“ سالک، اپنے عقیدہ مندوں کو، جہاں کہیں بھی وہ ہوں، محروم نہیں رکھتے۔“ اس کے بعد آپؒ نے شیخ عبدالغفورؒ کو ”میری وفات کا علم تمہیں خود بخود ہو جائے گا اور علامت یہ ہوگی کہ نقدی، زیور، کپڑے اور دستارہ وغیرہ انہیں ہاتھ نہ آئیں گے اور تمہیں گے تم فوری چلے آنا!“ (۱۴۴ ب)۔

حسب الارشاد جالندھر پہنچنے کے کچھ دن بعد آپؒ نے خواب میں حضرت حافظ صاحبؒ کو دیکھا۔ اس نے کہا کہ میں جالندھر رہے ہیں۔ اضطراب چند در چند ہو گیا۔ اگلے ہی دن روانہ ہوئے۔ اپنی بستی کی طرف جا رہے تھے۔ پہنچے یہاں تک کہ سورج زمین پر گر پڑا ہے۔ نظارے کی تاب نہ لاتے ہوئے بے ہوش ہو گئے۔ کچھ دیر بعد ہوش آیا تو دیکھا کہ جالندھر میں قائم ہے۔ اسی روز کچھ زیورات اور پارچہ جات مل گئے اور آپؒ کو یقین کامل ہو گیا کہ حضرت حافظ صاحبؒ نے جالندھر میں اپنی رحلت کے بعد میں اس کی تصدیق بھی ہو گئی۔

پاک پتن شریف پہنچے تو سیلابِ گریہ تھا کہ کھتم ہی نہیں رہا تھا۔ دردِ الم و حنا میں امداد اللہ سے رنجی تھی۔ قدرے صبر و قرار آیا تو صاحبزادہ سید غلام رسولؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نذرانہ و دستار پیش کر کے ان کے مشورے سے روضے کی تعمیر کا سلسلہ شروع کر دیا۔ کچھ مہینوں میں عمارت تیار ہو گئی۔

اس موقع پر مرآت سے ایک اہم روایت ہم تک پہنچتی ہے کہ تعمیرِ روضہ کے سلسلے میں دیوان صاحبؒ پاک پتن شریف نے حسد کے مارے پختہ اینٹوں کی فراہمی رکوا دی تھی اور اللہ نے اس سلسلے میں اور سب بنا دیا (۱۴۵ ب)۔

حسد کی وجہ غالباً وہی روایتی معاصرانہ چمک رہی ہو، ورنہ حضرت حافظ صاحبؒ کا رویہ تو درگاہ فریدی کے تمام سجادہ نشینان سے نیاز مندانہ اور دوستانہ ہی رہا تھا۔ اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ایک بار حضرت نے بطور خاص دیوان صاحب کے لیے تربوزوں کا بدیہ بھیج دیا تھا (۱۳۵ اب)۔ ڈاکٹر عارف نوشا ہی نے تعین زمانی کے مطابق لکھا ہے کہ یہ دیوان محمد یوسف ہو سکتے ہیں۔ (۱)

درویشوں اور فقیروں کی اس باہمی خاموش چپقلش کا ایک اور اشارہ بھی ملتا ہے کہ حضرت شیخ عبدالغفور نے حضرت کے عرس کی تاریخ شمسی حساب سے مقرر کی تھی جبکہ بعض یارانِ طریقت نے آپ کے فیصلے کے خلاف، قمری تقویم کے مطابق عرس منایا لیکن تین سال بعد یہ بے اتفاقی بھی دور ہو گئی اور سب نے بالاتفاق آپ کے فیصلے پر عملدرآمد شروع کر دیا (۱۳۵ اب)۔

شیخ کا مجاہدہ و ریاضت :

حضرت شیخ عبدالغفور انصاری کے ذکر خیر میں آپ کی مشقت و ریاضت کا ذکر پہلے بھی ہو چکا ہے۔ مرآت کی مفصل روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ کثرتِ عبادت اور شدتِ مجاہدہ و ریاضت میں انھیں ایک سرورِ خاص ملتا تھا۔ اس سلسلے میں آپ نے اپنی زرعی زمین میں، آبادی سے دور ایک خوبصورت باغیچہ اور دو منزلہ خانقاہ قائم کر رکھی تھی۔ وہاں لکڑی کا ایک تخت پوش پتھیا یا گیا تھا جس پر آپ اکثر و بیشتر مجاہدات رہتے (۱۳۶ الف)۔ سترہ سال مسلسل روزے سے رہے۔ مختلف اسماء کی زکوٰۃ دی۔ متفرق عشرے اور چلے کھینچے۔ نماز معکوس ادا کی۔ خور و خواب بہت کم کر لیا۔ کچھ دیر اسی تخت پوش پر لیٹ کر تھکاوٹ دور فرماتے۔ بیعت سے وفات تک نماز عصر کی سنتوں اور تہجد و اشراق کے نوافل، تصور شیخ اور ذکر پاسِ انفاس پر کاربند رہے۔ مجاہدہ و ریاضت کا یہ عالم کم مشائخ کے ہاں نظر آتا ہے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کے تذکرے میں بھی ایسی زہرہ گداز ریاضت کا ذکر ملتا ہے!

آپ نے اس کثرتِ ریاضت کی برکات سے بہرہ وافر فرمایا۔ ایک روز چلے یا عشرے سے فارغ ہو کر اپنے باغ میں چبوترے پر بیٹھے تھے کہ یکایک دل میں خیال گزرا کہ نجانے اس مجاہدہ و ریاضت سے کچھ حاصل بھی ہو یا نہیں! اسی کیفیت میں آپ کی نظر انار کے ایک درخت پر پڑی تو وہ آپ کی خدمت میں سر بہ سجود ہو گیا (۱۳۸ الف)۔ یہ قبولیت کی ایک اطمینان بخش نشانی تھی۔ گویا آپ کی عبادات درجہء قبولیت سے سرفراز ہو چکی تھیں اور آپ کے مرتبہء روحانی میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا تھا۔

(۱) شریف التواریخ ۳، ۳، حاشیہ ص ۳۳۰

مسماۃ جنت کا واقعہ :

جنت نامی ایک خاتون، جو حضرت حافظ صاحب سے ارادت رکھتی تھی اور آپ کے گلمے میں خدمت کرتی تھی، حضرت شیخ عبدالغفور کے عشق میں مبتلا ہو گئی۔ چونکہ اس کی طلب میں ہوسا کی اور بے ادبی شامل تھی اس لیے اسے عبرت ہانک رہا اہل۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک بار شیخ عرس میں حاضری کی نیت سے پاک پٹن آئے اور دیوان خانے میں قیام پذیر ہوئے۔ گھر سے مائی صاحبہ نے جنت سے کہا کہ وہ میاں صاحب کی خدمت میں کھانا پہنچا آئے۔ اس نے کھانا کھاتے کھاتے میں مائی صاحبہ سے کہا کہ میں ان کے برابر ہوں، کسی اور سے کہیں کہ انھیں کھانا دے آئے۔ مائی صاحبہ کو اس کی یہ بات بری ہی۔ آخر ان کے اس پر وہ کھانا لے گئی لیکن نہایت بد تمیزی سے رکھ کر چلی گئی اور پھر مستقلاً یہی معمول بنالیا۔

پھر اس میں آپ پر فریفتگی کے آثار پیدا ہونے لگے اور وہ آتے جاتے آپ سے تکی مبالغہ کرتی تھی۔ مہربان آپ نے اسے سختی سے منع کیا مگر وہ باز نہ آئی۔ آخر جب شیخ عبدالغفور اس حتمی نتیجے پر پہنچ گئے کہ اس کا دل اور اس کے دل سے اس ہو گیا ہے تو آپ نے اس کی چچی کچھی روحانیت بھی سنبھالی۔ وہ ساتھ ہی ہوش و حواس سے تکی یہ نہ ہوئی، تو یہ سب سب کچھ بھگرتی بے اختیار دوز کر آپ سے لپٹنے کی کوشش کرتی۔ آپ پتھر اور اینٹیں مار کر اس کو بھٹکاتے۔ بات شروع ہوئی اور وہ اسے اجباب نے اس صورت حال پر تشویش کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا: ”میں تو اسی انداز میں یہ مار رہا ہوں کہ اسے اس آتی۔“ قضائے الہی سے وہ اندھی ہو گئی۔ اسے سر ڈھانپنے کا ہوش بھی نہ رہا۔ کبھی کسی جگہ میں یہ جگہ میں اسے چبوترے پر۔ اس حالت میں کہ جسم اوپر اور سر نیچے لٹکا رہتا۔ مولف انہوں نے مائی جنت کو یہ بات سن کر دیکھا تھا (۱۳۹ اب)۔ کچھ عرصہ وہ اسی طرح بے حال رہی۔ پھر پتھر اجباب کی سفارش پر آپ نے فرمایا کہ اسے کھانسی ہو جائے گی! چنانچہ اس کی ایک آنکھ بھی ٹھیک ہو گئی اور پتھر حواس بھی بحال ہوئے۔ آخر حضرت حافظ صاحب نے مائی صاحبہ، جنہیں شیخ نے بیٹنی کہا رکھا تھا، اور مولف نے والدہ کی سفارش پر جنت کی تہنید مولف ہوئی اور وہ اس کے ساتھ کر شہر اور خانقاہ میں آنے جانے لگی۔

بعد میں آپ نے اسے کہا کہ وہ ٹھیک فرید لکھویرا میں سکونت پذیر ہو جائے۔ مولف نے اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس نے بات نہ مائی اور وہیں رہی۔ حضرت کی زندگی میں بھی اور بعد میں بھی کئی بار وہ جنت کے پاس آئی۔ اس وقت اس کی ساری باتیں بالکل ٹھیک ہو چکی تھی (۱۵۰ الف)۔

اس واقعے سے حضرت شیخ نے استقامت، بردباری اور اخلاقی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی مرشد زاوی کو بیٹنی بنایا ہوا تھا اور ان کی بات نہیں مانتے تھے۔ ساتھ ہی مولف نے والدہ مائی صاحبہ سے کہا کہ جنت کو لے کر آئے تھے اور وہ ان لوگوں میں شامل تھیں جو آپ کی خدمت میں سفارش کرتے تھے۔

سیر و سیاحت کا دوسرا دور :

اپنے شیخ مکرم کی وفات کے بعد وہ صاحبزادہ غلام رسول کو مختلف یارانِ طریقت کے ہاں لے جانے کے لیے اپنے علاقے میں لے گئے۔ لاہور اور اس کے مضافات سے ہوتے ہوئے جالندھر میں کچھ روز کے۔ پھر ہوشیار پور اور اس کے نواحی علاقوں میں مختلف یارانِ طریقت کے ہاں گئے۔ صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں دو سو روپے نذرانہ پیش کیا اور ان کو پہنچانے پاک تین گئے۔ کچھ دن بعد دیوان صاحب کے باغ کی سیر کی۔ پھر موضع ارژان، جگوکی، نوتھیہ سیداں، توگیر فتو پورہ، لالہ کی، جمانا جموں، پناہ کوٹ، کپر، لودھراں، ملتان، بہاولپور، قلعہ دراوڑ، خیر پور اور مبارک پور وغیرہ کی سیر و سیاحت کی (۱۵۰ ب - ۱۸۱ ب)۔

اس سیر و سیاحت کے دوران ہوشیار پور میں میاں ابراہیم نامی (۱) ایک صاحب سلسلہ سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ آپ صاحبزادہ صاحب کو ان کے گھر لے گئے۔ انہوں نے حتی المقدور بہت خاطر تواضع کی (۱۵۱ الف)۔ ان ایام میں آپ سے متعدد کرامات کا ظہور ہوا۔

معاصر مشائخ اور یارانِ طریقت سے روابط :

مرآت الغفوریہ سے حضرت میاں عبدالغفور انصاری جالندھری کے اعلیٰ اخلاق و کردار کا ایک قابل ستائش پہلو یہ سامنے آتا ہے کہ آپ اپنے ہم عصر مشائخ اور ان کی اولاد کے ساتھ اچھے مراسم رکھتے تھے۔ ان کا ادب و احترام ملحوظ رکھتے اور اپنے ارادتمندوں کو بھی اس کی تاکید کرتے تھے۔ علاوہ ازیں اپنے مشائخ کے مریدوں اور اپنے ارادتمندوں کے ساتھ بھی گہرے جذباتی روابط استوار رکھتے تھے اور حتی الامکان ان کی دلجوئی کرتے رہتے تھے۔

معاصر مشائخ کے ضمن میں میاں نخت جمال کے مریدوں کی دعوت میں شرکت (۱۵۲ ب)، باباحیات شاہ کی طرف سے ان کے پیرومرشد کے عرس میں شمولیت اور ایک پہر تک صوفیوں کے استقبال کے لیے سراپا عجز و انکسار بن کر کھڑے رہنا (۱۶۰، ۱۶۱ الف)، دیوان صاحب پاک تین شریف کے باغ کی سیر (۱۶۲ الف) اور سردار جہان خان کے چنگل سے دیوان صاحب کی خلاصی میں آپ کے بنیادی کردار (۱۷۱ الف و ب)، لودھراں میں حضرت مخدوم صاحب گنج بخش (م ۱۱۹۸ھ) کے باغ میں قیام اور خیر پور میں حضرت شیخ عماد الدین قریشی ملتانی سے مفصل ملاقات (۱۷۵ ب) کا ذکر بہت ضروری ہے۔ یہ تمام

واقعات آپ کی شخصیت کی عظمت ظاہر کرتے ہیں۔ ہم عصر بزرگوں سے انھی اچھے روابط کی بدولت آپ دوسرے سلاسل طریقت سے وابستہ لوگوں میں بھی مقبول تھے۔ موضع تو ننھ سیداں کے رئیس سید محمد بخش نے بڑے اصرار سے آپ کی دعوت کی تھی (۱۶۲ اب) حالاں کہ وہ نوشاہی یا قادری نہیں تھے بلکہ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت خواجہ نور محمد مہاروی (م ۱۲۰۶ھ) کے مرید تھے۔

اپنے عقیدہ مندوں کے ساتھ ان کا فردا فردا رابطہ، ہر ایک کے دکھ سکھ میں شرکت اور ہر ایک کی تشویق ان کے روحانی قد و قامت میں بے پناہ اضافہ کرتی ہے۔ وہ اپنے مریدوں سے اخلاص رکھتے تھے۔ ان سے مناسب حد تک بے تکلف ہی ہو جاتے تھے۔ ان کے حق میں ایثار بھی کرتے تھے۔ ان کے آرام و آسائش کا خیال بھی رکھتے تھے۔ اور نہ رات کے وقت تہیہ و تادیب سے بھی نہیں چوکتے تھے۔ یہی وہ اوصاف جمیلہ ہیں جو کسی مرشد کامل میں ہونے چاہئیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں بشری نفسیات سے خاصی آگاہی حاصل تھی۔ دوسروں کے حق میں اتنا کچھ کیے بغیر، ان کی خاموشی و باطنی کیفیت پر ان کا انداز ہونا قریب قریب ناممکن ہوتا ہے یا اگر کچھ مثبت نتائج نکل بھی آئیں تو وہ دیرپا نہیں ہوتے، ایک وقتوں میں یہ سب ہو جاتا ہے جھاگ کی طرح بیٹھ جاتا ہے۔

جذب و کشش کے یہی وہ اسباب تھے جن کی وجہ سے خلق خدا ان کی طرف لہجی چلی آتی تھی اور شہرت و محبوبیت بڑھتی رہتی تھی۔ ایک سفر کے دوران تقریباً ساٹھ لوگ آپ سے بیعت ہوئے اور مؤلف مرآت کے بقول چار ہزار سے زائد تھے۔ آپ سے مرید ہوئے تھے (۱۵۳ اب)۔

اس سلسلے میں چند اہم واقعات کا ذکر بہت ضروری ہے جن سے اندازہ ہو سکے گا کہ شیخ اپنے مریدوں کے لیے کیا کیا کوششیں کرنا ان کا عمومی طرز عمل کیسا ہوا کرتا تھا:

۱۔ مسماں جنت کے واقعے میں آپ نے یاران طریقت، مؤلف کی والدہ اور اپنی مرشد زادہ کی خدمت میں جو کچھ فرمایا وہ خطا سے چشم پوشی کی (۱۳۹ اب، ۱۵۰ الف)۔

۲۔ حضرت نور جمال کے مزار کی زیارت سے واپسی پر، پہاڑ سے اتر کر صحرا میں قیام کیا اور عاقبت مزار پر پہنچ کر فرمایا: "یاران طریقت نے طنز کیا: "اس جنگل بیابان میں گوشت کہاں؟" عرش ہی سے آئے تو آئے تھے آپ اس طنز سے بے خبر نہ ہو کر خاموش ہو گئے (۱۵۱ اب) اور پھر آپ کی کرامت سے وہیں گوشت فراہم ہو گیا (۱۵۲ الف)۔ یہ فرمان، سبھی انہوں نے میاں سخت جمال کے مریدوں کی محفل میں بھی دکھائی تھی، جہاں ان کو بالواسطہ نشانہ طنہ بنایا یا تھا اور آپ نے اس فوراً رد فرمایا۔ کا مظاہرہ نہیں کیا تھا (۱۵۳ الف)۔

۳۔ مؤلف قرض لے کر تریو زاور خریو زوں کا نذرانہ لے گئے تو آپ نے فرمایا: "قرض انہا مریدوں کے لیے ہے، انہوں نے ان کے ساتھ ساتھ یہ جملہ مؤلف کے لیے نصیحت یا مشورہ بھی تھا جو ان دنوں مفلوک الحال تھے۔ حضرت کا مدعا یہ تھا کہ انہوں نے

میں اس تکلف کی کیا ضرورت تھی؟ (۱۵۷ اب)

۴۔ پاک پتن سے حضرت کی روانگی کے وقت جب مؤلف کی حالت غیر ہو رہی تھی تو آپ نے ان سے بے پناہ شفقت کا

مظاہرہ کیا (۱۵۸ اب)۔

۵۔ حیات شاہ کی دعوت میں اپنے مرید میاں ابراہیم کو ساتھ لے جانا چاہتے تھے، چنانچہ ان کی دلجوئی کے لیے ان کی ایک

باکل چکانہ سی فرمائش پوری کرنے کا وعدہ کیا (۱۶۱ الف) جو پوری ہو گئی۔

۶۔ عبدالکریم کے مکان پر استراحت کے دوران حضرت مٹھی منزل پر آرام فرماتے اور صاحبزادہ غلام رسول بالائی منزل پر

میں مہمند بھی بالائی خانے پر تھے۔ حضرت نے بعد میں مسکراتے ہوئے بڑے پیار سے ہلکی سی سرزنش کی کہ یہ حرکت خلاف ادب

تھی (۱۶۱ ب)۔ مرئی ہونے کے ناتے یہ تاویب آپ کا فرض تھا جسے انہوں نے اتنی عمدگی سے ادا کیا کہ میاں مہمند اور دوسرے

مرید سمجھ بھی گئے کہ رعایت ادب کتنی ضروری ہوتی ہے اور کسی کی دلازاری بھی نہیں ہوتی۔

۷۔ موضع جمانا جموں میں ایک خشک مٹا کے ساتھ محث مباحثے اور قیل و قال کی بجائے آپ نے

”و ادا حاضیہ الجاہلون قائم اسامام“ (۶۳ ۲۵) والا قرآنی نسخہ کیسیا آزمایا اور اس کے ساتھ نزاع وجدال کی صورت

نہیں پیدا ہونے دی (۱۲۳ ب)۔ ملا بتلانے عقوبت ہو تو پھر آپ نے اس کے حق میں دعائے خیر بھی کی (۱۶۳ الف)۔

۸۔ ایک بار مؤلف رات گئے تک پاؤں دباتے رہے۔ آپ تھوڑی تھوڑی دیر بعد عیدار ہوتے، اسم الہی زبان پر لاتے اور

مؤلف کو بار بار جا کر سو جانے کا فرماتے رہے (۱۲۵ الف)۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نہیں مؤلف کے آرام کا کتنا خیال تھا!

۹۔ ایک بار مؤلف کچھ احباب کے ساتھ جاندھر حاضر ہوئے تو معلوم ہوا کہ شیخ اپنے دادا مرشد حضرت سچیار کے دربار پر

کئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ آپ کی خدمت میں قاصد روانہ کیا گیا۔ جسے آپ نے یہ تاکید فرمائی کہ وہ لوگ ہرگز کوئی زحمت نہ کریں۔

میں آٹھ دن میں آجاؤں گا (۱۶۶ ب)۔ اس سے بھی آپ کے مشفقانہ رویے کا اندازہ ہوتا ہے۔

۱۰۔ کپور تھلہ میں آپ نے رائے ابراہیم کی بیوزہ محل سماع میں محض احباب کے پاس خاطر کے لیے شرکت کی (۱۶۸ الف)۔

۱۱۔ نواب بہاولپور کم التماس پر بادل ناخواستہ قلعہ دراوڑ تشریف لے گئے (۱۷۳ الف) اور آپ کی برکت سے اس کی

مرمت کا آغاز ہوا۔

۱۲۔ مؤلف کی والدہ نے نے ایک حاملہ بھیر نذر کی اور کہا کہ: ”بھیر آپ کی اور چچہ صاحبزادہ غلام رسول کی نذر!“ تو آپ نے

ہستے ہوئے کہا: ”اگر یہ بچہ جن کر مر گئی تو میرا نذرانہ تو برباد ہو گیا!“ (۱۷۵ الف)۔ اتفاق سے آپ کی بات صحیح ثابت ہوئی۔

۱۳۔ آپ نے ایک ارادت مند دلیل خان افغان کو تلقین فقر اور گوشہ گیر ہو کر یاد الہی کا مشورہ دیا تو اس نے جواب میں کہا:

”میں فقیر نہیں ہونا چاہتا، بادشاہ، وزیر یا امیر بننا چاہتا ہوں!“ آپ نے اس کی نامعقول روش کے جواب میں محض تبسم فرمایا۔

آخر کار وہ آپ کے فیضان صحبت سے فقیر ہو گیا (۱۷۷ اب، ۱۷۸ الف)۔

۱۴۔ بخشش و ایثار کا یہ عالم تھا کہ دلیل خان افغان نے ایک خربوزہ نذر کیا اور وہ خربوزوں کا موسم نہیں تھا۔ آپ نے اس میں سے ایک قاش بھی نہ چکھی۔ سارا دوسروں میں بانٹ دیا (۱۷۷ ب)۔

۱۵۔ میاں ملتانی اور مؤلف کی باہمی بے تکلفانہ توتکار سے لطف اندوز ہوئے (۱۸۱ الف) اور میاں ملتانی پر خصوصی معنیت فرمائی اور مزاحاً فرمایا: ”مبارک پور میں ڈیرہ ڈال دو، خوشے اور جوار کے گنے کھاؤ اور لسی پیو!“ (۱۸۱ ب)۔ یہ نملہ آپ کی خوش طبعی کا بہترین نمونہ ہے۔

۱۶۔ مؤلف کی اہلیہ کی خصوصی بیماری پر سی اور تعزیت کی (۱۷۹ ب، ۱۸۰ الف)۔ نقل پر نواب بیہ لپور آئے اور شہت و ہوا اظہار کیا تو آپ نے ان کی ڈھارس بندھائی (۱۸۰ ب)۔

۱۷۔ نواب مرحوم کی وفات پر، مؤلف سے تعزیت کی اور ان پر زور دیا کہ وہ بہاولپور جائیں۔ حالانکہ وہ شیخ کی بیوی سے

پیش نظر نہیں جانا چاہتے تھے۔ رخصت کرتے ہوئے آپ نے ان سے اپنی خوشنودی خاطر کا خصوصی انصرار کیا (۱۸۵ الف)۔

۱۹۔ شدتِ تکلیف میں بھی ساتھیوں کو بار بار صبر و سکون کی تلقین کرتے تھے۔ اتنی سخت بیماری میں آپ نے بے شک

استقامت کا مظاہرہ کیا اور تقریباً ایک سال کی بیماری کے عرصے میں آپ کی زبان مبارک سے صرف ایک بار ”تو ہے“ کی جملہ نکلنے (۱۸۶ الف)۔

۲۰۔ آخری لمحے تک یہی کہتے رہے: ”میرے یارانِ طریقت پنتے ہیں، پنتے ہیں، جو خام ہیں، وہ بھی پنتے ہیں“

(۱۸۶ الف، ب)۔ مرید خاص حافظ محمد سلیم سے فرمایا۔ ”تم مجھی سے ہو!“ (۱۸۶ ب)۔

۲۱۔ اپنا کفن تیار کروایا: مؤلف کی والدہ کی پیش کردہ چادر کچھ دیر پہنی اور پھر فرمایا: ”یہ قبر سے یہ منہ نہ لے سکتا“

میری تربت پر ڈال دینا!“ (۱۸۶ ب)۔ محبت و عقیدت کا اس سے بہتر حوالہ دیا جاسکتا تھا اور شفقت اور پناہیت کا اس سے اس سے بہتر پیرائے میں اور کیا ہو سکتا تھا؟

۲۲۔ آخری لمحوں میں محمد پناہ بے حال ہو گئے تو آپ نے انھیں دانا سادیا۔ ان سے بھلائی ہو۔ پیشانی پہنی اور پناہ مانگی۔

بھی فرمائیں۔ (۱۸۷ ب)۔

مزاج کی دیگر اہم خصوصیات:

حضرت شیخ عبدالغفور جالندھری کے مزاج پر جذب و کیف، وجد و حال، رندی و سستی اور باتیں شریعتی کا خوب

دکھائی دیتا ہے۔ مؤلف نے دیباچے میں، دوسرے سلاسل سے تقابل کرتے ہوئے، قدوری شطاری نوشاہی سلسلے کے مزاج اور

اس کے اندازِ تربیت کے بارے میں شیخ کی مختصر مگر جامع رائے بھی نقل کی ہے: ”دیگر ان تریبہ اند، و ایشان مشتہ اند“ (۲۰

الف)۔ خود حضرت شیخ کی راہ و روش بھی کچھ ایسی ہی تھی۔ انھوں نے حافظ برقدازی کے نامتو عرفان کے بارے میں

جام پیے تھے، جن کا نشہ عمر بھر ان کی رگوں میں خون بن کر گردش کرتا رہا۔ سرود و سماع سے انھیں والمانہ لگاؤ تھا اور محافلِ سماع میں اکثر و بیشتر از خود رفتہ ہو جاتے۔ یہ کیفیت نورانی دوسروں پر بھی اثر انداز ہوتی اور حاضرین میں سے ہر کوئی بقدرِ ظرف اس مستانہ و قلندرانہ وار فنگلی کی جرعہ نوشی کرتا۔ مرآت میں مندرجہ ذیل مقامات پر محافلِ سرود و سماع میں آپ کی شمولیت کا سراغ ملتا ہے: ۱۶۱ الف، ۱۶۵ ب، ۱۶۸ الف اور ۱۷۸ الف۔

بلکہ مؤلف کے بیان کے مطابق تو آپ کا خچر بھی، جس کا نام ”ہیرا“ تھا، سرود آشنا ہو چکا تھا (۱۷۲ ب)۔ مؤلف بتاتے ہیں کہ لودھراں میں آپ نے انھیں ایک نکتہ لطیف کے اسرار و رموز سمجھائے۔ دورانِ گفتگو آپ کا چہرہ سرخ اور آنکھیں مغمور ہو گئیں۔ مؤلف کی طبیعت میں بھی رقت و گداز پیدا ہو گیا۔ سہ پہر کے بعد آپ نے نماز ادا کی۔ بالاخانے پر جاتے ہوئے آپ کے قدم ڈگمگا رہے تھے۔ چھت پر تشریف فرما ہو کر آپ نے اصطلیل کی طرف دیکھا اور پوچھا: ”یہ گھوڑا کس کا ہے؟“ موافق نے عرض کیا: ”آپ کا!“ تو فرمایا۔ ”کون آپ؟“ (۱۷۳ الف، ب)۔ سکر اور از خود رفتگی کی یہ کیفیت خاص اکثر و بیشتر اہل دل پر طاری ہوتی رہی ہے اور مشائخ کے تذکروں میں ان کیفیات کا بیان ملتا ہے بلکہ خود حضرت نبی کریم کے بارے میں بھی حضرت عائشہ صدیقہ کی زبانی ایسی ہی ایک مستند حدیث مروی ہے۔

حضرت شیخ اس باب میں تجاوز کرنے والوں میں سے نہیں تھے۔ انھوں نے کبھی روشِ اعتدال و توازن اور صراطِ مستقیم شریعت سے انحراف نہیں کیا۔ رندانہ و قلندرانہ ذوق و سرور کے وفور اور کسی حد تک ملامتی مشرب ہونے کے باوجود احکام شریعت کی بجا آوری میں بہت اہتمام کرتے تھے۔ کثرتِ عبادت ان کا جو انی کا معمول تھا۔ نماز انھوں نے زندگی کے آخری لمحے تک نہیں چھوڑی۔ مرض الموت کی شدت میں بھی آپ نے اشارے سے نماز بروقت ادا کی (۱۸۸ الف)۔ اسی تربیت کا نتیجہ تھا کہ آپ کی رحلت کے بعد، فجر کی نماز کے وقت، آپ کے جاں نثار مرید میاں محمد پناہ نے سب ساتھیوں کو یاد دلایا کہ: ”نماز قضا نہ ہونے دیجیے گا!“ (۱۸۹ ب)۔ انھیں خیال گذرا ہو گا کہ ممکن ہے صدے کی شدت میں ساتھیوں کو ادائے نماز کا خیال نہ رہے۔

اس سلسلے میں ایک اور پہلو خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ آپ کے مزاج پر یوں تو غلبہء جمال تھا لیکن گاہے بہ گاہے جلال کی پرچھائیاں بھی دکھائی دے دی جاتی تھیں اور اہل نظر کے نزدیک تو جلال و جمال ایک ہی تصویر کے دو رخ ہیں۔ چنانچہ آپ سے بجز کرامات و خوارق کا ظہور ہوتا تھا۔ اس سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ آپ میں خود پرستی، کبر و نخوت یا کرامت نمائی کا کوئی شائبہ تھا بلکہ حقیقت امر یہ ہے کہ آپ سر اپا اعجاز و کرامت تھے اور خارق العادت امور آپ سے بے ساختہ ظاہر ہو جاتے تھے لیکن آپ نے کبھی ایسی باتوں کو اپنے روحانی علوم مرتبت کی دلیل نہیں سمجھا اور نہ ہی عقیدہ تمندوں کے سامنے کبھی ان پر اظہارِ فخر و مباہات کیا کہ یہ امور بہر حال ایک عارفِ کامل کے حقیقی درجے سے فروتر ہیں اور مشائخِ عظام نے انھیں کبھی اہمیت نہیں دی۔

مرآت الغفوریہ کی شہادتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی مسیحا نفسی کے اعجاز سے کئی ناقابل علاج مریض شفا یاب ہو گئے۔ (۱۷۰ الف، ب ۱۷۸ اب)۔ انسانوں کے علاوہ جانور بھی آپ سے مانوس ہو کر مطیع ہو جاتے تھے (۱۷۱ الف)۔ (۱۷۲ الف، ب)۔ آپ کی نظر لطف سے سرکنڈوں سے بے ہوئے گھروں کو لگی ہوئی آگ بجھ گئی (۱۵۹ اب)۔ موضع کپڑ میں مسما ت بڈھائی کی گم شدہ بحری مل گئی (۱۶۳ اب)۔ آپ کے ہاتھ کے اشارے سے آگ بجھ گئی (۱۶۳ ب)۔ بہاولپور میں ابراہیم فراش پر آپ کی نگاہ کیمیا اثر سے لرزہ طاری ہو گیا (۱۷۲ ب، ۱۷۳ الف)۔ آپ کی توجہ سے خربوزے کی ٹیل نے موسم کے بغیر پھل دیے (۱۷۷ اب)۔ تذکرے میں اپنی وفات کی پیش گوئی (۱۸۶ الف) اور جاں بحق ہو کر پھر زندہ ہو جانا اور ذکر قلبی جاری رکھنا (۱۸۸ ب) جیسی بہت سی کرامات بیان کی گئی ہیں، جن پر یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

زبان و بیان :

زبان و بیان کے حوالے سے مرآت الغفوریہ کا جائزہ دلچسپی کا خاصا سامان فراہم کرتا ہے۔ چونکہ ابتدائی تیرہ ابواب ن نوے فیصد عبارات ”رسالہء مرزا احمد بیگ“ اور ”تذکرہ نوشاہیہ“ سے لی گئی ہیں، اس لیے انھیں امام بخش بھوری کے سلوب نگارش کا نمائندہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ بقیہ چار ابواب ان کے اپنے تحریر کردہ ہیں، لہذا کتاب کی زبان و بیان کا تجزیہ ان پر مشتمل کی روشنی میں کیا جائے گا۔ مرآت الغفوریہ کا انداز تحریر عبارت آرائی سے محفوظ ہے کیونکہ اس کے مؤلف نے پیش کردہ شہادتی دازی نہیں تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی زبان سادہ، سلیس اور آسان ہے۔ اسے بارہویں صدی ہجری میں پنجاب میں لکھی گئی ہے۔ والی فارسی نثر کا بہترین نمونہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ کتاب کی زبان ایرانی نہیں بلکہ وہ فارسی ہے جسے توراتی کہا جاتا ہے اور جو ہندوستان، النہر اور افغانستان سے برصغیر میں رائج ہوئی تھی۔ اس میں جاہلوی روئی سے ہندی (اردو) اور پنجابی الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔ بہت سے جملے اپنی ساخت یا مزاج کے اعتبار سے پنجابی یا اردو کی عبارتیں معلوم ہوتے ہیں۔ یہ خالص برصغیر میں لکھی گئی ہے۔ والی فارسی کا شاہکار ہے اور اس مخلوط ثقافت کا مظہر ہے جو فارسی اور مقامی زبانوں کی صدیوں سے جاری باہمی آمیزش سے لکھی گئی ہے۔ برصغیر میں تشکیل پا چکی تھی۔ اس اسلوب نگارش کے کچھ نمونے درج ذیل ہیں۔

مقامی الفاظ :

کتاب میں وارد ہونے والے کچھ مقامی الفاظ عبارتیں یہ ہیں :

بھورے والا (۱۹۳ الف)، ایک ہندی، پنجابی دو بڑہ (۹۴ ب)، ایک دو بڑہ (۹۵ ب)، پنجابی مس کے (۱۰۰ الف) گودڑی (۱۰۱ الف)، رسویا (۱۰۲ الف)، حصہ دار (۱۰۳ اب)، بار بار (۱۰۴ اب)، خوبصورت (۱۰۵ الف)، تھونہ (۱۰۵ ب)، جھگی (۱۰۶ الف)، پنجابی شعر (۱۱۰ ب)، سرکنڈہ (۱۱۱ الف)، غریب (۱۱۲ الف)، چارپائی (۱۱۳ الف)

پالکی (۱۱۵ ب)، حقہ (۱۹۱ الف)، شگون (۱۲۱ الف)، جوگی (۱۲۳ الف)، شیشم (۱۲۶ ب)، برادری (۱۳۰ ب)، جلدی (۱۳۲ ب)، ساہوکار (۱۳۶ ب)، مال مواشی (۱۳۷ الف)، تربوز (۱۳۶ الف)، چبوترہ (۱۳۶ ب)، پتیلہ (۱۳۷ الف)، حویلی (۱۳۸ ب)، تھان (۱۳۵ الف)، برسات (۱۳۵ ب)، دو منزلہ (۱۳۶ الف)، ڈیوڑھی (۱۳۸ ب)، ڈیرہ (۱۵۱ ب)، پنگ (۱۷۲ الف)، رتھ (۱۷۳ الف)، بیل خریوزہ (۱۷۷ ب)، مائی (۱۹۳ الف)۔

دیگر لسانی خصوصیات :

مرآت الغوریہ کی فارسی نثر کی اہم ترین لسانی خصوصیات، اس کے زبان و بیان پر مقامی اثرات کا غالب ہونا ہے۔
ذیل میں کچھ ایسے عناصر کی نشان دہی کی جاتی ہے :

۱۔ متعدی افعال :

اس تذکرے میں متعدی افعال کا استعمال بکثرت کیا گیا ہے۔ یہ وہی افعال ہیں جو ماوراء النہری فارسی کے زیر اثر بر صغیر کی فارسی میں صدیوں رائج رہے ہیں۔ موجودہ ایرانی فارسی میں ان کا استعمال تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے۔ مثلاً طلبانیدن (۹۹ ب)، خورانیدن (۱۱۶ ب)، خلاص کنانیدن (۱۱۸ الف) شنوآمیدن (۱۳۱ ب)، پختہ کنانیدن (۱۳۸ الف)، روشن کنانیدن (۱۵۰ الف)، بازگشانیدن (۱۶۲ ب)، تیار کنانیدن (۱۶۸ الف)، درست کنانیدن (۱۸۶ ب)، بستہ کنانیدن (۱۸۸ الف)۔

۲۔ جمع کا خاص استعمال :

(الف) جمع در جمع :- مایان (۱۰۰ الف)، مشایخان (۱۵۲)، مقاصدات (۱۵۵ الف)۔
(ب) عدد اور معدود دونوں جمع :- دو فقیران (۹۴ الف)، شانزدہ فرزندان (۱۲۵ ب)، دو برادران تجار (۱۳۵ ب) ہر دو صاحبان (۱۵۴ الف)، ہر دو برادران (۱۵۷ الف)، وہ کس فقیران (۱۴۰ ب)۔

۳۔ ہندوستانی ساخت اور مزاج کے جملے :

- ۱۔ سکونت پذیر بودند (۱۹۲ الف)، سکونت پذیر تھے۔
- ۲۔ طعام تیار کردہ (۹۳ الف)، کھانا بنا کر۔
- ۳۔ دست درکار نازک انداختہ بود (۹۴ ب)، اس نے نازک کام میں ہاتھ ڈال دیا تھا۔
- ۴۔ حظ خواہد آمد (۹۳ الف)، لطف آئے گا۔
- ۵۔ طبیعت میاں مذکور بسیار جلاہت داشت (۹۴ الف)، میاں صاحب کامزاج بہت جلدی تھا۔
- ۶۔ کار او بند بود (۹۴ الف)، اس کا کام رکا ہوا تھا۔
- ۷۔ تواضع نکردند (۹۷ الف)، انہوں نے خاطر تواضع نہ کی۔
- ۸۔ پردہ نمودہ (۹۷ ب)، پردہ کرے۔
- ۹۔ پسند نمی آید (۱۰۲ الف)، پسند نہیں آتی۔
- ۱۰۔ از اوشان ہم یک فرزند شد (۱۰۷ الف)، ان سے بھی ایک بیٹا پیدا ہوا۔
- ۱۱۔ از خادم آہمارو پیہ واپس گرفتند کہ این خوب نیست، بدل کردہ، می دہم (۱۵۵ الف)، انہوں نے ان کے خادم سے روپیہ واپس لے لیا کہ یہ اچھا نہیں ہے، تبدیل کر کے دیتا ہوں۔ (آہمارو پیہوں آن کے لیے)۔
- ۱۲۔ شادی کرد (۱۲۲ ب)، خوشی منائی۔
- ۱۳۔ اسب راجلد جلوریز کرد (۱۲۳ ب)، اس نے گھوڑے کو جلد کی آگ دیا۔
- ۱۴۔ آہمار اور دل بسیار خواہش بود (۱۲۶ الف)، ان کے دل میں بہت خواہش تھی، وہ بہت چاہتے تھے۔
(آہما = آن)
- ۱۵۔ نام۔۔۔۔۔ نگاہداشتند (۱۲۶ الف)، انہوں نے ہم سے کہا۔
- ۱۶۔ ”برکیان“ نسبت عاجزہ ہائی بہ ایشان می داوند (۱۳۰ ب)، برکی قوم کے وہ ہیں جن سے رشتہ انھیں دیتے تھے۔
- ۱۷۔ پدرخان محمد سخت بود (۱۳۱ ب)، خان محمد کا باپ سخت طبیعت کا تھا۔
- ۱۸۔ صلاح کردند (۱۳۲ الف)، انہوں نے مشورہ کیا۔
- ۱۹۔ تریوزکان از ہمانجا شکستہ کردہ، آورد (۱۳۶ الف)، وہ وہیں سے ایک تریوز توڑ کر لایا۔

- ۲۰۔ این راجہ شدہ است؟ (۱۳۷ اب)، اسے کیا ہوا ہے؟
- ۲۱۔ نان بر ای خود پختہ کردہ، آورد (۱۳۹ اب)، وہ اپنے لیے روٹی پکا کر لایا۔
- ۲۲۔ آرام کردم (۱۴۱ الف)، میں نے آرام کیا۔
- ۲۳۔ تخت پوش چوئی گسترانید (۱۴۶ الف)، لکڑی کا تخت پوش بچھایا۔
- ۲۴۔ عادت این نخواهد رفت (۱۵۰ الف)، اس کی عادت نہیں جائے گی۔
- ۲۵۔ حلال کردیم (۱۵۲ الف)، ہم نے ذبح کیا۔
- ۲۶۔ زوجہ کردہ است (۱۵۲ اب)، اس نے شادی کر لی ہے۔
- ۲۷۔ شما تکلیف نخواہید کرد (۱۶۶ اب)، آپ تکلیف نہ کیجیے گا۔
- ۲۸۔ تماشا بین (۱۷۶ الف)، تماشا دیکھ!
- ۲۹۔ بر چہارپائی دراز شدن (۱۸۸ الف)، وہ چارپائی پر لیٹ گئے۔
- ۳۰۔ بر فاتحہ خوانی نشستند (۱۹۰ الف)، وہ فاتحہ خوانی کے لیے بیٹھ گئے۔
- ۳۱۔ شمار اچسرت؟ (۱۹۱ اب)، تمہیں کیا ہے؟

۳۔ مخصوص فارسی اور پنجابی الفاظ:

- مرآت میں وارد ہونے والے کچھ الفاظ کے معانی فارسی اور اردو والوں کے لیے بالکل نامانوس ہیں۔ یہ الفاظ، سامنے دیے گئے معانی میں پنجابی میں استعمال ہوتے آئے ہیں:
- ۱۔ بُت (۱۰۵ الف): ڈھانچہ، جسم۔
 - ۲۔ ارواح (۱۰۹ الف): ایصالِ ثواب۔
 - ۳۔ ختم (۱۰۹ الف): ختم قرآن، ایصالِ ثواب۔
 - ۴۔ دام (۱۱۰ الف): نقدی، سکہ۔
 - ۵۔ عمل (۱۱۱ الف): وظیفہ، نقش، تعویذ۔
 - ۶۔ سبزاب (۱۱۷ الف): بھنگ کا شربت۔
 - ۷۔ شرکت (۱۳۵ اب): عناد، دشمنی، رقابت۔
 - ۸۔ پُر (۱۳۸ الف): سیر۔
 - ۹۔ اندرون (۱۳۹ الف): خواتین خانہ۔

- ۱۰۔ ہول دلی (۱۵ الف): بے چینی، اضطراب۔
 ۱۱۔ رخصتانہ (۱۶۱ اب): وہ نذرانہ جو رخصت کرتے یا ہوتے وقت دیا یا لیا جائے۔
 ۱۲۔ فردا (۱۶۲ اب): صبح، (آنے والا کل نہیں)۔
 ۱۳۔ کلام (۱۶۳ اب): ورد، وظیفہ۔
 ۱۴۔ پاؤ (۱۶۷ الف): ربع، چوتھائی۔
 ۱۵۔ دم (۱۷۰ اب): کچھ پڑھ کر پھونکنا۔
 ۱۶۔ سایہ (۱۷۱ الف): آسیب زدگی۔
 ۱۷۔ حکیم (۱۸۵ الف): طبیب۔
 ۱۸۔ مشک (۱۸۸ الف): بو۔

قلمی نسخہ :

مرآت الغفوریہ کا اکلوتا قلمی نسخہ سنٹرل لائبریری بہاولپور میں موجود تھا۔ مذکورہ نسخے کی کتابت محمد رفیع صاحب نے معروف بہ ملا جھٹو نے بتاریخ ۲۴۔ رجب ۱۱۹۱ھ۔ ق (تالیف کتاب کے تقریباً سات ماہ بعد) ۱۸۷۱ء میں (۱) الف میں کیا تھی۔ نسخہ لائبریری میں محفوظ نہیں ہے اور چوری ہو کر نجانے کہاں پہنچ گیا ہے۔ بدیہی ہے کہ یہ نسخہ خود سنٹرل لائبریری بہاولپور سے نقل کیا گیا تھا۔

خوش قسمتی سے حضرت شرافت نوشاہی مرحوم نے کئی سال پہلے اس کی فوٹو کاپی کروا کر مجھے سمورے نسخے کی کاپی کتب خانے میں محفوظ کر لی تھی۔ اگر یہ عکسی نقل موجود نہ ہوتی تو زیر نظر کتاب کی تدوین و اشاعت کسی نہ ہو پاتی۔ یہ نسخہ نقل کو غنیمت جان کر اس کا ربنا کیا گیا:

چون کہ گل رفت و گلستان شد خراب

بوی گل را از کہ جو شدم؟ از غراب

نسخے کی کتابت متوسط درجے کے خط نستعلیق میں کی گئی ہے۔ املا کی غلطیاں بچھرت ہیں۔ قیاس ہے کہ عنوانات اس نسخے کی روشنائی سے لکھے گئے تھے کیونکہ فوٹو کاپی میں عنوانات ذرا مدہم آئے ہیں۔ عنوانات، متن کے مقابلے میں جلی نہیں ہیں۔

(۱) ترقیمہ نسخہ خطی مرآت الغفوریہ، ۱۹۳۲ الف۔

طریقہ تصحیح :

مرآت الغفور یہ کی تصحیح ایک ایسی فونو کاپی کو نسخہء اساس بنا کر کی گئی ہے، جو کئی برس پرانی ہونے کی وجہ سے صاف ستھرے نہیں ہے اور بجائے خود ایک مندرس قلمی نسخے کا درجہ رکھتی ہے۔ کاتب کی کم علمی اور عجلت کی وجہ سے تقریباً ہر صفحے پر کچھ جملے مغلوط اور عبارات مغشوش تھیں۔ ہم نے اپنی بساط کے مطابق کوشش کی ہے کہ موجودہ اشاعت ممکنہ حد تک غلطیوں سے پاک ہو۔

زیر نظر تصحیح میں مندرجہ ذیل امور بطور خاص ملحوظ رکھے گئے ہیں :

- ۱۔ جدید فارسی طرز املا اختیار کرتے ہوئے، نقطہ گذاری (Punctuation) پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔
- ۲۔ متن کے پیرا گراف بنائے گئے ہیں اور ہر پیرا گراف کی معنوی وحدت برقرار رکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔
- ۳۔ آیات و احادیث کی تخریج کی گئی ہے۔
- ۴۔ عربی عبارات پر خاص طور سے اعراب لگائے گئے ہیں اور ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔
- ۵۔ موجودہ متن میں نسخے میں موجود املا کی غلطیوں کی نشان دہی نہیں کی گئی۔
- ۶۔ دیگر الفاظ کی نشاندہی کر دی گئی ہے اور اضافی الفاظ بریکٹوں میں لکھے گئے ہیں۔
- ۷۔ متن میں وزن سے خارج اشعار کی بھرمار تھی۔ بہت سے معروف اشعار کی تصحیح کر دی گئی ہے لیکن اکثر غیر معروف شعروں کو، نسخہ بدل نہ ہونے کی وجہ سے صحیح نہیں کیا جا سکا۔ چنانچہ ایسے اشعار جوں کے توں نقل کر لیے گئے ہیں۔ البتہ ان کے سامنے (کذا) لکھ دیا گیا ہے۔
- ۸۔ مقامی زبانوں کے اقوال و اشعار کا ترجمہ حواشی میں لکھ دیا گیا ہے تاکہ فارسی زبان قارئین کو مشکل پیش نہ آئے۔
- ۹۔ مقامی الفاظ و اصطلاحات کی مفصل توضیح اس اشاعت میں موجود نہیں ہے۔
- ۱۰۔ اسی طرح مقامی رجال و اماکن اور کتب کے بارے میں تعلیقات شامل کتاب نہیں ہیں۔ چونکہ ان میں سے اکثر کی توضیح ڈاکٹر عارف نوشاہی کے تصحیح کردہ ”رسالہء مرزا احمد بیگ“ کے حواشی و تعلیقات میں آچکی ہے۔

تحدیثِ تشکر :

آخر میں کچھ محترم حضرات اور قریبی احباب کا شکریہ واجب ہے جنہوں نے مرآت الغفور یہ کی تصحیح و تدوین اور اس کی اشاعت کے مراحل میں میری دستگیری کی۔

- ۱۔ سب سے پہلے جناب ڈاکٹر عارف نوشاہی کا ممنون ہوں کہ انھوں نے مرآت الغفوریہ کی فوٹو کاپی فراہم کی اور غیہ معمولی محنت و مشقت سے سارے مسودے پر نظر ثانی بھی فرمائی۔
- ۲۔ رفیق محترم پروفیسر ڈاکٹر مظہر معین نے آیات، احادیث اور دیگر عربی عبارات و اشعار کی تفہیم میں معاونت کی۔ میں تیرے دل سے ان کا سپاس گزار ہوں۔
- ۳۔ عزیز دوست پروفیسر ڈاکٹر اعجاز احمد ندیم نے بہت احتیاط سے بار بار پروف ریڈنگ کی۔ ان کی عنایت کے تشکر کے لیے لفظ ناکافی ہیں۔
- ۴۔ ملک محمد اسلم اعوان، عظمیٰ عزیز خان، معین ہاشمی اور افتخار زاہدی نے تصحیح سے طباعت تک کے تمام مراحل میں میرا ساتھ دیا۔ میں ان کا شکر گزار ہوں۔
- ۵۔ محترمہ انجم حمید صاحبہ کا ممنون ہوں کہ انھوں نے کتاب کا اشاریہ بنا کر اس کی افادیت کو دوپہند کیا۔
- ۶۔ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد کے ڈائریکٹر جناب ڈاکٹر محمد مددی تو سبکی نے ہمیشہ میرے لیے حوصلہ افزائی کی اور ذاتی دلچسپی لے کر اس کتاب کی اشاعت کو ممکن بنایا۔

وانہ لا یضیع اجر المحسن!

۶۔ فروری ۱۹۹۹ء

معین نظامی

شعبہ فارسی، یونیورسٹی اور یونیورسٹی انٹیل کالج، لاہور

فہرست منابع

(الف) فارسی، اردو کتابیں :

- ۱۔ آرزو، سراج الدین علی خان : دوا سخن، اسلام آباد، ۱۳۵۲ھ ش
- ۲۔ ایضاً، کارنامہ و سراج منیر، اسلام آباد، ۱۳۵۶ھ ش
- ۳۔ ایضاً، مثنوی، کراچی، ۱۹۹۱ء
- ۴۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر : تاریخ ادب اردو، جلد اول، لاہور، ۱۹۸۷ء
- ۵۔ چشتی، نور احمد : تحقیقات، چشتی، لاہور، ۱۹۹۳ء
- ۶۔ ایضاً، یادگار چشتی، لاہور، ۱۹۷۵ء

- ۷۔ دولت رائے، لالہ، مرآت دولت عباسی، دہلی، ۱۸۵۰ء
- ۸۔ روپنہ ترین، ڈاکٹر: ملتان کی ادنیٰ و تہذیبی زندگی میں صوفیائے کرام کا حصہ، ملتان، ۱۹۸۹ء
- ۹۔ شہاب، مولانا مسعود حسن: خطہء پاک اوتج، بہاول پور
- ۱۰۔ ظہور الدین احمد، ڈاکٹر: پاکستان میں فارسی ادب (از ۱۱۱۹ھ تا ۱۲۵۹ھ) لاہور، ۱۹۷۷ء
- ۱۱۔ پاکستان میں فارسی ادب، جلد چہارم، لاہور، ۱۹۸۵ء
- ۱۲۔ عبداللہ، ڈاکٹر سید: ادبیات فارسی میں ہندوؤں کا حصہ، دہلی، ۱۹۴۲ء
- ۱۳۔ عبدالمجید سندھی، ڈاکٹر: پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں، لاہور، ۱۹۹۴ء
- ۱۴۔ عزیز احمد، پروفیسر: برصغیر میں اسلامی کلچر، ترجمہ ڈاکٹر جمیل جالبی، لاہور، ۱۹۹۰ء
- ۱۵۔ قریشی، مفتی غلام سرور: تاریخ مخزن پنجاب، لاہور، ۱۹۹۶ء
- ۱۶۔ کنھیالال ہندی: تاریخ پنجاب، لاہور، ۱۹۸۹ء
- ۱۷۔ محمودہ ہاشمی، داکٹر: تحول نثر فارسی در شبہ قارہ (دورہ تیموریان متاخر) اسلام آباد، ۱۹۹۶ء
- ۱۸۔ نوشاہی، علامہ شریف احمد شرافت: شریف التواریخ، جلد اول، ساہن پال شریف، ۱۹۷۹ء
- ۱۹۔ ایضاً، جلد سوم، حصہ اول، ساہن پال شریف، ۱۹۸۳ء
- ۲۰۔ ایضاً، جلد سوم، حصہ دوم، ساہن پال شریف، ۱۹۸۴ء
- ۲۱۔ ایضاً، جلد سوم، حصہ سوم، ساہن پال شریف، ۱۹۸۴ء
- ۲۲۔ ایضاً، جلد سوم، حصہ چہارم، ساہن پال شریف، ۱۹۸۴ء

(ب) قلمی نسخے:

- ۲۳۔ احمد بیگ، مرزا: رسالہ احمد بیگ، مخطوطہ، مخزنہ کتب خانہ نوشاہیہ ساہن پال
- ۲۴۔ امام بخش لاہوری: مرآت الغفوریہ، عکس مخطوطہ، ایضاً
- ۲۵۔ صداقت کنجاہی، علامہ محمد ماہ: ثواقب المناقب، مخطوطہ، ایضاً
- ۲۶۔ معروفاتی، جان محمد: تاریخ بہاول خان، مخطوطہ، مخزنہ پنجاب یونیورسٹی لاہور
- ۲۷۔ نوشاہی، حافظ محمد حیات ربانی: تذکرہ نوشاہیہ، مخطوطہ، ایضاً

(ج) انگریزی کتاب:

28- Nazir Ali Shah: Sadiq Nama, Lahore, 1959.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةِ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ
اجمعين . هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ [۵۷/۳] كه او است موجودِ مطلق و نعتِ نبی كه او است
مظهرِ كُلِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ .

ای یار! [سبب] جمع نمودن این مکتوب عشقیّه و نکات صمدیّه این است: وقتی كه بن حنّوبه
جناب فیض مآب شاه محققان و سلطانِ اهلِ عرفان ، مستغرقِ بحرِ توحید ، سیاحِ بادیّه تحریر و تشریح ،
سالکِ طریقِ لقاء ، واقفِ مواقفِ فنا و بقا ، محرمِ حریمِ یزدانی ، گنجورِ توحیدِ ربّانی ، در سببِ سببِ
وحدت ، مُنرّه از آفاتِ کثرت ، حضرت میان صاحبِ مرحوم [و] مغفور شیخ عبد العزیز حیدرآبادی
انصاری^۱

بیت

در درونِ شان تجلی کرده نور یرتو شان گشته است [۲ لف از اندیشه در
شرف اندوز گشته ، بهره مندی حاصل کرده ، در خدمت حاضر و ناظر شده ، و از اندامِ سرافراز
بهره برداشته ، بی سبب ریاضت و مجاهده - به نظرِ کاملِ خود به سوی خود کشیده ، و به حدیثِ
«يُحِبُّونَهُمْ» [۲/۱۶۵] به مرادِ مطلب رسانیده ، آن وقت در دلِ این فقیر تعجب افتد كه در این
علیا - قادریّه شاهنشاهی و شطّاربه نوشاهی - بسیار عاشقِ صادق شدند ، و کسی از مظهرِ سیرتِ عظمیه و
غناء صوفیه و مراتبِ حالات و مقامات نکرده ،
رُوزی ، این اضعف العباد ، در خدمت پیر و مرشد عرض داشته كه یا حضرت! در سلسله [همی]

۱ - در نسخه تقریباً سه کلمه با آب پاک شده است .

۲ - در اصل : پرده ایشان .

دیگران، اهل سلوک و اهل لطیفه اند، و در این خاندان اقدس راه سلوک نیست، این چه باعث است؟ فرمودند که دیگران تربیه اند، و ایشان عشقیه اند. چنانچه پیشوای عارفان و مقتدای اصلان، برهان الشریعت و سلطان الطریقت، گنج حقیقت، بحر معرفت، هادی اهل الله، قائل «قَدَمِي عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللَّهِ». شیخ الاسلام، خَلْفِ سَيِّدِ الْإِنَامِ، قَطْبِ الْخَافِقِينَ، غوثِ الثَّقَلَيْنِ، ابو محمد حضرت شاه محیی الدین عبد القادر جیلانی الحَسَنِي الحُسَيْنِي - قدس سره - است که وقت وصال به اشرف مشایخ زمان، آقدم اولیای جهان، عاشق دین و صادق یقین، مخزن اسرار غیبی، مطلع انوار لاریبی [۲ ب] دانای دقایق عرفان، واقف اسرار یزدان، محرم حریم جلال، شاهد بزم وصال، حضرت قطب الاقطاب سید عبد الوهاب - نور الله روحه - راه سلوک تلقین فرمودند. دران حین، این قطب الاقطاب التماس نمودند:

چیزی از راه عشق توجه فرماید.

بیت

الطاف تو کیمیا است، این بنده چو مس هر مس که به کیمیا رسد، زر گردد
 آن باز شهباز فرمود: «عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللَّهِ وَ طَاعَتِهِ» یعنی: لازم گیر تقوی را که خاص از برای حق تعالی باشد. و لازم گیر طاعت او. وَ لَا تَخَفْ أَحَدًا وَ لَا تَرْجُو وَ مَتَرَسْ از هیچکس و رجاهم مدار از هیچکس وَ كَلِّ الْحَوَائِجَ إِلَى اللَّهِ كُلِّهَا وَ اَطْبُوا مِنْهُ وَ بِسْپَارِ هَمَّةٍ حَاجَتَهَا بِحَقِّمْ - عَزَّ وَ جَلَّ - و بطلب حاجتها را از او [و لا تعشق بأحد سِوَى اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ لَا تَعْتَمِدْ إِلَّا عَلَيْهِ التَّوْحِيدِ. دماغ آن گل، از شنیدن این حقیقت، تسلی شده که عاشقان را سواى از محبوب، گفتگویی دیگر تنزل است.

لیکن در دل این احقر ذوقی کمال بود که کسی مکتوب در این سلسله علیا هم باشد. روزی در خدمت هادی دارین نشسته بودم، آن ذات فایض البرکات، نکته های چندین در مراتب تجرید و دقایق [۳ الف] عرفان و توحید فرمودند و بر این احقر و فضیلت پناه حاجی عبد الحکیم - ساکن ملتان - امر کردند که شرح این نکته ها بیان کرده آورند. ^۱ و هرچه در فکر ناقص این احقر العباد رسید، هم اظهار نموده. بسی موافق افتادند؛ فرمودند: کسی که از همین نکته ها کتاب سازد، کافی اند - که العلم نُكْتَةٌ ...

ایضاً: بعد چند مدت، در موضع لودره، نکته ای دیگر از دقایق عرفان ارشاد فرمودند.

مصرع

رازِ این پرده نھان است [و] نھان خواهد بود

لیکن از آن نکته ها قدری در این مندرج است.

بعدِ وصالِ آنحضرت، ذوقی و شوقی تمام پیدا و هویدا گشت که خواری عاداتِ آن ذاتِ مصدرِ حَسَنات به تحریرِ ذرِ آرم، لیکن از علمِ ظاهرِ خبرِ نداشتم. و ما توفیقی الا بالله خواستم. و هر حالتی که روی داد، در این تذکره مندرج ساختم. خَيْرُ الْكَلَامِ مَا قَلَّ وَ دَلَّ. و نامِ این کتابِ مرآتِ الغفوریہ نهادم و مشتمل بر هفت «حالت» کردم:

حالتِ اوّل: در نکاتِ فرموده آنحضرت:

حالتِ دوّم: در کلمه طیب و نماز و روزه و زکوٰۃ و حج:

حالتِ سوّم: در عشق و تصوّرات:

حالتِ چهارم: در ذکرِ ارّه و پاسِ انفاس:

حالتِ پنجم: در فنا فی الشیخ و فنا فی الرسول و فنا فی الله و بقا بالله:

حالتِ ششم: در سماع و رقص و وجد و تواجد و حال و مقام:

حالتِ هفتم: در بیانِ ارحاص و معجزه و خواری عادت و معونت و استدراج:

حالتِ هشتم: در مناقبِ اولیا و غوث و قطب و [۳ ب] ابدال و غیره:

حالتِ نهم: در مناقبِ حضرت غوث صمدانی و محبوبِ ربّانی قدس سرّه و ابدی سید عالم طیبہ این طریقه علیا:

حالتِ دهم: در مناقبِ حضرت سید محمد غوث و نور الابصارِ شانِ اعنی سید شاه سیرتکده حضرت سید ارواحهم:

حالتِ یازدهم: در مناقبِ شاه معروف چشتی، خلیفہٗ شاه مسطور که از خطبات سیهی سیرتکده حضرت «شاهی» سرفراز فرمودند:

حالتِ دوازدهم: در مناقبِ سیاحِ بیشهٔ عرفان و صاحبِ وحدت سید سید حیو:

حالتِ سیزدهم: در مناقبِ حضرت شاه عالیجاه حاجی محمد نوشاه قدس سرّه:

حالتِ چهاردم: در مناقبِ حضرت پیر محمد سچیار که پُر از عشق و نار [است]؛
 حالتِ پانزدهم: در مناقبِ حافظِ حقیقی و کعبهٔ تحقیقی حافظ محمد قایم - نور الله مرقدہ؛
 حالتِ شانزدهم: در مناقبِ قبلهٔ کونین، فیض بخش دازین حضرت میان صاحب نور حضور شیخ
 عبدالغفور - اعزَّ الله انصاره و ضاعف اقتداره؛
 حالتِ هفدهم: در وفاتِ والدۂ این اضعف العباد، و خاتمةٔ کتاب.

حالتِ اوّل

در نکاتِ فرمودهٔ آنحضرت

نکتهٔ اوّل

عقل است که از عقل وصول شده ؛ علم و برکات و خیالات ، یعنی به قوّتِ عقلِ کامل و به عمقِ معلومات میسر می شود ، و واقفِ رموز و دانشمندِ امور می گردد ، و برکتها و فواید و خیالات از مصالح و مفاسد به آن عقل و علم مُترتب می شود که العقلُ نصفُ الکرامات گفته اند .

نکتهٔ دوّم

حالت [است] که از حالت وصول شده ؛ [۴ الف] سپرد و نیت و اعتقاد یعنی چون به بُسِ شوقِ مُرتبی کامل و با برکات به ریاضت بر سالک حالت پیدا شود ، ثمره و فایدهٔ آن حالت آن است که سپرد می کند کارهای خود را به او سبحانه ، و نیت را به اخلاص ضم کرده ، درستی اعتقاد در عقیده ، و برکت خود حاصل می نماید ، فی مقعدِ صدق [۵۴/۵۵] .

نکتهٔ سوّم

عشق است که از عشق وصول شده ؛ ترکِ تردّدِ ذات و صفات یعنی حاصل فایدهٔ عشق ، برکت است ما سوای محبوب را ، و ثمرهٔ آن چون به کمال رسد ، ترکِ کُنند غیرِ محبوب را ، سعی و کوشش می نماید برای دریافتِ ذاتِ محبوب و صفاتِ او ، یا آن که چون عشق به کمال رسد ، ترکِ کند تردّد را که در ذات و صفات داشته باشد ، بلکه عشق او را به مرتبهٔ یقین رساند و سگ را با کُلّ را بیل گرداند در مرتبهٔ يُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّونَهُ [۵/۵۴] .

نکتهٔ چهارم

عبودیت است که در عبودیت قناعت کرده و بیگانه شد بیگانه یعنی هر چند سالک را حصول مراتبِ بسیار دست می دهد و او را بر بودنِ هر مرتبه رخصت و اجازت می باشد ، لیکن آن سالک بنا

بر رعایت شریعتِ ظاهر، از هر مرتبه بر مرتبه عبادت - که عبارت از حفظ مراتب عبودیت است - قناعت می کند و همیشه بر ریاضت و عبادت حارص باشد، از اوصاف بشریه خود بیگانه گشته، یگانه بارگاه صمدیت محبوب می شود در مرتبه قل جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا. [۱۷/۸۱]

نکته پنجم

جذب است که در جذب همه را حل کرده [۴ ب] در اشارات وصال مُشتاقی شد یعنی همه اوصاف بشریه غیر از عقل و [جان] و عشق آنچه بوده باشد، جذب حق از سالک حل و محو می نماید و به اوصاف محبوب حقیقی موصوف می شود. بعد ازان در اشارات وصال که از جانب مجذوب علی الدوام به سوی سالک مشتاق می رسد، اشتیاق را هر روز و هر دم زیاده می کند، تا آن که از تمام اشتیاق مشتاقی می گردد.

نکته ششم

در حالت خدا. خدا هرچه خواست کرد. هر چه خواهد بکند. یعنی سالک کامل چون حالت و نسبت و وصول و قربت تمام با خدای تعالی پیدا و حاصل کرد، مرتبه بقا بالله او را خواهد شد، و همه تصرفات او، موجب خواهش او جاری و نافذ می شود. مَن لَّهُ الْمَوْلَىٰ فَلَهُ الْكُلُّ. برای این که مَن كَانَ لِلَّهِ كَانَ اللَّهُ لَهُ وَ اللَّهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْمَقَالِ.

بدان که، ای عزیز! هر جا که لفظ «یار» می آید، مُراد طالب است چرا که در وقت پیغمبر - علیه السلام - مُریدان را به خطاب «اصحاب» سرفراز فرموده اند و نیز در میان صلوة شامل کرده اند چنانچه: «صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ اصْحَابِهِ». «وَ مَن صَلَّى عَلَيَّ مَرَّةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا».

بیت

درود مُصطفی بعد از ثنائش فرستم از دل و جان با صفایش

ای یار! سبب نُزول کردنِ خلائق این بود که تا بشناسند ما را، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: كُنْتُ كَنزًا مَخْفِيًّا فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ وَ فِي هِمَّةٍ خَلَقْتُ، این انسان را - برای صورِ محمدی و انوارِ سرمدی - اشرف المخلوقات خطاب داده كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ [۱۷/۷۰] چرا که نعمتی از ذات خود در این جسم [۵ الف] امانت نهاده كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَ نَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي [۱۵/۲۹]، و

خليفة خود کرده کَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى: وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً [۲/۳۰]. پس این هم نور ذات اند. باید که اصل پاک را به اصل پاک رساند و در گروه اولئك كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَصْلًا [۷/۱۷۹] نماند.

ای یار! یافتن حق بر فضل است، نه بر سعی و کوشش کَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى: ذَلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ [۵۷/۲۱] لیکن اهل ظاهر را می باید که بر ظاهر عمل نماید و اهل باطن را باید که راز باطن را به نامحرم و اننماید.

بیت

[رازدرون] عشق به نامحرمان مگو! کان را که سمع نیست، چه داند سماع چیست
که إِنَّ اللهُ سَتَرٌ وَ يُحِبُّ السَّتْرَ وَ در جستجوی دلبر جان بینزاید بالذات چاشنی حق از زبان عیب انیس
بسراید کَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى: فَادْكُرُوَانِيْ اذْكُرْكُمْ [۲/۱۵۲] پس مرا یاد کنید به طاعت، تا شما را یاد کنم به
مغفرت.

و در کشف الاسرار آورده کَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى: لَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَذْكُرُنِيْ وَ اذْكُرْهُ حَتَّى يَمْسَسَ رِجْلَهُ
ذکر دوام، کمال محبت است که آن را عشق خوانند. مراد از این ذکر، نه ذکر زبان است بلکه ذکر دل
و جان است که با روح نسبت دارد. قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: ذِكْرُ الْاِنْسَانِ لِنَفْسِهِ وَ ذِكْرُ الْاِنْسَانِ
وَ سَوَسَةٌ وَ ذِكْرُ الرُّوحِ رَاحَةٌ.

حالتِ دوّم

در کلمه طیب و نماز و روزه و حج و زکوة

ای یار! فرموده اند: بُنِي الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسَةِ أَشْيَاءٍ. یعنی اوّل کلمه طیب خوانند، و کلمه در تمام عمر خواندن [۵ ب] فرض است. و دیگر ظهورِ صدق. و مُرَادِ کلمه این است که لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، نیست کسی به جُز ذاتِ خدا معبودِ حق، و مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ظهورِ او است یعنی نَبِيِّ حَق. کَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى بِهِ فِي غَمِيمِ عَلَيْهِ السَّلَام: وَ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا [۱۷/۸۱] و بگو آمد حق یعنی دینِ اسلام و ناچیز شد باطل یعنی شرک. و گفته اند که حق، قرآن است و باطل، شیطان. هر کجا قرآن ظهور کند، شیطان مخفی گردد.

مصرع

دیو بگریزد از ان قوم که قرآن خوانند.

به درستی که باطل «هست» نیست شده، و ناچیز شده باید که ماسوارا نفی سازد و ذاتِ خدا را به هر شیئی و به هر جا اثبات نماید. کَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: فَأَيْنَمَا تَوَلَّوْا فَتَمَّ وَجْهُ اللَّهِ [۲/۱۱۵]

ای یار! آن زمان مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّمَ لِسَانَهُ و قطع رجا حالتش باشد از مجاهده می ماند و در مشاهده محو گردد، و آن محویتی عارف مجاهده گردد لیکن یافتن این نعمتِ عظمی بر زبانِ مُرَبِّی کامل موقوف است، نه به این ذکرِ لسانی گفتن. تا آن که صاحبِ حالت نباشد، دعوی کردن خوب نیست که به شهادتِ این آیه کریمه دانسته و عین به عین معلوم نکرده از چنین دانستن اهلِ ظاهر بهتراند.

قصیده

دَعَا إِلَى اللَّهِ فَالْمُسْتَمِيعُونَ بِهِ مُسْتَمِيعُونَ بِحَبْلِ غَيْرِ مُنْقَسِمِ

لَمَّا دَعَا اللَّهُ دَاعِيًا لِبَطَاعَتِهِ بِأَكْرَمِ الرُّسُلِ كُنَّا أَكْرَمَ الْأُمَمِ

دوم نماز خواندن و در نماز مُسْتَفْرَق شدن که الصَّلَاةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِينَ فرموده اند. کَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا [الف ۶] رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ [۲۱ / ۲] ای مردان پیرستید و بندگی کنید

پروردگارِ خود را که مُستحقّ پرستش است ، آن آفریدگاری که به قُدرتِ کامله بیافرید شما را ، و از نیست ، هست گردانید .

ای یار !

بیت

نمازِ عاشقانِ ترکِ وجود است نمازِ زاهدانِ سجده سجد است

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى صَلَاةً طَوِيلًا فِي الْمَسْجِدِ وَزَيَّنَتِ الْبَدَنَ الْقَاسِيَةَ فِي نَظَرِ الْخَلَائِقِ فِي قَلْبِهِ مِنْ نِيَازِ الدَّارِينَ، اِنْجَنِينَ نِمَازًا، بَتِ پَرَسْتِي اِسْتِ.
وَمِنْ الْكَلَامِ الْقُدْسِيِّ: الْأَنْبِيَاءُ وَالْأَوْلِيَاءُ يُصَلُّونَ فِي قُلُوبِهِمْ دَائِمُونَ. قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلَاةُ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالْخُلَفَاءِ حَبْسُ الْحَوَاسِ بِعَدَدِ الْأَنْفَاسِ عِنْدَ التُّلُوبِ مِنْ بَيْتِ السَّحَابِ. اَيْنِ نِمَازِ اِهْلِ اللّٰهِ اِسْتِ.

و ترک گیرد از ماسوای حق . آن زمان مؤمن باشد و اگر نه مُسلم است . وجودِ خود را در حق ترک کند که حق ترک است . و فرق میان مؤمن و مُسلم این است که قلبِ المؤمنِ حَاضِرَةٌ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ فَهُوَ حَيٌّ . وَ قَلْبُ الْمُسْلِمِ غَافِلَةٌ مِنْ ذِكْرِ الْحَقِّ فَبُيُوتُهُ . نِمَازِ اِهْلِ اللّٰهِ بِي حَضُورِ دِلِ بَاشَدَ كِهْ هَاضِرٌ وَ اِسْمِ اِيشَانِ آراسته و پیراسته . و گفته اند : لَا صَلَاةَ إِلَّا بِحَضُورِ الْقَلْبِ .

و سَوْمِ رُوْزَةِ مَاہِ رَمَضَانَ الْمُبَارَكِ دَاشْتَنِ كِهْ فَرِضِ اِنْدِ . وَ نَزِدِ اِهْلِ اللّٰهِ اَيْنِ اِسْتِ . كِهْ صَدِيقِ اِنْدِ بَاشَدِ . كَمَا قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ : صَوْمُوا الرُّؤْيَا وَ افْطَرُوا الرُّؤْيَا اَفْطَارِ اَيْنِ رُوْزَةِ بِي حُدَى تَعَالَى اِسْمِ اِنْدِ . صَوْمِ حَقِيقِي جُزْ بَقَا بِاللّٰهِ نَبَاشَدِ . وَ قَالَ [٦ ب] النَّبِيُّ : لِلصَّائِمِ فَرَحَتَانِ يَعْنِي دَرِ اَمْدِ . وَ بَرَامِ اِسْمِ اِنْدِ . نَفْسِي كِهْ فُرُو مِي رَوْدِ . بِي اَنْ « اللّٰه » كَفْتَنِ . وَ نَفْسِي كِهْ بَرِ مِي آيِدِ . بِي اَوْ هُوَ كَفْتَنِ . صَوْمُوا حَقِيقًا اَفْطَرُوا وَاجَلِيًّا .

بیت

چو آن بائست ، تو هم باش با او دل خود را ز دوش با کسر سوز

قوله تعالى: وَ هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ. [٤ / ٥٧]

و ای یار ! چهارم . زکوة دادن . كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى : اِنْفِقُوا مِنْ مَّا رَزَقْنَاكُمْ [١٠ - ٦٣] يَعْنِي اَسْرَفِ شَدِ : اِي اَنْ كَسَانِي كِهْ گرویده اید . نفقه دهید ازان چیزی که بر شما عطا کردم . یعنی زکوة سن بیرون کنید . و زکوة شریعت این است [که] از دو صد دینار . پنج دینار بدهد . و در طریقت این که بر دو صد

دینار، پنج دینار دیگر انداخته، بدهد. برای این که چرا نگاه داشته بود، باید از کفارت آن ادا شود. کَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاقْرَأُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا [۷۳ / ۲۰] و زکوة اهل عرفان این است که همه کس را برباد سازد و یک را بر خود دارد. به قول بزرگی:

بیت

یک دان و مَدَان تو، غیر، در هر دو جهان
این است حقیقتِ فتوحات [و] فصوص
و زکوة بر حُرّ و عاقل و بالغ فرض است، نه که بر غلام مُفلس که از دستِ دیو مکاره و از غفلتِ هستی و از وهم تعینات خلاصی نیافته، و در مرتبه «ضَلُّوا فَأَضَلُّوا» مانده.
و زکوة کمال این است که حصه ای از کمال خود، به گمراهانِ حق و مضلّانِ مطلق از گنجِ حقیقی رُو نماید، و مُستحقّانِ حق را به حق رساند.
اولِ صَرَفِ زکوة بر خود کند که خود را از خودی خود برهاند و هر چه ماسوای حق است.

بیت

اگر عاشق شود در یادِ معشوق نیاید یاد او را هیچ مخلوق
به قول بزرگان: إِذَا عَرَفْتَ ظَاهِرَ الْعِشْقِ فَعَلَيْكَ بِالْفَنَاءِ عَنِ الْعِشْقِ. [۷ الف] و بعدِ آن به یتیمان و مسکینان، و گدایان آسرار را تصرّف کند. کَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَ الْيَتَامَىٰ وَ الْمَسَاكِينِ وَ ابْنِ السَّبِيلِ [۲ / ۱۷۷].
و ای یار! پنجم، حج گذاردنِ بیت الله. و حج گذاردنِ اهل الله این است، به قول بزرگان: نماز گذاردنِ کارِ زنان است، و روزه داشتنِ صرفه نان است، و حج گذاردنِ سیرِ جهان است، دل به دست آوردنِ کار مردان است.

نظم

دل به دست آور که حج اکبر است از هزاران کعبه، یک دل بهتر است
کعبه، بُنگاه خلیلِ آذر است دل، گذرگاهِ جلیلِ اکبر است
کَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: إِنَّ فِي جَسَدِ آدَمَ لَمُضْغَةً وَ فِي مُضْغَتِهِ فُؤَادٌ وَ فِي فُؤَادِ قَلْبٍ وَ فِي قَلْبٍ ضَمِيرٌ وَ فِي ضَمِيرٍ خَفِيٌّ وَ فِي خَفِيٍّ أَخْفَىٰ وَ فِي أَخْفَىٰ أَنَا.
پس حج دل می باید کرد که مکاشفه رازِ نهانی گردد، و دلِ مُرَبِّی - که باتو مددگاری کند، که وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ [۳۵ / ۵] واقع است - و دلِ هر کس از تو رضامند شود. تُخَلِّقُوا بِأَخْلَاقِ اللَّهِ فرموده اند.

بیت

حافظا! گر وصل جویی، صلح کن با خاص و عام با مسلمان «الله الله»، با برهمن «رام رام»
و تکلیف نفس خود را هم به قدر وسعت دهد. کَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى: لَا يَكْلَفُ اللهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا
[۲/ ۲۸۶] و تکلیف نفس، لهو و لعب است، نه ریاضت و عبادت، چرا که در آخرت به عذاب لهو و
لعب گرفتار آید.

یادِ حق کن، یادِ حق کن، یادِ حق!

به قول میان صاحب میان پیر محمد جیو سچیار که به زبان پنجابی اکثر می فرمودند: الله الله کبند
کر، [۷ ب] خالی دم نه لیتا کر، الله کبه نه کبه، صورت سیتی سیجاره.
قوله تعالی: فَخَلَقْتُ الْآدَمَ عَلَى صُورَتِهِ. و دل را عرش می نامند: قُلُوبُ الْمُؤْمِنِينَ عُرُشُ اللهِ تَعَالَى.
و در آنجا سوای ذات او سبحانه مقامی مشکل که مکاشفه ذات از دل پیدا و هویدا است. کَمَا قَالَ اللهُ
إِنَّ اللهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ [کذا: قدیر ۱۰۶/۲]. باید که در این دار، از سلوک دل و عبادت و
وصال یزدانی عارف بالله شود.

بیت

برگیر قدح را، رُخ دلداری بین رخساره دلداری بین در بین
قَالَ اللهُ تَعَالَى: مَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَى فَهِيَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَى وَأَضَلَّ سَبِيلًا [۷۲-۱۷۰] عَمَى
حجّ نفس می باید که واقع است: مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ وَ كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى: مَنْ عَرَفَ
تُبْصِرُونَ [۲۱/ ۵۱].

ای یار! حجّ دل و شناس نفس، با ذکر و شغل و مجاهده و سعی و کوشش زود می رسد.
لیکن این طریقه علیا شاهنشاهی قادر به شطاریه^۲ که هذا قدمی غنی زلفه کُلّ برین
نوشاهی غنیه ملامتیه سلامتیه - که «نوشاه»، نو عروس و صاحب جمال را گویند، که در این عالم
الجمال در شأن ایشان است - از راه فضل و غنا، عشق محمدی و انوار سیرمدان از آینه به سینه
این مسکینان رسانیده، و جام محبت خود چشانیده.

اللَّهُمَّ احِينِي مَسْكِينًا وَ امْتَنِي مَسْكِينًا وَ احْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ .

۱ - ترجمه: یاد خدا کن، [بدون یاد او] نفس خالی نکش، [اگرچه] از زبان «الله» نگوئی اما باطن را نسکو ناسر

۲ - دراصل: شتاریه.

حالتِ سوّم

در عشق و تصوّرات

او سبحانه و عزّ شأنه خطابِ محبوبی را به سرور [۸ الف] - علیه السلام - ، به جذبۀِ یُحِبُّهُمْ و یُحِبُّونَهُ [۵ / ۵۴] فَأَحْبَبْتُ فرموده؛ و نورِ خود با جسمِ محمّدی ظاهر ساخت ، و مقربِ درگاهِ خود کرد. چنان قُربِ که فهمِ من و تو از ان قاصر . و به خطابِ قَابِ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى [۵۳ / ۹] سرفراز نمود. یعنی در عرب این رسم است که اگر کسی با کسی دوست می شود، دو قبضه کمان گرفته، بایکدیگر می بندند، و تیر در هر دو زه انداخته ، هر دو شخص می اندازند، و می گویند که من و تو دوست شدیم ، و حُکمِ من و تو یک شد. یعنی : دشمنِ تو ، دشمنِ من و دوستِ تو ، دوستِ من !

فرد

خود عاشق و معشوق ، لقای دگر است خود ساجد و مسجود ، چه جای دگر است
و «أَوْ أَدْنَى» این است که در هر دو انگشت شهادت و وُسطی ، تفاوت بر سرِ نوکِ میانِ انگشت
باشد . و معنی دیگر این است که تفاوت باشد به وقتِ کشیدن در زه کمان جای گوشه ، و نیز از نهایتِ
اضطراب ، در عینِ حضور ، بانگِ بی صبوری برداشت : يَا لَيْتَ رَبِّ مُحَمَّدٍ لَمْ يَخْلُقْ مُحَمَّدًا ، از غایتِ
خوبی فرمود : لَوْلَاكَ لَمَّا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ وَ لَوْلَاكَ لَمَّا أَظْهَرْتُ الرُّبُوبِيَّةَ .

رباعی

یا فخرِ رُسل ! که در بلاها مَدَدی از لُطفِ ازل ، شفیعِ هر نیک و بدی
از پای فتاده ام ، پریشانِ حالَم فریادِ رسا! خُذْ بِیَدی ، خُذْ بِیَدی
ای یار! عاشقِ حق باش و صورِ خلقِ آدم بشناس ، قوله : من لم یعشق علی وجهٍ و لحنِ صفاء فهو
فاسد المزاج ، پس باید که طلبِ [۸ ب] مَرَّبِی صادق کند کَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ . [۵ / ۳۵]

و بر صورتِ او فریفته و مُبتلا شود که «المؤمنُ مرآتُ المؤمن». از بهره مندی عشق و علمِ حق که ظاهر و باطن است - فیض یاب شود. طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَ مُسْلِمَةٍ. پس جستجو باید. به قولِ بزرگی:

بیت

رو، گردِ جهان بگرد، پا آبله کن
 و نرسی به مُرشدِ کامل، آنگه گله کن
 و آی یار! در همه سلسله [ها] اهلِ سلوک اند، و در این سلسله اقدس اهلِ عشق اند. مُرَادِ سَلُوكِ
 این است، یعنی مجاهده؛ و مرادِ عشق رندی است در مشاهده.

بیت

عشق را در مدرسه تعلیم نیست
 ایسنچنین علم از بیسان دیگر است
 و رند آنان اند که ظاهرِ ایشان ملامتیه و باطنِ ایشان سلامتیه [است].

قطعه

ثبت کردند احدیت را بر ورق
 خوانده اندر مکتب وحدت سبقت
 از دوی یی یکبارگی بگریختند
 سر به سر در احدیت آمیختند
 اگر طالبِ رندی، پیروی آنها بکن و صلح کُل باش.

رباعی

به هفتاد و دو ملت آشنا باش
 قلندر مشرب و مُسَلِّح است
 مشو غافل ز وصلِ ذکرِ دلبر
 به هر کاری که باشی، با خود باش
 فَادْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَ قُعُودًا [۴/۱۰۳] و توحیدِ خَاصِّ الْخَاصِّ تَرِيْنِ طَائِفَةٍ، نظارگی و مشاهده است.
 است.

قطعه ۱

اهلِ وحدت را ز نُورِ خَاصِّ پُرس
 هم ز نُورِ خَاصِّ الْخَاصِّ پُرس
 هست آن توحیدِ خَاصِّ الْخَاصِّ شان
 نادر اند این اهلِ وحدت در جهان
 [۹الف] التَّادِرُ كَالْمَعْدُومِ. و این طایفه هم برای تسلی مُبتدی، سَلُوكِ مَقَرَّرَ كَرَدَهُ اس. و سَلُوكِ اهلِ
 عشق، موافقِ عشق است.

بیت

بندگی را شیوه خود ساختند از ره ظاهر به باطن تاختند
و سلوک ایشان این است که اول تصورِ مُرَبِّی می کنند، و بعد از آن تصوّرِ گفتار و رفتار و استاد و
ذکرِ جلی می کنند. لیکن ظاهر . جلی و در حقیقت خفی که مردم آواز می شنوند، و از اسمِ باری عزّ
اسمه . خبر ندارند. و دیگر سماع شنیدن .

و آی یار! کشفِ کنوز و قلوب و قبور و آسمان و زمین و عالمِ ناسوت و ملکوت و جبروت و
لاهوت نظاره نمی کنند، چرا که به جُز حق، دیگری را نمی شناسند، «لَيْسَ فِي الدَّارَيْنِ إِلَّا هُوَ» می دانند.

نظم

دانش شان در گذشت از نه فلک	هم ز عرش وهم ز کُرسی و ز مَلک
دانش شان می پَرَد بر لامکان	در گذشت از نه فلک پروازِ شان
طایرِ قُدس اند دانیانِ دین	منزلِ شان ^۱ چند روز است این زمین
چند روزی کرده اند اینجا وطن	می پَرنند آخر به سوی آن چمن

چرا که عاشقِ حق را تنزل است بر مکاشفه . و شخصی که بزرگ کسی عاشق باشد ، یادِ معشوق ^۲
بر آن فرحت است. و سیرِ خلقِ الله بر آن ضلالت است. مَنْ أَرَادَ الدُّنْيَا فَلَهُ الدُّنْيَا ، وَ مَنْ أَرَادَ الْعُقْبَى فَلَهُ
الْعُقْبَى . وَ مَنْ أَرَادَ الْمَوْلَى فَلَهُ الْمَوْلَى . وَ طَالِبُ الدُّنْيَا مُخَنَّثٌ ، وَ طَالِبُ الْعُقْبَى مُؤَنَّثٌ ، وَ طَالِبُ الْمَوْلَى
مُذَكَّرٌ . [۹ ب]

باید که عشق با صورتِ مُرَبِّی پیدا کند ، چنانچه خُدیابی موقوف است بر فقیریابی . هر که این را
یافت، آن را یافت که الشَّيْخُ فِي قَوْمِهِ كَالنَّبِيِّ فِي أُمَّتِهِ . و در خلوت نشسته ، صورتِ مُرَبِّی را چنان تصوّر
نماید که بر تو پدید آید.

بیت

سر به سر نابود باشی در جهان نی ز تو نامی نماید ، نی نشان
و اعمالِ ذاتِ پاکِ او از تو ظاهر شوند، و نظرِ تو فیض اثر شود.

۱ - دراصل : ایشان .

۲ - دراصل : عاشق

بیت

آنان که خاک را به نظر کیمیا کنند آیا بُود که گوشه چشمی به ما کنند
بر صورتِ مُربی ، خود را چنان نفی سازد که خود را در آن در بازد.

مثنوی

عاشقان را روز و شب این است کار رُو به سُوی کعبه ، دل در کُوی بار
هستی شان محو اندر دیده شد مُوی مُوی ظاهر شان دیده شد
کرده اند هستی خود را بر طرف می کنند نظاره هر سو، هر طرف
و ذایقه چشیدن در شأنِ مَنْ عَرَفَ ذَاقَ و شیخِ تعلیمِ کُننده نُستِ مَنْ تَعَلَّمَنِ حَرِکَ تَبُو تَوْلَانِی
اگر بر تو فتح عالمهای باطنی شود ، بر این نظاره دل بند کردن خوب نیست ، چنانچه این وحدت
تعلق بامکاشفه ندارند.

بیت

از ره کثرت به وحدت تاختند هر دو عالم را به یکده یکند
لَيْسَ فِي الدَّارَيْنِ إِلَّا هُوَ. و به قولِ شیخِ احمدِ گیسو دراز:

بیت

احمد! چو عاشقی، به مشیخت، ترا چه کار دیوانه باش ، سینه شد ، شد ، نشد ، شد
مَنْ كَانَ لِلَّهِ كَانَ اللَّهُ لَهُ .

دوم : تصوّر گفتار او خیالاً و اصطلاحاً ، بدگویایی هر ناطق و هم کند . [۱۰] و در حدیث آمده است
که از غیرِ ذکرِ حقِ نیست . يُسَبِّحُ اللَّهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَ مَا فِي الْأَرْضِ [۱] [۶۲]

بیت

کمالِ صدقِ محبتِ بین ، نه نقشِ گناه که هر که بی هنر فتد ، نظره عیب کند
وَالْقَدْرِ خَيْرُهُ وَ شَرُّهُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى لِيَكُنْ حِفْظُ مَرَاتِبِ دَرَكَارِ اسْتِ .

مصرع

گر حفظِ مراتب نکنی ، زنده بیتی

چنانچه ملامتیه ظاهر خود را کریه می سازند ، و مجنون می شوند، و هرکس را دشنام می دهند. اندر این مشرب ، حکمت است که در علم لغات ، یک یک لفظ مرکب را چندین معنی اند . چنانچه «عین» به معنی زر و به معنی آفتاب و هم به معنی چشم. چنانچه «کلب» به معنی سگ و به معنی زاغ. چنانچه «قلب» به معنی دل و به معنی ناسره [و] به معنی گردنده . و لغات مشهور مختلف است که در پنجاب «شکر» شیرینی را گویند، و در سنده بوسه را گویند. علی هذا القیاس.

و هر چه در عالم ناسوت است ، در عالم مثال موجود است که آن را عالم ملکوت و عالم شهادت و عالم پندار و عالم نامیده و عالم ارواح و عالم غیب می نامند. وقتی که بر ملامتیه ، آن عالم فتح می گردد. به گویایی مجنونانه در آیند که رُسوا بیها شود و مردم ها زبون دانند، و ما را تنبیه دهند. و نزد ملامتیه همین رُسوا بی و تنبیه مجاهده است. و کلام اوشان [را] عوام النَّاسِ زبون می دانند و در حقیقت جز ذکر نیست. فِعْلُ الْحَكِيمِ لَا يَخْلُو عَنِ الْحِكْمَةِ وَ مَا صَنَعَ اللَّهُ فَهُوَ خَيْرٌ.

بیت

اسم قیسی را ز سر تو دور کن ، مجنون بشو تا که صاحب عارفان لیلی بگویند مر ترا
سوم : نظر بر رفتار ببند و بین همه موجودات سوای حکم رب العزت [۱۰ ب] حرکت
نمی کند. لَا تَحْرُكُ ذَرَّةً إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ.

بیت

رشته ای در گردنم افکنده دوست می برد آنجا که خاطر خواه اوست
و ای یار ! رفتار ، موقوف گردیدن نیست . گردیدن موجودات هم و رفتن از دار فانی به دار باقی
و رفتن از ماسوای حق به سوی حق و رفتن از لقای خود به بقای خود. وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ
[۲ / ۱۰۵]

و ای یار ! در این تصوّر رفتار، از مسایل تقدیر و مختار ، عالم گردد. و اثبات این مسأله حل
نمی شود که اهل شرع در این لنگ شده اند. باید که خود را در سپرد حق بسپارد.

بیت

سپردم به تو مایه خویش را تو دانی حساب کم و بیش را
لیکن با صدق تمام . كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّادِقِينَ.
چهارم : بر تصور استاد مشغول بودن که زمین و آسمان و درخت و در و دیوار و غیره

موجودات جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً [۲ / ۲۲] ساخته، برای نفع و فایده شما زمین را بساطی بازگسترده، جهت آرام در او، و حرکت بر او، و گردانید آسمان را سقفی برافراخته و أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً [۲ / ۲۲] و فرو فرستاد از آسمان، و یا از ابر، آبی پُر فایده. یعنی باران فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ [۲ / ۲۲] پس برون آورد به سبب آن آب - وقتی که به خاک آمیخته شد - از انواع میوه و نبات ها که روزی ساخته و پرداخته برای شما. فَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ أَدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ [۲ / ۲۲] پس نگیرید خدای را به همتایان و انبازان در مُلْكِ او، و حال آن که شما می دانید [الف ۱۱] که او را مثل نیست. لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ [۴۲ / ۱۱] و نشاید که باشد هیچکس مثل او بر آفریدن مخلوقات و به ظهور آوردن موجودات از کتم عدم، جُزْأُوهُ، قادر نیست. وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ [۴۲ / ۱۱]. ای یار! تو هم در فرمان حق باش! اگر خواهد همه را بجنُبانَد، و اگر خواهد در حیرت استاده کند، و اگر خواهد زنده مُرده کند، و اگر خواهد از مُرده زنده گرداند. كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ. [۳۰ / ۱۹] باید که در امر ونهی حق - جَلَّ وَعَلَى مُسْتَعَدَّ، و محکم باش که رزق مطلق او است وَ تَرَزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ [۳ / ۲۷]. به قول شیخ سعدی شیرازی: رَحْمَةُ اللَّهِ وَسِعَتْ

قطعه ۱

ابر [و] باد و مه [و] خورشید و فلک در کار اند
تا تو نانی به کف آری و به غنچه بخور
همه از بهر تو سرگشته و فرمانبردار
شرط انصاف نباشد که تو فرمان براری

بیت

حق، ز بنده بهانمی طلبد
بهر غفران بهانه می صیقل

حالتِ چهارم

در ذکرِ جهر و پاسِ آنفاس

نقل است از تحفة القادریه ، از زبانی شیخ ابو عبدالله بن ابو الفتح هروی - که چهل سال در خدمت حضرت غوث صمدانی و محبوب ربّانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی الله عنه گذرانیده بود - که : آنحضرت با وضوی عشاء، نمازِ صبح می گذاردی ، و همیشه با وضو بودی. و چون حدث لاحق شدی ، در همان وقت ، به تجدید ، با وضو می گردید و دو رکعت نماز می گذارد . و چون نمازِ عشاء ادا می کردی ، در آمدی در خلوت ، و هیچکس در آن [۱۱ ب] خلوت در نمی آمدی. و آنحضرت بیرون نیامدی تا طلوع فجر . و اگر خلیفه ، شب آمدی ، ملاقات او را میسر نشدی، و تا وقتِ نمازِ فجر اندرون ماندی. و آنحضرت در اوّل شب ، نماز سبک گذاردی . پس ازان در ذکر مشغول شدی.

ابیات^۱

زنگِ غیری را ز دل ببریده اند رُوی خود را خود در او خود دیده اند

قطع کردند از هوا و از^۲ هوس شسته اند دل را ز خار و هم ز خس

چون ثلثِ اوّلِ شب گذشتی ، فرمودی : **المحیطُ العالمُ الحسیبُ الفعّالُ الخالقُ الباریُّ المصوّرُ** . و در هوا بلند پرواز می کردی ، و از نظر شیخ ابو عبدالله غایب می شدی. پس ازان در نماز آمدی. قایم بر قدم ، قرآن می خواندی. **أهلُ القرآنِ أهلٌ** . تا آن که ثلثِ ثانیِ شب گذشتی . تا مدّتی بر سجود شدی، و رُوی مبارک بر زمین مالیدی .

قطعه^۳

رُوی بر خایِ عجز می مالم هر سحر گه که باد می آید

۱ - دراصل : بیت .

۲ - دراصل : وز .

۳ - دراصل : بیت .

ای که هرگز فراموشت نکنم هیچت از بنده یاد می آید
 پس ازان متوجّه قبله می نشستی مراقب و مشاهد، تا قرب طلوع فجر. پس ازان در دعا و ابتهال و
 تزلزل آمدی و در پوشیدی اوشان را نور، قریب می بودی که بر باید اشراق [کذا] ان انوار الابصار نظارا.

مصرع

چو برقی طالع و خاطف به یک بار

بیت

رُخت که خیره شود [نور] مهر و ماه در او به از هزار نگاهت که یک نگاه در او
 و چون خورشید تابان در انوار بی پایان پوشیده می شد، شیخ مذکور آواز [۱۲ الف] می سپید
 [از] آنجا: سلامٌ علیکم. و آنحضرت از پیش می گفت: و علیکم السلام. تا آن که بیرون می آمدی
 برای نماز صبح.

و ای یارا! ترکیب ذکر اژه این است که نوک زبان [را] با کام چسبانیده، کثافت دل براندازد
 اسم ذات بر طرف نماید. و ضرب «هو» به اشاره انفاس پاک بر دل زند. چرا که در ذکر اژه - نفس پاک
 و دردمندی حاصل می آید.

بیت

«درد» را در هندوی گویند «پیر» می توان «بیدرد» را بی پیر گس

به قول شیخ فرید الدین عطار - رحمة الله علیه - :

بیت

کُفر کافر را و دین دیندار را ذرّه درد دلی عطار
 کَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: «فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَ لْيَبْكُوا كَثِيرًا». [۸۲ / ۹] و مکاشفه قلوب طهری و
 می شود؛ و خناس - که همراه دل است - آن لاغر می گردد؛ و از خیالات ماسوا و زینب عتق
 خلاصی می یابد؛ و اهل ترس می شود؛ و به علم اثبات عالم می گردد.
 و بعده، آنحضرت در همه حال به پاس انفاس مشغول می شدند.

مَغْفِرَةً وَّ أَجْرًا عَظِيمًا [۳۵ / ۳۳] و در آن وقت، لذت از چاشنی حق پدید آید، و مستی بر جسم هویدا شود، و حرکتِ رقصِ رُو نماید، و حالتِ لَا فَرْقَ بَيْنِي و بَيْنَكَ ظهور می‌گردد. به قولِ میان صاحبِ مرحوم [و] مغفور - نور الله مضجعه - یعنی از اوصافِ بشریّه خود بیگانه گشته، [۱۳ الف] بیگانه بارگاهِ محبوب می‌شود. در حالتِ با خدا، خدا هرچه خواست، کرد و هر چه خواهد، بکند.

فرد

مردانِ خدا، خدا اند لیکن به رگم تو جدا اند

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتُ رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ. و مُرَادُكَ مِنْ «أَحْسَنِ صُورَةٍ» نِيكَ سِيرَتِ اسْت. و مُرَادُكَ مِنْ نِيكَ سِيرَتِ، قُرْبِ حَقِّ اسْتِ كَمَا أَنَّ خُودَ رَا دَرِ اَو كَم كَرْدَنِ و حَقِّ رَا ظَاهِر كَرْدَنِ. در شأنِ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا [۸۱ / ۱۷] و به درجهٔ بی یَسْمَعُ و بِي يَنْصُرُ رَسُلَهُ قُلْ كَأَنَّ لِلَّهِ كَأَنَّ لِلَّهِ لَهُ.

و ای یار! وقتی که بر پایشِ انفاسِ قادر شدی، همراه یکدم، پنج مرتبه، دل حرکت می‌کند و یک لکه [و] چهل و هزار مرتبه، اسمِ باری - عزّ اسمهِ جَلّ جلاله - و عمّ نواله - در تسبیح می‌شود؛ و در مرتبهٔ «فاذکروا الله قیاماً و قعوداً» [۱۰۳ / ۴] می‌رسد. آن وقت این بحرِ مزاج گریخته، جای خشک را ترک گرداند.

مثنوی

در جهان از تشنگی بشتافتند
غرق گشته، سر به سر، در بحرِ خویش
غوطه در دریای وحدت خورده اند
آب را در کسوزه خود یافتند
دُر بر آوردند خود از نهرِ خویش
گوهرِ قربت بهای آورده اند

[بیت]

دریا تن است؛ دل صدف [و] حق در او، دُر است
زین بحر، هر که دُر به کند رسد بهای است

در شأنِ اِنَّ فِي جَسَدِ آدَمَ. [الخ]

و هر عبادت را شرط است، و عبادتِ پایشِ انفاس را شرط نیست که وضو باشد یا نباشد، و پاک باشد یا نباشد.

ابیات^۱

هر نفس را پاسبانی می کنند دیده بان اند، دیده بانی می کنند
 محو مطلق گشته [اند] در ذات حق می کنند نظاره در آیات حق
 هر یکی را در یکی دیدند و بس محو مطلق در یکی گشتند و بس
 مطلع بر ظاهر و باطن شدند در سکونت، ساکنان، ساکن شدند

ای یار! بیست و چهار هزار دم، هر متنفس را، در روز و شب، میان هشت پاس، از ذوالجلال
 والا کرام عنایت و مرحمت اند. و عمر همه کس بر انفاس مقرر است. [۱۲ ب] از این نعمت عظمی
 غافل و عاقل نشود. **وَ اذْكُرْ رَبَّكَ اِذَا نَسِيتَ [۱۸/۲۴].**

بیت

غافل ز احتیاط نفس، یکنفس مباش شاید همین نفس، نفس واپسین بود
قَلْتُ الْمُؤْمِنِ حَاضِرَةٌ مِنْ ذِكْرِ الْخَفِيِّ فَهُوَ حَيٌّ وَ قَلْبُ الْمُسْلِمِ غَافِلَةٌ مِنْ ذِكْرِ الْخَفِيِّ فَهُوَ مَيِّتٌ.

بیت

دمی بی یاد او بودن حرام است شراب شوق او خوردن حلال است
 تا هر دم. شراب ذوق، ساقی، در کام تو خواهد ریخت. یعنی **وَسَقِيهِمْ رُبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا [۷۶ / ۲۱].**
 و ای یار! وقتی که به ذکر مشغول شوی، بعد از ذکر همان ساعت خاموش شده، مراقبه بکن، و
 رجوع به طرف دل آر، و دم بند نموده بین که حرکت می کند یا نه؟
 و ای یار! دل هر کس در حال رقت است، لیکن از این رقت غافل اند.

بیت

عمری سرویا برهنه رفتی لیکن قدمی به ره نرفتی
 و از ذکر حق چنان رقت می شود که دیگری را هم معلوم می شود. وقتی که به این قادر شوی، خاموش
 شده بنشین^۳ و نگاه به طرف اعضوها بکن که از مو به مو یک ترانه پیدا می شود. که آنرا «سلطان
 الاذکار» می گویند. که در شأن شان رب العزت فرموده: **وَالَّذَا كَرِئِنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَ الَّذَا كِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰهَ لَهْمُ**

۱ - دراصل: بیت .

۲ - ن: که

۳ - دراصل: بنشین

مَغْفِرَةً وَّ أَجْرًا عَظِيمًا [۳۳ / ۳۵] و در آن وقت، لذت از چاشنی حق پدید آید، و مستی بر جسم هویدا شود، و حرکتِ رقصِ رُو نماید، و حالتِ لَا فَرْقَ بَيْنِي و بَيْنَكَ ظهور می‌گردد. به قولِ میان صاحبِ مرحوم [و] مغفور - نور الله مضجعه - یعنی از اوصافِ بشریّه خود بیگانه گشته، [۱۳ الف] یگانه بارگاه محبوب می‌شود. در حالتِ باخدا، خدا هرچه خواست، کرد و هر چه خواهد، بکند.

فرد

مردانِ خدا، خدا اند لیکن به رغم تو جدا اند

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتُ رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ. و مُرَادُكَ مِنْ «أَحْسَنِ صُورَةٍ» نِيكَ سِيرَتِ اسْت. و مُرَادُكَ مِنْ نِيكَ سِيرَتِ، قُرْبِ حَقِّ اسْتِ كِهْ خُودِ رَا دَرِ اَوِ كُومِ كَرْدَنِ و حَقِّ رَا ظَاهِرِ كَرْدَنِ. دَرِ شَأْنِ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا [۱۷ / ۸۱] و به درجهٔ بی یَسْمَعُ و بی یَبْصُرُ رَسَدِ. مَن كَانَ لِلَّهِ كَانَ اللَّهُ لَهُ.

و ای یار! وقتی که بر پائینِ انفاسِ قادرِ شدی، همراهِ یکدم، پنج مرتبه، دل حرکت می‌کند و یک لکه [و] چهل و هزار مرتبه، اسمِ باری - عَزَّ اسْمُهُ جَلَّ جَلَالُهُ، و عَمَّ نَوَالُهُ - در تسبیحِ تسبیح می‌شود؛ و در مرتبهٔ «فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا و قَعُودًا» [۴ / ۱۰۳] می‌رسد. آن وقت این بحرِ مؤنثِ گردد، جای خشک را ترک گرداند.

مثنوی

در جهان از تشنگی بشتافتند	آب را در کوزهٔ خود یافتند
غرق گشته، سر به سر، در بحرِ خویش	دُر بر آوردند خود از نهرِ خویش
غوطه در دریای وحدت خورده اند	گوهرِ قربت بهای آورده اند

[بیت]

دریا تن است؛ دل صدف [و] حق در او، دُر است زین بحر، هر که دُر به کف آورد، بهر دست
در شأنِ اِنَّ فِي جَسَدِ آدَمَ. [الخ] و هر عبادت را شرط است، و عبادتِ پائینِ انفاس را شرط نیست که وضو باشد یا نماند، و پاک باشد یا نباشد.

بیت

به هر حالی که باشی، با خدا باش . ز خود بیگانه [۱۳ ب] ، با او آشنا باش
دست به کار ، دل به یار.

بیت

به هر جایی که باشی، ذکر می گوی . به هر حالی که باشی ، شکر می گوی
فَاذْكُرُونِي أَذْكَرْكُمْ وَ اشْكُرُوا لِي وَ لَا تَكْفُرُون [۱۵۲ / ۲].
و از همه کسب ، کسبِ تصوّر را هم شرط نیست ، به هر وقت در نظاره باشد.

مثنوی

عاشقان خودمست و مدهوش آمدند . بندگی را حلقه در گوش آمدند
بندگی را بندگی باید ضرور . بندگی عاشقان آمد حضور
لیکن مُبتدی را باید که اوّل چند مدّت ، در خلوت نشسته ، ادای ذکر و شغل و تصوّر نماید ،
و همه وقت ثمرِ مغفرت را از شجرِ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تُوْبَةً نُّصُوْحًا [۸ / ۶۶] حاصل سازد.

بیت

به هر دم توبه باید کرد عادت . نُخْسْتِيْنَ تَعْرِبَهٗ بَايِدْ ، پس عبادت
و توبه به صدقِ دل ، یک مرتبه بس است که إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰدِقِيْنَ واقع است.

حالتِ پنجم

در فنا فی الشیخ و فنا فی الرسول و فنا فی اللہ و بقا باللہ

ای یار! این تصوّر هم دویی است. وقتی که از این تصوّر به صورِ خود جلوه یابی، خود را در این صورِ پرتابی که فنا بهتر است و تصوّر خود کهنتر است، به قول حضرت شاه شمس تبریز - قدّس سرّه -:

ایات^۱

به تصوّر نبرد راه به مقصود، کسی در فنا کوش، اگر مُلکِ بقا می طلبی
شمس تبریز! در این دیر تو داری دردی خوش طبیعی است ترا، آنچه دوا می طلبی
ای غافلِ بیهوش! هوش کن و ندای آن غریب نواز در گوش کن:
أنا الموجود تطلبنی تجدنی فإِن تطلب سوائی لم تجدنی

ترجمه

منم موجود، ای طالب! کجایی؟ چرا در حضرتِ ما می نیایی
مجویی غیر ما را هیچگامی اگر شایسته درگاه ما می
ای یار! از تصوّر شیخ، فنا فی الشیخ حاصل آید - که ما قبل مذکور شد -، و از فنا فی الرسول، فنا فی الرسول حاصل می شود. برای این که مَرَبی کامل، از راه محمدی، به منزل مقصود می رسی و در قُرب حق می یابی.

بیت

در این راه جز مردِ راعی نرفت گم آن شد که دنبال داعی نرفت
كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ [۳۱ / ۳] یعنی بگو، یا محمد صلی
اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ - : اگر هستید شما یهود و نصارا که لافِ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّائِهِ [۱۸ / ۵] در افکنده اید،

و دعوی می کنید، و دوست می دارید خدای را، پس رُو کنید مرا، تا خدا دوست بدارد شما را، و یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ^۲ [۳ / ۳۱] و بیامرزد گناهان شما را، و خدا آمرزنده است. کسانی که بر متابعت من راسخ باشند و قرب حق، یا از راه ظاهر و یا از راه باطن.

و راه باطن آن است که در شبِ معراج، بر آن سرور - علیه الصَّلوة والسلام - ارشاد شده بود که سی هزار کلام به مردم عوام امر فرما، و سی هزار قال به صاحبِ حال بفرما، و سی هزار راز به جان ناز دمساز. چنانچه ازان قال [و] مقال لایزال به امّ المؤمنین بی بی عایشه - رضی الله تعالی عنها - و به امیرالمؤمنین حضرت علی - کرم الله وجهه - مهربانی فرمود، و از ایشان سینه به سینه به فقیران رسیده.

مثنوی

خاک رقبِ آستانِ آن در اند	خوشه چسبِ خرمنِ آن سرور اند
قلبشان پُر نورِ از نور خفی است	[۱۴ ب] سینه شان ^۳ مخزنِ سرّ نبی است
در جهان چون کیمیا اند، ای عزیز	وارثانِ انبیا اند، ای عزیز

که الْعُلَمَاءُ وَرِثَةُ^۴ الانبیاء واقع است.

مرتبه دوم^۵: در فنا فی الرسول.

وقتی که فنا فی الشیخ شدی، تحقیق فنا فی الرسول شدی، و در ذیل آن سرور - علیه السلام - رسی. قَالَ اللَّهُ: أَوْلِيَاءِي تَحْتَ قَبَائِي لَا يَعْرِفُهُمْ غَيْرِي. و عاشقِ صادقِ روشن کننده دینِ اسلام است. و این نعمتِ عظمی جز به فقیر حاصل نمی شود. قَالَ الرَّسُولُ - عَلَيْهِ السَّلَامُ -: الْفَقْرُ فَخْرِي وَالْفَخْرُ مِنِّي. حکایت می کنند که نام پیرِ پیران، ابو محمد بود. و رحمتِ حق بر ایشان نازل شد، و ندا [ی] سرافرازی در گوش رسید: ای ابو محمد! چیزی بخواه. التماس نمودند که یا اله العالمین! افضل مرتبه پیغمبری بود که آن را بر سرور - علیه السلام - ختم کردی، و دیگر مرتبه سردفتر [ی] ولایت بود، آن را بر امیر المؤمنین علی - کرم الله وجهه - ارشاد فرمودی، و مرتبه شهادت بود که آن را بر امامین -

۱ - دراصل: می دارد.

۲ - دراصل: الرحیم.

۳ - دراصل: ایشان.

۴ - دراصل: ورث.

۵ - نسخه عنوان «مرتبه اول» را ندارد.

۶ - دراصل: به تکرار.

رضی الله تعالی عنهما - مُسَلِّمِ دَاسْتِی. و قادری برتست که لایقِ قادری ای . آن غریب نواز ، از فضلِ عمیمِ خویش ، ایشان را به خطابِ «قادری» سرفراز نمود . برای حفظِ مراتبِ به «عبدالقادر» مشهور و معروف شدند که در این امر ، پیروی سرور - علیه السّلام - است که به شأنِ «أَنَا أَحْمَدُ بِلَامِيمٍ» و «عبد» و رسوله «ظاهر گشت .

ایضاً: روزی در بادیه می رفتند. شخصی ضعیف آمده ، ملاقی [۱۵ الف] گشت و سلام رسانید، و التماس نمود که من ، دینِ احمد ام . ما را جوان و حیات کن که حیاتِ ما بر زبان تست . از همان روز . خطابِ مُحیی الدّین ، به عبد القادر - قدّس سرّه - سرافرازی گردید .
ای یار ! تقدیر قطعی که ... است و تقدیر معلق ...^۱ .

مرتبۀ سوم : فنا فی الله .

برای این که مرتبۀ رسول - علیه السّلام - فنا فی الله است که مقربِ جنابِ صمدی اند. که صفات صمدی بر ذاتِ ایشان ظاهر و باهر . چنانچه ذاتِ قدیم است، نورشان قدیم است. چنانچه او سجانه و تعالی حی است و حیاتِ النبی متجلی است. و بر جسمِ مبارک آنحضرت - علیه السّلام - نگه نشستندی . و عکسِ قامت بر زمین نیفتادی.

ابیات^۲

چند گویم من ز خوبهای شان	از بلندیهای دانشهای شان
خود برون رفتند اینجا از حجاب	سایه را گم کرده ، اندر آفتاب
چون شعاع خور [که] تابان می شود	ذره را خود، بین که پنهان می شود
مثل خور، اندر جهان تابان شدند	زان جهت بر نیک و بد یکسان شدند

در شأنِ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ [۱۷/۸۱] و از بول و غایط ، کسی واقف نمی شد . و به هر دو
اصلی ، جز حق ، کسی واصل نشده .

مثنوی

صورتشان گر به ظاهر بنده بود	باطنشان در جهان تابنده بود
خود به خود در خود پدیدار آمدند	خود به خود در خود به گفتار آمدند

۱ - نسخه به قدر یک سطر آب دیده است .

۲ - در اصل : بیت .

ای یار! بر روح عالم عوام الناس، جسم غالب [۱۵ ب] است، از برای همین، عکس ایشان بر زمین می افتد. و روح پُر فتوح آنحضرت - علیه السلام - بر جسم غالب بود. از این جهت عکس شان بر زمین نمی افتاد؛ که روح گوهر لطیف است، و جسم جوهر کثیف. قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرْوَاحُنَا أَجْسَادُنَا [و] أَجْسَادُنَا أَرْوَاحُنَا. و روح، گوهر لطیف برای این است که ذات او سبحانه لطیف است. وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ [۱۰۳ / ۶]، و روح از امر آن لطیف است. كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي [۷۵ / ۱۷] پس از لطیف، لطیف و از کثیف، کثیف نسبت دارد. وقتی که مرتبه عشق غالب آمد، دعوی «أَنَا أَحْمَدُ بِالْأَمِيمِ» به قالب آمد، و «أَنَا عَرَبٌ بِأَلَا عَيْنِ» به ظهور پیوست.

فرد

میان عاشق و معشوق، رمزی است کراماً کاتبین را هم خبر نیست

ای یار! در این امر امتیاز باید کرد که این چه مرتبه ای است که فهم من و تو قاصر. ولی را ولی می شناسد که أَلَوْلِيَّ عَرَفَ أَلَوْلِيَّ.

و حضرت عیسی - عَلِيٌّ نَبِيْنَا [و] عَلَيْهِ السَّلَام - با همین جسم بر آسمان هستند که میان جسم و روح نبی، فرقی نیست.

و صورت آن سرورِ آخر الزمان - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - سه قسم بود. از قسم اول، عوام الناس شرف اندوز شدند. و با قسم دوم عالم خاص و عالم ملکوت روشن عینین گردیدند.

بیت

آرزو دارم که خاکِ آن قدم توتیای چشم سازم دم به دم

و با قسم سوم سوای حق - جَلَّ وَعَلَى - [الف ۱۶] هیچکس را اطلاعی نیست. مرتبه چهارم: بقا بالله.

ای یار! شخصی که فنا فی الشیخ شد، به علم نبی فنا فی الرسول شد. و شخصی که فنا فی الرسول شد، به امر او سبحانه، فنا فی الله شد. و شخصی که فنا فی الله شد، به قرب خاص عین، بقا بالله شد.

بیت

بقا اندر بقا بینی، بقا نیست فنا اندر فنا بینی، فنا نیست

چرا که در بقای تو، فناي تو، و در فناي تو، بقای آن. و نزد اهل ظاهر مجنون ولا یعقل.

نظم

مست لا یعقل شدند اندر لقا یافتند از ساقی باقی ، بقا
چون دویی را رفع کردند از نظر نور بودند، نور گشتند ای پسر
آن زمان نور از نور خاص گردد.

[بیت]

پدر نور و پسر نور است مشهور از اینجا فهم کن نور علی نور
آن وقت «مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّ لِسَانَهُ وَ قَطَعَ أَرْجُلَهُ»، حالتش باشد، و «أَهْلُ الْجَنَّةِ بِلَهٍ».

بیت

محو می گردند آن دم در خدا نی خبر، شان را، ز سر هم، نی زینا
ای یار! اگر در خواب جلوه محمدی و انوارِ سرمدی زو نماید. به هر صورتی که مشاهده شود.
یقین داند. قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ : مَنْ رَأَى فَقَدْ رَأَى فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي. بلکه مشاهده
پیغمبر، مشاهده حق است. كَمَا قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ : مَنْ رَأَى فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ.

بیت

اواست ایمای جهان را واسطه در میان خلق و خالق ، رابطه

حالتِ ششم

در سماع و رقص و وجد و تواجد و حال و مقام

از ' سماع، اهل الله [۱۶ ب] را ذوق و شوق و انوار الهی از دل می خیزد، و رقتِ قلبی رو [ی می] نماید.

بیت

بادشه باشی تو اندر وقتِ خود آن زمان واقف شوی از علمِ لُد
و اهلِ دنیا را ذوق و شوق به لهُو و لعب.

بیت

با دردِ عشق نیست تعلقِ خسیس را در تخته می کشند قماشِ نفیس را
و اهلِ عقبی را به موت و فوت و هراس از دوزخ و امید از بهشت.

فرد

عُرفی! اگر به گریه میسر شدی وصال صد سال می توان به تمنا گریستن
و عاشق صادق را به مشاهده مرتبی کامل و صفاتِ الهی و تجلیاتِ نامتناهی و یا نورِ محمدی به انوارِ
سرمدی و یا وصالِ لایزال در حجره پاکی خود حاصل آید. مُشَاهِدَةُ الْأَبْرَارِ بَيْنَ التَّجَلِّي وَالْإِسْتَار.

فرد

زمانِ خوشدلی دریاب، دریاب که دایم در صدف گوهر نباشد
و از این سماع، ذوقی و شوقی به هر کسی روی نماید، در مرتبه او.

مصرع

فکرِ هر کس به قدرِ همت او است
كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَ يَهْدِي بِهِ كَثِيرًا [۲/۲۶] وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ

الْخَيْرِ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ» [۳ / ۲۶]

و وجه ذوق و شوق این است: وقتی که کسی از خلق موجود نبود، آن وقت صدای «هُو» می آید. و آن صدا را در این زمان هم، فقیران معلوم می کنند، از راه سلوک، به ذکر «انحد» و به ذکر «حبس الحواس». به قول حافظ شیراز - رحمة الله عليه:

بیت

کس ندانست که منزلگه دلدار کجاست این قدر هست که بانگ جرسی می آید

[۱۷ الف] ای یار! وقتی که روح در جسم انسان داخل نموده است، کسی را با ذوق وصال در شأن «قَالُوا بَلَىٰ» [۱۷۲ / ۷]، و کسی را با عشق کمال در شأن «فَأَحْبَبْتُ»، و کسی را با علم ظاهر و طاهر در شأن «عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ» [۲ / ۳۱]، و کسی را با دین اسلام در شأن «وَرْضِيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا» [۵ / ۳]، و کسی را با صوت نغمه، و کسی را با جزع و فزع، و کسی را به گرسنگی و به تشنگی، و کسی را به فسق و فجور [و] به لذت دنیا و غرور در شأن «وَالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَ شَرِّهِ مِنَ اللَّهِ تَعَالَىٰ»، و کسی را به انس ساء در شأن «الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ» [۲۶ / ۲۴]، و کسی را با شراب شوق در شأن «أَعْتَدْنَا شَرَابًا لِأَوْلِيَانَاكَ» و به مصداق خواجه حافظ رحمة الله عليه:

بیت

دوش دیدم که ملائک در میخانه زدند گِلِ آدم بسرشتند [و] به پیمانه زدند

ای یار! هرچه بُنیاد هرکسی است، به آن مخلوط اند، و در رُوزِ قیامت به همین [کذا: هسان اکر می خیزند. يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَىٰ نِيَّاتِهِمْ. چو میرد، مُبتلا میرد، چو خیزد، مُبتلا خیزد. كَمَا تُبْعَثُونَ تَمُوتُونَ كَمَا تُبْعَثُونَ تُحْشَرُونَ وَالْآنَ كَمَا كَانُ.

بیت

دندان به جگر نه که کبابی به از این نیست خونابه دل خور که شرابی به از این نیست

وَسَقِيلِهِمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا [۷۶ / ۲۱] تاهر دم، شراب شوق، ساقی، در کام تو خواهیم ریخت. و ای یار! آیت نازل است در قرآن مجید که برای عالم صالح تحفه خوش آوازی باشد در بهشت. كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ: فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ [۱۵ / ۳۰]. چنانچه تألیف است از تفسیر حسینی: اما آنان که گرویده باشند، و عمل ها [ی] پسندیده [۱۷ ب] کرده اند، پس ایشان در مرغزارهای مشتمل بر ازهار و انهار شادمان گذرانیده باشند، چنان شادمانی که

اثر آن بر صحایف و جنات ایشان ظاهر باشد. یا مکرم و منعم باشند، یا ایشان را به حلی و حلل بیارایند. در احقاف گفته که متموج سازندشان. و در عین المعانی آورده که آواز خوش شنوایند ایشان را، و هیچ لذت برابر آن سماع نباشد در خبر است که ابکار بهشت تغنی کنند با اصواتی که خلاق مثل آن نشنیده. و این افضل نعم بهشت است. از ابو درداء - رضی الله عنه - پرسیدند که مغنیان بهشت به چه چیز تغنی کنند؟ فرمود که: با تسبیح. و یحیی بن معاذ رازی - قدس سره - را پرسیدند که [از] آوازه‌ها، کدام دوست تر داری؟ فرمود که مزامیر انس فی مقاصیر قدس، به الحان توحید فی ریاض تمجید [یعنی] سرود و مستی در حُجر [های پاک]، به آوازها [ی] حمد، در باغ بزرگی. صاحب کاشف الأسرار فرمود که فردا، دوستان خدا، در روضات بهشت، میان ریاحین انس، به شادی و طرب [و] سماع کنند فی مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِئِكٍ مُّقْتَدِرٍ. [۵۴/۵۵] [و] فرمان آید به داود: به آن نغمه دلپذیر و صوت شور انگیز که ترا داده‌ام. زبور بخوان، ای موسی! توریت تلاوت کن، ای عیسی! به قرائت انجیل مشغول شو! ای اسرافیل! تو قرآن آغاز کن، ای درخت طوبی! تو آواز دلارای به تسبیح ما بگشای. امام ثعلبی از اوزاعی نقل می‌کند که: هیچکس خوش آواز تر [از] اسرافیل نیست. چون او [آغاز] تغنی [۱۸ الف] کند، همه فرشتگان از او را و اذکار خود باز مانند. حاصل سخن آن که شریف ترین لذتی بعد از مشاهده انوار تجلی در بهشت، سماع خواهد بود، و از اینجا گفته است آن عزیز در شرح مثنوی که سماع منادی است که در ماندگان بیابان تیرگی افزای دنیا را از عشرت آباد بهشت نورانی یاد می‌دهد.

مثنوی

مؤمنان گویند کاتار بهشت	نغز گردانیده هر آواز زشت
ما همه اجزای آدم بوده ایم	در بهشت آن لحنها بشنوده ایم
گرچه بر ما ریخت آب و گل، شکی	یادمان آید از آنها اندکی
پس نی و چنگ و رباب و سازها	خیرگی نباید بدان آوازه‌ها
عاشقان کین نغمه‌ها را بشنوند	جزو بگذارند، سویی گل روند

وَ اَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوا وَ كَذَّبُوا بآیَاتِنَا وَ لِقَاءِ الْآخِرَةِ فَاُولَئِكَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ. [۱۶ / ۳۰] و اما آنها که

نگریده باشند، و تکذیب کرده مر آیت‌های ما را - یعنی قرآن یا دلائل قدرت را - و لقای آن سرای
یعنی : حشر و نشر را، پس آن گروه، در عذاب حاضر کرده شدگان اند.

ای یار! در روز قیامت فنا بی نفیر شود، و روز محشر حشر و نشر بی نفیر شود. پس ای یار! شرط
انصاف نیست این نعمتِ عظمی را به حرام و مکروه نسبت دهی که بنیادِ توالد و تناسل [و] فنا و بقا و
عیش و عشرت و دنیا و آخرت همین است که در این رقت، روی خود ببین. درویشی که حالت داشته
باشد، معلوم کند. و حلال و حرام و مباح و مکروه در این نیست، در تنِ تُست، چرا که موقوف بر فکر
و تعشق و حالتِ تُست. و سماع، سلوکِ عشقیه است. [۱۸ ب] و این خوش آوازی را، اهل الله
دوست دارند، برای این که رقتِ قلبی و ذوق [و] شوقِ الهی رو نماید که: **من أَحَبَّ شَيْئاً فَأَكْثَرَ ذِكْرَهُ.** و
سماع عبادتِ صوفیه است و رحمتِ حق است که **فی العوارفِ السَّماعُ رَحْمَتٌ مِنَ اللَّهِ** واقع است. به قولِ
حافظ شیرازی **رحمة الله علیه:**

غزل

معاشران ز حریف شبانه یاد آرید	حقوقِ بندگی مخلصانه یاد آرید
بوقت سرخوشی از راه ناله عشاق	بصوتِ نغمه و چنگ و چغانه یاد آرید
چو لطفِ باده کند جلوه در رُخ ساقی	ز زهدِ من به سرود [و] ترانه یاد آرید
نمی خوردند، زمانی، غمِ وفا داران	ز بیوفائی دورِ زمانه یاد آرید

چنانچه مولوی روم فرموده:

بیت

خشک تار و خشک چوب و خشک پوست از کجا می آید این آواز دوست

[بیت]

این معما که در این پرده نهان است قدیم همچو الحانِ نزول است به جبریل و کلیم
باید که احوالِ خود را بنگرد که لایق شنیدن هستم یا نه. اگر لایق شنیدن باشد، بهتر. و لاجراً
عمر ضایع کند. عندالشرع سوايِ از اهل الله نهی است. و اگر ذوقِ شنیدن داری، در خدمتِ فقیرِ صاحب
درد، خود را آراسته کن و بعد از آن بشنو.

بیت

صاحبِ دردی و سوخته جان می باید آتش زده به خانمان می باید

[بیت]

نباشد مبتدی را به از این که پیری را بجوید راه در دین
 مَنْ لَا شَيْخَ لَهُ ، لَا دِينَ لَهُ ؛ وَمَنْ لَا دِينَ لَهُ ، لَا عِرْفَانَ لَهُ ، لَا عِرْفَانَ لَهُ ، لَا حِزْبَ لَهُ ؛ وَمَنْ لَا
 حِزْبَ لَهُ ، لَا نَبِيَّ لَهُ .

[۱۹ الف] مثنوی

اگر خواهی که خلوت را گزینی پس آن بهتر که پیش شیخ شینی
 ز نیک و بد ، به وی ، خود بازگویی ز اسرارِ نهانش راز جویی
 اگر بی پیر کاری پیش گیرد هلاکت راز بهر خویش گیرد
 مَنْ لَا شَيْخَ لَهُ فَشَيْخُهُ إِبْلِيسُ . و هر چه ارشاد ، پیر کند ، به جا آورده شود .

بیت

به می ، سجاده رنگین کن ، گرت پیر مغان گوید که سالک بیخبر نبود ز راه و رسم منزلها
 تألیف است از رساله شیخ عبد الجلیل مفتی چشتی - طیب الله سره - در شنیدن سماع و رقص
 کردن و سرود . و ناقل این کلام ، شیخ عبدالرحمان مفتی مرحوم المبرور است :
 قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ [۳/۷۰]
 یعنی : گمان مبرید در حق آنان که در راه مولا ، خود را محو و نابود گردانیده ، و فاعل حقیقی را اثبات
 ساخته ، در عشق آن مقتول شده ، مرده .

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَوْتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا . پس آنها شهید گشته اند . جَاهِدُوا فِينَا [۲۹/۶۹]
 که با نفس اماره خود جدال نموده ، همچون مرغ بسمل شوند و می جهند و می غلطند . پس آنها
 نمردند ، حیات ابدی یافتند ، و الله تعالی فرحت و راحت نصیب ایشان گردانیده .

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : أَعْتَدْنَا شَرَابًا لِأَوْلِيَائِكَ ، إِذَا شَرِبُوا ، سَكَرُوا ؛ وَإِذَا سَكَرُوا ، طَرَبُوا ؛ وَإِذَا طَرَبُوا ، تَابُوا ؛
 و إِذَا تَابُوا ، وَصَلُوا ؛ وَإِذَا وَصَلُوا ، تَسَلَّوْا ، وَإِذَا تَسَلَّوْا ، لَا فَرْقَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ . یعنی خدای تعالی در حدیث
 قدسی می فرماید [۱۹ ب] که یا پیغمبر - صلی الله علیه وسلم - دادیم ما شراب برای اولیا ، شما را . هرگاه
 که نوش کنند ، مست شوند و در رقص در آیند و سماع کنند . چون برقصند ، تائب بوند . هرگاه که تائب
 بوند ، آن گاه وصال می یابند . هرگاه که قربت و وصال به حصول گردانیدند ، فرق میان من و آنها هیچ
 نماند .

كَمَا جَاءَ: مَنْ لَمْ يَعِشْ عَلَيَّ وَجْهٍ حَسَنٍ وَ لَحْنٍ صَفَاءٍ فَهُوَ فَاسِدُ الْمَزَاجِ يَعْنِي: كَسَى كَهْ بِرِ حَسَنِ
خُوش آواز [ی] عاشق و فریفته نشود - یعنی بر جمالِ مرتبی وقت که تلتین از او است - و بر سرود و
خُوش آواز [ای] عاشق و مبتلا نگردد، بر مزاجِ فاسد بود. و هر که از این، انکار آرد، او را آدمی نتوان
شمرد. چنانچه صاحب معانی حضرت خاقانی - علیه الرحمت - می فرماید:

بیت

تو خاقانی عروس این معانی ایما نقط مگس راندن ندانی

[بیت]

رنگی که نهاد صوفیان راست^۱ از خمکده های آن جهان خاست

فِي الْاِحْيَاءِ وَ فِي مَطَالِبِ الْمُؤْمِنِينَ كَه: السَّمَاعُ قَدْ يَكُونُ حَرَامًا مَحْضًا وَ قَدْ يَكُونُ مَكْرُوهًا وَ
قَدْ يَكُونُ مَنْدُوبًا. اَمَّا الْحَرَامُ فَهُوَ لِأَكْثَرِ النَّاسِ مِنَ الشَّابِّ وَ مِمَّنْ غَلَبَ عَلَيْهِ شَهْوَةُ النَّفْسِ. فَارَأَى نَكَاحَ السَّمَاعِ
مِنْهُمْ الْأَمَّا هُوَ الْغَالِبُ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا مِنَ الصِّفَاتِ الْمَذْمُومَاتِ. وَ اَمَّا الْمَكْرُوهُ فَهُوَ لِمَنْ تَبَطَّرَ عَنِ مَكْرُوهِ
الْمَخْلُوقِينَ وَ لَا كُنْ يَتَّخِذُ عَادَةً فِي أَكْثَرِ الْأَوْقَاتِ. وَ اَمَّا الْمُبَاحُ لِمَنْ لَا يَلَاحِظُ الْأَشَاءَ. مَسْئَلَةُ حَسَنِي
اَمَّا الْمَنْدُوبُ لِمَنْ غَلَبَتْ حُبُّ اللَّهِ تَعَالَى وَ لِمَنْ لَا يَحْرَكُ السَّمَاعُ عِنْدَ الْاِحْتِمَالِ
الْمَحْمُودَةِ. يَعْنِي گاهی سماع حرام می باشد. و گاه باشد که مباح شود. و گاهی مکروه. و گاهی مندوب
باشد. اما حرام آن است که اکثر مردم از روی جوانی و غلباتِ شهوتِ دنیا در سماع در آن وقت
آن سماع از ایشان به جز چیزی که آن چیز غالب بر دلهای ایشان از صفات مذمومه یعنی مکروه
او را چیزی حاصل نیست. و مکروه مر کسی را بود که بر صورتِ مخلوق به جز صفاتِ خلقِ تعالی
نگردد؛ ولی گاه عادت می گردد در اکثر اوقات به نظرِ شهوت. پس سماع او را مکروه بود. و مباح سماع
[را] که در قدسیه خود ملاحظه نکنند^۲ و نه معانی او را در خاطر گذرانند. مگر لذت گیرند که در
آوازی که آن را به زبانِ هندی «کن رس» گویند. اما محبت آن بود که در دل او غنچه بسوی تعالی
تعالی غالب [باشد]. در سماع تحرک نکند مگر به صفات محموده.

فِي خَزَانَةِ الرِّوَايَةِ. فِي كِتَابِ النِّكَاحِ: «إِعْلَمُ أَنَّ السَّمَاعَ مُبَاحٌ لِأَهْلِهِ وَ حَرَامٌ لِبَعِيدِهِ. وَ هَلْ السَّمَاعُ حَرَامٌ

۱ - دراصل : راهست .

۲ - دراصل : نکند .

۳ - دراصل : گیرد .

كَانَ قَلْبُهُ حَيًّا بِالْمَحْمُودَاتِ بِذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى بِشَرَطِ النِّفْيِ وَالْإِثْبَاتِ وَكَانَ نَفْسُهُ مَيْتًا عَنِ الشَّهَوَاتِ وَاللَّذَاتِ الْكَاذِبَاتِ وَعَنْ جَمِيعِ الْمَذْمُومَاتِ. یعنی به درستی سماع کردن اهل سماع را مباح است. و آنها که اهل سماع نیستند، آنها را [۲۰ ب] رقصیدن و سماع کردن حرام بود. اما اهل سماع کسی است که دل خود را زنده دارد، و نفس او مرده بود. یعنی کسی که دل او زنده باشد به اعمال حسنه که ظاهر و باطن بغیر حضرت الله تعالی ... * اذکر نفی و اثبات و باطن بغیر حضرت ... * دارد ... * دیگر در بتکده ... * خود پرستش دارد. و در آن هر آینه جای مذهب چیزی را سواي حق در نه آید [؟]، و از شنودن هر صوت و به وزیدن باد و جنبیدن درخت و آواز هر مرغی، وی را حالی پدیدار آید و مست شود و به رقص در آید و سماع کند.

اما سماع سرود را باید که آنچه بشنود، معانی آن در خاطر انگارد و نقش کند، و موافق این، آیت و حدیث و قول^۱ مشایخ بسنجد، و تصور شیخ خود ملاحظه نماید تا بغلطد و سماع کند. آنگاه واردات الهی و تجلیات نامتناهی بر او متجلی شود. و نفس خود را مرده دارد^۳ از شهوت و لذت دنیوی و دروغ گفتن از جمیع گناهان صغیره و کبیره.

مِنْ مِفْتَاحِ الْعَاشِقِينَ: خِصَالُ مَحْمُودَاتٍ: الْعِلْمُ وَالْعَمَلُ وَالْهَيَاءُ وَالرِّضَاءُ وَالْعَفْوُ وَالرَّأْفَةُ وَالرِّضِيحَةُ وَالْتَوَاضُعُ وَالْمَرُوتُ وَالْمُدَارَاتُ وَالْمَحَبَّةُ وَالشَّجَاعَةُ وَالسَّخَاوَةُ وَالْعَدْلُ وَالْتَقْوَى وَالْوَرَعُ وَالْتَوَكُّلُ وَالصَّدْقُ وَغَيْرَ ذَلِكَ. کذا فی کنز العباد. یعنی اهل سماع کسی است که آراسته باشد به اعمال حمیده و خصایل مسعوده. چنانچه علم و عمل داشته باشد، و رضا طلب از حضرت حق و مهربان [۲۱ الف] و نرم دل و ناصح و متواضع و صاحب مروت و سخاوت و شجاعت و مبارز میدان و بهادر بود. و روی، نیچد در فضای صف جنگ، و با نفس تیره فام جدال کند. و خداوند مدارات و عاشق صادق در راه معشوق حقیقی و تقوی یعنی پرهیزگار و متوکل و صادق خاص بود. و غیر ذلك، او را سماع کردن مباح بود.

فِي الْإِمْتِنَاعِ: أَنَّ السَّمَاعَ يَحْضُلُ بِهِ رَقَّةُ الْقُلُوبِ وَالْخُشُوعُ وَاثَارَةُ الشُّوقِ إِلَى لِقَاءِ اللَّهِ وَالْخَوْفُ مِنَ سَخَطِهِ وَعَذَابِهِ وَالْمَفْضَى إِلَى ذَلِكَ قَرَبَةٌ فَإِذَا كَانَ حَالُ السَّمَاعِ هَكَذَا فَكَيْفَ يَكُونُ شَائِبَةَ الْهَوَى.

* - به علت آب رسیدگی چند کلمه ناخوانا است.

۲ - دراصل: + «و» .

۳ - دراصل: + «و» .

یعنی به درستی ، به سماع حاصل می شود نرمی دل و خشوع ، و آثار آن ، آن است که غلبه شوق به جانب لقای باری تعالی داشته باشد ، و ترسنده از غضب و عذاب حق تعالی . آن سماع او را می رساند به سوی قربت آنحضرت حق سبحانه و تعالی . اگر حال سماع این چنین بود ، چگونه لهو و لعب در وجود او در آید و آمیخته شود ؟

فی العوارف: والسماع رحمة من الله الکریم. یعنی سماع از رحمت خدای تعالی - که کریم است . نازل گردد .

در تکملة حضرت پیر دستگیر آورده که : سماع سفر کردن به سوی مولی و سماع رسول حق ، و لطایف و زواید و فواید غیبی و موارد بوادی فتح و عواید معانی و کشف ... و سماع ارواح و غذا سبحان و آب حیات قلوب و لقای اسرار ، سماع به تارک سریر فقر لامع و اقبال [۲۱ ب] طالع ارواح به گوش هر بساط قرب نشاید حضور بغیر نفس در فکرتی و لحظه تدبیری و به وزیدن باد و جبین در رحمت و نطق هر ناطق در عالم ، این را سماعها بود که ازان وله و حیرت و سکر بر ایشان غلبه کند ، و احیای در ایشان پدید آید .

فی قوت القلوب . من تصنیف امام ابی طالب مکی ^۱ رحمة الله علیه : رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ فِي الْمَسْجِدِ . فَدَخَلَ رَجُلٌ حَبَشِيٌّ مَعَ جَارِيَتَيْنِ . فَاتَمَرَدَتَا عَلَيْهِمَا . فَجَاءَهُمَا بِالسَّلَامِ - بِالْأَنْشَادِ . فَتَقَبَلَ الْحَبَشِيَّ وَ جَارِيَتَانِ . فَأَنْشَدَهُ الْآيَاتِ . فَوَجَدَ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ كَرَمِهِ حَوْلَ بَيْنِ الصَّحَابَةِ . فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - فَوَضَعَ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَدَيْهِمَا عَلَى رَأْسَيْهِمَا . فَتَوَاجَدَ أَبُو بَكْرٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - وَ صَاحَ . قَالَ النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَا عَلِيُّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ هَذَا صَوْتُ كِنَافَةِ لِيَوْلَدِيهَا . فَدَخَلَ عُمَرُ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - وَ تَغَيَّرَ لَوْنُهُ . وَ أَرَادَ إِخْرَاجَ صَاحَتِهِمَا مِنَ الْمَسْجِدِ . فَقَالَ النَّبِيُّ - عَلَيْهِ السَّلَامُ - يَا عُمَرُ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - لَا تَرُدُّوْا عِبَادَ اللَّهِ عَنِ تَزْوِيلِ رَحْمَةِ اللَّهِ . فَإِذَا سَكَتَا عَنْ رَأْسَيْهِمَا رَجُلٌ وَ كَلَّ وَ أَحَدٌ مِنْهُمَا . فَامْرَهُمُ النَّبِيُّ - عَلَيْهِ السَّلَامُ - بِتَقْطِيعِ رِدَائِهِمَا بِرَبْعِ تَقْطِيعِ . فَأَعْمَسَ بِلِ وَ حَبَسَ تَقْطِيعَةً . فَقَالَ النَّبِيُّ - عَلَيْهِ السَّلَامُ - : مَنْ لَمْ يَحْظِ عِنْدَ السَّمَاعِ . لَيْسَ بِكَرِيمٍ . يَسِيْرُ فِي رِوَايَاتٍ مِنْ كُنْزِ رِوَايَاتِ بَيْهَقِيِّ . عَلَيْهِ السَّلَامُ - بِهَ دَرَسْتِي : آنحضرت - عَلَيْهِ السَّلَامُ - در مسجد نشستند [۲۲ الف] بودند که مردی حبشی ، با دو جاریه ، به خدمت در رسیدند و دفتها به دست داشتند . پس پیغمبر علیه السلام

امر^۱ فرمودند که: کسی هست از شما که چیزی ایات و ترانه کند؟ قبول نمودند، و ایات را ترانه کردند. و سرود بسیار واقع گشت. چنانچه حضرت - علیه السلام - را وجد شد. از جا برخاستند، در وجد آمدند و سماع کردند. و اصحابِ عظامِ آنحضرت - علیه السلام - را به حلقه گرفتند همچو [انبوهی]. در این اثناء امیر المؤمنین ابابکر - رضی الله تعالی عنه - در آمدند. حضرت علیه الصلوة - دست مبارک خود بر دوش صدیق اکبر نهادند در حالت وجد. امیر المؤمنین ابابکر - رضی الله تعالی عنه - از ولوله از سینه^۲ از جوش و خروش و آواز گرم از ذوق و شوق کمال - که داشت - بر آورد، و آنحضرت - علیه السلام - به امیر المؤمنین حضرت علی - کرم الله وجهه - به زبان گهربار و لسانِ درنثار پاسخ فرمودند که این آواز همچو ناقه است که ماده شتر به بچه خود صدا می دهد. درینولا، امیر المؤمنین عمر - رضی الله تعالی عنه - در آمد و رنگ تغییر کرد، و خواست که صاحب دفوف را بر آورد. آنحضرت - علیه الصلوة والسلام - به لسانِ درفشان مبارک فرمود که یا عمر - رضی الله تعالی عنه - بنده های خدا را رد مکنید که از ایشان نزول رحمت می شود. چون از سماع و وجد فارغ گشتند، و در افاق آمدند و بنشستند. تمامی اصحاب کرام رجوع به حضرت - علیه السلام - آوردند و زیارت نمودند. چنانچه [۲۲ ب] این نسبت، در مشایخ کبار، عمل معمول جاری است. پس پیغمبر - علیه السلام - فرمودند که ردای را چهار قطعه کنید، و مرآن را، یک یک قطعه چادر بخشیدند، و فرمودند: هر که از سماع حظ نگیرد، پس آن کس اهل کرم نیست.

در رساله حضرت بندگی داود شیرگرهی - که از جمله خلفای قادری بودند، نورالله مرقده - [نقل است] که روزی حضرت رسالت پناه - علیه الصلوة والسلام - حالتی داشت که در حالت وجد، دو جاریه، با دفها از پیش درگذشتند^۳ حضرت - علیه الصلوة والسلام - به زبان مبارک فرمودند که کسی هست از شما که ترانه کند و شعر خوانی نماید؟ آنها عرض نمودند: اگر فرمان شود، ما بسراییم. آنحضرت - علیه السلام - به زبان مبارک فرمودند: بخوانید این شعر را به دف نواختند و ترانه نمودند:

شعر

كُلَّ صَبْحٍ وَكُلَّ اشْرَاقِي تَسْبِكِي بِمِئِي بَدَمَعِ مَشْتَاقِي

۱ - دراصل: مر امیر المؤمنین را.

۲ - دراصل: یک سینه [کذا]

۳ - دراصل: درگذشت.

لقد لدغت حية الهوى كبدى
فلا طيب لها ولا راقى
سوى وجه الحبيب الذى شفقت
فعدده رقيتى و ترياقي

آنحضرت - عليه السلام - را وجدِ عظیم روی داد، چنانچه اصحابِ کرام حلقه نمودند و سماع بسیار واقع شد. همه یاران متابعت کردند، مگر حضرت معاویه - رحمة الله علیه - بعد استنراق، حضرت معاویه - علیه المغفرت - التماس نمود که یا رسول الله - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - این پری جد عجیب و غریب بود آنحضرت - علیه السلام - به لسانِ دُرُفشان فرمودند: خاموش یا معاویه، هر که به ذکرِ حبيب خود گرم نشود، [۲۳ الف] او اهلِ کرم نیست.

فى الامتناع و من صحيح البخارى: عن أم المؤمنين عايشة رضى الله عنها: لما رقت امرأة من رَجُلٍ مِنَ الانصار، فَجَاءَ رسول الله - عليه السلام - فقال اهديتهم بغناء؟ قالوا نعم [ف] عبيد بن ربيعة السلام - أرسلت معها من يُغنى؟ قالت لا. فقال رسول الله تعالى عبيد السلام ان الانصار يودون غزل فلو بعثتم معها من يغنى يقول:

اتيناكم اتيناكم فحيانا و حياكم
لولا الخيط ائتسراء لسب عذركم

راوی ناقل است از حضرت أم المؤمنین بی بی عایشه صدیقہ - رضى الله عنها - در این باره که پیر به کابین داد که آن مرد از قبیله انصار بود. در این اثنا آنحضرت - علیه السلام - در میان ایشان فرمود: آیا هدایت کنم شما را به سرود؟ حضرت ام المؤمنین - رضى الله تعالى عنها - عرض کرد: بفرستادید و التفات است. باز فرمودند که فرستادید شما یا عایشه؟ [عايشه] رضى الله تعالى عنها فرستادید که نفرستادیم. حضرت - علیه الصلوة والسلام - به زبان مبارک به گفتگو در آمدند که نفرستادید همراه آن عروس. زیرا آنچه قومی است که در قبیله ایشان سرود می شود، این حرف را بر زبان می آورند.

اتيناكم و حياكم

کذا فى خزانه الروایات . يعنى فرستادید شما همراه آن زن عروس سرود را؟ گفتگو در میان آن دو نفرست کسی را که این ترانه کند، فقره:

۱ - در حاشیه آمده است: ترجمه هر دو [کذا] شعر از حضرت مولانا عارف کامل محقق، محدث و محدث عند برحقین ساری جامی - قدس سره.

نه طیب می شناسد، به فسونگری در راه
به فسونگری در آید، بکند علاج کار

بگزید مبار عشقت، جگر کباب ما را
مگر آن حبيب دلبر که ربود دل ز دستم

اتینا کم اتینا کم فحیانا و حیا کم

فی التاتار خانی : لا بأس بِضَرْبِ الدَّفِّ [۲۳ ب] فی الأعراسِ وَالوَلیمَةِ وَاِنْ كَانَ ذَاكَ نَوْعَ لَهْوٍ وَ لَمْ یَكُنْ بِهِ بَأْسٌ لِأَنَّ فِیهِ إِظْهَارُ النِّكَاحِ او علانیه و یامر صاحبُ الشَّرْعِ حِثُّ قَالَ : أَعْلَنُوا النِّكَاحَ و لو بالدَفِّ . و کذا تَغْنَى . یعنی نواختنِ دَفِّ در عروسی و در وقت طعام و مهمانی نکاح و شادیهها هیچ باک نیست ، و چیزی عیب نبود . زیرا آنچه در اینجا اظهار کردنِ نکاح و شهرت دادن به آن سرود [و] نواختنِ دَفِّ رخصت است ، و امرِ شریعت است . از این جهتی که آنحضرت - علیه السلام - امر فرمودند و رخصت دادند که علانیه کنید و شهرت دهید نکاح را به سرود [و] نواختنِ دَفِّ .

در افشای وجد و تواجد و اذکار

ای یرا! وقتی که اهل الله به سماع مشغول شود، در آن وقت از آتش شوق و شعف، رقت قلبی می شود. و از رقت قلبی ترانه از وی مو به مو پدید و هویدا می آید که آن را «سلطانُ الاذکار» گویند. و دست و پای اهل سماع در لرزه و تزلزل در آیند. و کمال با کمالِ معشوقِ حقیقی و اصل می شوند، و از همه کس غافل و عاطل می شوند، و بی اختیار شده در رقص در آیند، و نکام و نعره ها می کنند. و تمثیلِ آن این است مثل تب لرزه. چنانچه دست و پای اهل تب در لرزه می شوند، و سردی روی می نماید، در ظاهر سردی می شود، و در حقیقت گرمی می باشد. و او همه کس رامی داند و می شناسد لیکن از تمام بی اختیاری و هم به طرفِ خلاق نمی شود. و در آن حالت گاهی غشیان هم می شود، و باز [۲۴ الف] گاهی فریاد و غلغله برپا می کند و گفتارِ مجنونانه و مدهوشانه می نماید. آن را «وجد» می نامند.

و «تواجد» آن است که اهل الله را رقت قلبی می شود در جدایی مرشد، و از ناشناسایی به جناب حضرت - صلی الله علیه و سلم - و از ناشناسایی حق - سبحانه و تعالی ، و از نا اهلی خود که ارباب سماع را خوف و رجا دست می دهد که «الإیمان بین الخوف و الرّجا» واقع است، که همچنین نالایق و نارسا هستم. والتجا می نماید به جناب پروردگار که شایسته وصال لایزال باشم و از عقابِ آخرت استخلاص و نجات یابم.

از یمنِ طلبِ صادق ، آن رقت قلبی حاصل آید و جزع و فزع و اضطراب و اضطرار می کند. و تمثیلِ آن ، آن است : چنانچه شخصی را مادر و پدر مُرده شود و به سفر رفته باشد ، و آن شخص از فراق و هجرتِ آن بیتاب و بیقرار شود ، و همه اهلِ مجلس را می داند که حاضر و ناظر اند، اما از آنها

هیچ حجاب و شرم نمی نماید و بیتابانه می غلظد و گریه و زاری اهل عرفیه می نماید. پس آن کسی که در جدایی و فراق حضرت ربّ العالمین و حضرت رسول الثقلین - صلی الله علیه و سلم - و مرشد کامل و مکمل باشد، پس چسان بی اختیار نمی شود.

و بی اختیاری صلحا این است که برای طلب بهشت و بیم دوزخ و غیره بی اختیار شوند. و بی اختیاری عوام این است که برای پندار خلق و برای طمع شوم و خودنمایی. این چنین بی اختیاری شرک و کفر است. [۲۴ ب] و مانند آن، این است که در خانه اهل ماتم، عالم نساء رفته، گریه می کنند و در دل آنها هیچ اثر غم و درد نباشد. و بر روی برقعہ کشیده، خویشان و اقربای مرده را یاد آورده، نوحه و سوگ می نمایند، و همچنین که در خانه اهل شادی مطربه و خنیاگری رفته، انواع طرب می نمایند برای طمع خود.

و آی یار! عملِ قادریه بر «وجد» است و عملِ چشتیه بر «تواجد» است. و می گویند اگر بی اختیار وجد و رقص نماید، کفر است. و در چشتیه گویند که وقتی صوفی را سماع لذت دهد و وقت قلبی روی نماید، اگر عضوها بی اختیار شوند یا نشوند، برخیزد و رقص نماید که اهل سماع رقص بسط نشود و روز به روز فتح الباب رو نماید.

و به قول اصحاب کبار - رضوان الله علیهم اجمعین - که در عهد حضرت رسول - صلی الله علیه و سلم - تمام اصحاب به تواجد و رقص در آمدند. و اهل چشتیه بر آن عمل می کنند. و مرتبه فقره و رقص چنان است که هرگاه در رقص و وجد انواع و بوقلمون رو نماید، آن را صاحب حالت گویند. و اگر این مراتب گذشته، به وصال لایزال حقیقی مستفید و بهره یاب شود و تمام وقت جلوه شاهد معمولی بر این طاری و ساری باشد، صاحب مقام شود. من له المولی فله الكل.

نقل است در سماع کردن حضرت غوث سبحانی، محبوب ربّانی - قدس سره - در سماع [۲۵ الف] تحفة القادریه، تصنیف شاه ابو المعالی - رحمة الله علیه - از شیخ عمر برار و جماعت مشایخ که وقتی شیخ بقا و شیخ علی بن هیبتی و شیخ ابو سعید قیلونی به حضرت آن سرور - صلی الله علیه و سلم - به قصد زیارت به هم رسیدند. آن سرور رو به جانب شیخ بقا کرد و فرمود: ای تقا! چیزی نکنم

کن. وی عرض کرد که در حضرت شما به کدام زبان تکلم کنم؟ تو می گویی ولی ما را آن زبان کو. بعد ازان به شیخ علی فرمود که تو چیزی تکلم کن. وی از پیش این مضمون را ادا کرد:

بیت

حدّ من نیست که در پیش تو گویم سخنی هم تو با من^۱ سخنی گوی که من^۲ گوش کنم
پس ازان ، همان مقالت را به شیخ ابو سعید مکرر ساخت. او اندکی تکلم کرد و زود خاموش گشت و به عرض داد که تَكَلَّمْتُ لِإِقْبَالِكَ وَ سَكَتُ لِجَلَالِكَ. بعد ازان ، آن بحرِ ذخار خود در موج گفتار آمد که یکبار کنار حَضَارِ با دُرهای آبدارِ حقایق اظهار تر ساخت. حاضران را وقت خوش شد. پس ازان استیذان کردند تا به نشاطِ این اقوال ترنم عشرت منوال در حال آغاز کرد و رخصت فرمود تا قَوْلِ شعری نواخت. آن حضرت در سماع آن برخاست و دَوْر کردن گرفت تا آنکه در هوا برشد و از چشم مردمان پنهان گشت. مردم به مدرسه آنحضرت رفتند و دیدند که دران مدرسه جلوس ارزانی دارند. [۲۵ ب]

[بیت]

همچومهر و مه به چرخ آن دلبرِ رعناخوش است گر به رفتارِ سماعش رفت دل از جا خوش است
در بهجة الاسرار به رفع اسناد مروی است که وقتی قاری ای ، پیش آن حضرت این آیت را بخواند که لَمَنْ الْمَلِكُ الْيَوْمَ [۱۶ / ۴۰] ، آن حضرت به سماع این آیت برخاست و مردمان نیز از جهتِ اجلالِ او برخاستند. اشاره کرد که شما بر حالِ خود باشید و از جا نجنبید. پس ازان می گفت و تکرار می کرد که مَنْ يَقُولُ الْمُلْكَ لِيْ یعنی ملک مرا است. که می تواند [گفت] و کجا کسی که مُلْک را به خود اضافه می کند؟ یکی از کبارِ صلحاء - شیخ احمد نام - آنجا حاضر بود. گفت: أَنَا أَقُولُ الْمُلْكَ لِيْ، یعنی من می گویم که مُلْک مرا است؛ از جهتِ آنکه او مرا است، و نیست او را کسی مثلِ او. و آن حضرت ضجة عظیم زد و به آن مرد گفت: ای احمد تو کی او را بوده ای تا آنکه او هم ترا باشد؟ آن درویش چون این سخن بشنید ، حال بر او متغیر شد. ناله جانسوز بر آورد و صوفِ سیاه که در برداشت ، برانداخت ، مولهانه سروپا برهنه رو به صحرا کرد.

۱ - دراصل : ما.

۲ - دراصل : ما.

حالتِ هفتم

دربیانِ ارهاص و معجزه و خوارقِ عادت و معونت و استدراج

ارهاص این است که کرامات صادر شود از پیغمبر - علیه السلام - قبل از نبوت و تجلیات الهی بر ذات مقدسات ایشان منکشف و هویدا شود. چنانچه بر پیغمبر - علیه السلام - سایه سحاب همواره پدیدار [بود] و دیگر آن که از جسم آن حضرت بوی مشک [۲۶ الف] و کافور می رسید. و علی هذا القیاس و «ارهاص» در لغت به معنی پستی دروازه و در اینجا به معنی پستی نبوت است. و اگر خرق عادت از پیغمبر - علیه الصلوة و السلام - پیدا آید بعد از نبوت، آن را معجزه گویند لکمال علمهم و عملهم. و اگر از ولی ظهور یابد، آن را «خوارق» و «کرامات» می گویند لکمال عملهم. و اگر از بعضی مجانبین و مسلمین اظهار یابد، آن را «معونت» خوانند بعدم العلم و العمل منهم. و اگر از کافر هویدا گردد، آن را «استدراج» نامند بعدم العلم و العمل و الايمان فيه. و شق پیغمبر علیه السلام و شق الاولیاء مقبول. و شق المجانبین و المسلمین نه رد و نه قبول. و شق کفار مردود بالمذهب مطلقاً. ای یار! مرتبه رسالت به درجه اعلی است. نقل است از فقیر محمد حیات بن محمد حیات که در کمالات دستگاه حضرت میان جمال الله بن حضرت میان برخوردار ولد شیر بیته عرفان دستگاه ایقان حضرت نوشه صاحب جیو - قدس سره العزیز - که رسول^۲ آن که به او نازل شده است. و وحی بالمعاینه آید، نبی عام است، به او کتاب نازل شده یا نباشد. گاهی ملهم به الهام می شود. گاهی در خواب. و [ولی را] گاهی هاتف و هم سر و ش گویند - مخبر اخبار. و انتهاء رسالت. و انتهاء رسالت. ابتداء رسالت. انتهاء شهادت. و ابتداء شهادت. و ولایت است. و معجزه لازم است [در تمام] [اظهار] رسالت. و در ولایت اظهار کرامت. و نیز نزد ایشان اظهار کرامت گده کسیر است. و سرور در میان نبوت و ولایت همین است. چنانچه به مصداق حَسَنَاتُ الْأَرْبَابِ سَيِّئَاتُ النَّبِيِّينَ

۱ - اشاره به محمد حیات نوشاهی (م ۱۱۷۳ هـ) است که به والد خود جمال الله (م ۱۱۴۲ هـ) عرض کرد. چنانکه این واقعه را محمد حیات در دیباچه تذکره نوشاهی هم آورده است.

۲ - دراصل: صلی الله علیه الصلوة والسلام.

روزی ، فضایل پناه به قبله گاه خود عرض کرد که هر گاه اظهار کرامت گناه کبیره است ، پس ایشان اظهار چرا کنند ؟ در جواب فرمودند که یک اظهار است و دیگر ظهور ؛ اظهار آن که خود ظاهر کند ؛ و ظهور آن که خود ظاهر شود ، چنانچه دریایی [که] به هنگام سیل امواجش ، از کناره ، خود به خود بیرون می افتد. این منع نیست یعنی ظهور.

در بیان افشای خوارق فی التفسیر الکبیر للامام النحریر فخر الدین رازی - رحم الله - : إِذَا ظَهَرَ فِعْلُ خَارِقِ الْعَادَاتِ عَنْ إِنْسَانٍ فَذَلِكَ أَمَّا أَنْ يَكُونَ مَقْرُونًا بِالِدَّعْوَى أَوْ لَا وَ الْقِسْمُ الْأَوَّلُ وَ هُوَ أَنْ يَكُونَ مَقْرُونًا بِالِدَّعْوَى أَمَّا أَنْ يَكُونَ دَعْوَى الْأُلُوْهِيَّةِ وَ أَمَّا دَعْوَى النَّبُوَّةِ أَوْ دَعْوَى الْوِلَايَةِ أَوْ دَعْوَى السَّحْرِ وَ طَاعَتِ الشَّيَاطِينِ فَهَذِهِ أَرْبَعَةٌ أَقْسَامٍ.

الْقِسْمُ الْأَوَّلُ إِدْعَاءُ الْأُلُوْهِيَّةِ . وَ جَوَزَ أَصْحَابُنَا ظُهُورَ خَوَارِقِ الْعَادَاتِ [۲۷ الف] عَلَى يَدِهِ مِنْ غَيْرِ مُعَارَضَةٍ كَمَا نُقِلَ أَنَّ فِرْعَوْنَ كَانَ يَدْعِي الْأُلُوْهِيَّةَ وَ كَانَ تُظْهَرُ عَلَى يَدِهِ خَوَارِقِ الْعَادَاتِ كَمَا نُقِلَ أَيْضاً فِي حَقِّ الدَّجَالِ . وَ قَالَ أَصْحَابُنَا وَ إِنَّمَا جَازَ ذَلِكَ لِأَنَّ شَكْلَهُ وَ خِلْقَتَهُ ، يَدُلُّ عَلَى كِذْبِهِ وَ ظُهُورِ الْخَوَارِقِ عَلَى يَدِهِ لَا يَتَّقِضِي إِلَّا التَّلْبِيسَ .

الثاني إِدْعَاءُ النَّبُوَّةِ وَ هَذِهِ الْقِسْمُ عَلَى قِسْمَيْنِ لِأَنَّهُ أَمَّا أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ الْمُدَّعِي صَادِقًا أَوْ كَاذِبًا . فَإِنْ كَانَ صَادِقًا وَجَبَ ظُهُورُ الْخَوَارِقِ عَلَى يَدِهِ . هَذِهِ الْمُتَّفَقُ عَلَيْهِ بَيْنَ الْكُلِّ ... ؟ لِصِحَّةِ النَّبُوَّةِ . وَ أَمَّا مَنْ كَانَ كَاذِبًا لَمْ [۲۷ ب] يَجْزُ ظُهُورُ الْخَوَارِقِ عَلَى يَدِهِ . وَ وَجَبَ حُصُولُ الْمُعَارَضَةِ .

وَأَمَّا الثَّالِثُ وَ هُوَ إِدْعَاءُ الْوِلَايَةِ فَإِنْ يَكُونُ بِكِرَامَاتِ الْأَوْلِيَاءِ إِخْتَلَفُوا فِي أَنَّهُ هَلْ يَجُوزُ إِدْعَاءُ الْكِرَامَاتِ ثُمَّ أَنَّهُ يُحْصَلُ عَلَى وَ فَيَدْعُوهُ مِنَ الْقَوْلِ بِكِرَامَاتِ الْأَوْلِيَاءِ . وَقَدْ اتَّفَقَ أَصْحَابُنَا عَلَى جَوَازِهِ خِلَافًا لِلْمُعْتَزَلَةِ . أَمَّا حَسَنُ الْبَصْرِيِّ وَ صَاحِبُ مَحْمُودِ الْخَوَارِزْمِيِّ .

وَأَمَّا الرَّابِعُ وَ هُوَ إِدْعَاءُ السَّحْرِ وَ طَاعَتِ الشَّيَاطِينِ . فَعِنْدَ أَصْحَابِنَا يَجُوزُ الْخَوَارِقِ الْعَادَاتِ عَلَى يَدِ إِنْسَانٍ مَنْ عِنْدَهُ شَيْئٌ مِنَ الدَّعَاوِي . فَذَلِكَ الْإِنْسَانُ أَمَّا أَنْ يَكُونَ صَالِحًا مُرْضِيًا عِنْدَ اللَّهِ [۲۸ الف] وَ أَمَّا أَنْ لَا يَكُونُ . وَ هُوَ أَنْ يَظْهَرَ خَوَارِقِ الْعَادَاتِ عَلَى يَدِهِ فَهَذَا هُوَ الْمُسَمَّى بِالْأَسْتِدْرَاجِ .

[ترجمه]: '۱ وقتی که ظاهر کند خدای تعالی، کاری را - که مخالف عادت است - از شخصی، پس این فعل یا آن که باشد آن فعل متصل به دعوی آن شخص، یا آن که نباشد متصل به دعوی. و نوع اول آن است به دعوی آن شخص. [و دعوی آن شخص] یا آن که باشد دعوی خدا بودن، و یا آن که دعوی نبی بودن است، یا دعوی ولایت، یا دعوی سحر و فرمان برداری جتّیان.

پس این همه چهار قسم اند: قسم اول دعوی کردن خدایی. جایز داشته علمای ما ظاهر شدن درنده های عادت بردست آن شخص بدون خصومت و تعرض. چنانچه نقل کرده شده است تحقیق فرعون بود که دعوی می کرد خدایی را و بود فرعون ظاهر می کرد در دست خود درنده عادات. چنانچه نقل کرده شده نیز در حقّ دجال - علیه اللّعت -، و گفته اند علمای ما و جزاین نیست. جایز است ظاهر شدن درنده عادت بردست فرعون و دجال، برای آن که تحقیق شکل دجال و خلقت دجال دلالت می کند بر دورغ بودن خوارق عادت. پس ظهور بودن درنده عادت، بردست دجال، نمی رساند سوای فریب دادن.

دوم دعوی کردن نبوت. و این قسم بر دو قسم است. زیرا که یا آنچه باشد این مدعی راست کردار یا دروغی. پس اگر باشد این مدعی راست کردار، واجب باشد ظاهر شدن درنده عادت بردست شخصی بر این اتفاق اند میان این هر کسی که اقرار می کند به صحیح شدن نبوت، یا آن که باشد دروغی، نیست جائز ظاهر شدن خوارق بردست آن کاذب. واجب شد حاصل شدن خصومت به او. و آن که قسم سوّم است. و آن دعوی کردن ولایت پس بودن کرامات اولیاء. در آن دعوی اختلاف کرده اند در آن که جایز نیست دعوی کردن کرامت. بعد ازان تحقیق حاصل می شود به موافقت دعوی آن شخص از قول است به کرامات اولیاء. تحقیق اتفاق کردند علمای ما بر خوارق آن سوای معتزله و حسن بصری - رحمة الله - و صاحب محمود خوارزمی.

اما قسم چهارم است. و این دعوی کردن جادو، و مطیع شدن جتّیان. پس نزدیک قسمی که جایز است ظاهر شدن خوارق بر دست شخصی که نزدیک آن شیئی است از دعوی خدا. پس این شخص یا آن که باشد مرد صالح و متقی در مذهب و مرضی نزد خدای تعالی، و یا آن که نباشد. پس آن ظاهر کننده خوارق عادت بردست او، پس [گفته می شود] استدراج.

۱ - ترجمه از زیر نویس نسخه نقل شده است که شاید از کاتب نسخه باشد. مصحح

حالتِ هشتم

در بیان ولایت و قطبیت و بغوثیت و اتقیا و ابدال

«ولایت» مشتق است از «ولی» که قربت است. و آن دو قسم است: ولایتِ عامه و ولایتِ خاصه. ولایتِ عامه مشترک است میان مؤمنان. قال الله تعالی: اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ [۲/۲۵۷]. ولایتِ خاصه مخصوص است به واصلان از اربابِ سلوک. وَهِيَ عِبَارَةٌ فَنَاءِ الْعَبْدِ فِي الْحَقِّ وَ بَقَائِهِ. فَالْوَلِيُّ هُوَ الْفَائِي فِيهِ وَ الْبَاقِي. و «فنا» عبارت است از نهایتِ سیر الی الله و «بقا» عبارت است از بدایتِ سیر فی الله. چه سیرِ الی الله وقتی میسر شود که بادیه و جود را به قدمِ صدقِ یکبارگی قطع کند [و] سیرِ فی الله آن گاه متحقق شود که بنده را باز از فنا، مطلقِ وجودی و ذاتی مظهر از جذبِ آن ارزانی دارد تا بدان در عالمِ اتصافِ الهی و تخلُّقِ ربّانی ترقی کند. وَمِنْ شَرَطِ الْوَلِيِّ أَنْ يَكُونَ مَحْفُوظًا كَمَا أَنَّ مِنْ شَرَائِطِ النَّبِيِّ أَنْ يَكُونَ مَعْصُومًا فَكُلُّ مَنْ كَانَ الشَّرْعَ عَلَيْهِ إِعْرَاضٌ فَهُوَ مَغْرُورٌ مَخَادِعٌ. معرفتِ عبارت است از باز شناختن [۲۸ ب] معلوم در صورِ تفصیل. چنانچه در علمِ نحو، مثلاً بداند که هر یک از عواملِ لفظی و معنوی چه عمل کند. این چنین دانستن بر سبیلِ اجمالِ علمِ نحو باشد و باز شناختن به فکر و رؤیت هر عاملی ازان علی التّفصیل خواندن، سوای عربی توفیقی در او بینی. و استعمالِ آن در محلّ خود، معرفتِ نحو باشد و باز شناختن به فکر و رؤیت و تعرّف نحو و غافل بودن ازان با وجودِ علم، سهو و خطا. پس معرفتِ ربوبیت عبارت بود از باز شناختن ذات و صفاتِ الهی در تصورِ تفصیلِ حوادث و نوازل، بعد از آن که بر سبیلِ اجمالِ معلوم شده که موجودِ حقیقی و فاعلِ مطلق او است - سبحانه.

از جنید - قدس سره - پرسیدند که معرفت چیست؟ گفت: الْمَعْرِفَةُ وَجُودُ جَهْلِكَ عِنْدَ قِيَامِ عِلْمِهِ، وَ الْفَقْرُ عَدَمُ الْإِمْلَاقِ وَ الْخُرُوجُ مِنْ أَحْكَامِ الصِّفَاتِ وَ الْفَقِيرُ الَّذِي لَا يَمْلِكُ، وَ الصُّوفِي مَنْ اصْطَفَاهُ الْحَقُّ لِنَفْسِهِ تَوَدُّدًا وَ الْفَقِيرُ مَنْ اسْتَصْفَى نَفْسَهُ [۲۹ الف] فِي قَضْرِهِ تَقَرُّبًا.

[ترجمه:] معرفت، وجودِ جهلِ تست وقتِ قیامِ علمِ آن جهل، و فقرِ عدمِ املاک است و بر آمدن از احکامِ صفات، و فقیر کسی است که نیست مالکِ چیزی، و صوفی کسی است که برگزیده است اورا حق سبحانه برای دوستی، و فقیر کسی است که برگزیده است نفسِ خود را در کوتاهی برای تقرب.

در نفحات الانس می آرد: خداوند - سبحانه و تعالی - برهانِ نبوی را باقی گردانیده است و اولیاء را سببِ اظهار آن کرده تا پیوسته آیاتِ حق و حجتِ صدقِ محمد مصطفی - صلی الله علیه و سلم - ظاهر می شود. مر ایشان را و البیان عالم گردانیده تا مجرد مر حدیث وی را گشته و راه متابعتِ نفس را در نوشته، از آسمان باران به برکاتِ ایشان آید، و از زمین نبات به صفای احوالِ ایشان برآید، و برکافران مسلمانان نصرت به همتِ ایشان یابند. و ایشان چهار هزار اند که مکنونان اند، و مر یکدیگر را شناسند و جمالِ خود ندانند و اندر کل احوال خود و خلق مستور باشند، و اخبارِ بدین و رد است و سخنِ اولیاء بدین ناطق، و اما آنان که حلّ و عقد اند و سرهنگانِ درگاهِ حق، سه صد و شصت اند، که مر ایشان را «ابرار» خوانند، و چهار دیگر که ایشان را «اوتاد» خوانند، و سه دیگر که ایشان را «تقیب» خوانند، و یکی دیگر از ایشان که وی را «قطب» و «غوث» خوانند، و جمله هر یک دیگر را «سلسله» و اندر امور محتاج به اذنِ یکدیگر باشند، و بدین نیز اخبارِ مروی ناطق است و اهلِ حقیقت بر تحقیقِ آن مجتمع اند.

در بیان اثباتِ کراماتِ اولیاء الله، و فی کتاب دلائل النبوت للامام المستغفری رحمه الله کَرَامَاتُ [۲۹ ب] الْأَوْلِيَاءِ حَقٌّ بِكِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى وَ الْأَثَارِ الصَّحِيحَةِ الْمَرْوِيَّةِ وَ إِجْمَاعِ أَهْلِ الشَّيْخَانِ وَالْجَمَاعَةِ عَلَى ذَلِكَ. فَأَمَّا الْكِتَابُ: قَوْلُهُ تَعَالَى «كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَ جَدَّ عِنْدَهَا رِزْقًا» [۳/۳۷] وَ قَالَ أَهْلُ التَّفْسِيرِ - رَحِمَهُمُ اللَّهُ - فِي ذَلِكَ: كَانَ يَرَى عِنْدَهَا فَكَيْهَةَ الصَّيْفِ فِي الشَّتَاءِ وَ فِي كَيْهَةِ الشَّتَاءِ فِي الصَّيْفِ. وَ مَرِيْمُ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا - لَمْ يَكُنْ نَبِيَّةً بِالْإِجْمَاعِ، فَهَذِهِ وَإِلَايَةُ حُجَّةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْكَرَامَاتِ.

[ترجمه]: در کتاب دلائل النبوت مذکور است - از تصنیفِ امام مستغفری - که کرامات ثابت است به قرآن مجید و احادیث صحیحه روایت کرده شده است، و متفق بودن اهل سنت و جماعت بر این - پس

۱ - ترجمه از زیر نویس نسخه نقل شده است.

۲ - ترجمه از زیر نویس نسخه نقل شده است.

آن که قرآن است ، قولِ باری تعالی : هر وقتی که داخل می شد بر بی بی مریم ، حضرت زکریا در محراب می یافت ، نزدیکِ مریم رزق و نعمت را . [۳/۳۷] گفته است اهل تفسیر - رحمهم الله - در معنی این آیت ، این است : نزدیکِ بی بی مریم می دید میوه های تابستان در زمستان و میوه های زمستان در تابستان . و حضرت بی بی مریم نبود پیغمبر - به اجماع و اتفاق امت - پس این ولایت است که دلیل است بر انکار کننده کراماتِ اولیاء .

و فی کتاب کشف المحجوب : خداوند سبحانه در نصّ کتاب ، ما را خبر داد از کراماتِ آصف که چون سلیمان بایست که تختِ بلقیس ، پیش از آمدنِ وی ، ظاهر و حاضر کند و حق سبحانه خواست تا شرفِ آصف را به خلق بنماید . کرامت وی [۳۰ الف] ظاهر کند ، و به اهل زمانه باز نماید که کرامتِ اولیا جایز بود . سلیمان - علی نبینا و علیه السلام - گفت « از شما کیست وی را پیش از آمدنِ وی ، اینجا حاضر کند؟ قَالَ عَفْرِيْتُ مِنَ الْجِنَّ اَنَا اَيْتِكَ بِه قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ [۲۷/۳۹] عفریتی از جنین گفت که من بیارم تختِ وی را ، پیش از آن که تو برخیزی از جایگاهِ خود . سلیمان گفت: زود تر خواهم . آصف گفت: اَنَا اَيْتِكَ بِه قَبْلَ اَنْ يَرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفَكَ [۲۷/۴۰] من پیش از آن که تو چشم برهم زنی ، تخت اینجا حاضر کنم . بدین گفتار مهتر سلیمان بر وی انکار نکرده و وی را آن [مستحیل] نماند . و این به هیچ حال معجزه نبود ، زیرا که آصف پیغمبر نبود . پس لامحاله که کرامت باشد .

و بر احوالِ اصحابِ کهف ، و سخنِ سگ با ایشان ، و خوابِ ایشان اندر کهف بر یمن و یسار « وَ نُتَلَّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَ ذَاتَ الشَّمَالِ وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ [۱۸/۱۸] این جمله ناقص عادت است و معلوم است که معجزه نیست ، پس باید که کرامت باشد .

و اما اثباتِ کرامتِ اولیا به سببِ آن است که در صحیح حدیث وارد است که روزی صحابه - رضی الله عنهم - گفتند: یا رسول الله ! ما را از عجایبِ اُممِ ماضیه چیزی بفرمای . حضرت قصهٔ اصحابِ کهف به تمامی بیان فرمودند . و آن [چه] منقول است [۳۰ ب] از بعضی اولیاء الله که ولایت فاضل تر است از نبوت . پس ای یار ! اگر ولایتِ دیگران افضل از نبوت باشد ، بی ادبی لازم می آید . دانا و آگاه باش که ولایتِ نبی افضل است از نبوتشان . بنابر آن است که نبی را دو جهت است : یکی جهتِ ولایت که پس آن نبوت است ، و دیگر جهتِ نبوت که ظهورِ ولایت از آن است . و نبی به جهتِ ولایت - که باطنِ نبوت است - از حق سبحانه و تعالی عطا و فیض می ستاند ، و از راهِ نبوت - که ظاهرِ ولایت است - به خلق می رساند . و شک نیست که روی او که در حق سبحانه و تعالی است ، اشرف و افضل است ، نه

آن که ولایتِ ولی افضل است از نبوتِ نبی متبوع . و از اینجا لازم نمی آید چنانچه قاصران را متوهم می شود [که] ولی افضل باشد از نبی زیرا که نبی را جهتِ ولایت حاصل است وجه اکمال از ولایتِ ولی که مرتبه نبوت بر آن زیاده است . قَالَ بَعْضُ كُبَرَاءِ الْعَرَفِينَ : إِذَا سَمِعْتَ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ اللَّهِ أَوْ يُنْقَلُ إِلَيْكَ عَنْهُ إِنَّهُ قَالَ الْوِلَايَةَ أَعْلَى مِنَ النَّبُوَّةِ . فَلَيْسَ يُرِيدُوا بِذَلِكَ إِلَّا أَنْ وَلايَةَ النَّبِيِّ أَعْلَى مِنَ النَّبُوَّةِ أَوْ تَقُولُ إِنَّ الْوَلِيَّ فَوْقَ النَّبِيِّ [۳۱ الف] وَ الرَّسُولِ مِنْ جِهَةٍ فَإِنَّهُ يَعْنِي فِي شَخْصٍ وَاحِدٍ وَ هُوَ أَنَّ الرَّسُولَ مِنْ جِهَةٍ أَنَّهُ وَ لِيٌّ أَمَّ مِنْهُ مِنْ جِهَةٍ أَنَّهُ نَبِيٌّ أَوْ رَسُولٌ إِلَّا أَنَّ الْوَلِيَّ تَابِعٌ مِنْهُ .

[ترجمه:]^۱ «گفته است بعضی کبرای عارفین : وقتی که می شنوی شخصی از اهل الله یا نقل کرده شود به طرف تو از اهل الله که تحقیق ولایت افضل است از نبوت . پس نیست که اراده می کند آن شخص به این قول [که] ولایت نبی افضل است از نبوت . یا آن که گوید تحقیق ولی بالاتر است [از] پیغمبر و رسول از سبب ولایت . تحقیق آن شخص مراد می دارد در شخص یک و آن آن است تحقیق رسول از سبب آن که تحقیق آن شخص نبی است یا رسول . زیرا که ولی که نبی نیست ، تابع است از نبی را .

اگر کسی مجموع جهتین ولایت و نبوت را نبوت نام نهد ، نیک نیست که به آن معنی نبوت افضل خواهد بود از ولایت . و نزاع جمع شود .
از شواهد النبوت نقل افتاد در ملفوظ حضرت یحیی منیری . قدس سره . می آرد . ذکر می کند از افتاد که سینه های اولیا خلیفه دعوت انبیاء^۲ است . بندگی مخدوم عظمة الله فرمود که جایزه می نویسند که اگر نبوت در باقی شد ، حدیث باقی است . و این شرح کرد که سینه های انبیاء محلّ وحی است و سینه های اولیا محلّ الهام است . اگرچه وحی منقطع شد ، حدیث آنها به جای آن باقی است . اگر انبیا نه اند ، اولیا خلیفه ایشان اند . یعنی اگرچه وحی منقطع شد ، حدیث آنها به جای آن باقی است .
اعلم بالصواب .

۱ - ترجمه از زیر نویس نقل شده است .

۲ - دراصل : اولیاء .

حالتِ نهم

در مناقبِ شجرهٔ عالیہ و مقاماتِ متعالیہ حضرتِ غوثِ صمدانی،
محبوبِ سبحانی، شیخ عبدالقادر جیلانی با مریدان و خلفاء - رحمہم
اللہ علیہم اجمعین - آمین یارب العالمین

[۳۱ ب] از تحفۃ القادریہ، من تصنیفِ صاحبِ الہمت و النہمت ابوالمعالی - قدس اللہ سرہ
العزیز - در بیانِ ولادتِ باسعادتِ آنحضرت - رضی اللہ عنہ - نقل است از قاضی القضاة ابی نصر
صالح ابن شیخ عبد الرزاق بن شیخ محیی الدین - رضی اللہ عنہم اجمعین - کہ چون آن رشحہ نیشان و
دُرِ دریایِ عمانِ عرفان از اوجِ سماءِ صلبِ ابویہ در صدفِ رحمِ امیہ نزول و حلول فرمودہ، آن
حضرتِ خاتونِ عارفِ شصت سالہ بود. و این نیز [از] کراماتِ ظاہر و باہر است کہ در سن شصت
سالگی کہ وقتِ نومیدی است - از حملِ ولادتِ بہ شرفِ وجودِ آن حضرت چنین خارقِ عادت بہ
ظہور آمد.

قطعه

بر زمینی کہ خضرسان روی ای آبحیات
نخلِ خشکی کہ بہ زیرش نفسی بنشینی
ہمان ای درویش! اگر دلِ افسردہ تو کہ از حصولِ وصولِ شاہدِ جاوید ناامید است، بہ دولتِ
محبتِ تام با اکرامِ او حاملِ اسرارِ انوار شود چہ عجب!
ہرگز دُرِ اوصافِ ترا نتوان سفت
از تخمِ محبتِ تو گلِ گلِ بشگفت
و نیز ای درویش، دریاب این زمانِ دریاس است. از اقتباسِ اجناسِ انوارِ انفاسِ ممکن
[۳۲ الف] نیست کسی را بی وزشِ نسیمِ کرمِ آن کریم، در گلشنِ امید یک گلِ مرادِ بشگفت:
نیست امروز کسی را مئی مقصود بہ جام
مگر آن کس کہ گدایِ شہ فرخندہ لقاست

۱ - دراصل: تالیف از.

۲ - دراصل: ہر کہ دل.

قطبِ اقطاب ، شهنشاه همه اهل الله

غزل

گر کسی واله به عالم از می عرفانی است
هر که نامد از ره او در حریمِ رازِ عشق
شیخ خرقانی یکی از خرقه پوشان وی است
سهروردی نیز ملتانی است پیش درگهش
هست هر دم جلوه گر از چهره اش حَسَنِ حَسَنِ
صد انا الحق گو به تأییدِ حمایت های او

که عَمَهای جلالش ز سمک تا به سماست
از طفیلِ شیخِ عبد القادرِ گیلانی است
همچو سینا ره نمی یابد که هان شیطانی است
زان جهت اورالقُب در مردمان «خرقانی» است
گرچه او را صد هزاران بنده چون ملتانی است
نازنینِ مُصطفی را راحت ریحانی است
فارغ از دارِ سیاست ، غافل از زندانی است

«مُسلمی» را یاشه گیلانی از لطف و کرم

سوی خود آوازه ده ، وامانده از حیرانی است

نقل است از ابی نصر صالح که تولدِ آن حضرت در سنه سبعین و اربعمائه بوده است.

قطعه

آن که هژده هزار بنده او است
چون ز باغِ حَسَنِ چو گل بشگفت

غوثِ اعظم ، شه خجسته نهاد
چار صد بود ، بعد از هفتاد

تاریخ تولد آنحضرت به زبانِ نظمِ تعمیمه و ایماء باصفا مسطور شده است.

رباعی

باغِ نبوی که بود واقع نادر
چیزی که به زیر گل دران هست شده

[۳۲ ب] زان باغ چو گل دمید عبد شام
تاریخ ز مولد شریفتش صادر

پوشیده نماند که آنچه در عبارت مذکور زیر گل مسطور است و عبدالقادر در صورت تجویز کرده است.

اگر آن را به حسابِ جملِ شماری ، چهار صد و هفتاد ظاهر خواهد شد که مقصود است

و به روایتِ ابوالفضل احمد، تولدِ آن حضرت [در] سنه ۴۷۱ احدی سبعین و اربعمائه بوده است.

است. و تاریخِ دیگر به حساب این روایت نیز گفته اند:

قطعه

پادشاهی که اولیاء الله
زیر پایش نهاده جسمه رفعت

۱ - دراصل : زانچه .

۲ - دراصل : حسن و حسن .

زان «ولی مالک الرقاب» آمد سال و تاریخ مولدش به حساب

شیخ ابو سعید عبد الله و ام احمد حبیبہ روایت می کند از خاتون عارفات که بارها می فرمود:
چون فرزندم عبد القادر متولد شد، در ماه رمضان، به روز، پستان نگرفتی و شیر نخوردی.

فرد

تعالی الله زهی ذات[سی] که چون نیرنگ هستی یافت حیای گوهر پاکش دم از پرهیزکاران زد
و یک بار هلال ماه رمضان به جهت ابر پوشیده مانده بود. مردمان آمده، از من پرسیدند که
حال چیست؟ گفتم: فرزندم امروز پستان نگرفته است و شیر نخورده است. بعد از آن روشن شد و
تحقیق گشت که آن روز از ماه رمضان بود. و در شهر مشهور شد که در خانه سادات فرزندی متولد
شده است که در ماه رمضان شیر نمی خورد.

شیخ عبد الرزاق بن حضرت شیخ محیی الدین - رضی الله عنه - روایت می کند که آن حضرت
می فرمود: چون در ایام صغر می خواستم که با کودکان بازی کنم، از حضرت غیب بی ریب ندایی
می آمد که اَلِیَّ یا مَبَارَکُ ! .

بیت

چند سویی دگران می روی ای راحت جان سوی من آکه ترا یار وفادار منم
چون من این ندا می شنیدم، می گریختم. از ترس خود را در کنار مادر - چنان که عادت طفلان است -
می انداختم. اکنون من آن را در خلوت می شنوم.

و نیز فرمود - رضی الله عنه - : وقتی که من جوان بودم و به سیاحت می گشتم، آوازی شنیدم
ولی شخص ندیدم - که : ای عبد القادر ترا برای خود برگزیده ام. و در زمان مجاهده، چون چشم من به
خواب شدی، شنیدم که قایل می گفت ای عبد القادر! ترا برای خواب نیافریدم. ترا از بهر خود
برگزیده ام. و تو چیزی نبوده ای، چون چیزی شدی، از من غافل باش.

و ایضاً شیخ عبد الرزاق [۳۳ ب] روایت می کند که آن حضرت را پرسیدند که تو کی خود را
شناختی؟ ولی خدای فرمود که: ده ساله بودم و سویی مکتب می رفتم. ملایکه [را] می دیدم که گرد من
می رفتند و به اهل مکتب می گفتند: اَفَسَحُوا لَوَلِیِّ اللّهِ یعنی برخیزید و جا دهید ولی خدای را. وقتی
مردی را دیدم که من او را نمی شناختم، چون آواز ملایکه شنید، پرسید از یکی [از] اطفال مکتب که
این پسر کیست؟ بعد ازان فرمود: سَیَكُونُ لَهُ شَأْنٌ عَظِيمٌ يُعْطَى فَلَایْمَنَعُ وَ یُمْكَنُ فَلَایُحْجَبُ وَ یُقَرَّبُ فَلَایُ
یُمْكَنُ.

مثنوی

گفت : می باشد ز الطافِ کریم
باشدش تمکین علی وجه صواب
واصلِ حق باشد و مهجور نی
بعد ازان آن مرد را شناختم - پس از چهل سال - که از ابدالِ آن وقت بود.

غزل

تشنه لب ، گریان سوی آن بحرِ عرفان می روم
پا به خار و خاره در راه وفا ، بر بُوی او
حاجی بغداد و گیلانم ز شوقِ حضرتش
هم عرب شد ، هم عجم ، صید تو ای تُرکِ عجم
با دلِ پُر خون [و] چشمِ خونفشان در راه او
با سگانِ کُوی او عقدِ محبت بسته ام

«غربت» آن سرو قدِ خضرِ مبارک پی کجاست

تا شود رهبر که سوی آبِ حیوان می روم

نقل است از شیخ عبدالرزاق که : حضرت والد من - شیخ محیی الدین عبدالقادر رحیمی - در بغداد
می فرمود : «آن زمان که من از گیلان به بغداد در آمدم ، عمر من هژده ساله بود . در بغداد در سنه ۸۰۰
منقول است که حضرت شیخ محیی الدین در سنه ثمان و ثمانون و اربعمائه بد بعد از رسیده شدن به بغداد
تمام به تحصیلِ علوم مشغول گشته ، اول به قرائتِ قرآن ، بعد ازان بد فتق و بد حدیث و بد فلسفه و بد
پیش بزرگان که در آن زمان متعین بودند ، و به اندک روزگار بر اقرانِ خود فایز گشته و در سنه ۸۰۰
متمیز شده . و در سنه احدى و عشرين و خمسمائه بر منبر بر آمدند ، بد وعظ مردم و بد تفسیر
عرب مشعوف کلام و مشغولِ فواید تامّ او گشتند .

نظم

آن تُرکِ عجم چون ز می حسن طرب کرد
چون کاکلِ تُرکانه برانداخت ز مستی
خوبان که ز خوبی چو گُل و سبزه نمودند
بر پشتِ سسند [ه] و [و] سید عرب کورد
غارتگری کوفه و بغداد و حسب کورد
از ناز ، همه زیر قدم کرد ، عجب کورد

آن ماه چه ماهی و چه شاهی است کز عشقش^۱ هر غمزه ای یافت از او، هر چه طلب کرد

داری خبری [۳۴ ب] ای مه جیلی که «معالی»

بر یاد تو «ای قادر قادر» همه شب کرد

نقل است از شیخ ابو عبد الله محمد که حضرت شیخ می فرمود: خُرد بودم، روزِ عرفه برون رفتم و دنبال گاوی گرفتم به جهتِ چرا. آن گاو روی باز پس کرد و گفت: یا عبد القادر! مَا لِهَذَا خُلِقْتَ وَ لَا يَهْدَا امْرُوتَ . بترسیدم و بازگشتم و به بامِ سرای خود آمدم و حاجیان را دیدم که در عرفات استاده بودند. پس نزدِ مادرِ خود آمدم و گفتم: مراد در کارِ خدایِ تعالی کن و اجازت ده تا به بغداد روم، و به علم مشغول شوم. و صالحین را زیارت کنم. از من سببِ آن داعیه را پرسید. به وی گفتم. بگریست و برخاست و هشتاد دینار برون آورد، که میراث پدر من مانده بود. چهل دینار برای برادرِ من گذاشت، و چهل دینار بر جامهٔ من. در بغلِ من - دوخته و مرا اذنِ سفر کرد و مرا عهد داد که بر راستی در جمیع احوال قائم باش. و به وداع من بیرون آمد و گفت: ای فرزند! برو که برای خدای تعالی از تو بریدم، و تا قیامت روی مبارک ترا نخواهم دید. و من به قافلهٔ اندک توجّه به بغداد کردم. چون از همدان گذشتم، شصت سوار بیرون آمدند و قافله را بگرفتند. هیچکس مرا تعرّض نکرد. ناگاه یکی از ایشان بر من گذاشت و گفت: ای فقیر! با خود چه داری؟ گفتم: چهل دینار. گفت: کجا است؟ گفتم: در جامه [۳۵ الف] دوخته است. در زیرِ بغلِ من. گمان بردم مگر استهزا می کند. مرا بگذاشت و دیگری آمد و نیز همچنان پرسید و شنید. هر دو پیشِ مهترِ خود با هم رفتند. و آنچه از من شنیده بودند، به وی بگفتند. مرا طلبید و بالای تلی - که اموالِ قافله قسمت می کردند - مرا بُردند. پس گفت: با خود چه داری؟ گفتم: چهل دینار. گفت: کجا است؟ گفتم: در جامه دوخته است، زیرِ بغلِ من. فرمود تا جامهٔ من بشکافتند و اظهارِ من یافتند و پس گفتند: ترا بر این خود چه داشت که اعتراف کردی؟ گفتم: مادرِ من عهد داده بود که بر صدق و راستی باشی. من هر عهدِ وی خیانت نمی کنم. پس مهترِ ایشان بگریست و گفت: تو عهدِ مادرِ خود خیانت نمی کنی و چندین سال است که من در عهدِ پروردگارِ خود خیانت کردم. و بر دستِ من توبه کرد. و پس اصحابِ وی گفتند که: تو در قطع طریقِ مهترِ ما بودی، اکنون در توبه مهترِ ما^۲ باش. همه بر دستِ من توبه کردند و آنچه از قافله گرفته بودند، باز دادند. و اول تائبان از دستِ من، ایشان بودند.

۱ - دراصل: که ز عشق.

۲ پ - دراصل: من.

قطعه

ترکی عجمی کا کلی ترکانه بر انداخت
از خانه برون آمد و صد خانه بر انداخت
آن دم کہ عقیق لب او در سخن آمد
خون از دهن ساغر و پیمانہ بر انداخت
نقل است در صورت آن حضرت - قدس اللہ سرہ العزیز - شیخ ابو سعید می فرماید: كَانَ الشَّيْخُ
مَحْيِي الدِّينِ عَبْدِ الْقَادِرِ [۳۵ب] - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - اَدَمَ اللَّوْنُ نَحِيفَ الْبَدَنِ رُبْعَ الْقَامَةِ.

نظم

ای دلبرِ نازکِ بدنِ گندم گون
سر تا به قدم با قد رعنا [ی] و موزون
قَدَّتْ نَهْ الْفِ خَوَانِمِ وَ نَهْ سِرْوِ سَهِي
یعنی کہ بلند و پست چون گویم چون؟
نقل است از شیخ ابو محمد عبداللہ: كَانَ الشَّيْخُ الْاِسْلَامِ مَحْيِي الدِّينِ عَبْدِ الْقَادِرِ جِيلَانِي رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ - نَحِيفَ الْبَدَنِ وَ رُبْعَ الْقَامَةِ، عَرِيضَ الصَّدْرِ، عَرِيضَ اللَّحْيَةِ، طَوِيلَ الْيَدَيْنِ مَثْرُونَ الْحَاجِمِينَ
ذَاتَ صَوْتِ جَهْوَرِي وَ سَمْتٍ بَهِي وَ قَدْرٍ عَلِيٍّ وَ عِلْمٍ وَفِيٍّ.

ترجمہ

اینچنین گویند شاہ باصفا
از بدن بود او نحیف اندر نظر
هم^۲ عریض اللحیہ از انواع گون
پس بہ ہم پیوستہ ابرو چون کمان
نیز باصوت جہوری از صفت
قدر عالی داشت، علم بس وفی
نقل می کند ابو صالح نصر از شیخ عبد الرزاق و عبد الوہاب رَحِمَهُمُ اللهُ عَلَيْهِ
آنحضرت فرمودہ است: طَوْبِي لِمَنْ رَأَى أَوْ رَأَى مَنْ رَأَى مَنْ رَأَى.

ترجمہ

خرم آن کس کہ مرا دید رسید
یا بدید آن کہ [۳۶ب] مرا دید رسید
یا کسی را کہ نظر کرد بر آن
کہ مرا دیدہ بُرد از دل و حسد

۱ - دراصل: گیلانی.

۲ - دراصل: ہمہ.

۳ - دراصل: بہ.

همچنین می رود این سلسله خوش تا بهشت ای دل پاک تو بهش
 ای درویش! اگر جمال با کمال آن حضرت به دیده ظاهر نمی توانی دیدن، باری این حلیه جلیه
 او - که مذکور شد - نصب العین خود ساز تا از این دولت - که خرمی هر دو عالم است - محروم
 نمایی.

نظم

صورت دیدن از ^۱ نمی بندد شکل خوبش ^۲ که نور می بارد
 در خیالش بسدوز دیده دل زان که این نیز صورتی دارد

[مثنوی]

شیخ محی الدین به حُسن لایزول نازنین منظر قُرب و قبول
 آیت لطف خدا، رخسار اوست ای خوش آن کو عاشقی دیدار اوست
 شمع جانها طلعت جانانه اش گرد او ملک و ملک پروانه اش
 سرو قد خویش چون بر می کند هر که دید «الله اکبر» می کند
 داده رو از بند زلفش صد گشاد «غربتی» دز بند زلفش بسته باد

نقل می کند شریف ابو عبدالله محمود بن خضر حسنی موصلی از پدر خود، می گفتند که سیزده
 سال به خدمت حضرت شیخ محیی الدین - رضی الله عنه - می بودم، هرگز ندیدم که مگس بر او
 نشست یا خلط و خوی برون انداخت.

قطعه

تو نوش جانی و بر جان چو چشمه عَنلی عجب که شهید تو از زحمت مگس دور است
 دران لطیف بدن خلط [و] خوی کجا باشد که همچو روح [۳۶ ب] به صد گونه سربه سرنور است
 منقولاً فی نسبه - رضی الله عنه - شیخ محیی الدین ابو محمدا. عبد القادر - رضی الله عنه - ابن
 ابی صالح موسی بن عبدالله بن یحیی زاهد بن محمد بن داوود بن موسی ثانی بن عبدالله بن موسی
 الجون بن عبدالله محض بن حسن مثنی بن حسن بن علی - کرم الله و جبهه - رضوان الله علیهم .
 بدان ای درویش «جون» اسمی است از اسمای اضداد . هم بر ایض اطلاق می کنند و هم بر
 اسود . و کثیر الاستعمال به معنی ثانی است که جون موسی گندم گون بود، از این جهت او را [جون]

۱ - دراصل : اگر .

۲ - در اصل : خوش .

خوانند . و عبدالله المحض ، « محض » به معنی خالص است . و مُلقَّب بود آنحضرت به این کلمه از جهتِ خالص بودنِ او از هر دو جانب . هم از جانبِ پدر و هم از جانبِ مادر . زیرا که پدرِ او حسن مثنی و مادرِ او فاطمه است - بنت حسین بن علی - و او را «مُجَلِّ» نیز گویند - به ضم میم و تشدید لام مشتق از اِجْلال است .

و والدۀ حضرت شیخ - رضی الله عنه - ام الخیر ، امه الجبار فاطمه بنت ابو عبدالله صومعی [است] . و والدۀ شیخ را حظّ وافر بود از خیر و صلاح . و شیخ ابو عبدالله صومعی از اجلّ مشایخ جیلان و رؤسا و زهادِ ایشان بود - رضی الله عنه - .

نقل است فی ذکر اولاد و تفقه علیہ - رضی الله عنه : شیخ سیف الدین محمد عبد الوهاب جمال الاسلام ، قدوۀ علماء و فخر متکلمین تفقه و سماع علوم کرد به حضرت والدِ خود - شیخ محیی الدین عبد القادر [۳۷ الف] رضی الله عنه - و به سفرِ عجم رفته به طلبِ علم ، و از آنجا فتویٰ علم حاصل کرده ، درس بنیاد نهاد . بعد از والدِ خود - رضی الله عنه - در مدرسه محدث و واعظ و مفتی گردید . بسیار عالم و عارف از فیضِ صحبتِ او بر آمدند . وفات کرد در بغداد ، شبِ بیست و پنجم از شوال سنه ثلث و تسعین و تسعمائة . و تولد [وی] در شعبان بود ، سنه اثنی عشر و خمسمائة - رضی الله عنه .

و شیخ شرف الدین عیسی جلالِ علماء ، سراجِ عراق و مصر ، نشانِ متکلمین ، جامع بود در فقه ظاهری و باطنی . تفقه و سماعِ علوم کرد بر والدِ خود - رضی الله عنه - در حدیث و وعظ و تفسیر می فرمود . از تصنیفاتِ او است جواهر الاسرار - در علومِ صوفیه - که در آنجا بسیار [ی] از حقایقِ حق بیان فرمود که کسی را از این طایفه غیر از او نشده . و کتاب فتوح الغیب [را] حضرت شیخ محیی الدین عبد القادر - رضی الله عنه - برای او تصنیف کرده ، و بسیار کس از فیضِ صحبتِ او علم و خیر به برآمده اند .

و شیخ شمس الدین عبدالعزیز جمالِ عراق ، فخرِ علماء تفقه و سماعِ علوم کرد به حضرت والدِ خود - رضی الله عنه - و بسیار از فیضِ صحبتِ او به فضل برآمدند . و جانبِ سحر و تنویر بود در همه آنجا متوطن گشت .

و شیخ عبدالجبار سراجِ علماء ، مفتیِ عراق تفقه و سماعِ علوم کرد به حضرت والدِ خود - رضی الله عنه - حدیث و وعظ [۳۷ ب] و درس می فرمود ، و بسیار کس از او منتفع گشتند . و او [را] دید بیضا بود در علوم - رضی الله عنه - .

و شیخ تاج الدین ابی بکر عبد الرزاق سراجِ عراق ، جمالِ ائمه ، فخرِ حُفَظ ، شرفِ الاسلام ،

قدوة اولیاء ، تفقه و سماع کرد به حضرت والد خود - رضی الله عنه - حدیث و درس و فتوی می فرمود. و بسیار کس از فیض صحبت او عالم و فاضل برآمدند. و دایم فکر، کثیر الصمت، صحیح الزهد بود - رضی الله عنه - . و سی سال سر بر نمی داشت حیاء من رتبة عز و جل . و وفات کرد در بغداد ، ششم شوال سنه ثلث و عشرين و تسعمائة. و تولد او در سنه ثمان و عشرين و خمسمائة بود - رضی الله عنه - .

و شیخ ابو اسحاق ابراهیم تفقه و سماع کرد به حضرت والد خود و محدث بود، و وفات کرد در بغداد ، بیست و پنجم ذوالقعدة سنه تسعمائة - رضی الله عنه - .

و شیخ ابو عبدالرحمان عبدالله سماع علوم کرد از والد خود - رضی الله عنه - و حدیث می گفت، و وفات کرد در بغداد ، بیست و هفتم از صفر سنه عشر سبع و ثمانین و خمسمائة . و تولد او در سنه ثمانون و خمسمائة [بود] - رضی الله عنه - .

ابوبکر زکریا سخی [و] عالم بود، و تفقه بر والد خود کرد و شنید از او، و محدث بود. وفات یافت به بغداد در شب براءت سنه ، و تولد او در ششم از ربیع الاول سنه خمسين و خمسمائة [بود] - رضی الله تعالی عنه - .

ابو نصر موسی [۳۸ الف] سراج الدین [فخر] الفقهی، زین المحدثین تفقه کرد بر والد خود. رفت و در دمشق متوطن شد و همانجا وفات یافت، شب غره جمادی الآخر سنه ثمان عشر و تسعمائة، و تولد او در سلخ ربیع الاول سنه تسع و ثلاثین و خمسمائة و این آخرین] از اولاد آنحضرت بود.

ذکر است در ابنای شیخ عبدالوهاب : شیخ ابو منصور - علیه الرحمة - و شیخ ابو الفتح سلیمان. شیخ ابو المنصور تفقه کرده بود به جد خود و والد [خود] - رضی الله عنه - و درس می گفت در مدرسه جد خود و والد خود - رضی الله عنه - . اعنی شیخ محیی الدین عبد القادر جیلانی . و وفات یافت در بغداد. سوم از ماه رجب سنه احدى و عشر و تسعمائة. و تولد او شب آخر از ذوالحجه سنه ثمان و اربعین و خمسمائة.

ابنای شیخ عبدالرزاق : قاضی القضاة ابو صالح نصر قدوة مشائخ و مفتی عراق بود. تفقه کرد به حضرت والد خود - شیخ عبدالرزاق رضی الله عنه - و سماع علوم کرد از والد خود و از عم خود - شیخ عبد الوهاب - در بغداد وفات یافته سیزدهم شوال سنه ثلث و ثلاثین و ستعمائة.

و شیخ ابوالقاسم عبد الرزاق فخر فضلاء و جلال اصحاب جلیل و جمیل بود. در بغداد وفات

یافته هفتم ربیع الاول سنه سته و ستمائة.

و شیخ ابو محمد اسماعیل فخر الفضلا، فقیه و محدث و کثیر الصمت [و] رضی الاخلاق بود.
وفات یافته [۳۸ ب] در بغداد سیزدهم از محرم سنه ستمائة و مدفون شد نزد مقبره امام احمد حنبل
رضی الله عنه .

و شیخ ابو المحاسن فضل الله تفقه کرد از والد خود و سماع کرد از عم خود - شیخ عبدالوهاب
رضی الله عنه - و شهید شد از دست تار در بغداد [در] سنه ۶۵۶ ست و خمسين و ستمائة. و تولد او در
۵۷۴ اربع و سبعین و خمسمائة در بغداد.

نقل است از حضرت ابو المعالی که : از بعضی فضلا شنیده شد که یکی از فرزندان شیخ عبدالرزاق
در این زمانه حاضر است ، شیخ جمال الدین نام ، شبیه الخلق است به جد خود - شیخ محیی الدین
عبدالقادر رضی الله عنه - و اکثر اوقات در براری بسطام می گذارد و گاه در بسطام هم می آید و
عزیز که شرف صحبت ایشان را [دریافت]، نقل می کرد که من یک وقت به حضرت ایشان عرض
کردم که شک نیست که انسان کامل را در وفات و حیات فخر کرده اند، آیا معلوم هست که عمی شنیده
چند گاه خواهد کشید؟ گفت که نمی دانم ، اما وقتی بابا - یعنی جدم شیخ محیی الدین عبدالقادر رضی
الله عنه - در سماع گرم شدی و مرا در کنار گرفتی [و گفتم] : ای جمال الله ! از من سخن مپوش
سلام رسانی. از اینجا معلوم می شود که عیسی - علیه السلام - را بینم و آن سلام که بر من است
او برسانم.

و او صاف به فضل و علم آن حضرت اقتضا علیحده می کند، ازان جهت قلم از آن منصرف نمودم
ابنای شیخ ابی عبد الرحمن [۳۹ الف] عبد الله اول . ابو محمد عبد الرحمن جمال مشیخ و برادر
و حدیث نقل می کرد از جد خود - شیخ محیی الدین عبدالقادر رضی الله عنه - وفات یافت در بغداد
بیست [و] پنجم از محرم ۶۱۴ اربع و عشر و ستمائة.

و شیخ ابو محمد عبدالقادر تفقه کرد بر عم خود - ابی بکر عبدالرزاق - و در بغداد یافت در محرم
از سواد بغداد ، در شهر ربیع الآخر ۶۳۴ اربع و ثلثین و ستمائة. در همه [صحاح] مسنون شنیده
و شیخ ابو محمد عبدالله بن شیخ ابو محمد عبدالعزیز جمال اولیاء و شرف مشایخ و در بغداد
اهل زمان خود [بود] از کرامات او دفترها نوشته اند. اکثر در جبال و براری می گذارند - رضی الله عنه -

۱ شیخ ابو سلیمان داوود بن شیخ ابو الفتح سلیمان بن شیخ عبد الوهاب ؛ او محدث و شیخ صاحب مریدان بوده ، و وفات یافته در بغداد ، در هژدهم شهر ربیع الاول سنه ثمان و اربعین و تسعمائة . و مدفون شد به مقبره الجلیه نزد جدّ و پدر خود .

ابنای قاضی القضاة ابی صالح نصر : اول شیخ محیی الدین ابو محمد عبد الله ؛ سراج علما و مفتی عراق . تفقه به والد خود [کرد] و شنید از او . جلیل القدر ، عزیز العلم و کثیر الحلم و شبیه بود به جدّ و پدر خود - یعنی به شیخ محیی الدین عبد القادر رضی الله عنه - و وفات یافت در بغداد [در] سنه ۶۵۶ سته و خمسین و ستمائة .

و شیخ ابو زکریا ، جمال عراق و فخر متکلمین بود . تفقه کرد بر والد خود ، و او را لقب است به زبان اهل حقیقت و شریعت «بدیع» و «بدیبه» - رضی الله عنه . - [۳۹ب] شهید شد از دست تار در شهر صفر سنه ۶۵۶ سته و خمسین و ستمائة .

نقل است فی وفات حضرت غوث الاعظم - قدس سره - از شیخ عبدالوهاب - قدس سره :- [بدان] ای عزیز که هیچ ماهی از ماهها نبودی مگر آن که پیش از آن که نوشدی ، پیش والد من آمدی . اگر در وی بدی و سختی مقدر شده بودی ، به صورت ناخوش آمدی . و اگر در وی خیر مقدر بودی ، به صورت خوب آمدی . آخر روز جمعه سلخ جمادی الآخر سنه ۵۶۰ ستین و خمسمائة ، جمعی از مشایخ در صحبت نشسته بودند ، جوانی خو بروی در آمد و گفت : أَلْسَلَامُ عَلَیْكَ يَا وَلِيَّ اللَّهِ مِنْ مَاهِ رَجَبِ آمَدَهَامْ كَه تَرَا تَهْنِیْتِ كَنَمْ وَ بَكْوِیْمْ اَنْچَه مَقْدَرِ اسْتِ دَر مَن اَز خَیْر وَ شَرِّ . وَ مِی گوید راوی که هیچ ندیدم در آن ماه رجب مگر خیر و نیکویی . چون روز یکشنبه آمدی سلخ رجب ، شخصی کریه المنظر آمد و گفت : أَلْسَلَامُ عَلَیْكَ يَا وَلِيَّ اللَّهِ ! مِنْ مَاهِ شَعْبَانَ آمَدَهَامْ تَا تَهْنِیْتِ كَنَمْ وَ بَكْوِیْمْ اَنْچَه مَقْدَرِ اسْتِ دَر مَن مَوْتِ وَ فَنَاءِ [ی] خَلْقِ دَر بَغْدَادِ وَ گَرَانِی دَر حَجَّازِ وَ قَتْلِ وَ كَشْتَنِ دَر خِرَاسَانَ . چون ماه شعبان آمد ، هر چه ، هر جا که گفته بود ، واقع شد . و شیخ در ماه رمضان چند روز بیمار شده بود . روز دوشنبه بیست و نهم ماه رمضان ، جمعی از مشایخ پیش او حاضر بودند - چون شیخ علی بن هبیتی و شیخ نجیب الدین سهروردی و غیرهما - شخصی با وقار تمام در آمد و گفت : أَلْسَلَامُ عَلَیْكَ يَا وَلِيَّ اللَّهِ ! مِنْ مَاهِ رَمَضَانَ هَسْتَمْ . آمَدَهَامْ تَا اَعْتَدَارِ كَنَمْ [۴۰ الف] اَز اَنْچَه بَر تُو مَقْدَرِ شَدَه دَر مَن ، وَ وَدَاعِ كَنَمْ تَرَا كَه اَخِرِ اَجْمَاعِ نِیْسْتِ بَا تُو پَس بَا ز گَشْتِ وَ اَنْحَضْرْتِ دَر رِبِیْعِ الْاَخِرِ سَالِ دُوْمِ اَز دُنْیَا بَرَفْتِ وَ رَمَضَانَ دِیْگَر نِیَافْتِ .

نقل است از شیخ عبدالوهاب . در معرض موت از آنحضرت طلب وصیت کرد. چنانچه چندین سخن از عشق و تقوی و ریاضت و توحید فرمودند - که ماقبل مذکور کرده شده است . و بعد آن مر اولاد خود را گفتند : حاضر شدند غیر شما نزد من ، جا دهید و برخیزید و آداب ایشان به جا آرید. اینجا رحمت عظیم در نثار است ، و جای تنگ ندارید بر ایشان . و می فرمود : عَلَيكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَغُفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَتَابَ عَلَيَّ وَعَلَيْكُمْ .

منقول است که آن حضرت فرمودند که من از هیچ چیز باک ندارم . و از ملک الموت هم باک ندارم . چنانچه نقل است از شیخ عبد الرزاق و شیخ ابی نصر موسی که چون آن حضرت را ملک الموت در آمد، گفت : أَسْتَعِينُ بِإِلَهِهِ إِلَّا اللَّهُ الْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَ لَا يَخْشَى مِنْ أَنْ يُتُوفَّ . شَيْحَانِ مَنْ تَعَزَّزَ بِالْقُدْرَةِ وَ قَهَرَ الْعِبَادَ بِالْمَوْتِ لِإِلَهِهِ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ . تا آن که [روح] از بدن مفارقت فرمود - رضی الله عنه وارضاه عنا - .

راوی می گوید : بارها شنیدم از شیخ که بالای منبر می فرمودند: مر خدای تعالی را ندانم . ماه رمضان می آید، از ایشان عذر می خواهد از آنچه رسد ایشان را مرض در ایام [۶۰] از آن حضرت بدان ای درویش که درمفتاح الاخلاص آورده. وفات حضرت شیخ محیی الدین عبدالقادر رضی الله عنه - در سنه ۵۶۱ احدی و ستین و خمسمائة هفدهم از شهر ربیع الآخر بوده . در آن وقت رسایل آورده که در سیزدهم از ماه ربیع الآخر بود. ولی اولی^۱ صحیح است. زیرا که بعضی از آن رسایل که از بغداد آمده اند - نیز نقل کرده اند که عرس آن حضرت آنجا در هفدهم ماه مذکور گشته است. بهجت الاسرار مذکور است در تاریخ نهم ماه ربیع الآخر، و این قول اصح است. شعر فی وفاته در ربیع ایات^۲

سلطان عصر ، شاه زمان ، قطب اولیا
تاریخ سال وقت وفاتش چو خواستم
کامسد وفات او ز قیامت علامی
از راوی حدیث ، بگفتا : قیامی

۲۶۱

ایضاً

غوث اعظم ، کریم ، محی الدین
همه لطف و کرامتی دیده

۱ - دراصل : ولی قولی .

۲ - دراصل : کند .

۳ - دراصل : بیت .

کز وفاتش علامتی دیدم
ای معالی ، «قیامتی» دیدم

پانصد و شصت و یک ز هجرت بود
سال و تاریخ فوت آنحضرت

نقل است در شجره طیبه قادریه و نوشاهیہ شطاریہ عالیہ :

که یکسر جهان کرد پیدا ز خاک
ز مهر محمد همه راست کرد
کنه و صفش بگوید یکی راز صد
که سرش محیط است [و] نامش عیان
که سلطانی چار دانش سزاست
به کونین مقبول مختار کرد
که ثابت شد از لطف او چار یار
که «الفقر فخری» از ان رو قبول
حیا بخش عثمان ، علی راهبر
که از نهم او می گریزد اجل
ببخشاند از پاک پروردگار
از ان رو زهی شد حیات النبی
شده حضرت خواجه بصری حسن
نیابت به حبیب عجمی رسید [کذا]
وز ایشان به معروف کرخی رسید
وز ایشان جنید بغدادی شدند [کذا]
وز ایشان ابو الفضل واحد شدند
وز ایشان ابو الحسن قرشی شدند [کذا]
وز ایشان به قادر شهنشاه رسید
که محبوب حق آمد اندر جهان
به سید عبدالوهاب ، حامی مراد [کذا]
شدند نامور قطب حق ، سیف دین

شهنشاه شاهان ، خداوند پاک
ز دو حرف «کن» ، دو جهان خواست کرد
زبان و ضمیر و قلم^۱ را چه حد
خرد رانه فهمی که گوید بیان
[۴۱ الف] به یکدم کند ، هر چه خواهد ، رواست
محمد نبی چون سزاوار کرد
علم کرد از پیش خود برقرار
نبی الکریم است حضرت رسول
از ان صدق صدیق ، عادل عمر
حیات النبی شد ز روی ازل
به هر چار ، نعمت نبی ، بیشمار
ببخشید توحید خود بر نبی
مرید علی شاه لشکر شکن
چو خواجه حسن رخت ز اینجا کشید
از ایشان به داوود طایی رسید
ز معروف ، سوری سقطی شدند
ز حضرت جنید ، شیخ شبلی شدند [کذا]
وز ایشان ابو الفرج طوسی شدند
ز ابو الحسن شد حضرت بو سعید
به دین نبی شد علم زان زمان
ز سید قادر شه پاک زاد [کذا]
[۴۱ ب] که ایشان ببردند ز راه یقین [کذا]

ببرد از ره خدمت و هم هنر
 از ایشان دگر سید صوفی شدند [کذا]
 از ایشان بشید سید مسعود شاه
 و ز ایشان شده عالمی را پناه
 از ایشان مبارک شده نامور
 ز شان شیخ حضرت سلیمان شدند
 ز حضرت سلیمان، شه گنج بخش
 به مسند نشست از پس گنج بخش
 سپردند شان نعمت دوسرا
 که نام بزرگش ز روی ادب
 و لیکن چو گفتن ضرور آمده
 شهنشاه شاهان قایم مقام
 ببخشید آن شمس، این ماه را
 که مرشد مکمل، شه راهبر
 چو محبوب حق است عاشق تمام
 که اسم شه ما، شه عبد الغفور
 [۴۲ الف] شوم مست از جام او جاودان
 کشم کحل در دیساره از کسوی او
 تویی عاشقی، عشق کردی ظهور
 که پاک است از نور اجسادهم
 عطا کن «امام بخش» را از لقنا
 فرستم درودی بر احمد نبی

از ایشان دگر سید بو نصر
 ز صوفی دگر سید احمد شدند
 و ز ایشان به شه سید علی دین پناه
 شده خلق تابع به محمود شاه
 وزان شاه معروف روشن بصر
 که در دین و دنیا ابادان شدند [کذا]
 به میدان جهانید رخشنده رخش
 قطب پیر محمد چو رخشان رخش [کذا]
 به حضرت قطب خواجه رهنما [کذا]
 ز گفتن بترسم چه روز و چه شب
 بگویم که نوشه حضور آمده [کذا]
 که در دین و دنیا بیستادین آمده
 چنان روشنی داد این سید پناه
 به دنیا نباشد مشکلی دگر
 خدا اندرش حلقه در دست
 خدا کرد پییدا ز نور حجاب
 شود وجد مبارک که ز شرف
 کنم سجده سر دم نهان در روی
 که قسایم تسوی در جهنم
 شود حسی راضی از او
 ز دارالفنا تناسل
 که بسیر آل و عترت

حالتِ دهم

در مناقبِ سید شاه مبارک که خلفِ حضرت
مخدوم سید محمد غوث - قدس سره - اند

نقل است از اخبار الاخیارِ شیخ عبدالحق دهلوی که حضرتِ مخدوم از اولادِ حضرت غوث الثقلین شیخ محیی الدین عبد القادر حسنی الحسینی الجیلانی اند، و خطابِ «غوثی» به آن غوث است. و حضرت سید محمد غوث را چهار پسر بودند: یکی شیخ عبدالقادر - که او را «مخدوم ثانی» گویند -؛ و دوم سید عبدالله؛^۱ که در فضیلت و سلامتِ قریحه در زمانِ خود نظیر نداشت. گویند مولانا عبدالرحمن جامی - رحمة الله علیه - به استماعِ خبرِ فضایل و نجابتشان اشعار می فرستادند.

و شنیدم که سید مبارک عالی مقام بود، و از ایشان خلف بود به^۲ نام «شاه بقا». گویند به غایت حسین و متبرک [بود و] در لاهور سکونت داشت.

و حضرت مخدوم سید محمد غوث صاحبِ عظمت و کرامت و ابهت و جلالت بود و سطوتِ ظاهر و عظمتِ باهر داشت [۴۲ ب]، جامعِ علومِ معقول [و منقول] و مشمول به نعمِ ظاهر و باطن. از ولایتِ روم به خراسان تشریف آورده، و از آنجا به ملتان شرفِ قدوم ارزانی داشته، و در پرگنهٔ اوچ سکونت فرموده. یک بار سیرِ اکثرِ معمورهٔ عالم بر قدمِ تجرید و نعل^۳ بی تعلقی نموده، بارِ دوم باخیل و حشم و سپاه بسیار در این دیار شرفِ اقامت ارزانی فرموده یعنی به سمتِ بارگوند لان و دو آبهٔ رچناب. و پادشاه وقت در حلقهٔ او درآمد و غایت مرتبهٔ بندگی و اخلاص را نسبت به ملازمانِ او مرعی داشت. اعنی [سرخیل] این سلسله علیه علیا و اماجد اتقیا، هادیِ طریقِ ارشاد [و] هدایت، حامیِ سبیلِ ولایت، شاهِ والا جاهِ حاجیِ محمد نوشاه - نور الله مرقده و زاد بره - .

حینی که سید السادات شاه مبارک - نور الله مرجعه - با والدِ خود، به حکمِ بزرگان از بغداد بر

۱ - در حاشیه: + وسیم سید محمد و چهارم سید مبارک

۲ - در اصل: که .

۳ - در اصل: نعت .

سرزمین هند تشریف برای ارشادِ خلقِ الله آوردند، در ابتدای حال و آغازِ جذبۀ الهی، دست از شواغلِ مناهی دنیوی باز داشته، قطع از علایق نموده، کلیه توجه به یکرنگِ بیرنگی کرده، از حواجبِ جسمانی و وسوسِ نفسانی گذشته، باز شهبازِ همت را در فضای ملکوتی و میدانِ لاهوتی طیران داده، به طریق سیر و سیاحت، به سمتِ بارگوندلان - که سوادِ قصبۀ خوشاب است - قدم میمنت لزوم ارزانی فرموده. و در آن جنگل تاده و دوازده گروه آثارِ آبادی نبود، در آنجا مجاهدات و معامدۀ ریاضات به جارسانیده و صائم الدهر [۴۳ الف] می بودند. بعد از هفت روز افطار می کردند. غیر از بناس پتی به چیزی دیگر میل نداشتند.

و مکاشفۀ حضرت شاه به حدی انجامید که اگر کسی را اشتیاقِ ملازمت گریبان گیر می شد، و ارادۀ قدم بوسی می کرد، تا رسیدن به آن نواحی، شب در رؤیای او جمالِ معنی آرای خود می نمودند. و استفسارِ حال و استبصارِ مال می کردند، و آنچه مطالبِ آن عزیز می شد، به ایمینی انجام می دادند. و از آستان بوسی نهی می فرمودند. هیچکس را یارای آن نبود که از واقعهٔ رؤیا بتواند اسرارِ حقیقت را پیش قدمی کند. مدتی به این طریق می گذشت. چون این اسرار منتشر شدند، سالکینِ عسکری و سنی و صوفی صادق از این خبر موهبت اثر. از اطراف و اکناف، سر را پا ساخته، می شتافتند و بهرهٔ هزار سالهٔ بشارت می یافتند.

حالتِ یازدهم

در مناقبِ حضرت شیخ معروف چشتی - قدس سرّه -
که منسلک به حضرت شاه شدند.

چون این طنطنه به سمعِ عالمیان رسید و این صدای دلربای به باطنِ حقایق و معارف آگاه
مخدوم شیخ محمد معروف چشتی - [قدس] سره العزیز - جاگرفت، کارکنان قضا و قدر دادند^۱. [کذا]
و حضرت مخدوم با فضایلِ خجسته آراسته و خصایلِ پیراسته بوده، همّت بلند داشت. ریاضت
کشیده و مجاهدات به کار برده، اکثر مراتبِ سلوک طی نموده، بر مسندِ هدایت - به طریقِ خود -
دستگیری سالکان می نمود و در خاطرِ شریف راه یافت که [در] قرب و جوارِ من، این بزرگ چه غل
انداخته [۴۳ب] استفسارِ حالِ ایشان باید نمود. قصدِ دیدنِ ایشان کرده، رو به آن نواحی نهاده، کام
ناکام چند گام به آن بار زده بودند که احوالِ خود را دگرگون یافتند. دانستند که این تأثیر از توجّه ایشان
است.

نظم

دل تپش و سوزِ نهانش گرفت جذبۀ حق دامنِ جانش گرفت
هر چه ز خود داشت، در باخت باز سر خویش قدم ساخت
چون فقیر لذتِ چاشنی چشت داشت، خواست که بوی ریاحینِ سلسلهٔ قادریهٔ علیا را نیز قوتِ مشام
جان سازد و نقدِ هستی را تمام در بازد. با وجودِ آن که هیچکس را یارای آن نبود که بی حکمِ دلاوری
نموده، در آن بار در آید، لیکن اینها همّت به کار بُرده و سینه سپر ساخته، در آنجا در آمدند.

رباعی

جانِ باز که وصلِ او به دستان ندهند شیر از قدحِ شرع به مستان ندهند
آنجا که به هم باده بنوشند ز مستان یک جرعه از ان به خود پرستان ندهند

۱... در رسالهٔ احمد بیگ چنین آمده است: امید را به باطنِ حقایق و معارف آگاه... کارکنان قضا و قدر دادند.

ناگاه به امدادِ طالع ، خضر صورت ، مسیحا سیرت ، هادی وقت ، مهدی زمان ، رهبر سالکان حضرت شاه مبارک با جمالِ پُر کمال مقابل آمدند و گفتند که ای معروف! ترا بر این چه داشته که بی اندیشه در این بیشهٔ هوش ربایی و جان فرسایی در آمدی؟! بهتر آن است که از این کوچه به در روی که چارهٔ دیگر ندارد و اگر نه دست از جانِ نازنینِ خویشتن بر دار که پنجه در پنجهٔ شیر انداختن از زندگی سیر شدن است. حضرت مخدوم چون عاشقِ [۴۴ الف] ثابت قدم بود ، سرِ ارادت در پیش انداخته ، زین در بیانِ مصداقِ اشتیاق بر گشاد و گفت :

بیت

هرچه بادا باد، ما کشتی در آب انداختیم گر بود بیگانه با ما شرطه ، طوفان آشنا است
تشنهٔ خشک لب از شورشِ دریا نترسد و عاشقِ وفادار از غمزهٔ معشوق نهراسد .
گر بگشود زهی طرب ، و نرنگش زهی شرف
سید برحق شاه مبارکِ دانا دل بر صدقِ مقالِ مخدوم آگاه شد [ه] تحسین کردند و گفست:

مصرع

این کار از تو آید [و] مردان چنین کنند.

تشنه بر زلال و عاشق به وصال رسید و در ما بین چند روز، کمالاتِ چندین سالهٔ سالکانِ حقیقین بر بخشیدند و کحلِ جواهرِ اسرارِ لاریبی بر بصرِ بصیرتِ آن حق بین کشیدند و اشاره در حدیثِ معصومین فرمودند: هر روز کمال بر کمال برافزود و هر زمان عروج بر عروج رو می نمود. تا آنکه در محویت در میدانِ حیرت برافراخت و دقیقه بی از دقائقِ حقایق فرو نگذاشت ، چنانچه در حدیثِ معروف معروف ، معروف شد.

مصرع

آن را که بدادند ، بدادند بدادند

چون ^۲ مدتِ خدمت به انجام رسید و هنگامِ سیر [و] سفرِ قریب آمد ، سببِ برحق ، حضرت مخدوم در اشاره به ارشادِ خلقِ الله کردند و فرمودند که ای فرزند! طالبانِ آمدی و مردانِ قدمِ ردی ، اکنون وقت آن رسیده که خلق را به حق راه نمایی و غشاوه دارانِ غفلت را چشم در راهِ معشوقِ رقی [۴۴ الف]

۱ - دراصل : می فرمودند .

۲ - دراصل : عمر .

بگشایی و سینه محبت فقر را با حبل المتین پیوند دهی و با توکل و قناعت خورسند باشی^۱. بعد از وصایا، دست برداشته، فاتحه خوانده، فرمودند که ای فرزند! از این پیش «شیخ معروف» بودی، ما ترا شاه ساختیم، هم در این اثناء در پیش خود نشانده، چنان توجه کردند که بند بند ایشان از هم جدا شد و صورتی بر ایشان روی داد که ایشان دانستند. باز چون ایشان را افاقت دست داد، فرمودند که ای فرزند! از شما اکثر نصیبه داران اند که بهره مند خواهند شد. از این سبب رخصت می فرمایم. علی الخصوص یک بی بی در میان غار فرومانده و آن غار را بالا پوشیده شد و آن بی بی به یاد خدا چنان مستغرق است که از این عالم آن را خبر نمانده. باید که آن بی بی را از آن غار بر آری و به احتیاط تمام بیرون آورده. از این چاشنی آشنا کرده. به جانب بار گوندلان سیر فرمایی و اهل نصیب را بهره [مند] نمایی. به هر حالی که باشی با خدا باش. و بعده وفات حضرت شاه مبارک در پرگنه اوچ متبرکه شد و مزار ایشان در خانقاه والد شریف گردید. اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ .

نقل است که حضرت شیخ معروف رخصت شده، پا در دامن آن کوه نهاد - که هادی وقت اشاره برای آوردن آن شیر [زن] رابعه نموده بود - در هر جایی که می رسیدند، هدایت خلق الله می کردند. چون وحوش و طیور و انعام و سباع و [۴۵ الف] و هوام^۲ را مطیع و منقاد کرده، سمت غار مسکن الابرار هبوط فرمودند.

نظم

تعالی الله خوش آن همت طلب جا	نشمین گاه آن گمنام عنقا
نیستانش فگنده ناخن شیر	گیاهش خورده آب از آب شمشیر
دل شیران در آنجا مانده از هوش	رمید از سایه خود خواب خرگوش

در آن غار دهشت زای و وحشت افزای، حضرت شاه رسیدند و دهن او را - که به خاک و خاشاک بند بود - صفا داده، در آمدند. دیدند که بی بی سر در مراقبه انداخته، محو مطلق است. حضرت شاه ندا [ی] هوش افزا در گوش آن عقیفه در دادند. بی بی سر از مراقبه برداشت و متوجه به جناب حضرت شاه شد و دانست که طبیب بیمار و مرهم سینه افکار رسید. حضرت، بی بی را به احتیاط تمام در پنبه

۱ - در اصل : باش

۲ - در اصل : به تکرار .

پیچیده، از آن غار بر آورده، چندی اندک اندک شیر قوت ایشان نموده. فی الجمله به حال آمدند. نام مبارک «بی بی جیوندی» مقرر نمود. بعضی «بی بی جیونی» هم می گویند. چنانچه بیت هادر اوصاف بی بی به خاطر آمده:

نظم

شیر زن آن رابعه وقت خویش گوی از میدان مردان برده پیش
بی سپر در کوچه مردانگی محو کن صورت فرزانیگی

حضرت شاه از کمالات صوری و معنوی خود به انوار اسرار هدایت بخشیده و در زمره خاصان خدا کنانیده. اول کسی که [از] اهل هدایت، دست همت در دامن طلب زده [۴۵ب] به مراد رسید، او بود. یکی از تربیت یافتگان و پسر خوانده بی بی، شاه محمد بود. اگرچه آبا و اجداد شاه محمد حیو برنگ بودند. لیکن جرعه جام حق از ایشان چشیدند.

و احوال بی بی چنان بود که مدام مست شراب حقیقی بر چارپای افتاده، می ماند. بعد از مدتی چمچه ای شیر و یا شوربا تناول می فرمودند. و گرمی شوق بر این مراتب بود که کسی را برای آن خبری که رو به رو شود، برای بیداری، چیزی را می جنبانیدند و بعد عقب پشت استده، عرص می نمودند. هر چه از زبان مبارک در حق طالبان بر آمدی، قبول به درگاه او سبحانه و تعالی می شد. بی بی مدفن بی بی از پرگنه خوشاب دوازده گروه، جانب مزار حضرت شیخ واقع گشت.

نقل است: چون حضرت شاه، بی بی را در آن سرزمین گذاشته، خود به جانب سرزمین سرزمین فرمودند. که اشارت از جناب پیر و مرشد بود. و وضع حضرت آن بود که در آبدی که می نشست، لیکن به هر جانب [که] عبور می شد، در آن سرزمین غلغله می افتاد. وقتی که خلق سیر محمود می آمدند به جانب دیگر تشریف می فرمودند. و هر چند بر اخفای خود می کوشیدند لیکن آفتاب بر سر زمین محال است. به هر سرزمین که می رسیدند، مشتاقان را القا و اهل درد را دوا و بیمار را سدا و مسک را پیشوا می شدند.

گر قدم رنجه کند دوست به پرسیدن ما خوش طبیبی است، پیام همه بیمار شوم

نقل است در رسیدن موضع [۴۶الف] بهلول و ملاقات شاه سلیمان حیو چون حضرت شاه

سیرکنان، در موضع بهلوال رسیدند، کوچه به کوچه و خانه به خانه آن موضع سیر نمودند. هر که ملاقی شد، می گفت که اینجا میان منگو خدمت فقراء خوب می کند. و طریق حضرت این بود که عنقا صفت به تنهایی سیر می کردند و سایه کرم به هر که می افتاد، پادشاه وقت می شد. چنانچه به خانه میان منگو تشریف فرمودند. همین که جمال مبارک به نظر میان پرتو انداز گردید، برخاسته بر قدوم شریف بوسه دادند و تمام شب، کمر خدمت بسته به روز آوردند. حضرت شاه بسیار مهربانی در حق میان منگو فرمودند. در آن اثنا خلف میان - اعنی حضرت سلیمان جیو - خرد سال بودند. بازی کنان در صحن خانه می گشتند. چون نظر مبارک بر ایشان افتاد، از ناصیه جبین روشن آئین دانستند که همان کس است [کد] برای این، ما را به این سرزمین آورده اند.

آن را که نشان جذب اعلی است بر ناصیه اش چون نور پیدا است

حضرت شاه سلیمان را طلبیده، دست مبارک بر روی ایشان گردانیده و بر پیشانی ایشان بوسه دادند و فرمودند: یا میان منگو! این پسر امانت ما است، و این مردی خواهد شد که عالم از فیض این بهره خواهند گرفت. و اگر این را حالت بیخودی دست دهد، و سوا بس سایه و بیماری نخواهند کرد، و هم از احوال این غافل نمی شوم. اکثر برای خاطر این، به این دینار سهر [۴۶ ب] خواهم نمود. و مهربانی فرموده مَرخص شدند.

حالتِ دوازدهم

در احوالِ حضرت شاه سلیمان جیو

چون حضرت تشریف بردند، بعدہ ایشان را حالت روی داد کہ اکثر بیخود شدہ می افتادند و کف از دهنِ مبارکِ ظاہر می شد و بند بندِ ایشان کج می گشت و سرِ مبارک و دهن، جانبِ کتف می رفت.

[بیت]

اشترمن چو عف کند، از سرِ ذوق کف کند
هر دو جهان تلف کند در کفِ شہسور من
چند بار در عالمِ خُرد سالی، حضرت خبر گرفتند، باز بہ سمتِ خوشاب مستقیم شدند و حضرت شاه سلیمان را جوشِ جوانی با جذبِ ربانی ہم آغوش شد و از کششِ محبت، کوتششِ وصالِ فرزندِ انداخت، جویان و پویان سر بہ صحرا نهاد.

بیت

بردیم عشقِ تو ای شوخ در دل
صحرا بہ صحرا و منزل بہ منزل
بعدِ چندی بہ جستجویِ بسیار و کوششِ بیشمار بہ دیدارِ فیضِ آثارِ مشرف گشتند، حضرت شاه سلیمان راہِ کرم آن عاشقِ صادق را در برکشیدند و فرمودند:

نظم

بیا ای معدنِ عشقِ الہی
بیا ای فخرِ فقرِ ابراہیم
بیا ای گوی میدانِ حقیقت
بیا ای موردِ جوگسانِ شریعت
و ایشان را در خدمتِ حضورِ نگاہ داشتند، تا آن کہ شوق بر شوق می فرود ساعت بہ ساعت در حجابِ درجہ [ترقی مدارج]^۱ می شد تا بہ مطلبِ اصلی - کہ اصل مطلب است - رسیدند، و حضرت شاه سلیمان

۱ - دراصل: فقرہ.

۲ - کلمات داخل پرانتز مستفاد از رسالہ احمد بیگ است.

کردند که کار [۴۷ الف] ایشان به علو رسیده . فرمودند: ای فرزند! امانتی که ما را از شاه مبارک رسیده بود و ایشان را از بزرگان خود ، به تو ارزانی باد . فی الحال دو شمشیر در یک نیام نمی گنجد ، باید که از اینجار خست شوید و چندی در رفاقت شاه محمد شیرازی - که از تربیت کرده های بی بی جیونی است - باشید و یک چند سیر مُلکِ الهی نمایید لیکن جانبِ راستِ خود نظر کن . چون ایشان نظر کردند جوانی بلند بالا ، لمعه نور از جبین او هویدا ، به مشاهده ایشان در آمد . روبه جانبِ حضرت شاه کردند . آنحضرت فرمودند: این جوانی است که در زمانِ خود ثانی نخواهد داشت و رهنمای عالم خواهد شد و غلغله ایشان از هند تا به خراسان خواهد رسید و مریدانِ این از مشرق تا به مغرب آوازه هدایت و ارشاد به گوش هوش خلائق رسانند . حینی که به ملازمت تو رسد ، امانت را بدین بسپاری و این سخن از ما ، به پیش او یاد آری که این نصیبِ این جوان است . بعد از ایشان التماس نمودند: یا حضرت ، مرا حکم می شود که به رفاقتِ شاه محمد باشم و چون در آن مرد غیرت و جذب بسیار است ، چنانچه از فقیران ، در جوارِ شان نمانده الا مطیع شده ، و این فقیر از غیرتِ شاه ملاحظه می نماید . فرمودند که فی الواقع آن مرد همچنان است لیکن ترا دولتی اعلیٰ نصیب شده که جذب و غیرتِ هیچ کسی بر تو کار نخواهد کرد . خاطر جمع دار . اگر چیزی روی بدهد ، ما را یاد خواهی کرد . و نیز چابک [۴۷ ب] دادند که این را به شاه محمد برسان و سلام ما بگویی . فاتحه خوانده ، رخصت فرمودند و خود به جانبِ خوشاب تشریف بردند . و وفاتِ ایشان در موضع کهرولیان واقع شد و نیز در آن مکان مدفون شدند که آن موضع به سمتِ درگاه شاه جیو ، از خوشاب یک گروه است .

۱ در مناقبِ حضرت شاه سلیمان جیو و ملازمت نمودن به

شاه محمد و حاضر شدنِ ملنگان در زکابِ سعادتِ ایشان و افشای خوارق

چون حضرت شاه سلیمان جیو روانه به شاه پور شدند ، وضع پوشش ایشان این بود که در او فقر ظاهر نشود یعنی در سرما «لوثی لک» و در گرما «کھیس لک» . ما بین راه ، از قُطَاعِ الطَّرِيقان چند سوار ملاقی شدند و قصدِ غارت نمودند . چون نزد حضرت شاه آمدند ، همین که نظر مبارک بر آنها افتاد ، بی اختیار از اسبها فرود آمدند^۱ و در پای مبارک افتاده ، عذر خواستند . حضرت شاه تَلَطَّفِ نموده ، از

۱ - دراصل : حالت دوازدهم .

۲ - دراصل : فرا آمدند .

این افعال توبه کنانیدند و روانه به خوشاب شدند و به شاه پور رسیده، سلام حضرت به شاه محمد رسانیدند و چابک را گذرانیدند. حضرت شاه محمد جیو چابک را به دست گرفته فرمودند که یا میان سلیمان جیو! قُطَاعِ الطَّرِيقَانِ با شما در راه در خورده بودند لیکن در دست کسی که چابک حضرت شاه باشد چه مجال کسی که نزدیک او آید. باز فرمودند که یا شاه [۴۸ الف] خوش آمدید و صفا آوردید. و حقیقت خود را یک به یک اظهار کردند. آنها فرمودند:

مصرع

کرم نما و فرود آ که خانه خانه تست

هر جا که امر شود، برای شما جایی مقرر نموده شود. یا از اینجا، هر جایی که پستد آید، شرف آنجا است. ایشان ظاهر نموده که ما را جایی علیحده مطلوب است. یک خانه خس پوش در گوشه حاشیه شما باشد که در زمره فقراء بگذرانیم. لیکن چنان شود که کسی بی طلب فقیر در حجره نهد که به طلب خود باشم. و سبب فرستادن ایشان آن بود که حضرت شاه محمد جیو صاحب جناب بودند و غیره که صاحب اسم در آن دیار می شنیدند. سلب حال می کردند. حضرت شاه جیو از این وسواس پستد فرستاد:

زبردست بردست دست آفرید

ایشان را فرستادند که ممد و معاون یکدیگر باشند.

دو دل، یک شود، بشکند کوه را پراگندگی آرد البره ر

و سبب دیگر آن که ایشان را دران اثناء حالتی بود؛ هرگاه غلبه شوق زیاد می شد، یک دور دور می ماندند. چون افاقت می شد گرسنگی به نهجی غالب می آمد [کد] هر چه موجود می بودی و ... فرمودی. و در مطبخ شاه جیو اکثر یک دوگاو و سه چهار بز پخته می شد. شاه محمد جیو حضرت شاه را از صفا باطن دریافته، مقرر نمود که هر چه در مطبخ ما سنج شود، آن را به حضرت شاه سلیمان برسانند [۴۸ ب] و هیچکس از فقیران میان نزد ایشان بی طلب نرود که پستد مُخْلِی بِالطَّبَعِ باشند. حضرت شاه در آن حجره خس پوش می بودند. از مطبخ شاه محمد سیرری ... موجب حکم، کله و پاچه - که می شد - جمع نموده، بر دروازه حجره گذاشته، می آمدند و پستد

یک ظرفِ گلی کلان داشتند که تمام کله و پاچه در آن انداخته ، در زیرِ او آتش داده ، خود مشغول کار [می] بودند. هرگاه که گرسنه می شدند ، تمامی را در تفری انداخته ، تناول می نمودند. فقرا [ی] میان شاه محمد جیو - که به مذاقِ فقراء آشنا بودند - ادب می کردند و بعضی ها - که از چاشنی فقر بی بهره بودند - استهزا [می] کردند^۱. هرگاه حضرت شاه به خوردن می شدند ، آمده ، می گفتند که چیزی به ما هم بدهید. چون بسیار دخل می کردند حضرت شاه می فرمودند که شما بر سفره طعام می خورید ، این طعام [را] طبع شما قبول نمی کند. این خوراکی فقرای غریب است. خوردن این محال است این سخن به آن نفسانی ها ناپسند آمد و پیش شاه محمد جیو رفته ، لباس داده به سخنی که ناپسند طبع باشد. می گفتند. شاه محمد جیو گوش به سخن ایشان نمی کرد، لیکن پیش بزرگی اگر کسی از اهل خدمت ، مدام سخنهای ملال انگیز بکند ، البته البته لازمه بشریت است که غبار بر دل جا می گیرد^۲. اتفاقاً از شهریان شان^۴ چندی به زیارت حضرت شاه محمد جیو آمده بودند. هر یک مراد در دل داشت. [۴۹ الف] و یک کس گفت : اگر مراد من بر آید، یک گاو نذر حضرت شاه بدارم . دیگر ، چیزی دیگر گفت . هر یک چیزی مقرر کرد، و شخصی میان اینها بود و نظر او که بر جمال حضرت افتاد . او گفت که یاران ! شما هر یکی چیزی نذر حضرت شاه محمد جیو مقرر نموده اید لیکن اگر الله تعالی مراد فقیر حاصل بکند، یک گوسپند، نذر این فقیر بیارم. دو سه روز از این مقدمه نگذشته بود که مراد آن شخص - که به حضرت شاه سلیمان نذر مقرر کرده بود - حاصل شد و اعتقاد او زیاده تر شد. و نذر مقررری به حضرت شاه گذرانید. حضرت آن گوسپند را ذبح کنانیده ، پاک کنانیده ، در دیگر انداخته ، آتش در زیر او دادند و خود مشغول کار شدند. چون آن گوسفند پخته شد، در همان تفر انداخته. مشغول به خوردن شدند. آن فقیران نابینایی - که مدام استهزاء می کردند - آمده ، دیدند. بخل ایشان افزود و به شوخی پیش آمده ، گفتند که الحال به شما نذر آمده است، به ما هم بدهید . چون بسیار کاوش کردند ، ایشان فرمودند که شما چاشنی خوار سفره اید ، این طعام را نمی توانید خورد. آن آتش افروز [ان] تاب نیاورده و چند چیزی دیگر از خود اختراع نموده، به خدمت شاه محمد جیو

۱ - دراصل : پیش کردند .

۲ - دراصل : که .

۳ - دراصل : کرد .

۴ - شهریان شان یعنی هم شهریان ایشان . مصحح .

گفتند که در اطراف و جوانب هیچکس را یارای آن نیست که سر از چاه [بدون] حکم تو بیرون کشد. و این فقیر در خانقاه، به جناب حضرت چیزهای می گوید [که] ما معتقدان را تاب [۴۹ب] شنیدن نیست. آنقدر آتش افروختند که حضرت شاه محمد جیو را در طیش آوردند و حقیقت آمدن گوسپند و پختن آن ظاهر ساختند. حضرت شاه محمد فقیر [ی] را فرستاد که یا شاه! الحال به شما نذر آمده است، چیزی حصه نمایید. آن فقیر، چون به خدمت حضرت شاه آمده، ظاهر نمود. ایشان جواب دادند که فقراء به ما استهزاء می نمایند، بس است، شما را لازم نیست که شما هم استهزاء می نمایید. چون همون فقیر آتش افروز چند سخن دیگر آمیخته، گفته، شاه را بر طیش آورد. و حقیقت شاه محمد چنان بود که غیور بودند - چنانچه بالا مذکور شده - چون آن نااهلان حضرت شاه محمد جیو را بر پند غضب آوردند ایشان برخاسته، به جانب حضرت شاه روانه شدند. آن فقرای خدا نانشناس همراه شدند. خوشوقتی می کردند که امروز کار این فقیر را به اتمام رسانیم. و حقیقت شاه محمد جیو چند بود که هر گاه به غضب می آمدند، به جانب هر که به نظر غضب می دیدند، اگر احوال داشتی، سلب می شد و اگر از عوام می بود، می سوخت. و اگر زبردست تر می بود، در بغل می گرفتند. مسلوب الحال می شدند. بر همین قصد جانب [حضرت شاه سلیمان] روانه شدند لیکن از حقیقت کار واقف نبودند. چنانچه در روی حضرت شاه آمدند، حضرت شاه را آگاهی از حال ایشان بود. از نصیب بی بی حنا بی نصیب بودند. برخاسته، دست بسته، استاده [۵۰ الف] شدند که یا شاه! این همه غضب بر مسجونان فرستادید در جوار شما آمده، مسکنت نموده ام، لازم نیست. شاه محمد مهربان نشدند و نظر غضب بر مسجونان اثر نشد. حضرت چند قدم عقب رفته، التماس نمودند که یا حضرت مهربان شوید! او بی بی حنا بی بی کردند. حضرت شاه، باز چند قدم عقب رفته، خطی کشید [ند] بر زمین و فرمودند که یا شاه! این مسجونان بسیار برداشت نموده ایم، زیاده طاقت نیست. اگر از این خط قدم پیش نهادی، خط است! او بر سر جانب شاه معروف نمودند. ایشان در جانب یمین آمده، حاضر شدند. شاه محمد جیو بی بی حنا بی بی پیشقدمی نموده، ازان خط پا پیش نهادند. از نهادن قدم [همان] و افتادن بی بی حنا بی بی حنا بی بی حنا جیو خود بر زمین افتادند. بی بی جیونی آمده، حاضر شدند و التماس حضرت سید حسن جیو آوردند که یا شاه! این جوان از حال شما واقف نبود، و بی ادبی کرده و می دانید که فرزندان من است.

برای خاطر من جان بخشی این شود. حضرت خرقة خود را افشانند. سه حربه بر زمین افتادند. فرمودند که یا بی بی! ما این سه حربه برداشتیم و باز عذر خواستیم و این مرد عزیز هرگز برنگشت. دید، آنچه دید. حضرت بی بی فرمودند که چون از احوال شما واقف نبود، اما [حالا] آگاهی شده، امید عفو است. حضرت کوزه آب به دست داشتند. بر روی مبارک شاه [۵۰ ب] محمد جیو افشانند. به هوش آمد. فرمودند: فقراء را تسلیم و رضای در کار است، نه ظلم.

بیت

اگر از دست برآید، دهنی شیرین کن مردی آن نیست که مُشتی بزنی بر دهنی
باید که شفقت و لطف پیشه کنید و از آزار پرهیزید. نصیحت فرموده، خود به طریق سیاحت، روز جایی و شب جایی به سر می بردند.

نقل است در بیان ملاقات ملنگان و آنچه در سیاحت روی داد شده

اتفاقاً در آن سیر، ملاقات با چندین از ملنگان - که می رفتند - [شد]. با سردار ملنگان فرمودند که اگر امر شود، چندی به رفاقت شما بگذرانم؟ اوشان قبول نمودند. مطلب، اخفا بود. چون چند روز به رفاقت ایشان گذشت، ملنگان اوضاع و اطوار ایشان دیده، التماس نمودند که یا شاه! ما را طاقبت آن نیست که سردار باشیم و شما تابع دار. اگر فرمایید، در خدمتکاری سرگرم باشیم و تابع حکم شویم. فرمودند: همچو باشد. چون وضع ملنگان مدام سیاحت [است] و در مجمع بزرگان جمع می شوند. در چند مجمع که عبور حضرت شاه شد، هر که دیدار مبارک [می] دید، فریفته می شد.

قطعه

یاران [به] نصیحت آمدندی بر من تا بو که برون برند عشق از بر من
چون روی ترا دید نصیحتگر من صد گونه طواف کرد گرد سر من

از جا به جای که هفتصد ملنگ به رفاقت همراه شدند لیکن چون این فرقه را غیر از پرورش نفس کار دیگر نبود و از فیض باطن بی بهره [۵۱ الف] بودند، دست دراز [می] کردند. و خلق از ملاحظه حضرت شاه - که اکثر چیزها دیده بودند - دم نمی توانست زد. و این شکم پروران، گاو و گوسفند هر که به دست می آمد، کشته، می خوردند. اتفاقاً گذار حضرت شاه در موضعی افتاد. و در آن نواحی گاوی در نظر ملنگان افتاد. همچو گرگان بر آن افتادند. کشته، پارچه پارچه کرده، بُردند. و آن گاو از

مُلاً [بی] بود که در آن موضع مسکن داشت. چون گاوِ خود را به این صورت دید، تاب نیاورده، تن به قضای الهی سپرده، دست بسته استاده شد. اتفاقاً نظرِ مبارک بر او افتاد. فرمودند که این چه کس است که استاده؟! آن مرد مذکور التماس نمود که یا شاه! عرض داریم. اگر جان بخشی شود، اظهار نمایم. فرمودند: بگو او التماس نمود که یا شاه! پادشاهِ دین و دنیا اید. کسی را یارای آن نیست که به حضور حرف گوید. و ملنگان تعدی به خلق می کنند. چنانچه فقیر، گاوی داشت که از شیر او نانخورش تمام قبیله ما بود. امروز ملنگان کُشته، خوردند. حضرت شاه پریشانی او را دیده، رحم فرمودند و گفتند که سردارِ این موضع را بطلبید. شخصی به طلب او رفت. سردار آمده، حاضر شد. فرمودند که از مویشی خود، این مُلاً را دو گاو - که این خوش بکند - چیده، حواله بکن. آن سردار این [را] سعادت دانسته، مُلاً را در مویشی خود مختار کرد و گفت که دو گاو، هر کدام که پسند تو آید [۵۱ب] از اینها چیده، بگیری. مُلاً دو گاو که خواست، گرفته، به خدمت حضرت شاه آمده. فرمودند که مُلاً! راضی شدی؟! ملا دعا کرد و به خانه خود رفت. حضرت شاه دیدند که رفاقتِ اینچنین نفس پروران و طفلان سست نیست، چون روز گذشت، نصف از شب برآمده بود، تنها در جنگل در آمدند. ملنگان گوهر نامند، دولتِ خداداد را قدر نشناختند. چون از دست رفت، هر طرف شتافتند. چون از بهره بی نصیب بودند، هر جا جُستند، هیچ نیافتند. لاچار، نا امید شده، جا به جا متفرق شدند. حضرت شده جبراً در آن ویرانه گذرانده، باز به سمت چناب در موضع جوکالی تشریف فرمودند. در مسجد نشستند. طفلان چون وضع حضرت را دیدند - که موی ها ژولیده و اطوارِ عجب دارد - به استهزاء پیش آمده، گفتند که ای فقیر! اگر فرمایی، موی سر ترا بترائیم! فرمودند: چه مضایقه، همه طفلان بر سر پیشان جمع آمده، سر ایشان را تر ساخته، بعضی به کارد و بعضی به سنان، سر ایشان را خراشیدند و پیشان به سکوت، سر در پیش انداخته، دم نمی زدند. اتفاقاً مُلاً در مکتب دارِ کریم الدین دم در مسجد درآمد. دید که طفلان، فقیر را در میان گرفته، به کاری که مذکور شده، مشغولند. مسلمانان جمع نمود و چون روی مبارک دید، بی اختیار سر در [۵۲ الف] پی ایشان انداخت

بیت

دیدن روی ترا دیده جان بین باید وین کجا مرتبه چشم جهان بین من است

چون نظرِ لطف به مُلاً کریم الدین انداخته، مُلاً را حال دگرگون گشت و شئه محبت حق در دلش جا گرفت. باز فرمودند: بیا مُلاً کریم الدین که سیر موضع شما بکنم. ایشان پیش و مُلاً عقب

می رفت. اتفاقاً گذر به خانه علاء الدین نام - که تنگدل بود و در موضع ، سردارانِ دیگر بودند ، این داخل در هیچ نبود - آنجا گذر افتاد . چون دیدارِ حضرت شاه را دید ، نصف نان را پیش ایشان آورد . و حضرت آن همه نان را پارچه پارچه کرده ، در دهنِ همون دادند و فرمودند که نصف نان آوردی ، نصف سرداری این موضع به تو دادیم . اگر تمام می آوردی ، تمام به تو می شدی . باز از آنجا سیر موضع نموده ، به خانه ملا کریم الدین شب ماندند . و مثلاً سرگرم خدمت بود . و اکثر مردم این موضع از ملازمت بهره مند می شدند . چون خبر در موضع های اطراف شد ، اکثر مردم از گرد [و] جوانب غلو نمودند .

حضرت شاه از اینجا برآمده ، از دریا عبور نموده ، [به] مَنچَر - نام موضعی است که متعلقِ چیمه چتبه است . تشریف فرمودند و در خانه نعلدوزی تشریف فرمودند و به نعلدوز فرمودند که تمام کارِ نعلدوزی ترا کرده ، می دهم . ترا باید که شب در^۱ موضع صدا نموده^۲ ، [۵۲ب] گدایی کرده ، هرچه بیاید ، به من می داده باش که ترا هم تصدیع نشود .

چندی بر این اطوار بگذشت لیکن حضرت شاه را - چنانچه پیشتر مذکور شده - هرگاه ذوق دست می داد ، گردنِ مبارک کج می شد و دست بالا نموده ، نعره می زدند . و در نزدیکِ نعلدوز ، بافنده [ای] بدبخت بود که پیش مردم ، نقلِ حضرت شاه می کرد که به خانه فلان نعلدوز ، فقیری آمده که نعره زده ، دست می افشاند و گردن همچین می گرداند . و مردم ناواقف می خندیدند .

از قضا ، روزی حضرت شاه می رفتند . [دیدند] که همون بافنده استاده است . حضرت شاه فرمودند که فلانی ! شنیده ایم که تو نقلِ ما می کنی ؟ آن بدبخت گفت که بلی ، می کنم ! فرمودند که ما هم ببینیم که چطور می کنی ؟ چنانچه وضع او بود ، همون قسم دست بالا کرده و نعره زده ، گردن کج نموده بود . همان قسم گردن او کج ماند .

و حضرت از آنجا به جلال پور - نام قصبه ای است به کنارِ چناب - تشریف فرمودند . و در آنجا علی سهاری نام بزرگ بود که در آن سرزمین غلغلۀ ایشان بسیار بود و طریقِ سلب داشتند . اگر فقیری در آن نواحی می آمد و یا کسی در آن نواحی سر بر می آورد ، در حالِ سلب می کرد . اتفاقاً حضرت شاه در آنجا تشریف فرمودند . چون نظر او بر ایشان افتاد ، دانست که خالی از برکت است .

۱ - در اصل : از

۲ - در اصل : عزا نموده [کذا]

خواست [۵۳ الف] که با ایشان هم وضع قدیم در پیش کند. چیزی به حضرت فرمود. ایشان قبول نکردند. جذب نموده برخاست که با ایشان بغل گیری نموده، آسیبی برساند. ایشان که به نظر غضب دیدند، او خواست که دستها را - که بغل گیری می خواست - جمع کند. همین نوع گشاده ماندند و سینه در پی ترقیدن شد. علی دانست که کار با مردی افتاد. فریاد بر آورد که یا حضرت! این را خواهند بخشید که پارچه نان طلبیده بخورم. آخر مهربان شده، از سر تقصیر او در گذشتند.

و از آنجا به قصبه هزاره که مشهور به اسم «رانجها» است. تشریف آوردند. و در آنجا در خندق - که مردم نجاست و پلیدی می انداختند - آنجا یک مجذوب افتاده می ماند. حضرت شاه دست بسته. در پیش او ایستاده شدند. مجذوب نظر برداشت. به جانب ایشان دید. حضرت سلام دادند. جواب سلام داد. فرمود که یا شاه! شما نمی بینید که مادر تو بر توده خاک ایستاده. گریه می کند. و الحال وقت آن رسیده که جمعیت نموده، بنشینید و خلق را به حق راه نمایید لیکن رضامندی آن است که هنوز والدۀ شما به خانه نرود که رفته، حاضر شوید. حضرت طی مکان نموده، خود را به آنجا رسانیدند و ملازمت حضرت والده نمودند و مسکنت به وطن شریف حضرت که به عنوان است. تشریف نمودند.

چون مردم جوکالی و غیره مواضع [۵۳ ب] - که در عالم سیر اخلاص رسیده بودند. خبر یافته، به ملازمت رسیده، بهره حاصل می کردند و از اطراف، مردم رجوع آوردند. پس در آنجا و عاشق رالقا و درد مند را دوامی شد. و اکثر مردم موضع جوکالی [را] که به رفقت میان کریم کریم ملازمت نموده بودند - بهره های دینی و دنیوی حاصل شد. این طنطنه در اطراف مواضع حاصل شد. خصوص به گوش حضرت افتاد. به رفاقت میان کریم الدین ملازمت میسر آمد.

در افشای خوارق ایشان که از صاحبزاده ها شنیده شد.

مرزا احمد بیگ تبرکاً و تیمناً بیان می نماید صاحبزاده والا گهر [که] تبرکاً بزرگ حضرت شاه است [یعنی] میان رحیم داد، از [زبان فرزند بزرگ] ایشان شنیده که میان عبد الواحد، حیو بودند. عزیز [ی] از یاران حضرت شاه تمام شب [در] خدمت ایشان بود. چون صبح روائه مسجد مساجد، در حال

۱ - دراصل: کند.

۲ - یعنی روایتی که میرزا احمد بیگ از میان عبدالواحد بن میان رحیم داد بن شاه سلیمان شنیده بود. مصحح

او خطرہ گذشت جایی کہ آفتاب بر می آید، چطور خواهد بود؟ از دلِ او آگاہ شدہ، گفتند کہ فلانی! می خواهی کہ ببینی؟ او گفت: بلی، می خواهم؛ از توجّہ ایشان کہ بینم. فرمودند کہ چشم را پوش. من چشم پوشیدم. باز فرمودند کہ واکن! وا کردم. چه می بینم کہ در آن مکان - کہ آرزوی من بود - رسانیدند. و از ہیبتِ آفتاب مَرَاتابِ نمانده کہ استاده بمانم. دامنِ حضرت را گرفته، نشستم. حضرت نظرِ مبارک [به] هر چهار [۵۴ الف] جانب نموده، و احوالِ مَرَا متغیّر دیده، فرمودند کہ: بہ خانہ می روی؟ گفتم: بلی. می روم. فرمودند کہ چشم پوش. من چشم پوشیدم. باز فرمودند کہ واکن! وا کردم. چه می بینم از آنجا کہ خطرہ کرده بودم همون جا استاده ام. وقتِ نمازِ فجر بود. وضو کرده، نماز گذاردم.

ذکری است در بیانِ حالِ عسرت و در افشایِ خوارقِ حضرت سلیمان جیو

شنیده شد کہ حقیقتِ فقرِ ایشان بہ حدّی بود کہ گاهی روغن میسر نمی آمدی کہ بی بی ہا بر سر بیندازند و شانہ میسر نبود و با انگشت، موی هموار می کردند. و عورتِ * بزرگِ حضرت شاہ، بی بی رومل نام داشتند. اتفاقاً روزی از زبانِ مبارکِ ایشان برآمد کہ ما ہم زنانیم. اگر روغن و شانہ برای ما ہم باشد، بر سر بمالیم. حضرت فرمودند کہ یا بی بی! موی سَرُ تصدیع است، اگر نباشد، فراغ است. از سرِ مبارکِ بی بی تمام موی افتادند و چیزی نماند. همچنان بودند. و در خانہ حضرت، دو بی بی بودند. ہم دران اثنا فرمودند: عوراتِ فقراء را لازم است وقتِ شب، خس کاه بسیار انداختہ در سرما [باہم] بخوابند. چون روز شود، گاهی کہ در سرایشان بچسپد بہ یکدیگر از سر خودہا دور بکنند. اتفاقاً دران اثنا قحط بسیار افتاد، بر سرِ مردم عسرت روی داد. چون بہ خانہ در آمدند، حضرت بی بی را مایوس یافتند. فرمودند [۵۴ ب] کہ بی بی! شما غمگین چراید؟ بی بی جیو فرمودند کہ قحط در عالم بسیار شدہ و اکثر فقیران و عاجزان می آیند و ناامید می روند. فرمودند کہ یا بی بی! فقر، زیب ما است.

بیت

گرچہ دنیا بسی است، این دین است

فقر این است، فخر ما این است

* عورت یعنی همسر.

لیکن اگر خواهش شما است پنج شش آثار گندم در کندو انداخته، از بالا دهن او را بند بکنید و از دهن پایان هر چند که دانید خرج نمایید. بی بی جیو همچنان کردند. تا قحط بود صرف خود و فقراء نمودند. چون در عالم رفاهیت روی نمود و قحط از عالم دور شد، فرمودند که الحال دهن کندو از بالا وانمایند. چون وا کردند، هر قدر گندم که انداخته بودند، بر آمد.

از زبان صاحبزاده عبد الوهاب جیو: چنان بود که [روز] در خانه و مسجد می ناستند و مسجد همچنین می گردیدند. و مردم که بیرون، مویشی را گرفته می ماندند، او را در پنجاب بپک می گویند. هر جا رفته، حاضر می شدند. هر یک می گفت که شاه پیش ما بودند. و تفاوت هر یک پنج و شش گروه بود. چون این سخن به سمع عزیزی - که حافظ و فاضل بود - رسید، او گفت: ما را اعتمادی نیست تا به چشم خود نبینم. آخر یک شاگرد خود همراه گرفته، به خدمت حضرت شاه، به همین قصد، آزمایش رفت. چون مرد معتبر بود، حضرت شاه اعزاز کردند و شب او را نگاهداشتند. بر شاگرد خود را در صحراء در همان نشستگاه [۵۵ الف] که حضرت رؤیا [ی] خود می نمودند، فرستاد و بفرمودند که به جمیع نشستگاه خواهی رفت و بین که آن چه مردم گویند راست است یا دروغ. حضرت شاه در مدارات او بودند. چون شاگرد از او جدا شد، یک تیر پرتاب جانب صحراء رفته بود که در دست حضرت شاه رسیدند و دست شاگرد مذکور را گرفته، روانه شدند. تمام شب در مدارات او نگاه داشتند. همه نشستگاه ها سیر نمودند. چون وقت صبح رسید، نزدیک موضع، او را گذاشتند. راجع به این روایت او آمده، در مسجد حاضر شده، دید که استاد او، و حضرت شاه در مسجد وضو می کنند. حضرت شاه نماز، استاد او از حضرت رخصت شد. بعد از رخصت، استاد از شاگرد پرسید که چه دیدی؟ حضرت شاه سرگذشت پیش استاد بیان نمود که ایشان تمام شب با فقیر یکجا سیر می نمودند. استاد گفت: تمام شب همراه من یکجا بودند. آن عزیز را معلوم شد که آنچه مردم می گفتند، راست است. حضرت شاه معتقد حضرت شاه شد.

و مزار و مرقد حضرت شاه سلیمان در بهلوال - که وطن شریف سلطان است - است. شکی نیست در اینجا مطلب بیان حضرت شاه حاجی [محمد] جیو بود. پس مذکور شاه را از آن است که در آن زمان پیش ازان که بشار [ا] شده - چنانچه به وقت رخصت شاه معروف [۵۵ ب] صورت داده شده بودند - اکثر بشارت در خرد سالی روی داده، بیان نمایم.

حالتِ سیزدهم

در احوالِ اشرفِ مشایخِ زمان، اقدمِ اولیاءِ جهان، فخرِ اسرارِ غیبی،
مطلعِ انوارِ لاریبی، دانایِ دقایقِ عرفان، واقفِ اسرارِ یزدان، دلیلِ
اهلِ حقیقت، راهنمایِ سالکانِ طریقت، محرمِ حریمِ جلال، شاهدِ
بزمِ وصال، اعظمِ اولیاءِ ربّانی، محیی الدّینِ ثانی، در دین و دنیا به
آبرو، حضرتِ شاهِ حاجی محمدِ نوشاهِ گلگو

فی الحقیقت ذاتِ شریفِ ایشان از قومِ کھوکھر جالب است، لیکن کسی از بزرگانِ ایشان، به
وقتِ راج و سرداری، به سببِ عشقِ مجازی بر دخترِ گلگویی فریفته شده، این کسب اختیار کرده بود.
و قبل از این، یک کس در قبیلہٗ ایشان بزرگ شده، آمده اند. چنانچه عمکِ ایشان - به اسمِ شیخ
رحیم الدّین - بسیار عزیز الوجود بودند. ایشان به برادرِ خود خضوت شاه علاء الدین - که ولی نعمت
حضرت شاه باشد - گفته بود که ای برادر! من می بینم که به خاطر تو فرزندی شود که پادشاه دین گردد و
یا پادشاه دنیا. و اوقاتِ شیخ عبد الرحیم [کذا] چنان بود که اکثر از ایشان خوارق روی [می] داده. اگر
نویسم. کلام طویل می شود. چون وفاتِ ایشان نزدیک رسید، وصیت کردند که قبر من در سرزمینی
خواهید کرد [که] وقتی که خواهند کند، یک عُناب - که [به] هندی «پیر» می گویند - ازان زمین به
رنگِ سبز [۵۶ الف] و تازه خواهد برآمد. ہما [نجا] لخد من خواهید کرد. و پدرِ بزرگوارِ ایشان ہم
اهلِ تقوی و پرهیزکار بودند؛ و هفت حج کرده بودند. چنانچه احوالِ ایشان در ذکرِ حضرت شاه بیان
خواهد شد. بشار [ا]تی که پیش از تولدِ ایشان [شده پیشتر] در مقام مذکور شد و [بعضی دیگر] به تقریبی
مذکور خواهد آمد. و الحال بیان که از ابتدای تولد [ظاهر] شده، می نمایم.

قصیده

شاهبازِ مُلکِ شاهی شاه ماست	حُکمش از مہ تا بہ ماہی ماہ ماست
جانبِ هر کس کہ دید، او مست شد	حق نمودن کارِ حق آگاہ ماست
حضرتِ حاجی، شہ عالم پناہ	روی او محرابِ قبلہ گاہ ماست

قدرتش بین، چون به سختی، نام او
 مانمی خواهیم جز دیدار او
 گر کنند در بندگی خود قبول
 شیوه او سرفرازی دادن است
 ار برد کس، گوئیا همراه ماست
 دیدن او مال و ملک و جاه ماست
 نفس و شیطان دو غلام و داه ماست
 بر در او سر نهادن راه ماست

«احمد» عاجز به گرداب افتاد

می کشد آن کس که او ملاح ماست

دوش ز آسیبِ نفس بد فرجام
 من گریزان ازو چو آهو [ی] دشت
 چشم من کور و راه نامحسوس
 راه تاریک و تنگ، شب دیجور
 مصلحت [۵۶ ب] خواستم ز عقل بشیر
 گفت کای در هوای نفس اسیر
 عرض کن حال خویش را بر او
 مدح این مرشد از زبان برگو
 یافتم چون ازان ره ارشاد
 خامه طبع من به لوح ضمیر
 خامه را باسخن کنم دمساز
 شاه حاجی، امام قبله دل
 طلعت او مطالع انوار
 قامت او عصای عالمگیر
 چون مجرّد، مجرّد از هر عیب
 مست و سرخوش زیاده عرفان
 طالبان را ز باده نگهش
 بر زمینها که آسمان باشد
 داشتم در دل اضطراب تمام
 او به دنبال من چو گرگ پلشت
 من چو سرخاب در قفس محبوس
 پای تدبیر لنگ و منزل دور
 تا کند بهر کار من تدبیر
 فتح دل نیست جز توحه پیر
 چون گدایان ساین ز در
 هر چه خواهید دلت از در چو
 من چو شاگرد، او میر استاد
 دفتر مدح او کند تسحریر
 شرح اوصاف را کنم غبار
 پای او را بر آسمان مسور
 سینه او خزانه سرور
 وقت درمناکس دست سغیر
 مسجود ایمان پاک، پاک از ریب
 چون گهر، غرق نجه ایمان
 وانکه چون خاک افتد برهنش
 مستی ذوق جاودان باشد

خاکِ درگاهِ او به چشمِ ضمیر
طالبان را مفتحِ الابواب
همچو خال است بر رخِ محبوب
بر مسِ دل ، محبتش اکسیر
رهنما همچو خضر در ظلمات
حرزِ آفاتِ جنّ و انس و ملک
لفظ او نقشِ فصّ آن خاتم
در کف آورد گوهرِ مقصود
وادی ایمن است ، جلوۀ طور
لمعاتِ سرادقاتِ جلال
محرمِ رازِ نفی و اثبات است
همه بر دیده دلش منظور
سبّ توحید بر دلش مشهود
حرزِ آفاتِ دین بود لاریب
کار او نیست جز رکوع و سجود
کیمیای وجود ، خاکِ درش
داشت تأثیر بر صغیر و کبیر
هر یکی را ز شوقِ عشق صداع
ها و هوایی ز شور [و] غوغایی
رستم و رخس و ساز را دیدی
مثل این پهلوان تهمتنِ دین
کشته دیو سفید با دلِ شاق
کرد دیو لثیم را تسخیر
عالمِ السّر تحت ذاتِ صفات
موردِ فیضِ قدس ، منزلِ او

چون به شمعِ سرشته تنویر
نظر از لطفِ اوست در هر باب
صورتِ او به چشمِ دل مرغوب
خالِ او توتیایِ چشمِ ضمیر
بهر لب تشنگانِ آبِ حیات
نامِ او وردِ [۵۷ الف] ساکنانِ فلک
لبِ لعش نگینِ خاتمِ جم
هر که بر درگهش جبین فرسود
خانقاهش فضای بیت النور
رایح از روی اوست در همه حال
عالمِ السّر و الخفیات است
آنچه بر قدسیان شود مستور
محرمِ خلوتِ سرایِ وجود
مددِ او چه در حضور و چه غیب
روز و شب در اطاعتِ معبود
در و دیوار مست از نظرش
گرمی عشقِ آن امیرِ کبیر
بر صغیر و کبیر وجد و سماع
بر درش عاشقانِ شیدایی
نوشه گنج بخش را دیدی
نیست امروز در بسیطِ زمین
آن تهمتن به هفتخوانِ عراق
این تهمتن به هفتخوانِ ضمیر
[۵۷ ب] دلِ او مظهرِ تجلیات
لوحِ مرآتِ حق نما ، دلِ او

مادرِ دهرِ مثلِ او کم زاد
 هست او خازنِ خزانهُ دل
 زیرِ ظلِّ لوای او محشور
 در کفِ او زمسامِ بست و گشاد
 پیرِ ارشادِ او علی التّحقیق
 که دلش دُرِ بحرِ عرفان است
 دُرِّ یکتایِ بحرِ صدق و صفا
 ژنده پوشی و خسرو آفاق
 بست بر خود ره نشیب و فرز
 شاهدِ معنوی [است] در اغوش
 انتهایش به شاه معروف است

شیخ ما را همان مکن باشد
 مسکنِ آسمانیان باشد
 بهتر از کحلِ اصنهبان باشد
 شرف و فخر انس [و] جان باشد
 مستی و ذوق جاودان باشد
 زیبِ دستارِ قدسیان باشد
 کمترین پایه آسمان باشد
 قولِ تو قول کن زکان باشد
 بنده تا چسند تاوان باشد
 تا به کسی گاه مهرگان باشد
 داخلِ سلکِ بندگان باشد
 یا بدنِ یارِ رفیقِ جان باشد
 تا مگر زنده جاودان باشد

با چنین شاه رفعت و ارشاد
 گنجِ توحید، عرشِ دان منزل
 شوم، امید هست، روزِ نشور
 گرچه بود او ولیِ مادرِ زاد
 لیک در ظاهرش رفیقِ طریق
 مقتدایِ جهان، سلیمان است
 آفتابِ سپهرِ مجد و عُلا
 زهرِ نوشی و در کفشِ تریاق
 به قناعت در اولیا ممتاز
 آتشِ عشق از دلش زده جوش
 او به آن وصفها که موصوف است

گر مکان فوقِ لامکان باشد
 شاهِ حاجی که خاکِ درگاهش
 خاکِ پایش به چشمِ اهلِ خرد
 چهره سودن به کعبه کوش
 طالبان را ز باده نگهش
 نقشِ پای سگش که رشکِ گل است
 [۵۸ الف] بهرِ معراج، نردانش را
 هر چه بگذشت بر زبانِ نوشه
 ای توانا! بنده توانایی
 گلِ اردی بهشت کن که دلم
 بنده را مطلبی جز این نبود
 بنده حلقِ گذارِ خدمتکار
 خاکِ راهت شود پس از مردن

ذکری است در بیان تولد شدن ایشان و در افشای خارق عادت

آن است که حضرت بی بی والدہ حضرت ، اسم ایشان ہم بی بی جیونی بود . وطن قدیم حضرت گنگنا [ن] والی نام موضع است - کہ از بھلوال ، وطن شریف شاہ سلیمان جیو ، بیست کروہ کم یا بیش خواہد بود - چون نور نطفہ حضرت در رحم والدہ آمد ، حضرت شیخ علاء الدین جیو از بی بی رخصت شدہ ، بہ مکہ معظمہ روانہ شدہ بودند . و بہ وقت رفتن فرمودند کہ یا بی بی ! فرزندی ، اللہ تعالیٰ ، بہ شما خواہد داد و او پھلوان دین خواہد شد . و نام او «حاجی محمد» باید داشت . و خدمت او را بہ احتیاط تمام خواہید کرد . ان شاء اللہ تعالیٰ ما ہم بہ زودی می آیم . چون حضرت بہ مکہ معظمہ رخصت شدند ، [۵۸ ب] چند روز گذشتہ بود ، حضرت شاہ سلیمان در آن موضع تشریف آوردند و پیش بی بی تشریف بردند و بشارت دادند کہ یا بی بی ! فرزندی کہ بہ خانہ تو شود ، از فیض او عالم بہرہ مند خواہد شد . ہرگاہ کہ تولد شود ، ما را خبر خواہند کرد . چون مدت حمل تمام شد ، فرزند از جمنہ تولد شد . حضرت شاہ سلیمان خبر یافتہ ، تشریف آوردند . پارچہ [ای] از پوشش خود بہ حضرت بی بی عنایت فرمودند کہ این فرزند را در این پارچہ پیچیدہ ، بہ احتیاط تمام دارید ، و از این پسر غافل نباشید ، باخبر باشید . چنانچہ اکثر خبرگیران بودند .

اتفاقاً روزی حضرت بی بی ، حضرت را درکاز انداختہ ، خود آرد خمیر می کردند . عورتہای ہمسایہ کہ اکثر حضرت را شفقت می نمودند ، بازی می کنانیدند ، [یکی از آنان] خواست کہ حضرت را در بغل گیرد . ہمین [کہ] دست درکاز انداختہ بود کہ ماری از کاز سر بر داشت . آن عورت دویدہ ، پیش بی بی آمد و گفت کہ یا بی بی ! درکاز پسر شما مار است کہ ما را حملہ کردہ است . من گریختہ آمده ام . حضرت بی بی مضطرب ، جانب کاز دویدند و دیدند کہ پسر بہ آرام خوابیدہ است . بی بی ازان عورت استفسار کرد . معلوم شد کہ آن عورت در پاکی قصور داشت . نصیحت فرمودند کہ تا پاک نباشی ، نزدیک این فرزند نیایی .

چون حضرت [۵۹ الف] شاہ در صحن خانہ بہ زانو گشتن گرفتند ، بہ خانہ ایشان کہ مویشی بود - از قسم گاو میش - آفت بر اینہا شد کہ اکثر مُردند و در آن موضع خیر بود . اتفاقاً حضرت شاہ سلیمان جیو تشریف فرمودند . حضرت بی بی التماس نمودند کہ یا حضرت ! در موضع خیر است و مویشی ما را آفت رسیدہ . چند گاو تصدق شدند . حضرت شاہ فرمودند کہ یا بی بی ! معلوم شد کہ شاہ حاجی محمد بہ صحن خانہ بہ زانو می غلطیدند . بی بی عرض نمود : حضرت ! همچنان است . حضرت فرمودند

کہ بی بی جیو! نگاہبانِ این پسر فرشته ها اند و از ناپاکی به آنها تصدیع می شود و به بدنِ این پسر پاک نهاد، پلیدی می رسد. سببِ آفت این است. و جای مویشی دیگر بکنید. و در صحن، این طفل می گردد، پاک نگاه دارند. ان شاء الله تعالی مال بسیار خواهد شد. چون حضرت بی بی همچنان کردند، از برکتِ قدومِ حضرت شاه مال بسیار شد.

چون حضرت شاه بازی کردن گرفتند، حضرت شاه علاء الدین جیو از مکهٔ معظمه تشریف آوردند. حضرت در خواب بودند. از بی بی جیو پرسیدند که فرزندِ ارجمند کجا است؟ بی بی فرمودند که در خواب اند. در دلِ حضرت شاه علاء الدین گذشت که پسر [ی] را - که برای او اینقدر بشارت شده است - باید دید. چون نزدیکِ خوابگاه [۵۹ ب] حضرت رسیدند، تبدیلِ صورت نموده برخاستند. چون ایشان هم صاحبِ کمال بودند، دست بر سر نهاده، فرمودند که ما هم آشنائیم با شما. چنین نباید کرد! به صورتِ اصلی خود گشتند.

بعدِ چندی فرزندِ دیگر تولد شد، اسمِ شریفِ شان شیخ اسمعیل گذاشته اند. و این اسم را حضرت خود هم می دانستند. حضرت اگر به وطن تشریف می فرمودند، در خانهٔ کسی کسی مانده بود. بعد از آنکه از آن روز به خانه می آمدند، دو سه روز مانده، باز برآمده، می رفتند. چون مال بسیار بود، حضرت در کار [و] بار خانه را می کردند و جمعیتِ ظاهری خوب بود.

چون حضرت در سنِ ده، یازده رسیده بودند و میان اسمعیل پنج شش ساله رسیده بودند، مادران است که پسرِ خرد را پرورش زیاده می کنند به سببِ خرد سالی. یا لقبِ بدبین می دهند. می شود. اکثر میان اسمعیل جیو را آزار می شد. والده از این غافل. آخر الامر روزی جیو را آزار داد. ای والده جیو! شما که اسمعیل جیو را از من زیاده می خواهید، او آزار مندی می شود. آزار مندی است. و اگر الحال باز تفاوت کردید، شما را خوب نمی بود. والده جیو غفلت فرمودند. و این اسمعیل مسکهٔ تازه که به ایشان می دادند، به میان اسمعیل جیو زیادتر دادند. دست بی بی جیو را آزار دادند. همچنان که عاجز شد [ند]. چون از بیرون بازی کنان آمدند، [۶۰ نف] به شب [بر] سالی را خواب خوابیدند. بی بی جیو را تمام شب آزار ماند. چون صبح برخاستند بی بی از این غافل که از غریب آزار است. آزار بی بی را بسیار دیده، فرمودند که یا بی بی جیو! ما شما را نگفته بودیم که تفاوت نخواهد

۱ - در اصل: از

۲ - در اصل: که.

کرد. آخر شما کردید. این همه سبب آن است. اگر مسکه تمام امروز به ما می دهید، دست به می شود. حضرت بی بی جیو قبول کردند. همین [که] دست مبارک بر جای آزار دست مالیده، شفا شد. تمام مسکه آن روز را از بی بی جیو گرفته، بیرون آورده، تصرف فقراء نمودند و بی بی جیو را فرمودند: حضرت والده جیو! شما را لازم است که فرزندان را به یک نظر ببینید. [از] همانروز بی بی ملاحظه می کرد.

اگر [همه] عمر احوال طفولیت ایشان - که روی داده شد - بیان کنم، از عهده اوصاف آن نمی توانم برآورد. لاکن چون حضرت به حد بلوغ رسیدند. قد [و] قامت و زور چنان شد که جوان بیست ساله را مجال نبود که دست به ایشان اندازد. یقین است:

بیت

هر که با شیر حق زند پنجه پنجه خویش را کند رنجه

اتفاقاً جنگ دران سرزمین روی داد. و سرداران آن ناحیه حضرت را هم تکلیف نمودند و همراهی کردند. و ایشان با تیر و کمان ذوق داشتند. و تیر ایشان کم خطا می رفت. ایشان رفیق شدند [۶۰ب] چون غنیم غالب بودند، فوج این جانب شکست خورد. حضرت با تیر و کمان - که داشتند - تنها غنیم را زدند. هر قدم که پیش می نهادند، به تیر می دوختند. چون سرداران دیدند که از عقب توقف نموده. چون به عقب به جمعیت خود نظر کردند، [دیدند] که حضرت تمام فوج غنیم را بند نمودند که کسی پیشقدمی نمی تواند نمود. سرداران فریاد بر آوردند که: ای نامردان! یک طفل خرد سال تمام غنیم را عاجز کرده، شما کجا می روید؟ آواز خبردار به گوش مردم رسید. برگشته، رفیق شدند. غنیم تاب حضرت شاه نیاورده، شکست خورد. و حضرت همانجا استاده شدند. مردم تعاقب نمودند. چند گروه زده، افتادند.

در چند جا، حضرت در جنگ رفتند و ترددها نمودند. دران سرزمین حالت [های] ^۱ که روی داد. در هر فوج که حضرت شاه می بودند، به آن فوج کسی هوس جنگ نمی کرد. چون چند [ی به] این نوع گذشت، شوق الهی در دل شورش نمود. رو از جهاد اصغر به جهاد اکبر آوردند.

۱ - دراصل: به شما.

۲ - دراصل: که

بیت

ناگهان در جنبش آمد بحرِ جود جمله را در خود ز خود با خود نمود
و این ندا نیز در گوش دادند:

بیت

با وی اکنون یکدل و یک روی شوی بلکه خود را محو سازی ، او شوی

اگرچه سلاح صلاح همه وقت در برداشتند و عنان تقوی مدام در دست، [۶۱ الف] لیکن تصنیف دامن و ترتیب وجود که لازمه فارس میدان عشق است قرار برقرار از چشم اعتبار خلق نموده . به گوشه ویرانه ساختند.

بیت

هر که در این ره نرفت ، راه به جایی نبرد هر که از این رخ بتافت ، روی رهایی ندید

از وطن دور دست ، موضع ویرانی در میان بار بود که گرد او هر جانب پنج پنج گروه کم و بیش آمدند نبود. تمام روز در آن ویرانه در سایه دیواری و یا درختی به سر می بردند. وجه قوت [عدت] صاحب آن که «چهر بیر» می گویند و یا سبزه در دهن می انداختند و شب و روز بی خلل به یاد حق مشغول بودند. اتفاقاً از قبیله چتھیان برای چرای مویشی در آن سرزمین گذر کردند. ناگاه از آن جماعت سحری آن ویرانه گذر کرد. چه بیند که مردی ژولیده موی شکافته ، از خود رسته و به خد پیوسته ، سر به زانو زانو نهاده در مشاهده تجلی شاهد لایزالی مستغرق است. آن مرد به خانه آمده. پیش خوراک خدمت مذکور کرد. هر دو زن و شوهر، نان پخته و کاسه شیر گرفته به خدمت رفتند. چون صدای آمدن در گوش حق نبوش حضرت رسید ، سر برداشته ، نظر بر جانب اینها انداختند. هر دو زن و شوهر به خانه به جا آورده ، نان و کاسه شیر در پیش خدمت نهاده و دست بسته. پیش استاده شدند. [۶۱ الف] مدتی شده بود که از قسم نان و غله تناول نفرموده بودند. به نان رغبت نکردند. حمد خورند و شیر خورده ، آنها را رخصت فرمود. تا که آنها در آن سرزمین بودند. وقت افطار یک کاسه شیر حق آوردند. در اندک مدّت فیض های ظاهری و باطنی نصیب آن نیک نهادان شد.

چون این [حقیقت] ازبازرد عالم شد، والده ایشان در تجسس بود که شخصی حرم رسید و نامه

و قبایل التجا نمودند. برای پاسِ خاطرِ والده جیو، به خانه تشریف فرمودند که حضرت بی بی جیو را به خاطر شریف آمد که کدخدایی ایشان بکنم، شاید که به این سبب در این سرزمین اقامت نمایند. در موضع حضرت نوشهره که قوم تارران در آنجا اقامت دارند. از قوم خود، در آن موضع، مردم خوب بودند، حضرت شاه را در آنجا منسوب کردند.

بعد از چند روز که کدخدایی حضرت شد، چون نوشهره - که مکانِ خوب بود و آبِ چناب و مردم هم نیک نهاد بودند و شرفاء، و رهگذر مردم هم در آن سرزمین کم واقع می شد - اقامت در آن سرزمین اختیار کردند. تمام شب، برکناره دریا، در یادِ حق مشغول می بودند. و روزانه در مسجدی - که در ده بود - نمازها با جماعت می خواندند.

اتفاقاً حضرت را ذوقِ خواندنِ مصحف شد. چنانچه متصلِ آن موضع جاگو تارر بود. حافظی در آنجا مشهور بود. حضرت شیخ علاء الدین [۶۲ الف] جیو ایشان را همراه گرفته، پیش حافظ بردند که این پسر را، حضرت تعلیم نمایند. حافظ قبول نمود. چنانچه شاگردانِ دیگر می خواندند، ایشان هم مشغول شدند. اتفاقاً شب، حضرت به خواب دیدند که دو فرشته پیش ایشان آمدند و گفتند که یا میان حاجی! می خواهی که ترا تعلیمِ قرائتِ قرآنِ مجید نمایم؟ ایشان فرمودند: چرا نکنم! ایشان فرمودند که ما فرشته ایم، به موجبِ امرِ الهی آمده ایم تا ترا [تعلیم] قرائتِ قرآن نمایم. و قرائتِ هر سی الفاظ را - از هر مکان که می گیرند - فرشته ها می گفتند که دهانِ مبارک خود را وا بکنند. ایشان می گفتند و دهانِ مبارک وا [می] کردند. فرشته آنجا انگشت می گذاشت که قرائتِ این لفظ را از اینجا باید کرد. همین که انگشت می گذاشت، الفاظ به قسمی که اینها ادا می کردند، از من ادا می شد. چون بیدار شدم و در خواندن مشغول شدم، همچنان ادای الفاظ شدن گرفت که گاهی نه از استاد، نه از حافظِ دیگر شنیده بودم. چون صبح شد، پیش استاد رفتم و وقتِ سَبَقِ من آمد. روزِ دیگر الفاظ را که مشکل بود، دوبار، سه بار استاد تکرار می کرد، آن زمان ضبط می شد و درست می خواندم. امروز، لفظ را من ادا می کردم. از استاد ادا شدن محال می شد. استاد پرسید که میان حاجی جیو! امروز [۶۲ ب]

حقیقت چیست که شما قرائت به این قسم ادا می کنید؟ فقیر سرگذشت را پیش استاد بیان نمود. استاد خوشوقت شدند و گفتند: [بند] الحال شما را احتیاج به خواندن پیش ما نیست، لیکن الحمدلله که پیش ما تعلیم گرفتید. شاید که فردای قیامت به برکت همین سبقها، در آخرت، نجات ما شود. آخر حضرت به رخصت استاد، در شهر نوشهره آمده، استقامت گرفتند.

ذکر است در افشای خارق [که] قبل از ملاقات حضرت شاه سلیمان از ایشان صادر شده

یکی آن است که :

موسم درو گندم بود و ایشان خود گاهی به کار دنیوی دست نرسانده بودند. از زبان پیر جیو برآمد که : موسم درو گندم است. هر که برای درو گندم می رود، یکان پشتاره می آرد. و وقت فصل است. اگر چیزی غله جمع شود، چند روز به فراغت بگذرد. ایشان فرمودند که من گاهی پس کس نکرده ام، لیکن چون شما می گوئید، می روم. وقت صبح، داس در دست گرفته، بر زراعت شخص رفتند. او گفت که میان جیو! تو مرد ملاثی، از تو این کار نمی آید. از آنجا مأیوس شده، بر طرف دیگر شیخا مزارعی - که از قوم رانجها بود - آمدند. او پرسید که یا میان جیو! کجا می روید؟ گفتند که من اراده دارم. او گفت شما نروید. و گفت که زراعت ما را درو نمایید. از مزدوران دیگر، عجمه، یک طرف در پی کار شدند. [۶۳ الف] چون شیخا مذکور - صاحب زراعت - وقت دو پاس درو را تمام کرد، برای خبر گرفتن آمد. از هر جانب دیده، در آنجا رسید که ایشان مشغول به کار بودند. چون دیدند که ایشان نشسته اند. خود به خود، گندم درو می شود و پشتاره بسته می شود. نسبت دیگران سه حصار بود. کار شده. او آمده در پای مبارک شان افتاد [و] التماس نمود که یا حضرت! تا گندم درو من تمام شود تیار شدن، مزدوری دو مزدور را از ما می گرفته باشید. چنانچه تا او حیات بود، شنیدم که حضرت می رسانید، بلکه اولاد ایشان موافق معمول خود می رسانیدند.

ذکر است دوم

یک عزیز از صاحبزاده شاه هاشم نقل کرد که وقتی قحط شده بود و مردم موصع، به سبب عسرت، چوب و « سرکنده » - که از او ریسمان می بر آرند، چنانچه مونیج می گویند - همروزه در

قصبه پیناکه - که نه گروه از نوشهره است - می بُردند و فروخته ، وجه قُوتها می کردند. روزی خُسِرِ ایشان گفت که یا میان ! اگر چند پشتاره بپُرند، من بالای خران انداخته ، فروخته ، بیارم که وجه قُوت شود. ایشان فرمودند که فردا می روم . شما از عقب ، هر قدر بار بردار که باشد ، بیارید. وقتِ صبح ، داس گرفته ، رفتند. چون یکان پاس روز برآمده ، خُسِرِ ایشان بار بردار گرفته ، می آمد. چه می بیند که چندین بریده افتاده است که در [۶۳ ب] شمار نیاید و برداشتن مشکل است. او گفت که شما هر قدر که بُریده آید ، بگویید ، بار کرده ، بپریم. فرمودند که این همه را ببریدم . هر قدر که خواهید ، ببرید. آن حیران شد که این کار از ده کس نمی شود که در تمام روز ببرند، ایشان در یک پاس بریدند. از آن روز خُسِرِ ایشان ^۱ دانست که اینجا کارِ دیگر است. از همان روز باز تکلیفِ کار [به] ایشان نمی کرد.

ذکری است سوم

در بیانِ آن که حضرت دوگاو میش داشته بودند. یک پاس شب مانده ، آنها را به کناره دریا می بردند. آنها به چرا مشغول می شدند و ایشان به خدا:

هر کسی را بهر کاری ساختند میلِ آن را در دلش انداختند

و نیز گذرِ پاده بانِ چودهری مَهمان در آنجا می افتاد و مشاهده می نمود. روزی به خدمتِ حضرت عرض نمود که یا شاه ! اگر فرمایند، این دو گاو میشِ حضرت ، همراهِ گاو میشها [ی] چودهری بچرانیم. حضرت به فراغ ، مشغولِ کارِ خود باشند. ایشان فرمودند: چودهری مَهمان بسیار ظالم است و آن چراگاه قرق کرده است که جانورِ کسی در میانِ بادیه ما نیاید. اگر ترا آسیب رساند، خوب نیست. پاده بان گفت که دو گاو میش کی معلوم می شوند در دوسه صد؟. چون اراده الهی برین نهج بود ، روزی چودهری مَهمان از دریا عبور نموده، دو بادیه خود آمده، نظر بر همون دو گاو میش - که کنارِ دریا [۶۴ الف] می چریدند - افتاد. گفت که این گاو میش از ما نیست، از که اند؟ پاده بان ظاهر نمود که از میان حاجی - دامادِ میان تتهو - که مردِ ملاً و صالح است. از این سبب گاو میش او را در این چراگاه گذاشته ام ، والا چه مجالِ کسی که بی حکمِ چودهری جیو در این چراگاه تواند چرانید. چودهری ، پاده بان را بسیار زد و کشت کرد و گفت که به آنها هم خواهم فهمید. پاده بان، حیران و پریشان شده ،

به خدمت حضرت شاه آمده، ظاهر نمود. فرمودند که ما پیشتر گفته بودیم تو خود اختیار کردی. او گفت که الحال هم اراده است، چرا که از جور و ستم، عاشقان نمی ترسند. لیکن از این ملاحظه داریم که مبادا به جناب حضرت بی ادبی کند. فرمودند که از طرف ما فکر مکن. چه مجال دارد که طرف ما ببیند و ثمره همین که با تو کرده، خواهد دید.

بیت

هر که بنا شیرِ حق زند پنجه پنجه خویش را کند رنجه

در ما بین دو سه روز، صد و چهل گاو میش چودهری ضایع شدند. و در موضع خیر بود. عورت چودهری، دانا بود. او از پاده بان پرسید که این چه حقیقت است؟ او سرگذشت بیان نمود. آن عورت، چودهری را همراه گرفته، به خدمت آمدند. عجز و الحاح نموده، عفو تقصیر کنانیدند. از آن روز مردم را ادب آمد. اگرچه چودهری مُرید جای دیگر بود. از شخصی دیگر چنان استماع یافته که در همین اثنا [۶۴ ب] ولی نعمت حضرت شیخ علاءالدین آمدند. چودهری و عورت او التجا آوردند. ایشان رو به حضرت شاه آوردند. فرمودند که چیزی بفرمایید. ایشان فرمودند که بیرون بدهید. ساقی مانده ها را. به موجب حکم دادند. از آن روز خیر شد. مَهمان [مرید] شد. مَهمان چودهری. مرید حسن سلیمان چدهر بود لیکن از همان روز خدمتکاری می کرد ایشان را.

ذکری است چهارم

چون حضرت شاه همیشه به جانب دریا آمد شد می کردند. در میان راه نشست گاه [بود] که اکثر مردم در آنجا می نشستند - و وضع حضرت آن بود که با غربا تَلَطُّف می کردند. و در سلام سبقت می نمودند و یا غیر [ای را] که می دیدند. کنار کشیده، می رفتند. احیاناً اگر ناچار مقابل می نشستند. و سلام سبقت نمی کرد. ایشان سلام نمی دادند. روزی، اتفاقاً چکله دار آنجا، در آن نشستگاه نشست بود که عبور حضرت ازان راه افتاد. و حضرت شاه در رفتن راه نمی نگریستند پیش رویش، نظر بر قدم و هوش در دم.

بیت

کار سگان است به هر سونگاه شیر، سرافکنده خرامد به راه

چکله دار پرسید که این چه کس است که رفته است؟ مردم که گرد او بودند گفتند که مرد درویش

است و با کسی الفت ندارد. او گفت که معلوم می شود که مغرور است، از این راه گذشت، سلام و تسلیم نکرد. مردم باز تسلی وی نمودند که وضع ایشان همچنین است. از راه [۶۵ الف] غرور نیست بلکه از راه نامرادی است. از زبان او برآمد که خوب! اگر باز از این راه بیاید، من مَهْرَه گردن او می شکم. شخصی از آن جماعت، از راه اخلاص به خدمت حضرت ظاهر ساخت که یا حضرت! چکله دار بدبخت چنان و چنین گفته است. حضرت اگر به خانه تشریف فرمایند، به راه دیگر بروند که مبادا آن بدبخت ظالم پیچش نماید. حضرت شاه تبسم نموده، فرمودند که مَهْرَه گردن فقراء درست کرده حق است. مَهْرَه گردن کسی که نادرست است، درست خواهد شد. همین که از زبان مبارک برآمد، گردن او کج شد که سر او به قفارفت. از نشستگاه برداشته، به خانه آوردند و به چودهری خبر شد. او پرسید که سبب چه بود؟ مردم گفتند که از زبان حضرت شاه برآمده بود. آنچه از زبان گفته بود، ثمره او را دید. از آن روز، در دل مردم موضع و اطراف، ملاحظه و دهشت شد؛ و با ادب شدند؛ و حضرت به وضع [ی] که بودند، بودند.

ذکری است پنجم

حضرت شاه را - مع یاران - ذوق سیر لاهور شد؛ و هران وقت پادشاه هم در لاهور بود. در آن زمان شیخ عبدالوہاب بزرگ در مسجد شیخ بخاری می ماندند. و این سخن را از زبان مرید شیخ معز الیه فتح الله - که در سیالکوت بودند؛ استماع یافته که: در خدمت پیر خود نشسته بودم که حضرت [۵۶ ب] شاه تشریف فرمودند. یک کس همراه ایشان بود. ملاقات شیخ نموده و در مجلس، ساعت [ی] نشسته، رخصت شدند. شیخ ما گفت که یاران! نمی بینید این جوان که می رود، پای این بر زمین نمی رسد. عنقریب کار این به علو خواهد رسید. بعد از زیارت بزرگان و مشایخ ممات و حیات، فرمودند که یاران! هر که در کسب خود کامل باشد، او را باید دید. یاران گفتند که ما تابع امریم. فرمودند: پهلوان پایتخت را ذوق دیدن است. و دران اثنا پهلوان از ولایت آمده بود که جنگی زور بود. شاهجهان پادشاه در خاص و عام پایتخت و او را کشتی گیرانده بود. و پایتخت را عنایت فقرا بود. می گویند هرگاه او را کسی پهلوان ملک دیگر می آمد و قرار داد کشتی می شد، روزه طی می داشت،

باز کشتی می گرفت. چون آن پهلوان زور^۱ های بسیار کرد، پهلوان پایتخت عقب پشت او رفته، او را از کمر برداشته، و او دست بر کتھرہ نقره انداخته، یک خانہ کتھرہ کنده شد. هم پهلوان را با کتھرہ برداشته، بالای سر آورده، بر زمین زد. و کتھرہ مذکور مضبوط بود که کار فیل نیست که برگردد. چون این زور به سمع رسید، ذوق دیدن او به خاطر آمد. چون به جای ورزش^۲ او - که با شاگردان کشتی می گرفت، چند یار دیگر هم به خدمت همراه بودند - تشریف فرمودند، پایتخت و [۶۶ الف] یاران او ترکیب حضرت را - که قامت مبارک بسیار بلند بود^۳، یاران نقل می کنند و صورت [ی] که در آن سرزمین ثانی هیچ امر نبود - و همراهان، جوانان خوب بودند - چرا که بر دریا [ی] چنان اکثر جوانان بلند قامت و قوی هیکل می باشند - دانستند که پهلوانان اند. پهلوان پایتخت گفت که جوانان! اگر شما هم ذوق کشتی دارید، با یاران ما کشتی بگیرید. آنها گفتند که ما پهلوان نیستیم. محض برای دیدن شما آمده ایم. او به جانب حضرت شاه دید و گفت که این جوان بسیار پُر زور می نماید. اگر ذوق دارید، حجاب نکنید. با هر کس که ذوق باشد، کشتی بگیرید. حضرت شاه تبسم کردند [و گفتند]: اگر کسی خواهد کرد، با شاگردان نمی کنم، با استاد خواهم کرد. پهلوان خنده کرد و گفت: چه مصیقتی می بیند. ما کشتی کنید. حضرت شاه برخاستند - با پارچه ها که پوشیده بودند گفتند: بیا، دست ما را بگیر. دست به دست ما بده، [از] همین زور معلوم خواهد شد. چون دست به دست ایشان رساند و حضرت دست او را گرفتند، چنان زور کردند که خلاصی وی را مشکل بود. بلکه قریب شد که دست او جدا شود. او دانست که زور، زور دیگر است. در پای افتاد و عذر خواست. فرمودند که پهلوان عزیز! فقرایی، لیکن غرور نخواهی کرد. چرا که الله تعالی [۶۶ ب].

مصرع

زبردست هر زیر دست آفرید

او بسیار عجز و الحاح نمود. آن روز رخصت شده، باز تشریف به نوشهره فرمودند.

۱ - دراصل : روزه .

۲ - دراصل : ورزش .

۳ - دراصل : ترکیب حضرت که .

۴ - میده : مالیده .

ذکری است ششم در بیان ملاقات حضرت سلیمان جیو و آنچه بعد از ملاقات ایشان روی داده

اگرچه حضرت شاه به عبادت مشغول بودند لیکن علم-ی [ی] که سینه به سینه رسیده، آمده بود، بی پیر به دست نمی آید. و آن امانت-ی [ی] که از بزرگان رسیده، آمده بود، نصیب ایشان بود. کشش آن به دل جوش نمود و در تجسس فقر شدند.

اتفاقاً شخصی از مریدان حضرت شاه سلیمان جیو بود - به اسم ملا کریم الدین - که در موضع جوکالی سکونت داشت. اتفاقاً ملاقات وی شد. استفسار حال حضرت شاه نمودند، او حقیقت بیان کرد. شورش در دل افزود.

فرد

نه تنها عشق از دیدار خیزد بسا کاین دولت از گفتار خیزد

حضرت شاه به میان کریم الدین جیو فرمودند که هر گاه به ملازمت می روید، ما را همراه خواهید برد. چون میان کریم الدین جیو را قصد رفتن بهلوال شد، به خدمت شاه آمدند و گفتند که به رفاقت یکدیگر روانه بهلوال شویم. چنانچه روانه شدند و به حضرت بهلوال رسیدند، و به شرف دیدار مشرف شدند. میان کریم الدین جیو پیش شده، حضرت شاه را به خدمت حضرت شاه [۶۷ الف] عرض نمودند. چون نظر مبارک بر چهره ایشان افتاد، از خوشوقتی، روی مبارک همچو گل گلاب شکفت و احوال حضرت به قسم دیگر شد، لیکن حوصله به کمال بود، به حال ماندند. [حضرت شاه سلیمان] به زبان حق بیان فرمودند که یا میان کریم الدین جیو! به این جوان، ما را بسیار انتظاری بود، و از حقیقت این نیکو واقفیم. الحمدلله که حق به حقدار رسد. فرمودند که میان حاجی! پیش بیا. ایشان پیش شدند و قدمبوس نمودند. دست ایشان گرفته، در کنار کردند. از یک نظر فیض اثر ایشان بیهوش افتادند. چنانچه سه ماه بیخود افتادند. از یک پهلو به پهلو [ی] دیگر نشدند. و بعد از سه ماه به خود آمدند. و از جمیع مراتب و [مدارج] عبور شده. زهی پیر و زهی مرید که به یک نظر چنان کند. الهی به برکت این ساعت که محبت با محبوبِ راسخ پیوسته، این احمد فقیر^۱ را در زمره فقراء راسخ گردان. به حرمت التبی و آله الامجاد. و جوان مردان^۲.

۱ - دراصل : میر محمد .

۲ - دراصل : + چنین کنند .

قطعه

اگر من ناجوانمردم به کردار تو بر من چون جوانمردان گذرکن

متاب ای پارسا رو از گنهکار به بخشاینده در من نظر کن

بعد از [ذکر] ملاقات حضرت شاه شاهان، آنچه خوارق گوشزد این حقیر شده، بیان خواهم کرد.
[۶۷ ب] تألیف است از مکتوب مرزا احمد بیگ که اوشان از قاضی رضی الدین که [از] یاران کامل نو شاه صاحب اند - عبارتی چند به دست خاص قاضی مرحوم نویسانده در کتاب خود درج نموده اند. چنانچه نقل است از زبانی [ایشان] که :

روزی این ضعیف نحیف در خدمت فیض موهبت چمن آرای بستان نبوی، گلدسته گلستان مصطفوی - صلی الله علیه وسلم - شیخنا شیخ حاجی محمد - نور الله مرقدہ - آن که به وسعت دایره نظرش فراخی کونین به مردمک چشمش جا کرده، و دلش از ظهور امور علوم غیب صحنه روح گردیده و در حلقه نشینان درش بود، ذکر از مشایخ عصرش در محفل فیض منزلش در میان آمدن زبان وحی ترجمان به ارشاد مسترشدان فرموده که گاه گاهی که از بزرگان که به درج شاه شریف گرفته، حیرتی و تعجیبی دست داده است که به فقدان عرفان، هنگامه الواح الارواح و ورقه دست صحایف لطایف معارف قدسی و گاه از ارشاد فرمودن و خود در آن وقت افادت ربیب راهسازان زمان از چه قسم تلقین و ارشاد فرمایند و چه نوع آثار آن انوار در باطن مرید متمکن و پدید آید، پیرایی می گردد. به چهار سالگی من، چهره گشای محجوبه، رنگ افزای غنچه نیر، سرای کعبه حضرت شیخ سلیمان [که از کمال] تجرد و قطع موانست در موضع بهلول معموله برگه (۶۸) است شهر خوشاب از مسافت سی گروه در موضع گهگهان والی در خانه پدر من نزول اجلال فرمودند. نگاهش بر من افتاد، از زبان الهام بیان فرمودند که از مدت چهار سال به اندیشه آن که با من در روح او از روح من به افاده رسیده و به ولادت ثانیه مستفید گردیده، به کدام مکان به آفرینش رسیده تک ده در جستجوی این می گشتم، اکنون که این را یافتم، تسکین خود ساختم پس آنکه بعد از یک ماه برای دیدن من [می] آمد و [به] مشاهده شجر محبت خود که در نهار بهار است برکم

۱ - دراصل: « و لیکن ابتدایی فقیر یعنی مرزا احمد بیگ در کنجاه خدمت قاضی رضی الدین که یاران کامل بودند نکرده موجب حکم حال خود را اخفا داشتند.» که عبارتی مغشوش است.

۲ - دراصل: چهل.

[۷/۱۷۲] نشانده بود، خرم و شادمان می رفت. چون قوتِ مدرکه به روایتِ فهمی عقل در عروق بشریّه من سر برافراخت و هوای دانستنِ علومِ ظاهری سرو پایم گرفت، آن مفتّح الابواب مکاشفات - قدس سرّه - از سالکِ مسالکِ شریعت و ناهجِ مناہجِ طریقت، حاجی الحرمین الشریفین ابویم شیخ علاء الدین - نور الله مضجعه - به مسئلت و حیل تربیت این ضعیف نمود و به دستور خواستن رفاقت از آنجناب مجاز آمده و در موضع جاگوتارر در خدمتِ استادی - که چون او به خواب مستریح گشتی، صدای اسم الله که از قلب مبارکش به ظهور می پیوست، به تقریب گوش هوش ما اصفا [می] کردیم و در بحرِ تحیرِ غواصی می نمودیم - [برد] بعد از فراغ تجوید [۶۸ ب] قرآن مجید از صحبتِ سراسر سعادت بهجت [و] حصول مسایل اصول به فرایض و سنن و مستحبات و فروع آن که از مقال همه حال می گشتند و وجدان، ملکه کتب خوانی و عرفان، استعداد رموز ما را از اینجا برداشت و مالکِ ذمه آمد به حصول درجه مصاحبت که زمانِ مفارقت ازان به طیران روح از قفس به همه پیوسته بود. روزی توجّهی فرمودند که در مکان ورود عنایت تا مدت سه ماه از وصول تغاشی و بیهوشی جنبیدن در پهلوی به پهلوی بود. پس آنگاه آن حاذق صادق خانه سُکر را به سمتِ صحو متقبله ساخته، دمِ افاقت بدمید و از پایه جنونِ مطلق به محورِ رسومِ بشریت و انسلاح به قوتِ حیوانیه به صحتِ عقل و کمال - که عبارت از عالمِ ملکوت باشد - دعوت فرمود. چنانچه از اوان بلوغ و عُنفوانِ جوانی خلاصه دل و جان مصروف خدمتش بود. [روزی] به در خواست قُل رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا [۲۰/۱۱۴] به مخاطره قلبی در گرو انکشافِ مدارجِ علیه، معارجِ سینه بودم. از استنباطِ علمِ سینه - که معلومه او بود - فرمود که چون است که به تحصیل این مقدمات مرا پیش قاضی بهر چنان [کذا] ببرید. از این مقدمه مخطوره چندگاه سر به گریبان ندامت ماندم. به تقریبی این مثل را به تردّد خاطر این مغرور مغبون فرود آوردند. از بحارِ کمالات [۶۹ الف] معارفش که ساحلِ پیدای ناپیدایی [است] کسی چه نگارد و از انکشافِ حقایق ایشان چه املا نماید که یکی از خدامِ کرامش خواجه فضیل کابلی بود. از حصولِ کمالاتش آنچه به نطقِ علمِ لدنی مرتبش و منقول از شیخ بابا - که از کمل اولیاء بود - آن که: هر گاه به نواحی شهری می رسید، می فرمود که مرا بوی مردی می آید که او فرزند من است. به مرتبه دیگر که به نزدیک آن شهر نزول کرد، فرمود که اکنون بوی فراوان [می] آید. در این شهر، آن فرزند من تولد گشته. چون از نشانش خبر گرفتند در واقع که همچنان صورت بسته. از کلام او به مفهوم می آید.

نظم

پدر امروزه ای ، فرزند او دیروزه می باید
 دو سر از یک گریبان می شود بیرون ، تماشایی
 القصه در خداشناسی آن کشفِ دقائق ، نهایتِ عقول را در بدایاتِ معرفت جز تحیرِ دلیلی نه، و غایاتِ
 نظایرِ انظار را در اشعهٔ انوارِ عظمتش جز تغاشی راهی نه.

نظم

این زبانِ ناطق ، آنجا گنگ بود
 گر زبانِ حالِ خود بودی سخن
 یک سرِ مو از کمالِ وصفِ آن
 قصه های عشقِ او بس بیشمار [۶۹ ب]
 قصه ها بسیار بود و این کلام
 من نه گاهی ملتمس ز احوالها
 این زبانم کند از گفت و شنود
 او چو مقناطیس دلها می کشید
 او چو بر احوال ما گریان شدی
 عشقِ حق بی رنگ در سینهٔ نهان
 آن شرابِ مستی رندان شدی
 سینه اش صد مجمرِ آتش فروز
 خوابگاهش خانهٔ حمام بود
 میهمان را بود در بزمش لباب
 ز التماس دل از این یک روزه راه
 آن پیامِ جانفزا، آرام بر
 گشتمی سودایی از گفتار او
 پای این تدبیر گفتن لنگ بود
 تار مزار آری بدی این موی من
 می نیاید در بیان ، جز لطف آن
 می نیاید در نوشتن ، هوش در
 مختصر کردم ازان خیر الانام
 او همی گفت از دل و آسایش
 باوجودش ، این سخنگو خود نبود
 سوی الحق می کشید و می پیر
 صد هزاران دل ازان بریان شدی
 رنگ خون بگرفته، از چشمش رونا
 آن علاج هستی مستان شدی
 صد هزاران جان و دل از وی بسوز
 هر چه گر پوشیدمی نماء برد
 مرغِ دل بر سفرهٔ خوانش کباب
 می رسیدم پاسخی ز لطف شاه
 می کشیدی از سرم سود دگر
 وز نگاه گرم و خوشرفتار او

او همی بی خویش در پرواز بود
 این معیت‌های بی وهم و گمان
 او بگفتی از زبان حق بسی
 کوشود یار و انیس کار من
 [۷۰ الف] صد هزاران ، گر ، منازل فاصله
 او ز استغنا نه خویش خویش بود
 او نه محتاج حق از وجه سؤال
 چون ز گفتن ماندی یارای دگر

در پیر او صد هما [و] باز بود
 از معیت‌های حق دادی نشان^۱
 در کنارم یار و می جویم کسی
 و خدا خواهد ، شود او یار من
 من رفیق یارم صد قافله
 او ز خود هم صد قدم در پیش بود
 فقرش آمد [نیز] مأمون از زوال
 منی نویسم عشق او جای دگر

و در اینجا نوشته^۲ قاضی رضی الدین اتمام یافت.

و پیشتر این حقیر باز شروع احوالات بزرگان می نماید - اعذ من - حمد بیگ -

ذکری است هفتم

چون حضرت شاه، باز به زیارت قبله گاه - خود روانه شدند، در اثنای راه جنگل بسیار است و قُطَاع الطَّرِيقَان راه می زدند. چون در آن مقام، حضرت شاه رسیدند، چندی ازان طایفه با حضرت شاه همراه شدند و خواستند که مغالطه داده، از راه جانب دیگر آسیب رسانند. گفتند که راه این نیست، ما راه را غلط کرده ایم. راه آن طرف است! حضرت خود واقف راه چندان نبودند و در عقب آنها روانه شدند. چند قدم رفته بودند که آواز مبارک حضرت شاه سلیمان جیو به گوش ایشان رسید که یا میان حاجی! اینها راهزنان اند. شما را دغا داده، می زنند. راه همین است. چون آواز مبارک حضرت شاه به گوش مبارک رسید، تعاقب آنها را گذاشته، همان راه که پیش می آمدند، روانه شدند. آن بدبختان پشیمان [۷۵ ب] شده، رفتند. در آن سرزمین که آواز حضرت شاه سلیمان جیو به گوش حضرت رسیده بود. از بهلوال پانزده گروه مسافت دارد، آنجا رسیدند، چه می بینند که بر آن بلندی، حضرت سلیمان جیو منتظر استاده اند. چون نظر مبارک حضرت به جمال مبارک افتاد و تسلیمات به جا آوردند، حضرت فرمودند که یا میان حاجی! قُطَاع الطَّرِيقَان شما را دغا می خواستند که بدهند لیکن

۱ - دراصل: این معیت‌های حق دادی نشان - نفس پاک او ز خود می داد جان.

۲ - دراصل: قاضی رضی الدین نوشته.

چه مجال داشتند. و یقین که آواز هم به گوش رسیده باشد! و طریق حضرت شاه بود که هرگاه^۱ به زیارت می رفتند، شاه شاهان بر همان بلندی آمده، ملاقی می شدند و دست مبارک حضرت شاه را گرفته، سخن گویان به صحبت، تا به مکان شریف می رسیدند و [بر] چارپای می نشانند و خود به مهمان داری و کاروبار مشغول می شدند. و ایشان را «الأمر فوق الأدب» به خاطر می شد. هرچه می فرمودند، به جامی آوردند. و از رفتن ایشان، حالت حضرت شاه چنان می شد که اکثر ردای مبارک را بالای چهارپای انداخته، می نشانند، و هر چیز از اطعمه و از میوه آورده، می خوراندند. و می فرمودند که یا میان حاجی! شما لایق همین اید. و اکثر لقمه از دست مبارک در دهن ایشان [۷۱ الف] می دادند. و ایشان از امر [ی] که می فرمودند، هرگز عدول نمی کردند.

چون حضرت شاه مکرر آمد و شد نمودند و التفات و مهربانی بر ایشان روز افزون شده، یاران قدیم - که پیش از حضرت شاه صاحب - قریب بودند، غیرت نمودند. بایکدیگر گفتند که: صاحب است که مایان قدیم الخدمت ایم، و این جوان آورده ما است. و بر این اینقدر مهربان شده است! حضرت شاه شایسته، از صفای باطن، خطره دل ایشان را دریافت نمودند و وقت نماز بود، یاران حاضر بودند. شاه شاهان، میان کریم الدین را فرمودند که امام شوید. احوال شاه شاهان را دگرگون دیده، گفتند: امروز که حضرت امروز! من نمی توانم امام شد. سه مرتبه حضرت شاه شاهان فرمودند و او عذر آورد. این معلوم نیست که در این چه اسرار بود! باز، حضرت شاه را فرمودند. ایشان عذر نیاوردند. این وقت که بعد از نماز، دست حضرت شاه گرفته، وزن کردند و باز میان کریم الدین را طلبیده [دست] وزن کردند گرفته. وزن کرده، فرمودند که میان کریم! دست میان حاجی گران است. شما را همسستی نمودن مناسب نیست. و باز میان کریم الدین و جمیع یاران را طلبیده، فرمودند که یاران! شما غیرت می کنید. ملاقات قدیم خود را نسبت قوی [۷۱ ب] می دانید. نسبت این جوان مقدم است. سرگذشت را که بالا بیان کردیم - پیش یاران نقل کردند فرمودند که اگر بهبود می خواهید، خدمت ایشان را بکنید. و این بدانید که حاجی، سلیمان است و سلیمان، حاجی است. هر که غیرت از ایشان خواهد کرد، گویان خواهد کرد.

۱ - دراصل: حضرت شاه.

بیت

من تو شدم، تو من شدی، من جان شدم، تو تن شدی تاکس نگوید بعد از این من دیگرم ، تو دیگری

* * *

در کیش بتان نسبت دیرینه نگنجد

بعضی یاران که دانا بودند ، دیدند که معامله دگرگون است . به موجب امر، در اطاعتِ حضرت شاه شدند و بهره ها یافتند؛ و هر که چون ابلیس سر از امرِ او پیچید، مردودِ دازین شد . چنانچه این مقدمه را حضرت میان جیو در عنایت نامه نوشته بودند که در مقامِ آخر بیان خواهد شد .

ذکری است هشتم .. که مرزا احمد بیگ از میان معزالیه شنیده - :

چون حضرت شاه شاهان رخصت خواستند، حضرت فرمودند که میان حاجی ! شما الحال پیاده بیامده باشید . اگر کسی شما را اسبِ مادیان به بها و یا نذر بگذارد، قبول خواهید کرد . حضرت شاه تسلیمات به جا آوردند و رخصت شدند . چون منزل در موضع پاندو وال - که از بهلوال بیست گروه است - کردند ، شخصی از باشنده های آنجا ' مادیه ای آورد و التماس کرد که مادی را قصدِ فروختن دارم . اگر صاحب بگیرند ایشان فرمودند که [۷۲ الف] نزد ما زر موجود نیست . آن مرد گفت که الحال مبلغ نمی خواهم . صاحب قیمت مقرر نمود [ه] مادی را ببرند، هرگاه که [زر] نزد صاحب باشد ، خواهد رسید . ایشان دانستند که این حقیقت از جای دیگر است . فرمودند که بهای مادی مقرر نمایید . هفت روپیه قیمت مقرر شد . حضرت ، مادی را گرفته ، به موجب امر ، سوار شدند . قصدِ زیارتِ حضرت شاه کردند . حضرت به جای معهود .. که بر آن بلندی آمده . ملاقی می شدند همانجا - ایستاده بودند که نظرِ حضرت بر جمالِ مبارکِ ایشان افتاد . خواستند که از مادی فرود آیند . حضرت شاه شاهان ندا کردند که میان حاجی ! سوار باشید . ایشان به موجب امر سوار ماندند . همراه شده ، فرمودند که مادیه را برانید . ایشان روانه شدند . حضرت ، دست برگردن مادی مالیدند و گفتند که میان حاجی ! از این مادی ، اسبانِ کلان خواهند شد . چنانچه ازان مادی ، اسبان ، چهار صد روپیه و پانصد روپیه قیمت کنان ، خریده ، بردند و فروختند .

و حقیقت چنان بود که سوداگری فرود آمده بود. اتفاقاً یک اسب کلان وا شده، بیرون رفت. این مادی که می چریده بود، اسب بر این رسیده لیکن خاوند مادی را خبر نبود. واقف نشده. بعد از چند روز که پیش^۱ حضرت شاه ماند، معلوم شد که مادی شکم دار است. ازان مادی. [۷۲ ب] مادی دیگر پیدا شد که دو چند کلان و خوش ترکیب [بود]. باز از او هر چه شد، ترقی کرد. چنانچه مذکور شد.

ذکری است نهم

چون این مرتبه از حضرت شاه رخصت شدند، حضرت شاه فرزندان خود را آورده، در خدمت بردند و فرمودند که یا شاه! این فرزندان من اند. به شما می سپارم که اینها را تربیت نمایید. و فرزندان و یاران که حاضر بودند، همه را فرمودند که یاران! الحال ما را به طور ما گذارید، و هر که را طلب خدا است، به خدمت شاه حاجی بروید. و روی به جانب حضرت شاه کردند و فرمودند که این پسران و یاران که اند از حقیقت شما واقف نیستند. اگر از اینها بی ادبی هم شود، شما را باید که سرفراز کنید. از هنگامی هر طالب خدا که می آمد، می فرمودند: پیش میان حاجی بروید. و به حضرت شاه فرمودند که شما را حکم [است] در موضع نوشهره - که الحال هستید - در همانجا باشید که خلق را از شما بپروراند خواهد شد. ایشان التماس نمودند که در آن سرزمین بزرگان بسیار اند. چنانچه شاه دولاب و حسن گنجه در گجرات؛ و میان عبدالسلام در کیلیان والا؛ و شاه رحمان در چک کھوکر؛ و میان سلیمان حکمران در کھاره مانگتان؛ و میان مسکین قلندر و میان طاهر و دیوان ابراهیم و میان مانا در جاگو تارر؛ و میان حسام الدین جیو و میان حسو^۲ تارر و میان [۷۳ الف] میران شریف در مگھوان؛ و فقیران حکم می شود! حضرت شاه شاهان فرمودند که جواب، فردا خواهم داد. آخر چون شب شد، حضرت شاه حاضر شدند. فرمودند که یا میان حاجی! شب جمیع بزرگان نزدیک مسکت که در کت سید بالا است و در زیر شجر پپیل^۳ - جمع شده بودند و گوی و چوگان در میان انداختند. بزرگان که شما نام آنها برده بودید - یک طرف آنها شدند و یک طرف شما را مقرر نموده. و حباب یکی آمد و

۱ - دراصل : از.

۲ - دراصل : هسی .

۳ - دراصل : و در شجر در زیر پپیل .

دیگری قندهار. میان حاجی! شما که به چوگان زدیده، به یک ضرب، گوی را به هندوستان بردید. باز به ضرب دیگر به خراسان، هیچکس از شما پیشقدمی نخواهد کرد. و ولایت از شما و فرزندان و مریدان شماست که جا به جا خواهند بود.

حکایت دهم

مقبول است از حضرت میان جیو که از زبان حضرت شاه نقل می کردند که: در ابتدای حال، پیش از این نظر فیض اثر که سه ماه افتاده بودند، یک روز شاه شاهان حضرت شاه سلیمان جیو دست بر سینه مبارک گرفته، می رفتند، و هیچکس دیگر همراهی نبود. چون در بار در آمدند، فقیر خلوت یافته، التماس نمود که یا شاه! بنده امیدوار است از تلقین راه خدا که مشغول باشم. همین که از زبان من این حرف برآمد، دست مرا [۷۳ ب] افشانده، فرمودند که من فقیرم، تلقین نمودن کار مشایخان [کذا] است. باب! اگر تلقین می خواهید، پیش شیخ بروید. من تلقین چه می دانم! دران اثنا مرا حال روی داد، خواستم که زمین بشکافد، من عرق شوم، نادم و پشیمان شدم. پیش پیش حضرت و من عقب روان شدم. بعد از خطاب و گفتگوی بسیار، چون حال مرا دگرگون دیند، مهربان شدند و چند حرف به مهربانی کردند. حضرت شاه فرمودند که یاران! الحال مرا آن وقت یاد می آید، عرق در بدن می شود و ندامت می کشم.

اگر کسی سخن نماید که تلقین کار بزرگان است، این همه انکار نمودن شاه شاهان چرا بود؟ و دیگری حضرت شاه - که ولی مادر زاد بودند - چرا تکلیف - که غبار [خاطر] مرتبی باشد - بکنند جواب این هر دو مقدمه، آنچه در دل قاصر این احقر آمده، می نویسد:

مصرع

گر قبول افتد، زهی عز و شرف

حضرت شاه شاهان انکار از تلقین نمودند بلکه سبب اعتراض آن بود که هر چه در دل خطر می شد، آنجا روشن بود و ایشان نیز از این حال واقف بودند. یعنی با وجود این علم ربّانی التماس نمودن از ادب دور بود، و وجه دیگر آن که مرتبی ای که [در] یک نظر مراتب طی بکنند، بر او التجای تلقین چه احتیاج! و وجه سوم آن که مرید به صورت مرده باشد که غسل هر نوعی که داند، غسل دهد. اختیار [۷۴ الف] به دست مختار گذارد. چنانچه فرمودند: «لا اختیار شو!» و لازم نیست که مرید طلب

چیزی از پیر بکند بلکه خود را به او بسپارد . و او داند و کار او .

بیت

سپردم به تو مایه خویش را تو دانی حساب کم و بیش را

و سبب عرض نمودن حضرت شاه ، با وجود ولایت مادر زاده این نقصان کمالی ایشان [نیست]

چرا که حضرت موسی - صلوات الله علیه السلام - با وجود مرتبه نبوت کلمه «رب ارنی» [۷/۱۴۳] بر زبان راندند و خطاب «لن ترانی» [۷/۱۴۳] آمد. هرگاه از نبی شود ، از ولی شدن چه مضایقه:

بیت

میان عاشق و معشوق رمزی است کراماً کاتبین را هم خبر نیست

۱ و نیز از حضرت میان صاحب منقول است :

حکایت یازدهم

که حضرت شاه هاشم دریا دل را قصد خواندن شد. در موضع دیووال مرد بزرگ و فاضل حاجی حسین نام - بود . حضرت فرمودند که پیش او شان رفته ، طالب علمی نمیدند. و فقیر را هم در دادند. و وضع صاحبزاده آن بود که از صحبت خلق پرهیز داشتند. فرمودند که یا میان نور محمد احوال از آنجا بهلوال قریب است ، اگر شهرت ما خواهد شد. صاحبزاده هم خواهند آمد . و در حق حضرت خواهد شد. ما را تصدیقه است. باید که اظهار خود نکنم. من به گفته صاحبزاده همچنان کرده و دیر سکونت به خانه غریب بافنده [۷۴ ب] مقرر نموده . من هر دو وقت چیزی پخته. می آوردم . [می] فرمودند. باقی مانده را من می خوردم . لیکن پنهان نمودن آفتاب محال است. آخر الامر حضرت مردم شد و چودهری موضع را خبر شد. حیران و پریشان، دویده آمد و مرا ملامت کرد و گفت که صاحبزاده خود صاحب اند لیکن شما را مناسب نبود که خانه مردم را خراب کنید. اگر حیران این خبر به حضرت می رسید که هیچکس خدمت صاحبزاده به جا نیاورده . احوال ما چه می شود! و میان نور محمد! مرا می بینی که این جان بخشیده حضرت شاه است. و حقیقت بر این منوال است که پدر من . مرد عمده دولتمند بود. در خانه او من یک پسر بودم و مرا آزار شده بود. و کار من به جای رسید که

۱ - دراصل : که آنها [؟] .

رمقِ جان مانده. و مدتِ چهل روز شده بود که طعام در دهنِ من نرفته بود، و چیزی نپخته، در دهنِ من می انداختند. و اکثر بیهوشی مرا روی داد می شد. بعد پنج شش گهری هوش می آمد. چنانچه پدر و مادرِ من از زندگی من دست شسته بودند که ناگاه عبورِ شاه شاهان شاه سلیمان جیو در این موضع افتاد. و پدرِ من به خدمت رفته، عجز و الحاح نمودند و حقیقتِ حالِ مرا بیان کردند. شاهِ شاهان نظر بر حضرت انداختند و فرمودند که این جوان بسیار خوب است. این را ببرید که علاج بکند. و نظر به شاه نموده، گفتند که کارِ بزرگ [۷۵ الف] از بزرگان می شود! ایشان تسلیمات به جا آورده، رفتند و نزدیک چارپای نشسته، فرمودند که طاقتِ سخن دارد؟ مادرِ من گفت که چشم وا کردن، این را محال است، سخن به خود معلوم! فرمودند که آواز بکنید که چشم وا کند. مادرِ من آواز کرد که حضرت شاه حاجی آمده اند چشم وا کرده، روی مبارکِ ایشان را بین! از شنیدنِ نامِ حضرت، چشم وا کرده، روی ایشان را دیدم. از دیدنِ روی مبارک، مرا قوت شد. حضرت فرمودند که اشتها داری؟ گفتم که اگر چیزی باشد، بخورم. به زودی کهنچری تیار کردند. چند لقمه خوردم. باز حضرت شاه فرمودند که از بغل گرفته، این را بنشانند. مرا نشانند. باز حضرت شاه فرمودند که در موضعِ تو شاه شاهان آمده اند. دیدارِ مبارکِ ایشان را نمی بینی؟ من التماس نمودم: زهی سعادت، اگر قوت یاری دهد. فرمودند که این را از بغل گرفته، بردارید. حضرت فرمودند که روان شو! از دروازه حویلی برآمدم. فرمودند که بگذارید که خود به خود خواهد رفت. من به توجّه ایشان خود روان شدم. چون رو به رو [ی] حضرت شاه شاهان شدم، خندان شدند. فرمودند که مردان چنین کنند! بیا، بابایِ من و پهلوانِ من! و من بعد آن اثرِ بیماری در وجود [۷۵ ب] خود ندیدم. و همیشه به طفیلِ ایشان از جمیع امور معمورم. هرگاه جان بخشیده ایشان [است] و فرزندِ ارجمندِ ایشان اینجا آمده، و از خدمتِ ایشان مهجور و محروم بمانم، چه بی سعادت است!

حکایتِ دوازدهم

منقول است از حضرت میان جیو که: روزی حضرت شاه به خدمتِ شاه شاهان نشسته بودند. التماس کردند که یا حضرت! یاران که در این جوار اند، حقیقتِ همه بر فقیر ظاهر است. دیگر هم یاری خواهد بود که فقیر واقف نباشد؟ فرمودند: یا میان جیو! اکثر یاران هستند که چون به کمال رسیدند، منصوبِ خدمتها شده اند و در مُلکهای [کذا] هندوستان و هر جا به کارِ خود مشغول اند. نه آنها را

حکم آمدن است و [نه] فرصت. چنانچه یکی از آنها در وفاتِ ما خواهد آمد و تجهیز و تکفین، او خواهد کرد. چنانچه در حین^۱ وفاتِ حضرت شاه شاهان حاضر شد و بعد از تجهیز و تکفین، او روانه گردید. چون به دریایی که نزدیکِ مکانِ حضرت شاه است، رسید، از دستِ شخصی سلام به خدمتِ حضرت شاه فرستاد و گفت که واقعهٔ حضرت شاه شاهان شده. خدمتِ [می] که بر من مقرر بود. به جا آوردم الحال ایشان رفته، خبرِ صاحبزاده ها بگیرند.

چون وقتِ آخر، حضرت شاه به ملازمت رفتند، هرگاه از جانب می آمدند [۷۶ الف] چشم مبارک بر روی حضرت شاه می افتاد. فرمودند در پنجابی: «آیا میرا دهلن چاری بنی رکنه! یعنی فرزند من هر چهار مرتبه را نگاهداشته و طیّ نموده. و این مرتبهٔ اخیر بود و نصیب.

چنانکه در وقتِ وفاتِ حضرت شاه حاضر نبودند. چون حضرت شاه تشریف به نوشهره آوردند، یکان دو ماه گذشته بود که هم آن عزیز - که بالا مذکور شده - از گهات که گذشته بود، خبر به حضرت شاه - با سلام - فرستاد. حضرت، خبرِ وصالِ شاه شاهان شنیده، قصد رفتنِ بهاول نمودند. حضرت میان جیو می فرمایند که یک فقیر و چند یارِ دیگر همراه بودند. چون بر مزار شریف رسیدند، فاتحه خوانده، ساعتِ [می] مراقبه نمود [ه] باز به حجره ای - که شاه شاهان می بودند - تشریف نمودند تا نشسته بودند. رنگِ شریفشان گاهی زرد. گاهی سرخ می شد. ساعت به ساعت رنگشان در گون می شد. همانجا چارپای طلبیده، همانجا خواب نمودند و مایان را اشاره شد که تا من طلب نکنم، کسی هم آمدن ندهند. بعضی یاران جا به جا متفرق شدند و من نشسته، ماندم. ایشان سالار بر روی من آمدند به خواب و یا بیدار [بودند] لیکن عرق از چارپای می چکید. با وجود [می] که موسم سرد بود. حینِ خواب سه گهری بر این نهج گذشت. برخاستند و گفتند [۷۶ ب] که الحمد لله سعادتِ خدمت به جا آوردند. شخصی را فرمودند که بروید صاحبزاده ها را طلبیده، بیارید. صاحبزاده میان تاج محمود - که حیره بودند - آمده، حاضر شدند. از راه مهربانی فرمودند که یا صاحبزاده! حقِ حضرت شاه شاهان بر ما بسیار است که عشر عشرِ آن ادا نمودن محال است. لیکن شما را حوالهٔ این فقیر نمودند. و خدمتِ شما که سعادت ابدی است. هرچه از ما شود، به جا آریم. چون صاحبزاده معز الیه قلندر مشرب بودند و غلبهٔ شغل باطن بسیار بود. چنانچه به ظاهر کم می پرداختند.

منظومه

ما درون را بنگریم و - ل را ما برون را ننگریم و قال را صاحبزاده به خدمت التماس نمود که یا حضرت! اگر بر این فقیر کرم می فرمایند، به نوعی که وضع فقرا است - به طریق آزادی می باشد - بر همون قسم بر فقیر کرم شود. اگر در ظاهر، در این احقر کوتاهی هم شود، امید عفو است. چون حضرت شاه را احتیاطِ ظاهر بسیار بود، نمی خواستند که یکی از اخلاصمندان در ظاهر تفاوت کند، لیکن از ادبِ صاحبزاده فرمودند: «به هر حال که باشند، باشند! ان شاء الله تعالی کار شما روز به روز افزون خواهد شد.» آن روز ایشان را احوال [این] بود که هرچه از زبان مبارک می برآمد - به فضلِ ایزدی - می شد. چنانچه در احوالِ ایشان ذکر خواهد شد. باز خلفِ کلان به اسمِ میان رحیم الدین - و [رحیم] داد هم می گفتند - حاضر [۷۷ الف] شدند. ایشان در ظاهر و باطن آراسته بودند. دستار مبارک، ایشان را عنایت کرده، بر مسندِ دولتِ عزتِ ابدی نشانده، چند روز مانده، به مکان شریف، تشریف فرمودند. روز به روز غلغله حضرت شاه زیاده تر شد و از اطراف، طالبانِ خدا و اهلِ مطلب رجوع آوردند.

ذکر سیزدهم

چنان است که چودهری مهمان بسیار سخت بود، و مریدِ شیخ سلیمان چدهر بود. اگرچه خدمتِ جمیع فقرا و ایشان هم می کرد، لیکن کسی که از ناشناسی، پادشاه را با توابعان [کذا] برای داند، البته در عزتِ او تفاوت می شود؛ و فقرا را غیرت است از غیرت. چودهری ساهن پال - پسر مهمان - بسیار دانا بود و عورتِ او بی بی سیدان از دانا ترین [زنان بود]. زن و شوهر هر دو سرگرم در خدمتِ حضرت شاه شدند. اتفاقاً روزی چودهری مهمان عورتِ دیگر کرد که از او پرس شد و الفتِ چودهری مهمان بر او بسیار شد. روزی فرمودند که ای ساهن پال! ما را مدّت است که ترا چودهری کرده ایم چرا سرگرم کارِ خود نمی شوی؟

و این مقدمه چنان بود که در خُرد سالی باهم بازی می کردند و در آن اثنا، به ساهن [پال] فرمودند که ساهن! می خواهی که چودهری شوی؟ او التماس نمود که مرادِ ما این است. فرمودند که برو، بیرق بیار! او بیاورد. و درختِ [۷۷ ب] سرس کلان بود، فرمودند: بر شاخِ [ی] که بلند است، بسته بیا. چنان فرمودند که این بیرقِ ما است که ما هم با تو، و با اولادِ تو، اولادِ ما رفیق خواهد بود.

فرمودند که هرگاه چودھری مہمان بہ دربار برود، تو ہم ہمراہ او می رفتہ باش۔
چون او بہ حکم حضرت شاہ کمر بندی نمود، روز بہ روز معاملہٴ این پیش می شد و معاملہٴ
چودھری سردی می گرفت۔ تا بہ حدی کہ چودھری نشستہ می ماند و حکام، ساہن پال را طلبیدہ،
تشخیص می کردند۔ چودھری دید کہ الحال معاملہٴ این پیش شدہ و بہ حضور من، از این می پرسند، و
من نشستہ می مانم، این باعثِ خفتِ من است، و این فرزندِ من است، خوب [است ہمین] کار و بار
می کردہ باشد! رفتنِ دربار کم کرد، [کار] بہ اختیار بختیار شد۔
کار ساہن پال بہ جایی کشید کہ در تمام پرگنہ دخل نمود بلکہ در دیگر^۱ پرگنات ہم دخل شد۔
چرا کہ پیش از این، حاکم را پرگناتِ بسیار می شد۔ چون تسلطِ چودھری بہ اینجا کشید، خواست کہ
از نوشہرہ موضعی جدا [برای] خود آباد نماید۔ بہ خدمتِ حضرت شاہ عرض نمود۔ ایشان فرمودند:
«بہ رضامندی پدر» این التجا بہ پدر آورد۔ مہمان رضامند شد۔ ہر دو - پدر و پسر - بہ خدمتِ
حضرت آمدند و التماس نمود [ند] کہ یا حضرت! موضعِ آن زمان بر بندیم کہ مقدم شریف در آنجا
باشد۔ اول بنای حویلی سرکار شود، باز ما مردم [۷۸ الف] زمیندار آباد شویم۔ چون بر ساہن پال
مہربان بودند، قبول نمودند۔ نام موضع را «چک ساہنپال» نامیدہ، آباد ساختند۔ و در آن آسایش
ملک در جاگیرِ سادہ خان^۲ مقرر بود۔ از این سبب نام او ہم در میان آوردند۔
موضع [سی] کہ آباد کردند بزرگانِ من، یقین کہ اثرهای فیض در او خواہد بود۔ چنانچہ حد
بیت در وصفِ او بہ خاطر آمد۔

غزل^۳

مُلَبِّب است بہ فیض و بہ عشق مالا مال	بہشتِ روی زمین است چک ساہنپال
زہی مکان! چہ مکان کاو بہ چشم بخشد نور	زہی زمین! چہ زمین کاو بہ دل ببخشد حال
ز ساکنان، چہ بزرگ و چہ خُرد، گر بینی	بہ باطن اند پُر از سوز، ظہر آبِ رزان
بہ ہر مکان کہ در او قطبِ حق مقام کند	عبور چون نکند سالک او [و] رنج وصال
	بہ لطفِ خویش بخوان و مران تو احمد ^۴ را
	بہ درگہت سرِ خود مانده بر امید وصال

- ۱ - دراصل: دیگر در۔
- ۲ - دراصل: شادہ خان۔
- ۳ - دراصل: مثنوی۔
- ۴ - دراصل: میر محمد۔

حکایت چهاردهم

منقول است از حضرت میان جیو که : باوجود استعداد و اهل خدمت مردم که سرگرم بودند، لیکن آن اسپ مادی - که به حکم شاه شاهان آمده بود، که دست مبارک بر او مالیده بودند - از برای او اکثر گاه خود می بردند. اتفاقاً در چک ساهنیال کمی گاه شد و در تیله رکهان - که گاه بسیار می شود - فیض رساندن مردم آنجا مطلوب بود. و آن موضع طرف کناره دریا است. برای مواشی خود تشریف [۷۸ب] می بردند، و خود برای گاه مادیان گهرپه و نیز رنبه - در پنجاب می گویند - به خانه آهنگری - که صدر الدین نام داشت - برای تیز نمودن رفتند، و او به کار خود مشغول بود. حضرت فرمودند که گهرپه ما را تیز کرده بدهند. او گفت: یک ساعت توقف کن، از این کار فارغ شده، تیز کرده، می دهم. فرمودند: اول کار فقراء کرده بدهید، باز به کار خود مشغول باشید. چون او را هم به خدمت [فقرا] قدری اخلاص بود، گستاخ شده گفت: حضرت! در خدمت فقراء عمری گذرانیده [ام] کس بزرگ بر من مهربان نشده [که] از این بلا خلاص کناند. ایشان تبسم نموده فرمودند که ما فقیر غریبیم. اگر خواهش تو همین است، شاید که میسر آید. او گهرپه گرفته، تیز کرده داد. همین که پشت گرداندند، چند قدم رفته بودند که میان صدرالدین بیهوش افتادند، و مدت‌ها بیخود ماندند. چون به هوش آمدند، احوال خود را دگرگون دیدند، و به شرف ملازمت مشرف شد [ند]. از صدر، صدرالدین محمد شد [ند]. و از یاران بزرگ، یکی ایشان شدند. چنانچه در احوال دیگر، ذکر ایشان خواهد شد.

حکایت پانزدهم

منقول است از حضرت میان جیو فرمودند که : روزی حضرت شاه به جانب صحرا می رفتند و فقیر همراه بود. اتفاقاً در راه موضع [سی] بود که [۷۹ الف] در آنجا فرود آمده، حضرت شاه استراحت نمودند. فقیر پای مبارک را چابی^۲ می کرد. در آن وقت مرا تشنگی روی داد. بر سر چاه رفتم. دیدم که یک بلوچ مع شتر و بر شتر دو عورت برای آب خوردن فرود آمدند. اوشان را پرسیدم که از کجا می آید؟ و کجا خواهید رفت؟ او گفت: به چک ساهنیال برای زیارت شاه می روم. مرا ترس آمد [که] اینها آنجا رفته، پریشان خواهند شد. گفتم: برای بزرگ [سی] که می روید، ایشان اند که

۱ - دراصل: ازیشان.

۲ - دراصل: چپی.

خواب کرده اند. بلوچ خوشوقت شده ، نشست . چون حضرت از خواب برخاستند ، بلوچ دست بسته ، استاده شد. حضرت پرسیدند که این کیست؟ فقیر عرض نمود که حضرت [از] قوم بلوچ است. فرمودند: چه مطلب دارد؟ او عرض نمود که یا حضرت! عورت دارم که مدارِ خانه بر او است و مرا به او الفت تمام است ، از هر دو چشم نابینا شده است . هر چند نزد فقراء و طبیبان بُردیم ، هیچ بهبود ندیدیم. چون اسمِ مبارکِ حضرت شنیدیم، امیدوار آمده ایم. فرمودند که عورت کجا است؟ او گفت : به گوشه نشسته است. فرمودند که برو ، بیار! او دستِ عورت را گرفته ، به حضور آورده . فرمودند : رو به روی ما بنشانید و بگو که به جانبِ ما بیند. و خود با ما، به گفتگوی مشغول شدید . و وضعِ حضرت شاه آن بود که هرگز به جانبِ عورتِ بیگانه نظر نمی کردند . اگر کسی از اهلِ احتیاج [۷۹ب] می آمدند ، دور استاده کرده ، مطلبِ آنها را درست ساخته ، رخصت می نمودند . چون طالع این بی بی مدد کرد ، نزدیکِ خود نشانده ، فرمودند که جانبِ ما نظر کن . چون او نظر بر روی مبارک کرده ، پرسیدند که الحال چه حالت است؟ گفت : چیزی به نظر می آید. باز ساعتی گذشته باز پرسیدند که الحال چه حال داری؟ او جواب داد که یا حضرت! حالا به طریقِ سابق ، چشم من روشن شده است. فرمودند : الحال شما رخصت شوید . آنها به موجبِ امرِ حضرت رخصت شدند . و بعد از چند مآت . در بلوچ یکجا آمدند نذر آورده . تا بود از خادمانِ درگاه [بود].

حکایت شانزدهم

منقول است از صاحبزاده میان رحمت الله جیو که : حضرت شاه به جانبِ صحرا تشریف فرمودند که شخصی آمده ، ملازمت نمود . از او پرسیدند که نام تو چیست؟ عرض نمود که نام من معروف ، و چشتی ام . چون نامِ پیرِ پیران شنیدند و از قوم هم چشتیه ، بر پلّه کرم آمدند . در آن وقت پریشان داشت . ساعتی متوجه حال او شدند و مهربانی فرمودند [ند] که برو! هر جا که خواهی رفت ، خوشوقت خواهی ماند. همینکه از خدمت رخصت شدند ، به هر جانب که می رفتند ، حلق گرد و مناس به موجبِ فرموده حضرت - هجوم می آوردند . تا بودند به ذوق بودند .

حکایت هفدهم

منقول است از حافظ معموری - که خویش حضرت شاه اند - که من به خدمت نشسته بودم که یک

فقیر - مسکین نام. قلندر مشرب بود - آمده ، به خدمت ملازمت نمود . با او کلمه کلام بسیار شد . او تسلیمات به جا آورده ، رخصت شد . و در دلم گذشت بزرگان که سردار دین ایشان را علما خوانند که گروه هر یکی ، در زیر علم پیر خود جمع خواهند شد . آیا این درست است یا نه ؟ چون شب به خواب شدم . دیدم که قیامت قائم است و حضرت حق تعالی بر تخت نشسته [و] حساب در میان است . باز نظر من بر علمها افتاد . و علمی دیدم که از جمیع علمها بلند ، در میان استاده . پرسیدم که این علم کیست ؟ گفتند : از غوث الاعظم شاه عبدالقادر است . باز پرسیدم که علم حضرت شاه حاجی هم خواهد بود ؟ او نشان داد که آن علم پیش استاده است . از این علم اندک پست و از جمیع علمها بلند . آن علم حضرت حاجی است . من در زیر آن علم رفتم [و دیدم] که حضرت شاه با چندین یاران بزرگ نشسته اند . من سلام کردم فرمودند کیست ؟ من عرض نمودم که معموری ام ! فرمودند : خوب کردی ، آمدی بنشین ! همین که نشستم ، چشم من وا شد . چون روز شد ، به سلام آمدم . تبسم نمودند و فرمودند که حافظ ! این راست است که در قیامت ، هر یکی - که صاحب گروه است - علم خواهد داشت که در زیر [۸۰ ب] او ، گروه جمع خواهد شد . حافظ ! دنیا گذران است و مردم را ذوق مرید کردن برای طمع و جاه بسیار شده لیکن کسی که به آن مراتب - [که] مرید باید گرفت - نرسیده ، بی حکم مرتبی خود ، مریدی می کند . همچو ماده سگ پیش خواهد شد و مریدان چون سگ ، بر عقب او خواهند بود ؛ و زور ولایت آنجا معلوم خواهد شد .

حکایت هژدهم

از صاحبزاده والا گهر منقول است که در موضع ملکوال ، حضرت شیخ حامد ، یکی از بزرگان وقت خود بودند . وصال ایشان شده بود و چهار پسر از ایشان مانده بود [ند] . اگرچه فاضل بودند لکن به چاشنی فقر آشنا نبودند . اتفاقاً نسبت کسی از خویشان حضرت شاه ، به خانه عبدالقادر - پسر کلان شیخ معزالیه - شده . و [به] ایشان تکلیف نمودند که در طوی ، حضرت شاه را هم بیارند . چون همراهشان تشریف بردند ، اول خود آنها به مسخره ای گفتند که نوعی حضرت شاه را بترساند . او به طریق [ی] - که وضع آنها است - چیزی گفتگو نموده ، بردهن کف آورده ، به جانب حضرت شاه

دوید. [چون حضرت شاه به سوی او نظر کردند] ^۱ به سر افتاده و قریب به مُردن رسید. باز التجا آوردند که یا حضرت! گناه این را معاف نمایند. فرمودند: برداشته، بپرید بهتر خواهد شد. و حکم به سرود کردند. چون سرود شد، میان نانو نام - از یاران [۸۱ الف] حضرت شاه - را ذوق شد و بیهوش افتادند و پسران شیخ معزالیه با کسان خود گفتند که به بهانه گرفتن دستهای فقیر [را] آنچه آنچنان [تاب] بدهید که استخوان بشکند. حقیقتِ حال معلوم می شود. چون حضرت شاه بد باطنی آنها را معلوم کردند فرمودند که این آزمایش چیست؟ در آتش بیندازید و یا شمشیر بزنید که حق و باطل ظاهر شود. باز رو به جانب هندال - که قوالِ خاص بود - کردند و فرمودند که یکان آوازه جانبِ خانه ای که از بالای بام بی بی های می بینند - بکن. همین که او رو را به جانبِ بام کرده، آوازه نمود، عورتِ عبدالقادر که بزرگِ قبیله بود - نام حضرت را گرفته، پارچه ^۲ ها را پاره کرده، بیرون برآمد. بد گوش هر که آواز هندال می رسید، نام شاه را گرفته، بیرون می دوید. در تمام محله شور افتاد. عزیزان - که استهزاء به فقراء می نمودند - همه جمع شده، به خدمت آمدند و گفتند که از ما تقصیر شده. در خویشها خوش طبعی می شود. برای خدا معاف فرمایند. حضرت تبسم نموده، فرمودند که میان عبدالقادر و عورتِ شما خود نام ما را گرفته است. بر شما چگونه حلال و درست خواهد شد؟ او التماس نمود که من و عوراتِ ما همه فدای حضرتیم، فاما اهلِ ستریم و سترِ ما فاش [نکنید]. فرمودند که سرود [۸۱ الف] را موقوف کنند. چون سرود موقوف شد، همه به حال آمدند. و نیز منع فرمودند که ما، اولاً هرگز کسی خویشی و نسبت نخواهید کرد. اگر احیاناً خواهند کرد، خطا خواهند خورد.

حکایتِ نوزدهم

منقول زبانی صاحبزاده [عنایت الله]: در صحیحِ حویلی سه درختِ شیشم بودند. حضرت در آنجا نشسته بودند. و من - در خُرد سالی - بازی می کردم. از زبانِ من برآمد که این درخت را من است و آن هم از من است. حضرت فرمودند که عنایت الله! همه درخت از شما [است] اما من کدام درخت می دهی؟ از زبانِ من برآمد که بابای من هر دو درخت که راست است، از من است و درخت [سبز] که کج است، از صاحب است. تبسم نموده، فرمودند که خوب! همچو باشد. همچون است. آن دو

۱ - مستفاد از رساله میرزا احمد بیگ است.

۲ - دراصل: پرچه.

درخت - که از خود گفته بودم - باد توند وزید ، افتادند و درخت [سی] که کج بود، ماند^۱ . [فردا دیدم که] نشسته اند و من بازی کنان آمدم . فرمودند که عنایت الله ! درختهای شما چه شدند؟
و نیز از قاضی محمد خوشی کنجاهی

حکایت بیستم

منقول است که روزی عینِ تابستان ، سرو پا برهنه ، ایشان سوار بودند و من پیاده ، در ریگستان می رفتیم . ریگ چنان گرم بود که اگر دانه [می افتاد] ، بریان می شد . به همون راه روانه شدند . احوال پای ما [کذا: من] به جایی [۸۲ الف] رسید که دود از چشمهای ما [کذا: من] برآمد . روی به جانب من کردند و فرمودند که میان خوشی ! پای شما سوخته باشند؟! گفتم که به حضرت روشن است . فرمودند که پاپوش من بیوش . عرض کردم که پاپوش حضرت نمی پوشم . باز ارشاد شد که بیا ، عقب من سوار شو . عرض نمودم که یا حضرت ! اگر تمام بدن من در جلوی حضرت بسوزد ، سعادت دارین است . این بی ادبی از غلام نمی شود . باز فرمودند که گنجک زین اسب ما بگیر .^۲ همین که شکار بند اسب گرفتم ، گویا تمام ریگ سرد است . همین که پای بر ریگ نهادم ، سردی او بر بدن من اثر کرد .

و نیز قاضی رضی الدین ظاهر نمود که مرا احوال به جایی رسیده که آرام از دل برفت . در سوزش محبت محب بودم و رعایت خاطر قبله گاهی هم بسیار بود . ایشان را خدمت قضا و نظر [بر] این که اگر فقیری شود ، احوال خوشی محمد چنان خواهد شد ، این هم از کار دنیا خواهد رفت ، همیشه مرا از آمدن به خدمت منع می کردند . چون فقیر به ملازمت آمده و خطر در خاطر من گذشت که اگر حضرت توجه فرمایند و من گرفتار به آزار شوم که پدر و مادر من از من ناامید شوند؛ و به رضامندی مرا بگویند که بروید . آنحضرت از خطر من آگاه شدند و فرمودند که میان رضی ! تصدیعه می بینی . باز در دل من [۸۲ ب] گذشت که اگر زیارت میسر آید ، تصدیعه قبول است . تبسم نموده ، فرمودند که برو . من چون رخصت شده ، به کنجاه رسیدم ، از بر من [جاری شد که گویا چیزی را در کانون سینه من گذاشته اند که هرگز اشتها نمی شد و بجز آب از حلق من]^۳ چیزی فرو نمی شد . و آخر

۱ - دراصل درخت کج که ماند ، چون فرو آمده ، !!

۲ - دراصل : که ،

۳ - عبارت داخل دو کروشه [] در نسخه نیست از رساله احمد بیگ نقل شده است .

کار به جایی رسید که از چارپای جنبش کرده نتوانستم . پدر و مادر من هر دو طیب آوردند . هر چه وقوف طیب بود ، کردند . همه برعکس می شد . دیگر طیب آمد و نبض مرا دید و گفت که الحال هنگام دارو نیست . بعد از دوسه روز دوا می کنم . ایشان از گفته او نا امید شدند . و مرا دوق دیدن حضرت بسیار شد . همون [شب] به خواب دیدم که فرمودند که میان رضی ! الحال بسیار شده ، بیا! چون بیدار شدم ، به والده خود گفتم که اگر زندگانی ما مطلوب است ، به رضامندی ، مرا به جناب حضرت شاه روانه نمایید و الا مختارید . پدر و مادر من رضامند شدند که زندگانی [تو] مطلوب [است] . ما ترا به غلامی حضرت شاه می دهیم اگر زندگانی تو شود . گفتم که مرا رخصت به خدمت حضرت شاه نمایید . همه راضی شدند و در جستجوی پالکی شدند . من گفتم که اگر به جانب حضرت ، مرا می فرستید ، احتیاج پالکی نیست . بر اسب خواهم رفت . آنها گفتند که احوالی تو از این آزار زیور شده ، چگونه بر اسب سوار می شوی ؟ گفتم که شما چه می گوید . من دائم ، آنها فرمودند : احتیاج در این ساعتی نگذشته بود که آروغ آمد به نوعی که چیزی آمده در حلق پیدا شد [۸۳ الف] و بیرون آمد . آمد . بیطافتی در من شد . مردم این احوال دیده و گفتگوی من شنیده . حمل برین کرده اند که در مُردن است . و در حالت مُردن بعضی ها گفتگوی می کنند و الا این می گوید که بر اسب سوار می شوی . باز ساعتی گذشته بود که آروغ آمد و باد از اندرون من برآمد و همین که بد و آری سینه من را در اثر [ای] از آن آزار در جسم نماند . چون پدر و مادر من اسب تیار کردند ، من گفتم که بر اسب تیار کنید . پیش اسب بپرید . بُردند و در خود قوت دیگر دیدم و گفتم که مرا سوار بکنید ! همین که اسب جلو اسب را گرفته ، راندم . مردم حیران شدند . و مراقبت ، ساعت بد ساعت زیاده من سوار خدمت رسیده . به شرف دیدار فیض آثار مُشرف شدم . تبسم نموده ، فرمودند که بیای و اسب تصدیعه کشیدی . من قدمبوس کردم و نشستم . فرمودند که نان برای خوردن بیارید . شخص که نان مزدوران موجود است - و آن نان پاو بالایک آثار پخته را دو نان می پزند . فرمودند که بیارید . بدهید . وقتی نان رسید ، از زبان مبارک فرمودند که میان رضی ! نان رسیده ، حیرت من خوردن من مرا خورانیدند . باز کشتی با چوب در دریا آمده بود که برای کشیدن او خود تشریف [۸۳ ب] فرمودند . و من همراه ، چون به آب دریا رسیدم . مردم [با] ریسمان ، چوب می کشیدند و بر کمره [من] فرود آمد . مرا نیز فرمودند که به دریا در آمده ، با یاران زور بکن من نیز شریک به یاران شدم .

و نیز از قاضی رضی الدین منقول است:

حکایت بیست او [یکم]

که چون میان خوشی - به موجب حکم - پیش میان حسام الدین رفته . چنان [که] معلوم شد که حضرت خود فرمودند که میان ! شما را بهره از میان حسام الدین مجذوب - که در هزاره اند - [نصیب است] . آنجا رفتند و بهره مند شدند . و مهربانی حضرت شاه بر من زیاد دیدند . از غیرت ، پیش میان حسام الدین شکایت کردند که از ایشان به فقراء ضرری رسید . شب به خواب بودم که میان حسام الدین به صورت مهیب آمده ، دست مرا گرفته ، به هوا شده . چنانچه نزدیک به آسمان رسیدم ، جانب کوه روان شدند . چون من خود را به این حال گرفتار دیدم ، توجه به جانب حضرت شاه کردم که ناگاه از آسمان همچو شاهباز رسیدند . و نظر میان حسام الدین بر ایشان افتاد . مرا گذاشته ، رو به گریز نهاده . پاره ای راه حضرت شاه او را رانده ، به نزدیک من رسیده ، فرمودند که عقب گریخته نباید رفت . و رو به جانب فقیر کرده ، فرمودند که اگر استاده می شدی ، احوال خود را می دیدی . خوب ، او خود رفت . [۸۴ الف] خواسته بودم که او را از بالای خانه - که مراد از مرتبه باشد - بپردازم لیکن وی را معاف کردم . یک نهال نشانده بودم ، او را از بیخ برکنده برتافتم که بعد از این کسی عقب نماند . باغبان پسری بود که او را میان حسام الدین تربیت کرده بود ، او همون شب از عالم رحلت کرد و در جمعیت میان حسام الدین خلل شد لیکن مرتبه او به حال ماند . چون بیدار شدم ، روانه به خدمت گشتم و شرف قدمبوس حاصل شده . فرمودند که همین روز که با یاران ما زور می انداخت ، یار خود را به باد داد . چون میان رضی جیو بعد این مقدمه ، به خانه آمدند ، احوال میان خوشی دگرگون شده دیدند . پیش فقراء آمده ، التجا نمودند که میان رضی الدین ! من نمی دانم که از من چه تقصیر واقع شده . همین که شب به خواب می روم ، چه می بینم که پای مبارک آنحضرت بر سینه من [می] آید و زور می کند و استخوان سینه من آواز می کند که گویا می شکند . من خود از حقیقت واقف بودم لیکن ظاهر نکردم . روز به روز احوال او شان زبون شدن گرفت و پیش من عجز نمودند که میان رضی ! من می دانم که زندگی من محال است . شاید که - شما اگر بگویید - مهربان شوند . من تغافل می کردم . چون به قبله گاه التجا نمودند ، ایشان گفتند که به برداران بی حرمتی و بی رحمی [۸۴ ب] چرا است ؟ فقیر گفتم که آنچه برادر من به من کرده بود ، من می دانم ، لیکن شما فرموده اید ، می روم . چون مرا اراده رفتن شد ، به

۱ - در اصل : «می کنند» که زاید به نظر می آید .

خواب فرمودند که میان رضی! تو برای شفاعتِ این نخواهی آمد. من توقف نمودم. لیکن قبله گاه را آن قدر به جد کنانیدند که ایشان به فقیر باز فرمودند که فلانی! اگر تو نمی روی، من آزرده خواهم شد. لاچار، فقیر از امرِ قبله گاهی ناگزیر شد. به خدمت رفتم. چون به حضور رسیده، رو به رو شده، خواستم سلام کنم. رو به جانب من گردانده، نشنیدند. هر چند خواستم که سلام بکنم، رو به جانب من نکردند. آخر صاحبزاده میان محمد هاشم عرض نمودند که میان رضی سلام می کند. [فرمودند] که چه می کنم که سلام می کند. خلاف امر می کند و باز آمده، تصدیقه می دهد. مرا حالتِ رقت روی داد که به گوشه [ای] رفته، افتادم، و گریه من به حدی رسید که تمام روی من از اشک که بر زمین افتاده بود و از بی تابی که روی به خاک می مالیدم، تمام چهره من گل آلوده شد. بعضی یاران، احوال مرا دیده، به خدمت عرض نمودند که احوال میان رضی به جایی رسیده که هلاکت شود. این را شنیده، بر سر من آمدند. احوال مرا دیده، از راه کرم فرمودند که برخیز! من می دانم که تو منصب داری، اگر چه در آن کرم کرد. خیال مرا نمی گذاری. من خود در سوزش [۸۵ الف] بودم و دانستم که برین کرم آمده. من فرمودم که یا حضرت! حوصله ما معلوم است [که در رفتارِ نفس و هواییم]. اگر حضرت تصدیر بفرماید، زهی مشکل، به جز فضل و کرم جانر نمی توانیم شد.

بیت

گناه من از نامدی در شمار ترا نام کسی برودی مبرند

آخر از سرِ تقصیر در گذشتند و مهربان گشتند.

و نیز از قاضی [رضی الدین]

حکایت بیست [و] دوم

منتقول است که: یک روز مرا ذوق دیدن دیدار حضرت شد. از حسیه بیرون آمدم و در راه بسیار بود و وقت کم. چون چند گروه رفتم، شب شد. و در راه، بعضی حقایق خواب من را در جایی که ذوق نماند، خوف را چه مجال که گرد آید. و یک جابر سر را بیهوش کرد که بسیار بود. کس در نظر من آمدند: یکی از پیش و دیگر از پس پیشینه، عقبیه را گفت که ما، هیچ مکتوبی نداریم.

خاطر خطور آورد لیکن همون ساعت رفع شد. چون به خدمت رسیدم ، فرمودند که میان رضی ! آن دو کس که به شما ورخورده بودند، که ها بودند؟ فقیر عرض نمود که به حضرت نیکو ظاهر است. فرمودند که به دست اندازی آمده بودند، لیکن چه مجال که گرد تو بگردند. فقیر را اینقدر فرمودند لیکن این معلوم نشد که بر آنها چه روی داد شد. از سرکار من گذشتند. و کسی را این مجال نبود که به حضور . سخن تکرار کند.

[۸۵ ب] حکایت بیست و سوم

منقول است از حافظ معموری جیو - سلمه الله ، که خویش حضرت شاه اند :- من همراه بودم که روزی میان جیون حجّام - از یاران قدیم حضرت شاه - التماس نمود که مدّت شده به جانب باهوکی که سکونت میان جیون جیوهم در آن موضع بود - تشریف فرمودند. و طریق میان جیون جیو بود که قطعه زمین از زمینداران گرفته، کاشت می کردند. اگر از آن چیزی نفع می شد ، به سرکار می رساندند. [به] آخر التماس او قبول شد. [به] موضع باهوکی - که از درگاه دو گروه است - تشریف بردند. چون وقت شام شد، کارنده های آن قطعه زمین عرضی نمودند که در زراعت موش بسیار شده ، و زراعت را ضایع می کنند. شنیده ، خاموش ماندند. چون چند گهوی نگذشته بود که پارچه ابری پیدا شد. قدری باران بارید [ن] گرفت. و آن قطعه از موضع نیم گروه - کم و بیش - بود. چون فردا، کارنده رفته ، چه می بیند که تمام قطعه پُر از آب است. و تمام موش مرده افتاده اند. آنها خوشوقت شدند و حقیقت باران عرض نمودند که یا حضرت! باران به حکم الهی و توجه آنجناب به وجه احسن شد. اگر یک مرتبه قدم مبارک در کشت بیندازند، برکت هم شود. قبول نموده ، روانه شدند. [چون] که وقت نماز عصر تنگ بود ، فرمودند که آنجا رفته ، نماز خواهم خواند. چون [۸۶ الف] راه دور بود و از تنبید نماز حضرت واقف بودم لیکن هیچ ممانعت عرض ننمودم. لحظه به لحظه به طرف [آفتاب] می دیدم. چون بر آن قطعه رسیدند و گرد آن قطعه سیر می کردند و کارنده ها موش مرده را می نمودند، از زبان میان جیون برآمد که تهیّه نماز باید کرد. فرمودند که [در] موضع رفته ، خواهم خواند. میان جیون دریافت که حقیقت دیگر است. از گفته خود پشیمان شده ، نگران آفتاب بود. سیر کنان ، آهسته آهسته به موضع رسیدند. و آفتاب جایی که بود ، همانجا استاده بود. از جای خود یک جو تفاوت نکرده بود. نماز گذاردند. چون از نماز فارغ شدند، رو به جانب میان جیون کرده ، فرمودند که میان

جیون! بنده‌های الهی اند [که] اگر آفتاب و مهتاب را حکم کنند که استاده باش، چه مجال دارند که از جای خود بجنبند.

حکایت بیست و چهارم

منقول است از صاحبزاده میان تاج الدین - که نواسه حضرت شاه اند - که : به وقت شب ، حضرت شاه در استراحت بودند و یاران نشسته ، از زبان مبارک بر آمد که نرنید و دست مبارک برداشتند . یاران متعجب شدند . چون روز شد ، یاران التماس نموده ، حقیقت را بیان کردند . فرمودند که بعد چندی معلوم خواهد شد . چند گهری نگذشته بود که سواری از دور نمودار [۸۶ ب] آمد . جیون نزدیک آمد ، معلوم شد که شهمیر نام چودھری - که در موضع پاندووال می باشد - آمده ، ملازمت نمود . فرمودند که چودھری ! به خیر گذشت ! عرض نمود که تصدق حضرت ، جان بخشی است و بفرمود کرد که من امشب در خواب بودم که دشمنان به قصد کشتن من آمدند و تدبیر نمودند که یک تیر چهل و پنجاه کس بر موضع تاخت نمایند و مردم را عقب پشت خود گرفته ، برانند و من حسین را در راه مرا گرفته ، استاده شدند و گفتند که این مردانه است ، بی ملاحظه خواهد برآمد . من و یاران من می رویم ، چون در موضع شور افتاده و مردم موضع خبردار شدند ، و آنها که بر موضع حاضر بودند ، عقب خود ، مردم را گرفته بردند . من برخاسته ، سوار شده ، بیرون به موضع برآمدم ، فرمودند که به کدام طرف مردم رفتند . همان دشمنان که به کمینگاه بودند ، فریاد کردند که این حسین است . مردم خود دانسته ، همانجا رفتم . چون میان آنها در آمدم ، از هر جانب نیزه و شمشیر گریز کردم . حمله آوردند ، بی اختیار از زبان من نام حضرت شاه برآمد . دیدم که آمده ، حصار من را دیدار مبارک به نظر در آمد ، مرا از خود خبر نماند . بعد از ساعت به هوش آمدم . بر در حصار دیدم ندانستم [۸۷ الف] که آنها را که راند و مرا خلاص کرد . چون یاران این متذکره را استاده شدند ، سبب برداشتن دست این بود .

نقل بیست و او [پنجم]

از صاحبزاده شاه هاشم دریا دل نقل می کردند که : در خرد سالی - چون بر من سننت کسی بود - نزدیک بر چارپای می خوابانیدند . اتفاقاً خود به پاندووال تشریف بردند . که از درگاه دور در خرد

است - و شب ، از من لحاف دور شد. و مرا سردی رسید. به عادتِ قدیم از زبانِ من برآمد که بابا! بر من لحاف اندازید. لحاف را بر من انداختند. چون فردا برخاستم، این وسواس به خاطر داشتم که همان روز تشریف فرمودند. چون من قدمبوس کردم ، فرمودند که میان هاشم! شب سردی خوردید که می گفتمی بابا بر من لحاف اندازید؟ آن زمان دانستم که ایشان بودند که به دستِ مبارکِ خود لحاف بر من انداختند.

نقلِ بیست و ششم

منقول است که دریا غلبه نموده و به جانبِ موضعِ روی آورد. و هر روز صد دو صد گز زمین می غلطانید. و در آن اثنا، حضرت در ساختنِ مسجد بودند و مردم در پریشانی که دریا قریب رسیده. چون از غیرتِ شاه واقف بودند^۱، شخصی را گفتند، به خدمت آمده، ظاهر نمود که شاه جیو پسرِ عبدالسلام که آن طرفِ [۸۷ب] دریا، در موضعِ کیلیان واله^۲ می باشند - بر دریا آمده، آفتابه را به دستِ خود پُر کرده، فرمودند که الحال دریا این جانب نمی آید. چون او نقل کرد، فرمودند که شاه جیو همچو گه^۳؟ او گفت: چنان است! فرمودند: خوب، هم خواهم دید. اتفاقاً عبورِ حضرت به آن سمت در موضعِ رکنهان شد. چون برکنارهٔ دریا رسیدند، میان صدرالدین و یاران که همراه بودند، از میان صدرالدین پُر رسیدند که آنجا کدام است که دریا پهلو زده به جانبِ موضعِ مایان می رود؟ آنجا را میان صدرالدین نشان داد. و از آنجا یک شاخِ دریا برآمده بود که در طغیانی در او آب می آمد. از میان صدرالدین پرسیدند که اگر، میان، دریا در این شاخ بیفتد، از آنجا می ماند. چون میان صدرالدین مرضی دان بودند، دانست که مرضی بر این است. فرمودند که دریا در این ناله^۳ افتاد. و باز تکرار کردند. او همچنان گفت. چون سه مرتبه تکرار کردند، فرمودند که یاران! میان صدرالدین محمد همچو می گوید، چنان خواهد شد.

باز به این سمت تشریف آوردند. چودهری مَهمان در آن وقت دوازده محل بنا کرده، آمد، التماس نمود که یا حضرت! دریا قریب رسید فرمودند که ما هم مسجد می سازیم چون نالِش مردم را

۱ - دراصل: نبودند.

۲ - دراصل: کیلانواله.

۳ - ناله یعنی شاخهٔ رودخانه.

بسیار شنیدند، روزی فرمودند که سیر دریا باید کرد، چند یار همراه شدند، چون به آنجا که زمین [۸۸ الف] می غلطید - رسیدند، زمین از سه جا چاک شد، برکناره رفته، پا دراز کشیدند، و کسی را از یاران - فرمودند که از چاکها هر کدام که بیفتد، باز ما را خبر خواهی کرد، عرض نمود که حضرت! یک چاک افتاد، باز به خواب شدند، ساعت [ی] گذشت که چاک دیگر افتاد، او باز عرض نمود، خاموش ماندند، چون چاک دیگر افتاد، او عرض نمود، برخاستند که حکم تا همین بود، آمده، برگزیده نشسته، نهالا نام قوم مانگت و کهیون نام بافنده را فرمودند که در آب در آمده بنند، که اینجا چشم آب است، آنها گفتند که اینجا غرقاب است، در این در آمدند، پاره راه آب بازی کردند، بی ایستادن - زمین رسید، قدری [بر] زمین رفتند که همه پایاب است، باز آنها را فرمودند که بیاید، چون آب برگشت، جایی که ایشان آب بازی کرده، رفته بودند، آب برابر کمر آنها آمد، در طرفه العین چنان شد که کسی چیزی را گرفته، از یک جا به جای دیگر می اندازد.

چون از این مقدمه چند سال گذشت، و دریا در زیر موضع مہاراج رفت، و همه مردم از آن مقدمان و چه از غیبان - بندگی در خدمت داشتند، التجا نمودند: قبله گاه! دریا به موضع مہاراج - زیر موضع آمده است، و بیله - که چراگاه مویشی ما بود، همه به این جهت رفته، در آن موضع هر چه رضا، فرمودند که نصف بیله از شما و نصف اینجانب، همون سال، در - در موضع مہاراج موضع روان شد که نصف چراگاه این طرف و نصف به آن طرف، و تا حال دریا در موضع مہاراج - و من بعد از این، اکثر مردم کیلیان و اله - که شاه جیو در آنجا سکنت داشت، و در آنجا ملازمت مشرف شدند، و از این موضع، یک کسی اخلاص به شاه جیو داشت، و در آنجا ملازمت بودند و مردم از پجاوه خشت می آوردند، برای مسجد - که همان شخص سواره بود، و در آنجا نام مانگت و بعضی اخلاصمندان - که مشغول به کار بودند، از او پرسیدند که من قسم می دهم که اگر او گفت که نذر شاه می برم، از زبان یکی برآمد که حیف است، از اینجا در به جای بیاید، و در آنجا سخن به سمع حضرت رسید، آن شخص چند قدم نرفته بود که یک نمدت بر او رسید، و در آنجا جانب چپ بر وی رسید که بر او القاء شد که قند را به خدمت حضرت شاه بر آورد، و در آنجا گذرانید، فرمودند که یاران می خواستند به آن حصه نمایند، بر همه قسمت نمودند.

نقل بیست و هفتم

روزی، حضرت نشسته بودند و مزدوران به کارِ گلِ کارِ مسجد بودند و ^۱ نجارِ چوبِ کلان را آره می کرد. و در آره کشی سرگرم بودند. و چوب پارچه را در میان آن می زدند که و ابماند، اتفاقاً پایان آمده سر در میان هر دو چوب کشی انداختند - و آن چوب میانگی را مضبوط می ساخت - که یک بار آن چوب [۸۹ الف] از میان این هر دو پاره چوب برید و این هر دو چوب با خود جمع آمدند و سر این در میان آمد و آویزان بماند. چون مردمان دیدند و آن چوب را در میان آن چوب بکوفتند، سر این خلاص شد و این از بالا افتاد و سرش پاش پاش شد. همچو پهن گشت و مغز از بینی و گوش این بر آمد ^۲ که حرکت در اعضا نماند. چون غوغا شد، حضرت پرسیدند که چه شور است؟ مردم حقیقت را بیان نمودند که فلان نجار به این سبب جان به حق تسلیم شد. خود برخاسته، بر سر آمدند، و سر او را به دست مبارک خود گرفته، درست ساختند و چوب باریک گرفته، در شکاف بینی و گوش او انداختند و فرمودند: برداشته، این را به خانه ببرید! به خواهد شد. آخر در اندک روز فرصت [کذا: صحت] یافت و تاشش و هفت سال دیگر بزیست.

نقل بیست و [و] هشتم

منقول است از صاحبزاده میان تاج الدین که: استاد احمد نام معمار مسجد بود. او از بیوقوفی چوبهای مسجد را از بیجا برید. چون حضرت آمده، نظر انداختند، گفتند که این کار چرا بیجا کردی، نمی ترسی مبادا سر تو همین قسم آره شود؟. ساهن پال چودهری حاضر بود. دانست که این کار شد. عرض کرد که صاحب و قبله! دوازده محله من ناتمام است، و در باب او این چنین بر آمده. فرمودند که تا ساختن [۸۹ ب] جای تو خواهد ماند. هر چند او کار را به طول انداخت لیکن روزی که کار [تمام] شد، به خانه آمد و از سر او آواز آره - چنانچه چوب آره - آغاز شد. در چند روز جان به حق تسلیم شد.

۱ - در اصل: که .

۲ - م: برآید.

نقل بیست و نهم

روزی در خدمت فیض درجتِ هادی دارین، کعبه کونین حضرت شاهِ والا جاه از اخلاصمندان، عزیزِ ، از لشکرِ ظفر اثرِ عالمگیر پادشاه رسید. اسم آن عزیز محمد امین بود. نقل کرد که من خرد سال بودم و قصد خواندن به لاهور کردم که ناگاه دیدارِ مبارک آمده، بر من متجلی شد. من بی اختیار شده، برخاستم. چون به آبِ دریای [کذا] راوی رسیدم، بارانِ الهی شد، و آب به آن طغیانی آمد که کشتی - از ملاحظه - ملاحان نمی انداختند. من یک نیمه داشتم، او را بر آورده، بالای سر بسته، و خود را در دریا انداختم که تا سرایِ هندیان در آب آمدم. چون از آب برآمده، داخلِ سرای شدم، یک بهتاری بر من مهربان شد و پارچه های مرا شپلیده و مرا تمام شب جایی گرم خوابانید. و صبحی مرا رخصت کرد. چون بر دریای چناب رسیدم بی وقت بود. و دریای چناب به طغیانی می آمد و در تمام روز، یک بار کشتی می رود. لاکن به سبب چودهری و ساوه خان اگرچه ملاحان گفتند که بی وقت است، او قبول نکرد - کشتی در دریا انداختند. ملاحان قصد بسیار نمودند. چون به آن کسره نزدیک رسیدند، آب زور کرد و کشتی را باز در میان [۹۰ الف] بُرد.

بیت

شب تاریک [و] بیم موج [و] گردابی چنین هایل کجا دانند حال ما سبکسازان
 چون کشتی در میانِ موج آمد [د] و پاره شد، تمام مردم در افتادند. چه می بینم که آب کمر من
 صبح در آن قعرِ دریا استاده ماندم. چون صبح شد، کشتی [ای] از غیب پیدا شد. ما را بر آن کشتی
 کرده، نزدیکِ موضعِ ساهنپال آورده. فر [و]د] آمدم. و حضرت شاه به دولت خدایه تشکر فرمودند
 [فرمودند] که شخصی از اخلاصمندانِ ما می آید. در آن اثناء مایان آمده، رسیدیم، جمیع پادشاهان
 مردم فقراء را قدمبوس نمودیم. و دیگران را خود رخصت کردند و مرا فرمودند که در دستهای
 چرا آمدی؟ من حقیقت تمام به خدمت ظاهر نمودم که دیدارِ مبارک مشاهده شده، از آن سبب رخصت
 شده، آمدم. فرمودند که تو خود آمدی لیکن مرا تصدیقه دادی. کشتی آنجا که نسکست، رسیده آنجا
 بود و به وقتِ صبح، کشتی از کجا رسید که شما را بر آورد؟ آخر در آن اثناء، شخصی ننگی آورده،
 گذرانید. و در دلِ من گذشت که پارچه ندارم، اگر عنایت بکنند، پوشم. به من عنایت فرمودند و گفتند،
 که تو هر جا که خواهی ماند، ما ممد تو خواهیم شد برو. رخصت فرمودند. چون آنجا رفتم، نوکری
 پادشاه و قرب نصیب شد. از آن وقت، الحال باز آمدم. و در جمیع اوقات ممد و معاون بودم.

نقلِ سی ام

منقول است از شیخ جمال و جلال - که صاحب باطن بودند - [۹۰ ب] ظاهر می نمایند که چون از تحصیل فارغ شدم و مشغول به درس شدم ، مرا ذوق دیدار حضرت شاه شد. رفته ، به مسجد فرود آمدم . چون به نماز تشریف آوردند، همه همراهان ما خوابیده بودند. من بیدار بودم . نام مرا گفتند. من لبیک گفته ، برخاسته آمدم. و نزدیک من نشسته ، فرمودند که فلانی ! چرا آمدی ؟ و چه می خواهی ؟ مرا رعونت علم رهنمی کرد. گفتم که یا حضرت ! الحال برای زیارت آمدم . مطلب دیگر ندارم . سه مرتبه تکرار نمودند^۱ از زبان من همین برآمد. برخاسته، رفتند. تا حال آن افسوس از دل ما نمی رود.

هم از ایشان منقول است که بعد از وصال ایشان ، مرادو چیز در خاطر خطور می شد که: یاران ایشان که حال می کنند، چه رو می دهد ؟ و دوم آن که : ایشان با وجود این کمال، به سرود رغبت دارند. اگر این معاینه شود، تسلی من گردد. در آن اثناء ، صاحبزاده میان نصرت الله - برای طالب علمی پیش ایشان بودند که شب ، ایشان را در خواب، ملازمت میسر آمد. چه می بیند که حضرت با چندی یاران در جایی نشسته اند و من حاضرم و همه در سکوت اند که از زبان یکی از یاران برآمد: «الله هو».

تمام مجلس را حال شد و مرا هم حال شد لیکن شک سرود در دل [۹۱ الف] داشتم که شب به خواب می بینم که حضرت بر اسب سواراند . و در هوا استاده اند ؛ و من بر زمین استاده. التماس نمودم که یا حضرت ! آروزی قدمبوس دارم. فرمودند که میان تقی ! می خواهی که پیش ما بیایی ؟ شخصی در پهلو پیدا شد. به او فرمودند که سارنگی نواخته ، چیزی بخوان. همین که او آغاز^۲ سرود کرد، مراقوت شد که خود را به هوا برم و قدمبوس نمایم. فرمودند که فرزند من پیش تو می خواند، از او باخبر باش ! این نقل را پیش صاحبزاده نموده^۳ فرمودند که برای شما بر ما تأکید شده، شما طعام مدام همراه ما می خورده باشید. و از آن روز صاحبزاده را بسیار اعزاز می کردند. و این هر دو انکار از دل ایشان دور شدند. و می گفتند که عزیز دیگر را خود نمی گویم لیکن از یاران حضرت شاه که^۴ سرود می شنوند، نوشته می دهم که بر ایشان حلال است .

۱ - دراصل : نمودم .

۲ - دراصل : آواز .

۳ - دراصل : نمودم .

۴ - دراصل به تکرار .

ای یار! اگر در نوشتن مناقب حضرت شاه شوم، عمرها بگذرد و تمام نشود، لیکن برای سعادت خود، دُری چند در سلکِ آن نونِهاَل [کذا] سُفتم.

بیت

کجا طاقتی، وصفِ آن دُر کنم شوم خاک، در دیده، آن دُر کنم

نقل سی و یکم

در وفات آنحضرت: به تاریخ پنجم شهر ربیع الاول سنه ۱۰۶۴، یکهزار و شصت و چهار هجری بود، از دارفانی به دارِ باقی رحلت فرمودند. و مزارِ شریف متصلِ کُوت ساهنیال، غرب رویه واقع شد. تاریخ وصال [۹۱ ب] آنحضرت، از شهرستانِ عدم بد کشورِ وجود، بدینگونه جلوه گر ساخته.

بیت

وفاتِ شاه بُرده عقل و از هوش شدم در حیرت و فکرم به افسوس

گفت هاتفا را نداری هیچ باک هست تاریخ وصالش خاتم پاک [کذا]
اگر چه جمع نمودن [احوال] همه [یاران] محال است لیکن ذکرِ خلفاء الراشدين [همه]
ایشان گمراهانِ بادیه ضلالت را حصولِ اصول شده و تا ابد الذهر خواهد شد. و دیگر از جمله
یاران که معروف و مشهوراند و هادی حق الله اند، شمه [ای] از ذکرِ ایشان سست [تحریر]
می یابند.

بیت

زیک گل، صد چمن بشگفت، گلزار این چنین باید نگه گلدسته ها بربست، رخسار این حسین باید

حالتِ چهاردهم

در بیانِ مناقبِ حضرت میان صاحب
میان پیر محمد جیو سچیار، پر از عشق و نار

وَ لَوْ لَمْ تَمَسَّهُ نَارُ [۲۴/۳۵] نُورٌ عَلَى نَورٍ وَاقِعٌ اسْت. یهدی الله لنوره من یشاء [۲۴/۳۵] که آنحضرت در عرف شرف گکهر اند. و در خدمت فیض درجت، بندگی شیخ المشایخ، قدوة الکاملین، زبدة الواصلین، هادی شریعت، پیر طریقت حضرت حاجی نوشاه صاحب جیو مشرف شدند و بهره مندی از عالم معنی حاصل نمودند.

و اکثر یارانِ نوشه صاحب، مجذوب و صاحبِ سکر اند. چنانچه در این دیار بسیار کس از آنحضرت، به درجه عرفانِ کامل و خیلی به مدارجِ صدق [و] محبت و وصول یافتند، لیکن این سلسله علیه - الی یومنا [هذا] - از همین [۹۷ الف] دو صاحبان [کذا] جاری است که مشهور و معروف اند: یکی میان عبدالرحمن جیو [که] در موضع بهری سکونت پذیر بودند، لیکن آن عاشقِ حقیقی نیم سالک، گاهی در حالتِ سکر و گاهی در صحو. قال النبی - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - : لِي مَعَ اللهِ وَقْتُ لَأَسْعِنِي فِيهِ مَلَكٌ مُتَرَبِّبٌ وَ لَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ .

بیت

گهی بر طارمِ اعلیٰ نشینم گهی بر پشتِ پای خود نبینم

و به قول شیخ احمد :

ابیات^۱

بر سرِ بازارِ صرافانِ عشق زیرِ هر داری دکانِ دیگر است

عقل کی داند که این رمز از کجاست این حکایت را بیانِ دیگر است

و یارِ دوّم یعنی مرشدِ کامل، مرتبی اکمل حضرت میان پیر محمد جیو در نوشهره مغلان اقامت داشتند که سکر را در جذب حل کرده اند و گمراهانِ بادیّه ضلالت را، چراغِ هدایت بر راه افروخته و

۱ - دراصل : غزل.

جانبازان بساطِ معرفت را پروانهٔ مشتاقِ جمالِ معنی آرای خود گردانیده.

ابیات^۱

هست در معنی چو از یک آب [و] گل لیک در صورت دگرگون آمده
در لباسِ حسن آن لیلی و شان در لباسِ عشق مجنون آمده

و پاسِ شریعتِ غرّا بسیار دوست می داشتند، و لباس هم شرعی می پوشیدند. چنانچه گاهی دستار و گاهی کمر بند و عمامهٔ هفت پله و پاجامه و چهار پخته و بالا پوش خادر. لیکن یوشاک سفید [۹۲ ب] دوست می داشتند. و میلانِ طبع حضرت به کمبل سفید [بود] و ادب و تعظیمِ کامل زیاده از حد می فرمودند. و موی سر می تراشیدند؛ و تسبیح هم بداشتند. و علی الدوام در مراقبه مشغول به پاسِ انفاس و به تصوّرِ مرتبی خود چشم بر هم بسته، می نشستند. وقتِ تلقین کسی یا در هنگام آمدن کسی نظر می گشادند. و یارای آن نبود که بالمواجه آنحضرت کسی اسمِ الله بگوید. می فرمودند که: «سواي تعظیم، نام خداوند خود گفتن و بر زبان راندن کمال بی ادبی است. من طالبانِ خود را بر سر گرفته، می برم و ایشان بر زمین افتاده می شوند. لیکن اکثر اوقات از ذکرِ الهی مانع نمی آیند. و فی الواقع به توجّه باطنی، خفی است و ظاهر جلی است لیکن اسم باری ظاهر نمی شود. و اگر کسی می فرمودند که میان! گرسنه نباشید چرا که انبان تهی، رنگِ خوب نمی گیرد. و سواي سماعِ شریفِ کاری دیگر نبود. و پاسِ شریعت این قدر بود که روزی زانوی آن حضرت برهنه شده بود. و خود گفتند که چرا ستر نکردید؟ در این حالت اگر کسی بیند، خواهد گفت که خلافِ شرع است. و وفاتِ این خادم الفقراء، مبادا که این رسم در یارانِ ما باقی ماند.

بیت

شریعت را مقدم دار اکنون طریقت از شریعت نیست بیرون

و کمبل را زیر فرش نمی انداختند، برای ادب، به جهتِ آن که گاه گاهی حضرت [۹۳ الف] عمامه رضی الله عنه - برای ملامت خلق پوشیده اند. و نیز آن سرورِ آخر الزمان صلی الله علیه و آله و سلم را از جنابِ ایزدِ منان، ردای مبارک - از قسمِ پشمینه مرحمت شده بود. و بعضی [می گویند] که ردای مبارک از پشم آن گوسپند بود که عوضِ حضرت اسماعیل^۲ قربان شده بود. و بعد از آن در سلسله

۱ - دراصل: مثنوی.

۲ - دراصل: ابراهیم.

ملامتیه همین لباس در پیش کردند که حضرت شاه سلیمان جیو و حضرت نوشاه صاحب جیو - قدس سره ... پوشیده اند. و فقیران این سلسله مشهور به این لفظ گردیده اند که «فقیرانِ بهوری والا»^۱.
 نقل است در محافظتِ سماع که: روزی آن حضرت با جمعی [از] یاران مشغول به آهنگِ سرود شدند و هیچکس را لذتِ نغماتِ سرود دست نداد. فرمودند: «در این جا کسی نامحرم است.»
 یاران عرض نمودند: «نخیر.» باز فرمودند که پارچه بر کسی نامحرم باشد. تلاش کردند. آخر الامر چون معلوم گردید کفشِ فقیری به یک ناآشنای بدل شد [ه] بود. آن پاپوش را عوض معاوضه کردند. بعده، حاضرانِ مجلس را رقتِ قلبی رو داد. این هم [به] سببِ پاپوش بود، الا آنحضرت در همه وقت بر استحضارِ حالت و وجد حاکم بودند. چرا که در این وقت هم فقیرانِ آنجناب صاحبِ حالت و ذوق اند که از وساطتِ الحان، حالتی به ایشان رو می نماید.

بیت

کسانی [۹۳ ب] که یزدان پرستی کنند به آوازِ دولابِ مستی کنند

بر اهلِ خرد روشن است که متابعتِ پیرِ خود بر خود فرض داند، شاید که به این وسیله در جنابِ حق - سبحانه و تعالی - قرب حاصل نماید.

قطعه

به یقین دان که عقل رهبرِ اوست هر جوانی که هست پند پذیر

آن که از عقل بهره کم دارد کی نهد گوش بر نصیحتِ پیر

نقل است که روزی حضرت نوشاه صاحب ایشان را ارشاد فرمودند که به سمتِ لاهور بروید که در آنجا بسیار کس انتظارِ شما می کشند و بهره اندوزِ سعادتِ ازلی خواهند شد. امرِ عالی به جا آوردند و به یمنِ قدوم، خطهٔ لاهور را رشکِ ارم فرمودند و در کدام مسجدی از مساجد سکونت اختیار کردند. روزی بانگِ نماز گفتند. دران اثناء یک زن هندو بر بام نشسته بود و نظرِ حضرت بر آن وارد شد. و او از بام به زیر افتاد و بیهوش گشت. بعدِ افاق در خدمت آمده، عرض نمود که من ارادت آوردم. راه فقرِ خود به من تلقین نمایند. ایشان قبولِ این سخن نکردند و از لاهور معاودت کرده، باز در خدمتِ فیض درجت مشرف شدند و معروض داشتند که یا حضرت آنجا جای ما نیست. آن بحرِ

۱ - یعنی درویشان خرقه پوش.

۲ - دراصل: بیت.

مواجه معانی، واقف رموز ربّانی فرمودند که در نوشهره رفته، مقیم باشند. حسب الارشاد آمده، اقامت پذیر [۹۴ الف] گشتند.

بیت

بسی شکر لب و شیرین سخن بود وصالش آرزوی مرد و زن بود

نقل است در تشریف آوردن حضرت در نوشهره مغلان که: در آنجا یک فقیر صاحب اشتیاق که مردم آن وقت مطیع و محکوم اوشان بودند - [بود] حضرت هم رفته رونق افزا گردیدند. در آن عصر یک زنی مغل بود که برگردن او دنبل برآمده بود. هر چند به معالجه می پرداخت، به نمی شد. و داه او طعام پخته برای آن فقیر، هر روز می آورد و استمداد دعا می نمود. چون چند روز گذشت دنبل رو به بهی نیاورد. او یک روز طعام تیار کرده آورد و در خدمت ایشان تمام حقیقت را ملاحظه ساخت و سؤال کرد که دعایی و توجّهی در حق بانوی من بفرمایید. طعام نگرفتند و فرمودند: ما شکایت نخواهد یافت، و گفتند که امروز به خواهد شد. به امر الهی آن زن را [که] از چند روز حور شد و آرزو نمی آمد - یکبار خواب بر او استیلاء آورد و خسپید. خود به خود آن دنبل چاک شد و ریه در دستش آمد. شفای کامل یافت. طعام پخته، به دست کنیزک، پیش حضرت فرستاد. زن را فرمودند: این را منقذ گردیدند، و کمر بند اعتقاد بر میان جان بسته، به تقدیم مراسم خدمت قدیم نمودند. شهرت ایشان رواج گرفته و بلندی از سر نو گرفت.

قطعه

ز بهر خدمتش بر پای خیزند نکو خویی که در هر جا نشیند
بت بد خو اگر چه حور باشد [۹۴ ب] ز دست خوی بد تنها نشیند

نقل است: روزی کسی شخص آمده در خدمت حضرت پیر محمد سجیان فرمودند: من در خدمت شما گزارش نمودم که میان عبدالرحمان جیو از دارفانی به دار باقی رحلت کردند. از سبب این مقام حور شد بسیار تأسف خوردند و از زبان مبارک این کلمه بر زبان راندند: رضی الله عنهما و دو تنبل سگ به جا آوردند و برخاسته، روانه به طرف دریا تشریف فرما شدند. چون بر کنار دریا رسیدند، دست خدای به طرف آسمان دراز کرده، این سخن بر زبان راندند:

دوہرہ ہندی

مَرَن نہ بھائی ، بھج جان نہ باہان کول وسیندیان دیان مینون لکھ پناہان^۱
و یک نعرہ از سینہ بی کینہ خود بر آوردند کہ حاضرانِ مجلس را رقتِ قلبی رو داد. کسی
عرض کرد کہ یا حضرت! این [بہ] چہ سبب بود کہ حضرت دو رکعت نماز نفل گذاردند؟ فرمودند کہ
آن عزیز دست درکارِ نازک انداختہ بود. شکرِ ایزد تعالیٰ بہ طریقی کہ دست انداختہ بود، حق جل و
علا بہ انجام رسانید.

مثنوی

چون خدا خواهد کہ پردہ کس دزد میلش اندر طعنه پاکان دهد
ور خدا خواهد کہ پوشد عیب کس کم زند در عیب معیوبان نفس
نقل است کہ : روزی حضرت نوشاہ صاحب - رحمة اللہ علیہ - در دولت خانہ سچیار صاحب
قدم [۹۵ الف] رنجہ فرمودند . لیکن اسب گذاشتہ ، پیادہ آمدہ بود [ند]. و موسم بڑسات بود. بہ شدت
تمام رسیدند. و حضرت، تجارتِ اسبان می کردند . چند روز آنحضرت در اینجا مانده ، رخصت
طلبیدند. ایشان یک اسب نذر کردند. بر او سوار شدہ ، روانہ شدند. وقتی کہ از آب گذر نمودند، آن
بحرِ ذخارِ معانی [و] واقفِ اسرارِ ربانی در جذبہ الہی در آمدہ ، از زبانِ مبارک در حق ایشان فرمودند
کہ تو مرا اسب [ندر] گذرانیدہ [ای] ، من ترا سہ صد و شصت کلیدِ راہ عشق دادم و چاشنی چہارده
خاندان در سلسلہ تو خواهد شد. بعد آن رخصت فرمودند.

ابیات^۲

شاہا! کہ بہ درگاہ تو آمدیم با عجز و نیاز [کذا] . از سینہ من بگشا تو قفلِ کفر مرا صاحبِ راز [کذا]
داری تو کلیدِ آن عشق از فضل الہی کہ بہ دست [کذا] ای عاشق بنما گنجِ حقیقی از نور بساز [کذا]
نقل است کہ : روزی از خدمتِ حضرت نوشہ صاحب - رحمة اللہ علیہ - رخصت شدہ ، بہ
طرفِ خانہ می آمدند . در اثناء راہ بہ میان میہون جیو فرمودند کہ چیزی بیار، تناول کنم. میان مذکور
نزدِ باغبان رفتہ ، گفت کہ ای یار! چیزی زردک بدہ ، برای فقیر درکار است. او ندادہ گفت کہ علی

۱ - ترجمہ : [خدا نکند] برادران بمیرند، و بازوہا شکستہ شود، کسانی کہ در کنار من زندگی می کنند برای من صد ہزار

پناہگاہند. مصحح .

۲ - دراصل : بیت.

الصَّبَاحِ نَمِي كُنْم^۱ . ايشان گفتند که آن فقير از برادرانِ ميان عبدالرحمن است که نور از يک شمع حاصل نموده اند. و شهرتِ ايشان [۹۵ ب] ^۲ بسيار بود. و حضرت جيو خود را پنهان می داشتند. همون وقت آن باغبان زردک کنديده و شسته ، يک سبد پُر کرده ، پيش ايشان آورد. حضرت از راه تبسم به ميان ميهون فرمودند که اين قدر زرد خود را شريف قرار داده ، آوردی ؟ ايشان عرض کردند که خود را يعنی آنحضرت را - برادرِ ميان عبدالرحمن گفته ، آوردیم. از اين سخن در جذب آمدند و فرمودند که مرا در عقبِ عبدالرحمن مشهور کردی. الحال کسی قافلهٔ خوب به نظر تو در آید ، نگاه خواهی کرد. ناگاه در آن راه يک قافله پيدا شد. و ميان ميهون عرض کرد که يا حضرت ! وقت همين است. آنحضرت ، از حدقهٔ چشم ، نگاه به آن جماعت باز کرد. چنانچه مست شدند. بعدِ افاقت ، رو به جناب حضرت آورده ، بيعت نمودند.

ايات ^۳

آن که او با اهلِ معنی يار شد کسبِ معنی کبرد [و] معنی دار شد
وانکه او با مردمِ فاضل نشست از جهالت فصل حاصل کرد و زست

نقل است : روزی آنحضرت در بحرِ معرفت الهی در آمده غواصی نموده ، در روز پنجشنبه

فرمودند:

دو هره

میری یار ، سو میری یار

میری یاران دی یار ، سو میری یار

اگی اونهان دی یار ، سو بهی میری ^۴ یار

يعنی یارانِ من و طالبانِ ايشان و ديگر از منتسبانِ اين خاندانِ عالی [۹۶ الف] تا به چهار کورسِ بالواسطه - همه یارانِ من اند.

و بارِ ديگر از زبانِ الهام ترجمان ارشاد کردند : در مقامی که دو فقيرانِ اين سلسله ، شعلی ، مجلس

۱ - دراصل : کندم .

۲ - دراصل به تکرار .

۳ - دراصل : بيت .

۴ - دراصل : میرا .

و اذکار در پیش کنند، مرا هم در انجمن خود حاضر دانند.» و آن خوارق تا حال جاری است. اگر در مجلس اصواتِ نغمات [و] سرود لذت ندهد، ذکرِ پیرانِ خود بکند، ان شاء الله تعالی حظّ خواهد آمد.

رباعی

هر زمان شاهدِ جانها به لباسِ دگری جلوه گسّر آمده در پردهٔ حسنِ بشری
او است در پرده چنین جلوه کنان، غیری نیست غیر او نیست در این پرده کند جلوه گری

نقل است که: اکثر یارانِ خود را به خطابی و القابی سرافراز می فرمودند. و هر چه از زبانِ فیض ترجمان صادر می شد، فی الفور به محلّ بروز می پیوست. چنانچه میان صاحب میان میهون جیو را خطاب به «فرزندی» کردند. و کسی یار که به خدمتِ فیض مرتبتِ حضرت به شرفِ ارادت مُشرف می شد، در وقتِ رخصتِ مأمور می کردند که میان میهون را دیده خواهی رفت. طبیعتِ میان مذکور بسیار جلالیت داشت. چندین برادران را خالی از نعمتِ معنی ساخته که ایشان لایقِ این نعمتِ عظمی نیستند. و حجابِ باطنی و پردهٔ ظلمانی بشریت در میانِ ایشان و حضرت هیچ نبود. روزی میان میهون در مکانِ [۹۶ ب] خود بودند - بر تله - و حضرت در نوشهره. با یکدیگر از صفای باطنی همکلام می شدند. اتفاقاً یاری از یارانِ حضرت میان میهون جیو حاضر شده و دید که میان مسطور در حجره نشسته، گریه و زاری می کند و عجز و نیاز به جنابِ پیرو مرشد و حضرتِ پروردگار می کند. آن یار را تعجب شد. واپس گردیده، روانه به طرفِ نوشهره مبارک شد. چنان می بیند که بیشتر آنحضرت سرزنش می کنند. و می فرمایند که میهون پای بیجا نهاده است. و این را نباید گذاشت. و این حیران شده، نشست. بعدِ انقضای چند ساعت، برپلهٔ شفقت آمدند. فرمودند که میهون را بخشیدم. و پسران، ناز بر پدرِ حقیقی می کنند.

بیت

ناز بر آن کن که خریدارِ تست پیش کسی رو که طلبگارِ تست
این فقیر خوشوقت شده، و از همانجا بازگشته، بر تلهٔ میان رفت. و میان را خوشحال دید که می گویند که کیست میان میهون را عتاب کند و برنجانند که میهون پسرِ میان صاحب است.

رباعی^۱

در ظاهر و باطن هست او [در] همه جا حاضر در سینه و جان پنهان ، در دیده [و] دل ظاهر
در معرفتِ ذاتش نتوان به جز این گفتن ای اوّل هر اوّل ، وی آخر هر آخر
نقل است در خطاب نمودن آنحضرت - که میان میهون جیو را فرزند [۹۷ الف] خود گفتند ،
چنانچه بر ایشان همون خطاب رو داد :

روزی ، میان به کار شخصی در لاهور رفتند که کار او بند بود در سرکارِ نواب خان بهادر . و
خواجه سرای مطلوب خان مشرف به خدمتِ میان صاحب میان بخت جمال جیو بود . آن را طلبیده ،
فرمودند که با نوابِ تو کاری دارم و ملاقی می شوم . آن رفته ، به حضور نواب صاحب ظاهر کرد که
یک فقیر صاحب شوقِ ملازمت دارند . نواب گفت : چه مضایقه . مطلوب خان ، میان صاحب را همراه
برد . وقتی که اندرون دیوان رسیدند ، «السلام علیک» فرمودند . نواب جواب سلام باز دادند لیکن
تواضع نکردند . و در دیوان خانه یک مولوی و غیره مردم نشسته بودند . از مولوی ، کسی استفسار کرد
که این از کدام سلسله اند؟ او از راه حسد گفت که ایشان از فقیرانِ نوشاهی اند و حالت می کنند که
ایشان را شیطان گمراه می سازد . چون آواز آن بی ادب به گوش آن صاحب کمال رسید .

بیت

بی ادب هرگز نیابد کس رسید زان که شاؤس السعادت شد دیدند
از شنیدن این کلام ناشایسته ، در جوش آمدند . فرمودند که چه گفتی ای احمق نادان ؟ تو سزاوار
جانب حضرت کرد و پُرسید که ایشان از کدام سلسله اند؟ و در قوم کیستند؟ [۹۷ ب] جواب دادند
از جذبِ تمام فرمودند که من خدا زاده ام و در قوم «مہوتہ جت» ام . از شنیدن این کلام ، نواب
حالتی رو داد . چنانچه دستار از سر و کتاب از بر بیفتاد و رقص کردن گرفت . و نواب گفت که من
خلفِ خواجہ احرارم . بار دیگر فرمودند که ای یار ! دست به ما بده . نواب دست داد . آن وقت نواب
هم لرزه پیدا شد . او عرض کرد که من مرد دنیا دارم . فرمودند که بروقت گفتی این سخن . میان صاحب
به نواب گفتند که زنکه های سراینده در محلّ تو که هستند ، اوشان را بطلب . چنانچه پرده سموده ،
طلبیدند و به سماع مشغول شدند . میان از نواب پرسیدند که دل تو به کدام کس الفت دارد؟ نواب چند
کس را نشان داد . نظر فیض اثر بر اوشان کردند . همگی مست شده ، در رقص در آمدند . بعد از چند

ساعت، رخصت شدند و فرمودند که زمینداران ما را نزد تو آورده اند. زمینداران را طلبیده، از حقیقت مطلع گشته، کاغذ معافی در همون وقت به مہر خاص کرده، داد والتجا آورد کہ حضرت ہر قدر کہ در لاهور باشند، مہمان ما باشید. ایشان در جواب گفتند کہ الحال رخصت می شوم. نواب عرض کرد کہ یا حضرت! طعام از باورچی خانہ، ہر روز [۹۸ الف] می فرستادہ باشم. گفتند: «چیزی آرد خشک بہ این زمینداران بدہ کہ خرج راہ بکنند و دعا نمایند.» برخاستہ، رخصت شدند.

مثنوی

سر مکش از صحبتِ صاحبِ دلان رو مگردان از صلاحِ مقبلان
پای در میدان نہ [و] مردانہ باش ہمنشین با مردمِ فرزانہ باش
بی خرد کوشید، دانشمند شد بود گل این یار در گلقلند شد

نقل است کہ: روزی آن حضرت بر تلّہ میان صاحب میان میہون جیو رفتند و حجرہ میان را عمارت کردن گرفتند^۱. آن وقت شاہ صاحب شاہ نتھا جیو ہمراہ بود [ند]. چنانچہ حضرت صاحب تعمیر می کردند و شاہ صاحب گل و خشت می دادند. و خطاب شاہ صاحب «شاہ نتھا سلطان» نمودند. و آن وقت حضرت حافظ صاحب حافظ محمد قایم - رحمۃ اللہ علیہ - در رسیدند.

ایات

کہ نام بلندش ز روی ادب ز گفتن بترسم چه روز [و] چہ شب
و لیکن چو گفتن ضرور آمدہ بگویم کہ نوشہ سرور آمدہ
شہنشاہ شاہان قایم مقام کہ در دین [و] دنیا بلندش مدام

برای مشرف شدن، بہ تلاش تمام، شرف ملازمت یافتند.

آنحضرت، حافظ صاحب را پرسیدند کہ چرا آمدہ [ای]؟ عرض کردند کہ از برای لقای خدا. باز پرسیدند کہ وطن تو کدام است؟ عرض کردند کہ پاک پتن. فرمودند کہ بنشین خیر خواهد شد. آن وقت [۹۸ الف] آن حضرت شاہ صاحب - بہ طریق ذریعہ - خود بہ خود در حق حافظ صاحب سعی بلیغ نمودند و گفتند کہ این شخص از جای بزرگان است کہ آنجا شہرت دیگر نمی شود. اما کار این عزیز چطور رونق خواهد گرفت؟ آن حضرت در بحر وحدانیت استغراق نمودہ، فرمودند کہ من ہم نشانِ قادریہ را در آنجا نصب کردم. از سفارش ایشان بہ منزل مقصود رسیدند. و در حق حضرت حافظ

۱ - در اصل: بین.

۲ - در اصل: گرفت.

صاحب جیو، به خطاب «برقندازی» سرافراز فرمودند که تیر ایشان خطا نخواهد کرد. چنانچه مذکور ایشان پیشتر خواهد شد.

بیت

ای شاهجهان بر من درویش ببخش وی مرهم دل بر جگر ریش ببخش

نقل است که: روزی آنحضرت با چند یاران، برای سیر دریا رفتند و بر دریا رسیده، به میان صاحب میان بدیع الزمان قوم مغل - رحمة الله علیه - که از یاران اکمل بودند - فرمودند: ای بدیع الزمان! در دل چنان می آید که دو سه غرغره آب کرده، در دریای چناب بیندازیم که هر که قدری آب بیاشامد، مست و مدهوش شود. میان مذکور التماس نمود که در این کار وقر و تعظیم فقراء نخواهد ماند. و به میان، اکثر خطاب «بخشی فقراء» می دادند که این بخشی زمره درویشان است. و از ایشان اکثر مردم بهره یاب شدند. و چند مدت است که گم شده اند. و حاجیان که از بیت الله می آیند، می گویند که مایان با میان [۹۹ الف] بدیع الزمان در چهل برکه ملاقی شدیم. والله اعلم بالصواب.

و ولی الله مرده هم نمی شوند و در چشم ظاهر بینان می میرند. و الا فی الواقع نقل از خانه ای به خانه دیگر می نمایند. به قول «إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا يَمُوتُونَ بَلْ يَنْقَلُونَ إِلَىٰ دَارٍ بَدَارٍ آخِرَةٍ وَ نِيْزَ كَسْبِ مَعْرِفَتِ از جمله جهاد اکبر است. وَ لَا تَحْسَبَنَّ الدِّينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا أَنَّهُمْ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ» [۱۷۰ - ۱۶۹/۳] شاهد حال است.

رباعی

خوشا شاهی که آن بحر معانی خوشا بخشی که منصبدار ربانی [کذا]

رسیده هر که در سلک سپاهش شده حاکم به حکم جاودانی

نقل است [که] حضرت با جماعت جوانان خوب رویان نشسته بودند. یک زن در حضور آمد. گفت که یا حضرت! هیچ خوفی از خدا نداری که همگی خیل بُرنایان را زخمی به تیر عشق ز محبت خود کردی؟ فرمودند: ای زال! مگر نشنیده [ای] که گفتار [به جز] جگر جوانان چیز دیگری خورد و نیازارد.

ابیات

خاصه جوانان که به حسن و جمال مهر سپهر اند بر اوج کمال

۱ - دراصل: بیت.

۲ - دراصل: بیت.

چشمِ بد از طلعتشان دور باد دیدۀ بدبین به جهان کسور باد

نقل است که: روزی میان شیخ محمد قاضی سودهره کوبره با زمرهٔ مُلّایان - برای عتاب - روانه به طرف آن حضرت شدند که تا امر معروف باهم - که ایشان را به ترکِ سماع امر - کنیم. بایکدیگر صلاح کردند که در آنجا [۹۹ ب] رفته، اول تعزیر بدهیم، بعد ازان کارِ دیگر. چرا که فقیر ساحر است. ای یار! در این صورت متابعتِ رسول - علیه السّلام - است که آن حضرت - صلی الله علیه وسلم - را که منافقان، تهمتِ سحر می دادند - آخر الامر قطع راه نموده، عنقریب آمدند. صلابت و شوکتِ آن حضرت بر آنها غالب افتاد و مُلّایان را منع کرد که بی حجّت شرعی، رنجانیدن و سرزنش کردن در شریعتِ غزّا و ملتِ بیضا روا نباشد. سزوار آن است که اول گفتگو کنیم. بعد از آن تعزیر باید داد. آن حضرت تبسم نموده، به میان کالا گفتند که آمده اند متلاشی شغالان، فکرِ خود بکن. و پرسیدند که چرا آمده اند؟ وی جواب داد که برای احتسابِ شما. حضرت، باز به میان مذکور گفتند که دستِ مرا ببند. دست بسته، متصلِ حصارِ خار آمده، استاده شدند. شیخ مذکور را طاقتِ دیگر نماند که پیش دستی کند. ایشان خود پرسیدند که چرا تشریف آورده اید؟ فرمودند که برای محاسبه، که شما در سماع و رقص مشغول هستید که عند الشرع منع است. فرمودند که چرا تکلیف نموده اید؟ من خود آمده ام [کذا: می آمدم]. اما از هیبتِ آنحضرت تشنگی بسیار روی داد و دهان قاضی را بیوست تمام گرفت. به حضرت گفت که قدری آب بطلبید. از میان کالا بطلبانیدند. میان آب حاضر نمود. شیخ جیو عرض کرد که اول شما بنوشید و پس [۱۰۰ الف] خورده من می خورم گفتند که دستِ من بسته اند. وی باز تکرار کرد. ایشان نوش کرده و بقیهٔ خود به وی دادند. از آشامیدنِ آن آب، شیخ جیو مست شدند و در رقص آمدند. بعد افاقت، قدمبوس نموده، عرض کردند که یا حضرت! این عاجز را هم در سلکِ خادمانِ خود آرید. فرمودند که من غریبم، بیعت به کسی دیگر کن. باز التجا آورد. و دست تبع خود کردند و گفتند: «به خدا سپردیم.» و در وقتِ رخصت، در زبانِ پنجابی همین مصرع بر زبان رانندند.

مصرع

میرا گهورا نچنان، تیرا گهورا چھو^۱

شیخ مذکور همین سخن را وارد زبانِ خود ساخت:

۱ - ترجمه: اسپ من رقاص است و اسپ تو هیچکاره.

مصرع

میان صاحب داگهورا نچنان ، میراگهورا چھو^۱
یک نی گرفته ، زیر ران کرده ، بر او سوار شدند و چند مدت در صحرا می دویدند، در مستی حق.

بیت

مست از یک جرعه ساقی شدند پس به ساقی ازل باقی شدند
و مردمان دنبالی اوشان نان گرفته ، می گردیدند که شاید بخورند. گاهی می خوردند و گاهی اشهب باطنی
را جولان نموده ، می دویدند.

بیت

به گوی دلبری چابک سواری چو دیدند ، توسن صبرش به سر رفت
روزی مادر ایشان به خدمت حضرت آمده ، التجا نمود که یا حضرت از هفت پشت ، این عنم در
خاندان مایان است. مبادا که از این نعمت ، مردمان بی نصیب و بی بهره مانند. والحال نوبت مایان
درجه [۱۰۰ ب] رسیده است که دیدار فرزند هم میسر نمی شود. از گریه وزاری هلاک خواهیم شد
اگر حضرت بر حال من شفقت کنید ، بهتر ، والا چاره ندارم. آن حضرت را رحم آمد و فرمودند که
شیخ خود به خود نزد تو خواهد آمد. به کرم الهی ، شیخ صاحب از سکر در هوش آمدند و به مادر
خود ملاقی شدند.

مثنوی

خوش آن وقتی و خرم روزگاری که یاری بر خورد از وصل یاری
نقل است : یک فقیر سیاح حال پوش به خدمت حاضر شد و قدمبوس نمود. از آن پرسیدند که
کجا آمده [ای] ؟ وی عرض کرد: از لاهور. فرمودند که کسی [از] یار [ان] من هم دیدی ؟ او گفت که
آری ، دیدم یک فقیر ، نامش لکھمیر بود ، لیکن مردی خادم الفقراء و عاشق صادق ، آن حضرت به
آن فقیر فرمودند که میان لکھمیر قلندر ما است . و چند مرتبه بار بار از زبان مبارک گفتند که لکھمیر
قلندر ما است . پرسیدند که چیزی خدمت تو نمود ؟ عرض کرد که حضرت سلامت نزد میان لکھمیر
قلندر هیچ نبود. چنان کردند که نیمه چادر را بالا پوش و نیمه را زیر پوش خود نمودند. و پا جامه را
گرو داشته ، خدمت من به جا آوردند.

۱ - ترجمه : اسپ میان صاحب رقاص است و اسپ من هیچکاره .

دیگر از خوارق ایشان این است که: رو به رو [ی] میان لکھمیر جیو یک گربه می نشست. وقتی که «لب» [کذا: لعاب] از دهن خود می انداختند، آن گربه می خورد. روزی که وفات میان صاحب شد. همون روز واقعه آن [۱۰۱ الف] گربه گشت.

نیز از او پرسیدند که: باز سیر کدام جا کردی؟ وی عرض کرد که بر کناره راوی، در کنج دریا، یک فقیر - بخت جمال نام - با کهن گودری دیدم. آنحضرت فرمود که میان فقیرا! از همون گودری فیل واسپان پیدا خواهند شد.

ای یار! رسم حال پوشان این است که بر دلق، پیوند غیر جنس نمی دوزند. اگر از پنبه باشد، پارچه پشمینه به او وصل نمی کنند. و اگر از پشمینه باشد، پارچه پنبه بر آن نمی دوزند. اگر کسی از هر دو قسم می سازد، آن را «دلق حمل دار» می گویند. چنانچه بر میان صاحب بخت جمال - رحمة الله علیه گودری از همین جنس بود. از پارچه پنبه و کیل.

نقل است از زبانی میان صاحب میر محمد جیو - استاذی و مولائی سلمه الله تعالی و ابقاه - که اوشان از میان بخت جمال جیو پرسیدند که مردمان گویند که میان این قدر بزرگی نموده است و در دریا گه گوشت ماهیهایان خوردند. میان فرمود که همچنین نیست که چند مدت در کنج دریا ماندیم و ذکر آرد بسیار کردیم. و دو سه جا خانه از نی ترتیب داده، گاهی ذمکر کرده، آن طرف رفتیم و گاهی بد طرف دیگر. جایی که شب می افتاد، در همانجا می ماندیم، و اگر کسی کشتی نشینان در آن راه می آمدند، مردمان واقف آمده، چیزی می گذرانیدند و الا خیر. چنانچه روزی یک شخص آمد و برنج خام [۱۰۱ ب] و شکر سرخ داد. طبیعت از شوق ذکر فرصت نیافت که پخته کنم. و در آوندی انداخته، نهادم. روز دوم یک پیر مرد آنجا وارد گشت و فرمود که ای درویش! چیزی برای خوردن داری؟ فکر کردیم، یاد آمد که برنج و شکر موجود است. آورده، در کوزه چاه پخته کردم. و شکر انداخته، نزد پیر مرد بردم. چنان دیدم که سه کس صاحبان دیگر هم همراه اند. طعام پیشکش نمودم. خوردند و رفتند. لیکن به وقت رفتن، آن پیر روشن ضمیر گفت که آفرین بر تو که شرم و آبروی مایان [نگاه] داشتی؟ و غایب گشت. معلوم شد که سوای آنحضرت، دیگر نبود. و دیگران هم از پیران ایشان بودند. از آن روز درکار ما شهرت زیاده شد و مردمان مطیع شدند، چنانچه خواجه مطلوب خان و خواجه سنگین و غیره امیران.

رباعی^۱

ای رحمت تو ز قطره باران بیش پیش کرمت چگویم از عصیان پیش
از درگه تو نرفته نومید کسی هر چند مر گناه اند، ترا احسان پیش

بارِ سوّم از فقیر پرسیدند که باز کجا آمدی؟ وی عرض کرد که در سو دهره کوبره آمدم. و آنجا یک فقیر صاحب شیخ محمّد قاضی را دیدم که در قیل [و] قال حدیث مشغول بودند. و از شنیدن «قال الله» حاضران مجلس را اثری و دردی پیدا می شد. آنحضرت هر دو دست بر زانو زدند و فرمودند: ای [۱۰۲ الف] فقیر! وقتی که کسی از بار غافل می شود، در این کار می آید. و کسی که محو معشوق مطلق باشد، او را گفتگویی دیگر پسند نمی آید. معلوم می شود که شیخ ما سرد شده است. و توجه نمودند به جانب او شان.

بعد چند وقت، فقیر رخصت خواست. فرمودند که باز نزد میان شیخ سحّمّد خواهی رفت. چنانچه فقیر رفته، دید که خاموش و چشم هم بر بسته، در تصوّر مرتبی خود نشسته اند. فقیر رفته، دستبوس نمود و عرض کرد که یا حضرت این چه واسطه است؟ فرمودند: الحال که عشق میان صاحب سچیار باز سر زده است. دل نمی خواهد بر دیدن غیر صورت و با کسی دیگر گفتگو کرد.

رباعی

پیر ما در هر دو عالم مقتدای گمراهان چاشنی چارده از عشق دارد خاندان
گه قلندر، گه امیر [و] گه فضیلت، گه ز جذب از هزاران خارقش^۲ یک نکته کردم من بیان

نقل است که: روزی، نزد آنحضرت، دو برادرِ قانون گوی گجرات برای استدعا [ی] فرزند و غیره آمده بودند و دعا خواستند. آن حضرت دست به دعا برداشتند که حق تعالی به فضل و کرم خود عطا خواهد کرد. و یک رسویا - یعنی باورچی - نیز همراه ایشان بود. از او پرسیدند که: چیزی تو می خواهی، بگو آن عرض کرد اگر حضرت مهربان شده اند، ما را به خدا برسانند. فرمودند که کسی افسانه بکن. او افسانه راجه گویی [۱۰۲ ب] چند را بیان کرد. مهربان شده، بر او ننظف نمودند و خطاب کردند که تو در سلسله مایان مثل «نانک» غایب می شوی. و نام او سمکها بود. از آن روز نامشان «سنگه جیو» ملقب گشت. و اکثر مردمان - هندو و مسلمان - از او واسطه یافتند و صاحب حالت شدند. چنانچه نقل است در غایب شدن سنگه جیو: روزی طبیعت ایشان بیمار گشت. و وقت

۱ - دراصل: مثنوی.

۲ - دراصل: خارق و.

رحلت نزدیک رسیده . به همه یاران خود فرمودند که مرا سوخته نخواهید کرد. و جان به حق تسلیم گشت. شاید که وقت شب بود. مردمان هندو - از ترس مسلمانان - همان وقت کفن نموده ، بُردند و آتش در دادند. هیچ اثر نشد. لاچار شده ، در دریا انداختند. و مسلمانان را خبر شد. از اوشان پرسیدند که چه کرده اید؟ اوشان ، ایشان را همراه برده ، نشان دادند. دیدند که آتش اثر نکرده. [گفتند:] مایان در دریا انداخته ایم. بعد چند روز، شخصی چنان دید که به طرف مقبره حضرت صاحب سرنگون شده، با کفن ، یک میت در آب نشسته است. این ، دیگران را خبر کرد که این شخص سنگه جیو باشد. می باید که این را کشیده ، دفن کنیم. وقتی که آن عزیزان در آب رفتند ، آب اندک بود. فی الفور موج سیل آمد و آن میت غایب شد. نه به دست مسلمانان رسید ، نه از دست کافران سوخت. و [۱۰۳ الف] سلسله از ایشان جاری است.

بیت

غلامِ همتِ آنم که زیرِ چرخِ کبود	ز هرچه رنگِ تعلق پذیرد، آزاد است
به قولِ خواجه مغربی :	
داد بر چشمِ خویشتن جلوه	حسنِ او در لباسِ گوناگون
روی خود دید در هزاران روی	چون نظر کرد چشمِ او ز عیون
گاه و امق شدی ، گهی عذرا	گاه لیلی شده ، گهی مجنون
نام او گشت عاشقِ معشوق	چون که شد بر جمالِ خود مفتون
وصفِ آن شد یکی غنی و قوی	نامِ آن شد یکی فقیرِ زبون
در هر آئینه رنگِ خود را دید	شماهد و شنگِ دلبرِ موزون
عشقِ توحیدِ دوست گشت عیان	تا به عین و عیان به دیده کنون

که جز او نیست در سرای وجود

به حقیقت دگر کسی موجود

نقل است : روزی ، آنحضرت در باغ نشسته بودند. یک افغانِ قصور[ی] برای زیارت آمد و یک روپیه و پنج تسبیح به خدمت گذرانید و رخصت خواست. حضرت فرمودند که طعام تناول نموده، بروید. یک لحظه نگذشت که کسی زنکه چند تا نان و سبوجه دوغ پیشکش حضرت آورد. فرمودند که ای حافظ! به هر یک ، دو تا نان و یک پیاله دوغ ، از همراهیان این خانزاده را بده. چنانچه هفتصد کس نفر بودند. همه را رسید و سه جفت باقی ماند. گفتند که حافظ! [۱۰۳ ب] دو جفت رسید

من و تو هستند و دیگر جفتِ سوّم را حصّه دار کجا است، تلاش بکنید. جستجو کرده، یافتند. بر کناره دریا، یک بلوچی - از پای لنگ - افتاده بود. آن جفت نان، به آن رسانیدند و رخصت فرمودند. کما قال الله تعالی: مَنْ لَهُ الْمَوْلَىٰ فَلَهُ الْكُلُّ. آن را بنمود، محض عطا است، و آن را که نمود حکم قضا است

آسمان و زمین که در کار اند روشنایی ز اولیاء دارند

و نیز آنحضرت - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فرمودند که أَلْفَقْرٌ فَخْرِيٌّ وَالْفَقْرُ مِنِّي.

نقل است: روزی یک میر شکار آمده، گزارش احوال خود، در خدمت عالی درجت نمود که یا حضرت! از گذران بسیار پریشان و عاجزم. دعا کردند که حق تعالی به فضل خویش جمعیت خواهد بخشید. قضا را، در همان روز، آن را حاکم وقت طلبیده، موجب مقرر ساخته. یک دست باز حواله او نمود. باز را در خانه خود نشانده، برای کاری بیرون رفت. و پسرش باز را پُران کرد. او آمده، دید که باز در نشیمنگاه خود نیست. از عورت خود پرسید که باز کجا رفت؟ او گفت: پرواز کرده. رفت. پریشان و حیران، در خدمت سراپا برکت حضرت آمد و تمام سرگذشت را اظهار ساخت که یا حضرت! از توجه موجّه سامی، یک دست باز، حاکم این ملک حواله کرده بود. به قضای الهی [۱۰۴ الف]. از دست پسر من پُران شد. آن حضرت گفتند که در زیر فلان درخت نشسته. یک بار سوره یاسین که کلام الهی است و نعمت نامتناهی - بخوان. باز، باز خواهد آمد. همچنان کرد. مُدعایش حاصل نشد. بار دیگر باز به والا خدمت معروض داشت. فرمودند که بار دیگر بخوان. او همون عنوان خواند. هیچ اثر به ظهور نیامد. بار سوّم آمده، التماس کرد. فرمودند که کلام مؤثر است. دفعه سوّم به این مرفیام نما. او امثال حکم نمود. در همون وقت آن سه دست باز در خانه آن مرد آمده، نشستند. لیکن از بیم کسی آن جانوران به پرواز نمی آمدند. چون زن دید که سه دست باز به خانه آمده، نشسته اند. به پسرش گفت که پدر خود را زود خبر بکن. او به سرعت تمام رفته. به پدر خود ظاهر کرد. او دویده آمد و این هر سه گرفته، پیش خود نگاهداشت. حاکم در همان ساعت یاد کرد. این یک باز را گرفته، رفت. آن حاکم سوار شده، به شکار رفت. چنانچه شکار خوب شد، بسیار مهربان شد و بیست و شش روپیه انعام داد. میر شکار به خانه خود آمده، باز را نشانده و مبلغها - به طریق نذر - پیش حضرت آورد. گفتند که چرا آوردی؟ وی عرض کرد که باز، باز آمد و حاکم، این غلام را در همون ساعت طلب حضور نموده، در شکار گاه رفته، مشغول به صید کردن شد و باز هنرها نمود. از تماشای هنر محظوظ گشته، مبلغ بیست و شش روپیه [۱۰۴ ب] انعام داد. و دو روپیه در ماه افزون کرد. پرسیدند که یک باز آمد؟ او معروض داشت: نخیر! سه دست باز آمدند. ارشاد کردند که مبلغها صرف حوائج

خود نما و خدمت زن و بیچہ خود بکن که اوشان اوقات به عسرت کمال گذرانیده‌اند. چون بار بار گفت، فرمودند که یک روپیه به میان کالا بده. موافق امر عالی به جا آورد. و میان کالا رافرمودند: در حق این دعا بکن. و از فقراء کارهای عجیبه به ظهور می آید.

بیت

اولیا را هست قدرت از اله تیر جسته باز گرداند^۱ ز راه

نقل است که: روزی، آن حضرت، با چند یاران، در باغ نشسته بودند. فرمودند که محافه من بیارید. آوردند. سوار شده، برای زیارت خانقاه حضرت نوشاه صاحب - رحمة الله علیه - روانه شدند. و وقت گرما بود. یاران در فکر شدند که چه خواهد شد. یکایک پاره ابری از غیب پیدا شد و هوا سرد گشت. به خوشی تمام روانه شدند. و در مکانی رسیدند که یک شخص زمیندار آمده، قدمبوس نمود و عرض داشت که یک فالیز خربوزه نذر کردم. حضرت صاحب به یاران ارشاد کردند که خربوزه پخته چیده، بیارید. خربوزه های خام نخواهید چید. یاران رفته، چیده، آوردند. فرمودند که بخورید. و آن شخص را نیز گفتند که فردا تو هم خواهی چید.

در آن اثنا یک هندو، دختر خرد نزد حضرت آورد و عرض داشت که چشمان این عاجزه کور شده اند. حضرت دعا بکنند. [۱۰۵ الف] و آن حضرت چشم برهم زده، نشسته بودند، چنانچه حالت همین بود. از راه تبسم پرسیدند که دختر تو خوب صورت است؟ همه یاران به هندو گفتند که تو هم بگو آری. یا حضرت خوب صورت است. او همچنان عرض کرد. چشم خود وا کرده به آن دختر فرمودند که به طرف ما نظر کن. او نگاهی کرد. پرسیدند که چیزی نظر می آید؟ وی گفت که یک بُت در نظر می آید. فرمودند که باز بین آن، باز نظر کرد. پرسیدند که بگو وی عرض کرد که آری، الحال نظر می آید. پرسیدند که صورت ما به کدام روش است؟ او گفت که شما ضعیف اید. فرمودند که تو جوان و من پیرم.

ابیات

دلش از عالم معنی خبر ندارد [کذا]

نیست انسان [و] کم ز دیوان نیست

کسی که در صورت خوب تو نظر ندارد

آن که در روی خوب حیران نیست

لیکن به چشم پاک باید دیدن.

نظم

به چشم پاک بین بر روی نیکو وگرنه از حقیقت کسی ببری بُو
خدا چون دوستدار روی نیکو است ندارد دوست او را جز خدا دوست
چنانچه به قول مشهور کما قال الله تعالی : إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ وَ يُحِبُّ الْجَمَالَ .

بعد ازان روانه ساهنیال شدند و رسیدند . چنانچه محافه آن حضرت را یاران ، در خانقاه ، به طرف شمال نهادند . آن وقت فرمودند که من لایق سر نیم . محافه من به جانب قدوم میمنت لزوم نگاهدارید . [بعد] زیارت نمودند . آن وقت هفتصد کس فقیران همراه بودند .

ابیات ۱

[۱۰۵ ب] کعبه مقصود را کرده طواف از دویی کردند خود را پاک و صاف
گرد بر گرد حرم گردیده اند گوهر مقصود خود را دیده اند

و از آنجا قدمبوسی نموده ، روانه به طرف نوشهره مبارک شدند .

ابیات ۲

کرد سلطان عزیمت صحرا شد روانه ۳ سپاه با سلطان
وحش و طیر و پری [و] و جن و بشر ۴ با سلیمان شدند جمله روان
پُر شد از لشکرش زمین و زمان کرد از لامکان پدید مکان

نقل است که : در خدمت فیض درجت بسیار عاشق صادق بهره یافتند ، و سنسنه از یسار حربه جا جاری و ساری است . چنانچه میان صاحب میان میهنون جیو - به خطاب فرزندی سرفراز در شیخ پور - بر فاصله هفت کروه از نوشهره - ؛ و میان شاهمیر مست الست ، از نوشهره مبارک پنج کروه در موضع لکهنوال .

چنانچه نقل است که : اول مزار ایشان بر کریوه بلند نموده بودند و زمینداران از راه مزار ایشان در آن مکان تعمیر قلعه نمودند . و تهانه سکتهان در آنجا نشانند . چنانچه آن بدکیشان بر مزار ایشان بی تعظیمی و بی ادبی می نمودند . [به] امرالله چنان شد که همه کس را از چهارپای هر و برافتنه و پای چند

۱ - دراصل : بیت .

۲ - دراصل : بیت .

۳ - دراصل : روان .

۴ - دراصل : و انس و بشر .

اسبان لنگ شدند. آن ناقصانِ عقل و حاسدانِ دین باوجود این ظهور، از کبر و غرور به فقیران گفتند که مزار ایشان به مکانِ دیگر نمایند. و به قدرِ هفت سال شده بودند که مدفونِ آن مکان بودند. لاچار، یاران، لاش [۱۰۶ الف] مبارک بیرون آوردند، به طریقی که نهاده بودند، به همان عنوان جسم مبارک سلامت و تازه بر آمد. بلکه ناخن و موها دراز بودند و لب [کذا: لعاب] از لبانِ ایشان می برآمد. آن وقت آن مقهوران بازگفتند که همینجا نگاهدارید. فقیران مستغنی الاوصاف قبول نکردند. مرقدِ شریف بیرون از قلعه ساختند. از همان روز آن قلعه رو به ویرانی نهاد.

بیت

ای دلا، با ادب باش که سلطانی مُلک این هم از بندگی خدمتِ درویشان است

و حضرت شاه نتها «سلطان جیو»، و شیخ صاحب شیخ محمد قاضی به خطاب «تازی سوار» در موضع سودهره؛ و حافظ صاحب محمد قایم به خطاب «برقندازی» ممتاز بودند؛ و میان حافظ محمد که مزار ایشان متصلِ خانقاه حضرت خواجه دیوان عزیز مکی - رحمة الله علیه - در قصبه پاک پتن؛ و حضرت میر بدیع الزمان - نماینده سِرِّ وحدتِ جهان - به خطاب «بخشی» سرفراز بود [ند] که از چند مدت غایب شدند و اکثر در براری چهل برکه [؟] - که به سمتِ بیت الله است - با بعضی یاران حاجیان ملاقی می شوند که إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا يَمُوتُونَ واقع است. و میان بخت جمال امیر میز در جُهنگی برکناره راوی - متصلِ دهرم کوت - در موضع ردهاویان؛ و میان کهمیر قلندر؛ و حضرت شاه صاحب شاه فرید؛ و حضرت سید محمد غوث پشاور و میان سلطان محمد در دارالسلطنت لاهور؛ و بهائی سنگه جیو در دریای راوی [قرار] دارند:

غوطه در دریای وحدت خورده اند گوهرِ قیمت بها آورده اند

[۱۰۶ ب] و دیگران را «بائسی» - یعنی بیست و دو امرای درگاه - می فرمودند، چنانچه میان محمد عابد در موضع ستگهره؛ و میان محمد مراد در شرقپور - [که] از لاهور ده گروه است -؛ و حافظ اسماعیل در بهیله - از قصور هفت گروه -؛ و میان الله بخش در جلالپور چدهران؛ و مزار میان محمد صدیق متصلِ مقبره شیخ بها کهو - از قصور یک و نیم گروه -؛ و میان سید شریف در موضع تلوندی - متصلِ سلطانپور لودیان، در دو آبه بست جالندهر -؛ و میان سلطان دوگر در موضع لدهوونکا و میان رحمت الله که مزار ایشان در بیگهو والا - متصلِ سودهره -؛ و میان کالا حاضر الخدمت؛ و میان اله داد قوال حضور در خانقاه آنحضرت؛ و میان محمد صالح افغان امچوزئی؛ و میان غریب فقیر؛ و میان ماهی در قصبه قصور؛ و میان اختیار در موضع چندیاله کلسان؛ و میان پیر محمد؛ و میان محمد

پناه در موضع گهلوتیان ؛ و حاجی صاحب^۱ حاجی عبدالرحمان در دارالخلافة شاهجهان آباد ، در
کوچه خان دوران - خواص پادشاه - ؛ و میان بسو در موضع^۲ ؟ و میان عظیم الله در موضع^۳ ؟ و سید
عبدالغفار در موضع^۴ ؟ و میان عبدالرحیم در موضع^۵ ؟ [۱۰۷ الف] و میان عبدالرحمن در کوهستان
در موضع^۶ ؟ به خدمت صاحب جلال و جمال صاحبزاده با کمال - یعنی محمد جلیل - مشرف بودند .
و دیگر اسمای صاحبان صادقان این طریق ، به سمع این احقر محقق نرسیده .

نقل است در وفات آنحضرت باز شهباز و آن محرم راز به تاریخ بیست [او] پنجم شهر ربیع
الاول سنه ۱۱۲۲ هجری یکهزار و یکصد و بیست و دو بود که از دار فانی به دار باقی پرواز نموده .
چنانچه یک بیت [کذا] در تاریخ وصالش گفته ام :

ابیات

شاهباز لامکان چون کرد پرواز خرویس فکرمان در پی دوان شد با نیاز [کذا]

سال تاریخ وصالش چونکه جستم ازخرد « چون به عرش ، چون ز کرسی هم ملک » [کذا]

نقل است در اولاد ایشان که : آنحضرت را یک فرزند ارجمند بود مسمی [به] محمد جلیل
رحمة الله علیه - که از اوشان هم یک فرزند شد . اسم شریفش میان محمد اکرم . رحمة الله علیه ، و از
اوشان سه صاحبزاده و الاقدر : یک سجاده نشین - یعنی [۱۰۷ ب] میان صاحب سلطان محمد حمید
سلمه الله و ابقاه - دیگر میان صاحب جذب و حالت محبوب شاه - سلمه ربّه و خلف سوم حسین
صاحب میان سلطان شاه - خلیق پر توفیق مدظله العالی - .

و از صاحبزاده صدر الذکر سه فرزند سجاده نشین . ازان جمله : قره باصره دولت و اقبال ، عرو
ناصیه عظمت و اجلال میان پیر بخش ، و دیگر میان سلطان بخش و سوم سلطان الملک .
و به جهت^۷ اولاد میان صاحب میان محبوب شاه به جناب قادر کریم کار ساز بنده نواز دست به
دعا و التجامی نمایم .

بیت

کریمما ! کرم کن به محبوب شاه که فرزند پیدا شود دین پناه

و از میان صاحب سلطان شاه جیو دو فرزند : یک شاه سکندر و دوم میان حاجی شاه - سلمه ربّه .

۱ - دراصل : + و

۲ تا ۶ - دراصل بیاض است .

۷ - دراصل : + از .

و بیتی چند در خاطرِ حقیر در مدح و شجرهٔ صاحبزاده های عالی نسیان در آمده اند .

ابیات

خرد رانه فهمی که گوید بیان
 شنو شجره اولاد پیر قطب [کذا]
 جلیل است جبارِ راهِ خدا
 از ایشان شده خلف سه کس عباد
 که سلطان محمد شه راست دین
 سوم خواجه پرائر سلطان شاه [کذا]
 ز ابنای سجاده گویم ، شنو
 دوم اوج دارد زمایی به ماه
 رسد با بلوغت که سلطان ملک
 کریماکرم کن به محبوب شاه
 ز ابنای خواجه کنم من بیان
 دوم شاه حاجی و عمرش دراز
 سلامت شوند تا به باقی بقا
 که من بنده بیچاره ، شافی تویی
 غلام امام بخش را تا بقا [کذا]
 چو ذکر عجایب شده نا تمام
 که نام بزرگش ز روی ادب
 و لیکن چو گفتن ضرور آمده
 شهنشاه شاهان عالی مقام

که سرش محیط است ، نامش عیان
 همیشه ز وصفش لسانم رطب
 از او کرم [کذا] اکرم به نورِ هدا
 پُراز فن فقر اند ، تلقین زهاد [کذا]
 چو محبوب شاه است حق الیقین
 شود مبتلا ، دیده هر کس نگاه
 شده [۱۰۸ الف] پیر بخش قدم راه رو [کذا]
 که سلطان بخش پر از اثر جاه [کذا]
 شود شرف اوج مبارک فلک [کذا]
 که فرزند پیدا شود دین پناه
 که شاه سکندر شود جاودان
 به درگاه حق ناز شد [با] نیاز
 که نعمت دهند تا به صوفی صفا
 بکن وصل مردم که دور از دویی
 شفای غفوری سزد با لقا
 گشادم زبان را به عالی مقام
 ز گفتن بترسم چه روز [و] چه شب
 بگویم که نوشه حضور آمده
 که در دین [و] دنیا بلندش مدام

حالتِ پانزدهم

در بیانِ مدارجِ آن عالی‌مقام، همیشه در یادِ الهی به قیام،
حضرت حافظ صاحب حافظ محمد قایم - نور الله مرقدہ -

آنحضرت در عرف «علوی» اند و معروف و مشہور به سرہنگ والی اند و متوطن سبزوار،
کہ جد بزرگوار ایشان از آنجا آمدہ، ساکن موضع اجودھن و لاهور گردیدند، و دیگر برادران ایشان
در پرگنہ مالیر و در قلعہ تھنسر اقامت پذیر شدند، و قتل کفار فجار نابکار نمودند، و یک بزرگ کہ
نام [۱۰۸ ب] او سید سرہنگ بود، از ان جہت سرہنگ والی لقب افتاد، و بعدہ قصب العسام
فریدالدین مسعود - قدس سرہ - تشریف شریف در اجودھن ارزانی فرمودند، و جد ایشان دست
بیعت حضرت گنج شکر - قدس سرہ - آوردند، و بعدہ نام اجودھن، پاک بتن خطاب کردند،
و این بیان از زبانی فضایل و کمالات پناہ میان محمد اسحاق مرحوم ساکن حواری کہ در
مکتوب جواہر فریدی تحقیق نمودہ، و جد حافظ صاحب پیشہ زمینداری می کردند، چنانچہ بر
پرگنہ قبولہ - یعنی سعداللہ پور وغیرہ - از زمینداری ایشان بود، و چند ہزار روپیہ در سرکار محکمات
موصول می دادند، بعدہ از بزرگان ایشان، بہ حوادث زمان، قطع زمینداری گردید، و متوطن سبزوار
قول حضرت مولوی معنوی :

ابیات^۱

این سبب ہم از سبب رہبر است
با توکل، زانوی اشتر بستند

گفت آری از توکل بہتر است

گفت پیغمبر بہ آواز بلند

چرا کہ رازق مطلق خود خانسامان است.

بیت

خدا خود خان سامان است سبب توکل

چرا فکر معیشت جان من^۲ آشفته می دارد^۳

۱ - در اصل : کہ آنحضرت

۲ - در اصل : بیت

۳ - در اصل : + دل

۴ - در اصل : می داری

نقل است در بیانِ ریاضتِ آن حضرت: در خُرد سالی مشغول به عبادت بودند از کوششِ والدۀ خود. چنانچه در دولتخانهٔ ایشان «سندل» نام کنیزک بود. بعدِ نیم شب گذشته، والدۀ صاحبۀ [۱۰۹ الف] ایشان، او را می فرمودند که ای سندل! حافظ را بیدار کن که در تلاوتِ قرآن مشغول شود. و حالتِ حضرتِ براین عنوان بود که از استیلائی خواب، کلوخِ استنجا در دست می ماند و می خوابیدند. آن رابعۀ وقت، سندل را باز امر می کردند که قدری آب بر رویش بپاشان، یا از دروازه بیرون کن [کذا: یا دروازه باز کن] که از برودتِ هوا و از خنکی سرما، خود به خود بیدار خواهد شد»

وقتی که جوان شدند، هر روز، بی ناغہ، یک ختمِ قرآنِ مجید و فرقانِ حمید، در خانقاه حضرت گنج شکر، به یک پا استاده و دست بسته، به ارواحِ سید عالم و مفخرِ اولادِ آدم - صلی الله علیه و سلم - به طریقِ تحایف و هدایا می فرستادند و استدعا [ی] معرفتِ حق می نمودند. بعدِ انقضای چند مدّت، در عالمِ خواب به ایشان امر شد که نصیبِ شما به جایی دیگر است. بیدار شده، در خانه آمدند و والدۀ خود را عرض کردند که چیزی طعام پزید که امروز ختم کرده شود. او شان پرسیدند که شما غمناک چرا هستید؟ ایشان ظاهر کردند. والدۀ صاحبۀ فرمانهای بر آورده، گفتند که به سمتِ هندوستان رفته، ترددِ زمینداری بکنید یا نزد کدام فقیر صاحبِ کمال رفته، حصولِ وصالِ لایزال نمایید.

ای یارِ من! می باید که هر کس خود را در خدمتِ فقراء آراسته و پیراسته کند و بهره اندوزِ سعادتِ ابدی^۲ گردد.

ابیات

نصیحتی کنمت بشنو و^۳ بهانه مگیر
هر^۴ آنچه ناصح [۱۰۱ ب] مشفق بگویدت، بپذیر
نعیم هر دو جهان، پیش عاشقان به دو جو
که این متاع قلیل است و آن متاع کثیر

نقل است در شرفِ ارادتِ ایشان و بیعت نمودن به خدمتِ حضرت سچیار - رحمة الله علیه :-

روزی، یک فقیر سیاح - از یارانِ آنحضرت - به طریقِ سیر، در پاک پتن وارد گردید. هنگام

۱ - در اصل: بیدل .

۲ - در اصل: + حاصل

۳ - در اصل: شنوای .

۴ - در اصل: ندارد.

شب در ذکرِ اَرّه مشغول شد، و بی اختیاری دست داد. از شنیدنِ ذکرِ آن، در دلِ ایشان میل و محبت افتاد. از او پرسیدند که این نعمتِ عظمی از کجا یافتی؟ وی عرض کرد که از آن معدنِ اسرارِ غیبی و مطلعِ انوارِ لاریبی، دانای دقایقِ عرفان و واقفِ اسرارِ یزدانِ میانِ پیرِ محمدِ سچیار، پُر از عشق و ناز، رحمة الله علیه - [که] بر کنارهٔ دریای چناب سکونت دارند،^۱ از خدمتِ اوشان افاده برداشتم. از آن روز در دلِ ایشان شوقِ وصالِ آن صاحبِ کمال سرزد.

بعدِ گذشتنِ چند روز، روانه به طرفِ دارالسلطنت لاهور شدند. در حینِ آنجا رسیدند. یک فقیر، نامش محمد زاهد - از مریدانِ شیخ المشایخ، قُدوة السالکین، رُبدة العارفين مین میر قدمی الله سرّه - همراه چند یاران، در بازارِ نجاران نشسته بود. به خاطرِ ایشان آمد که آن هم مرد کامل معنوی می شود. رفته، در خدمتِ ایشان نشستند. آن مرد بزرگ، بعدِ مرورِ چند ساعت، نعلینِ ایشان را پاک کرده، پیشش نهادند و عیان کردند که نصیبِ شما^۲ به جایی [۱۱۰ الف] دیگر است. روزِ دوشنبه در چناب شدند. وقتی که از دریای راوی عبور نمودند، دو شخص دیگر آمده، ملاقاتِ صاحبِ کمال نمودند. کجا خواهید رفت؟ حضرت جیو ظاهر ساختند. هر سه کس رفیق شده روانه به طرفِ دریا شدند. شب در آنجا اقامت کرده، روزِ دُوم از دریای چناب عبور نموده، بر کنارهٔ استاده نشاندند. صاحبِ کمال پرسید که چرا استاده اید؟ فرمودند که جای میان صاحبِ سچیار - رحمة الله علیه - تا آنجا می رسد. گفت که اوشان در شیخ پور در خانهٔ میان میهنون تشریف آوردند. روانه شده، در میانِ سچیار رسیدند و پرسیدند که خانهٔ میان میهنون کدام است؟ مردمان نشان دادند که میان بر تندی می رسد. حضرت سچیار صاحب - رحمة الله علیه - و میان صاحب میهنون جیو و شاه صاحب سچیار مشغول به عمارتِ حجرهٔ میان صاحب میان میهنون جیو بودند. و نزدِ ایشان برای پیشکسبِ کمال از صحرا پاخیج دشتی چیده، بردند و چند کلوخ با رخسارهٔ خود صاف نموده، قدمها را در آنجا کردند. آنحضرت اول از همراهیانِ ایشان پرسیدند که حاجت دارید؟ اوشان عرض کردند که ما را در راه دایمہ مایان در ضبطِ حکام است. می خواهم واگذار شود. دعا کرده، فرمودند که حمدان در حق خود را بعدِ نظرِ رحمت به طرفِ ایشان کردند که بگو حالِ خود. عرض کردند که طالبِ حبسیم [۱۱۰ الف]. عاشقِ لقایم. پرسیدند که ساکنِ کدام جایی؟ اظهار ساختند که از باشندگانِ پاک من ایم. فرمودند که

۱ - دراصل : + که .

۲ - دراصل : ما .

بنشین که خدای - عزّ و جلّ - خیر خواهد کرد. و پاخچ دشتی برای آب گرم کردن و کلوخ برای استنجا نگاهداشتند. آن وقت شاه صاحب و میان میهون جیو عرض کردند که یا میان صاحب! کار ایشان به مدارج اعلیٰ خواهید بُرد، چرا که این ساکنِ پاک پتن است و آن جایی بزرگ است که مردمان رجوع به طرف ایشان کم خواهند نمود. آن حضرت بعدِ مزی چند وقت، ایشان را تلقین از رموزِ نهانی و اسرارِ یزدانی کردند. در پنجابی فرمودند:

تسینون دتا دایره مین تخت جهروکا لیون تاهی سهل هی، پر رگهن اوکها

تیرا مینون نت جهوکها هی جهوکها بدهی رکهی پیودی، پُتراوهی چوکها^۱

نیز از روی اکرام و الطاف فرمودند «جاتینون سوکهای سوکها»^۲ و رخصت کردند که به خدا سپردم.

ابیات

آن را که جام باده صهباش می دهند می دان که در حریم حرم جاش می دهند

صوفی! مباش منکرِ مستان [که] سرّ عشق روزِ ازل به مردم قلاش می دهند

نقل است در بیانِ زکاتِ اسماء و غیره چنانچه اسم اعظم یعنی اسمِ پیر صاحب «یا شیخ عبد القادر شیخیّ لله» به قدرِ یک کرور بر آورده بودند. در تکمله پیر صاحب فرمودند که: «اسْمِیْ کَالْاِسْمِ الْأَعْظَمِ». و عاملِ سوره مزمل و چهل اسماء و قصیده بُرده و غوثیه و چندین [۱۱۱ الف] اسمای دیگر که در عملِ ایشان بودند، لیکن این عمل از طرفِ جدّ بزرگوار حاصل شده بود، برای خواهشِ ایشان. والّا سوای ذکرِ حق در جا و تصوّرِ پیر و مرشد، دیگر مجاهده نبود.

بیت

نه در آنجا سعی، هم کوشش نبود شد در آنجا یادِ حق، رنجش نبود

نقل است که: روزی آن حضرت بر کناره دریا چله کشیدند و از چله فارغ شدند. در دلِ ایشان آمد که بینم که چه ظهور می شود. در آن اثنا، یک تله در دریا پیدا گشت. خواستند که این تله سرکنده اگر به طرفِ من آید، ظهور و نتیجه چله خواهد گشت. چنانچه تله مذکور به فاصله چند گز از ایشان پیشتر رفته بود. بد امرِ الهی دریا در تموج آمده، آن تله را نزد ایشان افکند. باز در دلِ ایشان خیال

۱ - ترجمه آزاد: من ترا مکان و تخت بخشیدم، سندن اینها سهل است، اما نگاهداشتن مشکل، من دایم نگران توام، فرزندی که سخن پدر را نگاهدارد، فرزند حقیقی است.

۲ - ترجمه: برو، برای تو این کار آسان خواهد بود.

گذشت که این، از تلاطم دریا است. ظهور به این طریق شود که این تلّه پیشرفته، سوای کشش موج دریا، خود به خود، در اینجا بیاید. همون روش - که خواستند - نمود گشت. به قول مولوی :

چون قبول حق بود آن مردِ راست دست او در کار با دست خدا است

نقل است در بیان آنکه چله قصیده غوثیه بر آوردند، و در آن حالت زیارت حضرت پیر بیان شد. آن وقت این بیت می خواندند:

مُرِيدِي هِم وَ طِبُّ وَ أَشْطَحُ وَ عَنِّي

ارشاد شد: « مُرِيدِي أَنْتَ قُطْبُ ، أَنْتَ شَيْخٌ » بخوان [۱۱۱ ب] چنانچه این عمل در باران این طریق جاری گشت.

ایات

گر گشایی چشم عرفان ، ندکی
قیاس هر یکی باشد ز هم دور

فرع و اصل ، اینجا یکی بینی یکی
یکی خورشید بیند ، دیگری نور

ذره [ای] در پی خورشید به جان می گردید لله الحمد که آن ذره، به خورشید رسید.

نقل است از میان میر محمد جیو که او شان از حضرت صاحب شنیده که : آنحضرت فرمودند : غوثیه فارغ شدند ، در خواب دیدند که روی من سیاه شده است. تعجب نمودند، و آنروز بزرگی در آن خواب برای تعبیر آن خواب رفتند. و این سؤال نمودند که چه صورت است ؟ آن مرد بزرگ سرگشته فرمود که مردمان رجوع به طرف شما خواهند آورد. چنانچه بسیار کس از ایشان بهره مند شدند. صاحب سلسله شدند.

بیت

نور را اندر سیاهی یافتند سر هر شی را کماهی یافتند

و از نظر فیض اثر ایشان کسی خالی نرفت؛ چنانچه آنحضرت به ایشان حساب بر قنداری فرمودند بودند.

بیت

نرفته کس ز صید شان برون هر آن صیدی که تیری بر جگر خورد

نقل است که: روزی، بی اختیار شده، روانه به خدمتِ فیض درجت گشتند. در دو سه روز در لاهور رسیدند و شب در بُرجِ باغِ شالامار اقامت پذیر شدند. وقتِ صبح روانه پیشتر شدند، و گرسنگی کمال بود. چنانچه در راه هیچ نخوردند. از شوق [۱۱۲ الف] روانه شده، می آمدند، اتفاقاً کسی شخص مابین موضعِ شاهدره و سرای بلخیان، خربوزه خورده، و پوست و تخم آن بر تافته، رفته. ایشان دانستند که این بِلکِ کسی نیست. تخم برداشته، خوردند و پوستِ خربوزه خرج راه نمودند. وقتی که بد جنابِ فیض مآبِ پیر مرشدِ حقیقی و کعبهٔ تحقیقی مشرف شدند، آن کاشفِ القلوب به میان کالا فرمودند از طعامِ من نیم نان مُرغن برای من نگاهدار و نیمه به حافظ بده.

بیت

نیم نانی گر خورد مرد خدا بذلِ درویشان کند نیمی دگر

و همان وقت، یک فقیر دیگر بود که آن را رخصت فرمودند. ایشان ترسیدند که شاید ما را هم رخصت فرمایند. برخاسته، جایی دیگر نشستند. آن محرمِ راز و آن صاحبِ بی نیاز، یاد فرمودند که اینجا میان قایمان بود. طلبیده، رخصت کردند. ایشان بی اختیار گشته، گریه و زاری نموده، و نعره هازده، برخاستند.

بیت

بنالد بلبل مسکین که از گلزار دور افتد قیامت آن زمان باشد که یار از یار دور افتد

همان وقت، حضرت هم یک نعره از سینهٔ بی کینهٔ خود بر آوردند. میان کالا عرض نمود که یا حضرت! این عجیب کار است! اول غریب را رخصت فرمودند و بعد گریه و نعره نمودند. از گرسنگی طاقتِ رفتن هم ندارد. فرمودند که آری، میان! مادرِ تو نان پخته است که این، نشسته، بخورد. این هم دست و پای خود دارد. تحرک بکند. خدای تعالی بسیار خواهد داد. ایشان [۱۱۲ ب] می فرمودند که اگر چند روز آن نیم نان - که از راه کرم بخشی به ما عنایت می کردند - بسیار نعمتِ عظمی حاصل [می] شدی.

غزل

روشن از پرتو رویت نظری نیست که نیست
ناظر روی تو صاحب نظران اند، ولی
آب چشمم که بر او منتِ خاکِ در تست
از وجود این قدم نام [و] نشان است ولی
منتِ خاکِ درت بر بصری نیست که نیست
سرِ سودای تو در هیچ سری نیست که نیست
زیر صد منتِ او خاکِ دری نیست که نیست
ورنه از ضعف در اینجا اثری نیست که نیست

از آنجا رخصت شده، در ده باگریان وارد شدند. بر چاه آمده، آب [از] کسی زنکه طلبیدند. زین مذکور آب نداد، و احیاناً شوهر او پیداگشت. دیده و دانست که این فقیر صاحب اثر است. پرسید که ای فقیر! تو از خادمان میان پیرو هستی که چشمان تو و میگون و سرخ اند؟

به قولِ حافظ :

غلامِ نرگینِ مستِ تو تاجدارانند
ترا صبا و مرا آب دیده شد غماز
نه من بر آن گلِ عارض غزل سرایم و بس
ز حُسنِ زلفِ دوتا چو [ن] گذر کنی، بنگر
گذار کن چو صبا، بر بنفشه زار [و] بین
برو به میکده [و] چهره ارغوانی کن
[۱۱۳ الف] نصیبِ ماست بهشت، ای خداشناس برو
تو دستگیر شو، ای خضرِ پی خجسته که من
رقیب! در گذر و بیش از این مکن نخوت
خلاصِ حافظ [ا] زین زلفِ تابدار مجو
خرابِ باده لعلِ تو هوشیارانند
و گرنه عاشق و معشوق راز درانند
که عندلیبِ تو از هر طرف هر روز
که از یمین و یسارت چنه بقتورانند
که از تطاولِ زلفت چنه سوگوارانند
مرو به صومعه، کائجا سیسه، کجورانند
که مستحق کرامت گناهکارانند
پیاده می روم و همراهان سرورانند
که ساکنانِ در دوست خاکسارانند
که بستگانِ کمند تو رسنگارانند

ایشان فرمودند: بلی. وی گفت که همراه من بیایید که به شما آب می دهم. ایشان را همراه خود برد و در چهار پای نشاند و طعام و آب آورده، حاضر کرد. و شب در خانه خود بهس کرد. از حسن روی و رجوع مردم به جانب ایشان شد.

نقل است در شفقتِ پیر و مرشد بر ایشان: روزی، برای قدمبوس در جناب آن صاحب سجد و آن صوفی [با] صفا راهی شدند. وقتی که در خدمت شرف اندوز شدند، تسبیح در کلاه پنهان کردند. و موی سر هم داشتند. و یارای کس نبود که رو به روی آن حضرت. لفظ الله بگوید و یا تسبیح و موی

سر دارد - چنانچه تحریر پذیرفته بود - درویشی به دل است ، نه موقوف بر لباس است. به قول شیخ سعدی - رحمة الله علیه - :

حاجت به کلاه ترکی داشتنت نیست درویش صفت باش [و] کلاه تتری دار

لیکن ایشان صاحب زهد بودند. برای بیداری شب، موی سر داشتند. هر شبی که خواب غلبه می کرد، آن وقت حلقه های به موی سر، بسته ، استاده می ماندند ، و آن در سقف خانه محکمتر می نمودند. موی سر را بسته [۱۱۳ ب] و پنهان کرده ، قدمبوس کردند.

بیت

به هم بسته مو را به صد پیچ و تاب گره داده شب را پس آفتاب

و رویش حضرت صاحب این بود که وقت تلقین ، چشمها و امی کردند . آنحضرت پرسیدند که کیستی ؟ عرض کردند که حافظام. دست رحمت بر سر ایشان مالیدند. کلاه و تسبیح ایشان پیش آنحضرت بیفتاد. و چشم خود وا کرده ، باز پرسیدند که تو تسبیح و موی سر می داری ؟ ایشان عرض کردند یا حضرت ! الحال دور می کنم. فرمودند که موی سر و تسبیح به تو ارزانی داشتم و بهل کردم که مرد خوش لقایی.

بیت

چشم خود واکن و بر من خسته ببین صفتت که جلیل است ، کرم کن به یقین

بعد چند روز رخصت فرمودند که به خدا سپردیم. و حضرت میان صاحب جیو - مرحوم و مغفور - می فرمودند که آن حضرت بسیار خوش لقا بودند ، و هر کس که می دید ، عاشق و مفتون ایشان می شد.

ابیات ۱

شاهدان گر دلبری زین سان کنند	زاهدان را رخنه در ایمان کنند
هر کجا آن شاخ نرگس بشگفتد	گلرخانش دیده نرگسدان کنند
یار ما چون سازد آغاز سماع	قدسیان بر عرش دست افشان کنند
ای جوان سسروقد ، گویی ببر	پیش ازان کز قامتت چوگان کنند

نقل است در منظور شدنِ نذرانهٔ ایشان : از زبانِ فیض ترجمانِ حضرت میانِ صاحب - مرحوم و مغفور - که روزی [۱۱۴ الف] ایشان یک روپیه از مشقتِ دروغلهٔ گندم پیدا نموده ، برای پیشکش آن حضرت بُردند . وقتِ قدمبوس ، نذر کردند . به درجهٔ قبول افتاد . چنانچه آن یک روپیه از درگاه باری - عزّ اسمه - روزینهٔ ایشان جاری گشت . اگر چند روز توقّف و فرصت می افتاد ، کسی شخصِ همان قدر نذر می کرد ، و اگر قبل از روزینه جمع می آمد ، آن قدر اهمال و توقّف می افتاد . چنانچه آن یک روپیهٔ سابق و یک روپیهٔ دیگر یومیه ، الحال هم به میان صاحبِ مایان از جناب باری - عزّ اسمه و جلّت قدره - مقرر بود .

ای یار ! ایشان خدمتِ پیر و مرشد و غیره درویشان و فقیران به جان و دل کردند و صرف در راهِ خدا می ساختند .

بیت

لَنْ تَسْأَلُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا هر چه داری صرف کن در راهِ حق

نقل است از صاحبزادهٔ بلند اقبال که : روزی ، در جنابِ فیض مآبِ پیر مرشد عالم و عالمگیر برای قدمبوس رفتند ؛ و وقتِ رخصت ، آن حضرت از راهِ تَلَطُّفِ ارشاد کردند که ای پسرِ قیاس ، برو که عاجزهٔ تو بالغ شد [ه] است ، و سرانجامِ کارِ خیر آن بکن . ایشان عرض کردند : فدای آن صاحبِ امکانِ خرج ندارم . فرمودند که میان ! خدا خوب خواهد کرد . رخصت شده ، در لائور رخصت شد . میان مذکور در کدام باغی رونق افزا شدند و نشستند . اندر آن وقت ، یک امیر هم بری سیر - در آن وقت [۱۱۴ ب] وارد گشت ، و ایشان را دیده ، از پیش ایشان گذشت . بعد ساعتی ، باز آمد و قدمبوس پیر و دو صد روپیه - در رومال - نیاز ایشان آورد و گذرانید . وقتی که آن حضرت روانهٔ به سمتِ پاکستان شدند ، محافظتِ آن مبلغِ مذکور هیچ نمی کردند و گفتند که از حضورِ عنایت شدند . پس مبلغِ مذکور به و زوال نیست . چنانچه در راه ، در طاقچه و یا بر فرشِ مسجد می انداختند . وقتِ صبح ، گرفتار می شدند . می شدند . در پاک پتن آمده ، کارِ خیرِ عاجزهٔ خود نمودند .

و ای یار ! از درویشان ، این کار ادنی است . ایشان اکسیرِ قلب است . به قولِ حافظ شیرازی

غزل

روضهٔ خلدِ برین خلوتِ درویشان است مایهٔ محشمی خدمتِ درویشان است
آنچه زر می شود از پرتو آن قلبِ سیاه کیمیایی است که در صحبتِ درویشان است

کنج عزلت که طلسماتِ عجایب دارد فتح آن از ^۱ نظرِ رحمتِ درویشان است
روی مقصود که شاهان به دعا می طلبند مظهرش آینه طلعَتِ درویشان است

نقل است که: ایشان به طریقِ سیاحت، به طرفِ موضعِ کهرام رفتند؛ و در آنجا یک مردِ بزرگِ میران سید بهیک - رحمة الله علیه - از خلفای حضرت گنج شکر - قدس سره - مشهور و معروف بودند. تشریف برای ملازمتِ اوشان بردند، و یک روپیه نذرِ اوشان نمودند. [الف ۱۱۵] بینایی چشمِ میران مذکور کم بود. خادمِ آن نذر را گرفت. از خادمِ آنها روپیه واپس گرفتند که این خوب نیست، بدل کرده، می دهم. از آنجا آمده، در کدام دوکان آرام کردند. بعده میران صاحب در حجره نشستند و از خادم پرسیدند که کدام کس آمده بود؟ وی عرض نمود که فلان بن فلان لیکن یک فقیر هم آمده بود. و یک روپیه نذر نموده، باز واپس گرفته، رفت. میران صاحب فرمودند که تلاشش بکنید بر دوکان مزبور یافتند و به میران جیو آمده، ظاهر ساختند. همان وقت برخاسته نزد ایشان آمدند، و السلامُ عَلَیک کردند و گفتند که ای صاحب! شخصی که می دهد، باز نمی ستاند. ایشان مبلغ یک روپیه نذر کردند. گرفته، پرسیدند که تشریف از کجا آوردید؟ و بیان واقعی خود اظهار نمایند. ایشان همه حقیقت ظاهر کردند. از شنیدنِ این ذکر خوشوقت شدند و فرمودند که شکرِ خدای کریم است که به جای حضرت پیر محمد سچیار جیو، من زیارت شما را کردم و این نصایح به فقیرانِ خود کردند که هر که در پاک پتن رود و ملاقی با حافظ صاحب جیو نشود، یارِ من نیست.

ای یار! بشنو:

ابیات ^۲

دلا! پایه در خوردِ همت نگر همبا استخوان یافت، طوطی شکر
بسی خاکها کاندین منزل است * یکی مستِ خوش بود، دیگر گِل است
نه هر کس شود همنشینِ گلی نگویند هر مرغ را بلبلی
یکی [۱۱۵ ب] کوش آخر که بلبل شوی مگر لایقِ صحبتِ گُل شوی

نقل است که: روزی، کسی ایشان را سؤال کرد که از حضرت پیر و مرشد به شما چه حاصل گشت؟ فرمودند که سوايِ عشق، کاری دیگر در آنجا نیست.

۱ - دراصل: در.

۲ - دراصل: بیت.

ابیات^۱

عاشقان را بابهشت [و] دوزخ، ای دل، کار نیست طالبان را جز تماشای جمالِ یار نیست

کوی دوست بهشتِ عاشقان است هر که در این کو است، عاشق آن است

وی عزیز گفت که معلوم می شود که این سلسله هیچمدان است. ایشان طعنه آن شخص در دل نهادند و بعد چند روز، روانه به سمت دریای چناب شدند. به جناح استعجال طی مسافت نموده، در خدمت سراسر سعادت شرف اندوز گشتند. و این حقیقت مذکور به عرض رسانیدند. حضرت سچیار صاحب از کرم بخشی فرمودند که ای میان! من ترا دیده ام، تو دیگران را بین، و رخصت فرمودند. نقل می کنند: در جایی آمدند. و در راه، یک شخص پالکی نشین سوار شده، می آمد. ناگهان نظر فیض اثر ایشان بر آن افتاد. بیهوش گشت. ملازمان و همراهیان او در تحیر ماندند. بعد افاقه آمد. قدمبوس نمود و چیزی نذر گذرانید. ای یار! از تصوّر مربی، نظر پُر اثر می گردد.

رباعی

سر رشته دولت ای برادر به کف آر و این عمر گرامی به خسارت مگذار
دایم، همه جا، با همه کس، در همه حال می دار نهفته چشم دل جانت یار

نقل است از زبانی استاذی و مولایی میان [۱۱۶ الف] میر محمد جیو سنمه ربه که در سن حضرت حافظ صاحب جیو شنیدند که روزی، ایشان در جالندهر، تشریف به خانه یک فعول بردند. زوجه او به خدمت حضرت، مرید بود و در دانست مردمان این ظن افتاد که این زن با حافظ صاحب میلِ تعشق مجازی دارد. چنانچه برادران او، سلاح در بغل گرفته، در راه استاده می ماندند. وقتی به آنجا رسیدند، همه کس کور شدند و ایشان را ندیدند. وقت شب، مجلس حاضر شد و همه در عالم نساء دیگر هم حاضر بودند. لیکن ذوق و شوق از نعمات به کسی وارد نگشت. پس وقت صبح، دست دعا به جناب آن حضرت آوردند و گفتند که من غلام تو ام و فراموشی غلام خوب نیست. همان وقت نظر ایشان بر برکه آب افتاد و وضو ساختند. زنها آمده، به طریق تبرک آب چشیدند. هر که

۱- دراصل: بیت.

۲- دراصل: بیت.

از آن آب خورد، مست و مدهوش ابد [ی] گردید؛ و قلب ایشان با ذکر اَرّه جاری گشت و غل برخاست. مردمان دانستند که شاید امروز دشمنان، حافظ صاحب را شهید کردند. دویدند و دیدند که مجلس برپا است. رفته، قدمبوس نمودند و اعتقاد کردند.

غزل

جمالت آفتاب هر نظر باد	ز خوبی روی خوبت خوبتر باد
همای زلف شاهین شهرش را	دل شاهان عالم زیر پر باد
دلی کماو عاشق رویش نگردد	همیشه غرق در خون جگر باد
کسی کماو بسته زلفش نباشد	[۱۱۶ ب] چو زلفت برهم و زیر و زبر باد
بتم چون ناوک غمزه گشاید	دل مجروح بیمارم سپر باد
چو لعل شکرینت توشه بسخشد	مذاق جان ما، زو پر شکر باد
مرا. باتست هر دم تازه عشقی	ترا هر ساعتی حسن دگر باد
به جان مشتاق روی تست حافظ	ترا بر حال مشتاقان نظر باد

نقل است از زبانی حضرت میان صاحب جیو استادی و مولایی - سلمه الله و ابقاه - که او شان از حافظ فاضل محمد جیو - که از یاران حضرت حافظ صاحب جیو هستند - شنیده اند که یک مرتبه ایشان به طرف ملتان رفتند؛ و در آنجا یک زنی صاحب جمال شیوه بنج فروشی داشت و اکثری از مردمان شهر، آروزمند وصال و طالب دیدار او بودند، با او دچار گشتند. به قول شاعری:

به هر یک ریشه ایما دواند دل هر یک به خاص خویش داند

هر که یکره بیند آن رخساره چون آفتاب* ماند از حیرت چو ذره غرق بحر اضطراب
تا قیامت در تمنای لب شیرین او نی بیند ساغر و خود می فتد مست خراب

برای دیدن آن تشریف فرما گشتند. و طریق آن، این بود که یک قده مال سبز از دست خود تا می داد. مبلغ پنج روپیه بهای آن می گرفت. والا مزدوران آن می خوراندند. در آن مکان رفته، دیدند.

بیت

واحد و یکتاست روحشان به ذات می کنند نظارگی اندر صفات

[۱۱۸ الف] آن زنکه به مجرد دیدار فرحت آثار حضرت عرض نمود که ای درویش! چیزی سبزی

می نوشید؟ ایشان پرهیزکار و متقی بودند، اما برای پاسِ خاطرِ آن فرمودند: تو انم نوش کرد.

بیت

چو پیدا گشت گوهر را خریدار دگر دُر را نباشد با صدف کار
او یک ایاغ پُر از سبزاب پیش ایشان آورد. از او گرفته، نوش فرمودند. بارِ دیگر عرض کرد که دیگر هم بیارم؟ فرمودند که هر چه در خاطرِ شما باشد. به قدرِ سه پیاله نوشانید و حالتِ سکر بر ایشان هیچ روی نداد. به قولِ مولوی معنوی است:

صاحبِ دل را ندارد آن زیان گر خورد آن زهرِ قاتل را عیان
هر چه گیرد علتی، علت شود کفر گردد کاملی ملت شود

بر دانشمندانِ روزگار ظاهر و هویدا است که متابعتِ شرع نبوی و پیروی دینِ مصطفوی نزد اهل کس واجب، بلکه فرض. پس اگر به ظاهر امری که خلافِ شرع به ظهور می آید. در آن حکمتِ بی منزوی می باشد. چنانچه تلمیح است به قصه حضرت خضر - علیه السلام - که استکشاف نمودند مہتر موسی - صلوات الله علی نبینا [و] علیہم السلام - چنانچه غرق کردنِ کشتی و کشتنِ عین در آب کردنِ دیوار.

بعدِ آن، روانه شده. در روضه مقدسه منوره، مظہرِ نورِ آفتاب و فیضِ حشرِ مہتاب در باده جامِ لبریز یعنی حضرت شاه شمس تبریز [سبزواری]. قدس سرہ جلوس از آنی در مسجد زیارت کرده، فاتحه [۱۱۷ ب] بر روح پُر فتوح حضرت گفتند و آن لیلی وقت سیر تالاب سوزید. در خدمتِ ایشان حاضر گشت و عرض نمود که مرا در خدمتِ خود نگاهدارید. و اگر یک در خدمتِ روز اجازت دهید، چیزی برای خرج هم خواهم آورد. ایشان جواب دادند و رخصت فرمودند.

رباعی

ای دلبرِ من، مباش بی دلبرِ من کاین دلبرِ من به ز صد دلبرِ من
نه دل بر من ماند نه دلبرِ بر من یا دل بر من پیدا دلبرِ بر من

روز دوقم، روانه به سمتِ وطنِ مألوف شدند. جایی که شب می افتاد. از اتفاق حسنه نیز در آنجا کس از شتربانان، با گله شتران، هم منزلِ ایشان شدند. چنانچه وقتِ شب، ایشان هم در آن گله شتران

۱ - دراصل: ندارد.

۲ - دراصل: ندارد.

جای استراحت مقرر کردند. یک شترِ مست بار بار عف می کرد. از شنیدن، رقتِ قلبی روی داد. بی اختیار شده، گردنِ آن شتر در بغل گرفته، نعره های مستانه می زدند و اثرِ ایشان بر آن وارد گشت. چنانچه وقتِ صبح، پیشتر روانه شدند. شتر مذکور، مهار شکسته کرده، عقبِ ایشان می دوید. شتر بانان می بستند. اما چند مرتبه همین طرح نمود. و اوشان نزد حضرت التجا آوردند. ایشان دستِ مبارک برگردنِ اشتر مالیده، رخصت فرمودند

رباعی!

آن کس که لباس فقر پوشیده از راه غنا
وان کاسه رندی بخشید با عین عطا [کنا]
در مجلس شاهان که دلاویز چو شد
وحش [و] انسان همه راماند در این ارض [۱۱۱۸ الف] و سما

چندی راه رفته بودند، چه دیدند که یک حلقه گلو - از طلا - در راه افتاد است. دست آلود نگردیدند بلکه از او کناره کرده، رفتند.

بیت

دولتسی دارند ایشان بی زوال قلب سیاه را زر کنند صاحب کمال [کذا]

و شخصی دیگر دنبال ایشان می آمد، وی برداشت. حضرت تبسم فرمودند. ناگاه یک سواری پیدا گشت و از او پرسید. وی گفت که من خبر ندارم. هرگاه که در پارچه های وی جستند، یافتند؛ بسته کردند. و آن حضرت پیشتر تشریف آورده، خلاص کنانیدند. [به قول] مولوی:

کامل [ی] گر خاک گیرد، زر شود زر، بر ناقص چو خاکستر شود

نقل است در مهربانی نمودن به یارانِ خود که: یک یارِ ایشان بر کسی زنکه مبتلا شده بود؛ و آن زن رویی و التفاتی به حال آن فقیر نمی کرد و دشنام می داد.

بیت

بسکه آن ناوک زنی سنگین دلِ خونریز بود از برای قتلِ عاشق همچو خنجر تیز بود

و فقیرانِ دیگر به خدمتِ ایشان عرض کردند که فلانی همچو کار می کند. از شنیدن این مقدمه بر هم

شدند. وقتی که آن یار حاضر گشت، او را مانع آمدند و فرمودند که ای میان! آن رُوی سیاه را رفتن بده. به حکمِ الهی چنان شد که رُوی آن زن سیاه گشت. دیگر زنِ همسایه به وی گفتند که این چه سبب است که رُوی تو سیاه شده است؟ گفت یقین است که از غیرتِ آن درویش است، [۱۱۸ ب] می باید که پیشِ مرشدِ آن بروم و دعایی بخواهم. آن زنکه همچنان کرد. آمده، در خدمتِ پُر برکتِ ایشان قدمبوس نمود و استمدادِ همت نمود. از زبانِ فیضِ ترجمان فرمودند که به خواهد شد. و آن فقیر را گفتند که ای میان! رُوی این زنکه به دستِ خود بشو. وی حجاب نمود. باز فرمودند که امرِ ما به جا نمی آری؟ به موجبِ فرموده، رُوی او شسته کرد. همان وقت به رنگِ اصلیِ خود بر آمد.

ای یار! صحبتِ عاشقان اختیار بکن که قلبِ سیاه تو پُر از نور شود. به قولِ حافظ شیرازی:

برو به میکده [و] چهره ارغوانی کن مرو به صومعه کانجا سیاه کارانند

نصیبِ ماست بهشت، ای خدا شناس برو که مستحقِ کرامت گنا مگارانند

نقل است از زبانی میان صاحب میان میر محمد جیو - سلمه ربه - : روزی، آنحضرت در مجلسی کسی صاحب دولت رفتند. و آن صاحبِ خانه رسوخِ ارادت در خدمتِ فیضِ درخت، به درجه رسید. داشت. به معز الیه - یعنی استادی ام و صاحبم - فرمودند که شما هم همراه ما بیاید. وقتی که در راه رفتند، اندرونِ محل سرا، میان مشارِ الیه را همراه بُردند. و برای زیارتِ ایشان دیگر سنگسار همه. لیکن هر یک مقبول صورت بودند.

بیت

پنهان ز چشم مردم، در پرده چون پری بر آفتابِ حسنش صد ماه مسیری

بعد چند ساعت، ایشان رخصت کرده، به جای خود آمدند. تبسم [۱۱۹ الف] سرودند:

محمد را پُرسیدند. فرمودند که ای میان میر! این خوب رویان را دوش خوب دیدی؟ ایشان عرض

که یا حضرت! سوای لقای مبارکِ شما و بدونِ بُتِ اوشان، هیچ چیز در نظر من سحر آفرین

خوب رویانند یا بد رو اند. آن وقت بصارتِ میان میر محمد کم گشت که سوای آن، دیگر در نظر من

ای یار! رُوی حق پرستان به طرفِ دیگر نگران نمی شود.

ابیات^۱

زنده با رُوی یار باید جان تن بی یار را شاید جان
زندگی گریه روی یارت نیست فرقی از مُرده های زارت نیست

نقل است در بیانِ خرقِ عادتِ هادی کونین ، راهنمایِ نشأتین ، پیروِ مرشدِ حقیقی ، کعبهٔ تحقیقی ، قبلهٔ حاجاتِ خداوند از زبانی میان صاحب میان میر محمد جیو که : روزی، ایشان برای زیارتِ حضرتِ شاه شاهان نوشاه گنج بخش - قدس سرّه - رفتند، و چهار کس فقیر همراه ایشان بودند. چنانچه میان سوهنان و صاحب فقیر و نیز میان میر محمد و یک فقیر دیگر بود ، اسم او معلوم نیست. از لاهور کوچ نموده ، در سرایِ فضل آباد رسیدند. و میان جیو حقه کش و تنباکو دوست بودند. آن حضرت یک فقیر را ارشاد کردند که یک زنِ نان پز را بطلب. و میان سوهنان رافرمودند که برای میر محمد ، از بازار حقه بیار. آن حضرت خود به غایت متقی و پرهیزکار بودند، اما در میانِ این کار چیزی و حکمتی بوده^۲ [۱۱۹ ب] باشد. والا از این امر، نهی می کردند. فقیر، زنی نان پز را و حقه نزد ایشان آورد. فرمودند آن زن را که سه چهار سبو پُر آب آورده ، بده . و حقه به میان دادند که بکش. ایشان از ادب نکشیدند. باز گفتند . - الْأَمْرُ فَوْقَ الْأَدَبِ - ایشان به جا آوردند. وقتی که آن عورت سبوی آب پُر کرده ، آورد. زیر کمبل پوشیده کرده ، نهادند. یاران در تعجب شدند که این چه سبب است. ناگاه یک فوج در آنجا وارد گشت. چنانچه غلهٔ سرا و آب از چاه همه در خرج او آمد. ایشان اندک اندک بُست جو به یارانِ خود دادند و فرمودند که امروز لذتِ گرسنگی بچشید. چون شب افتاد، نمازِ عشا گذارده ، خوابیدند. و بعد گذشتنِ نیم شب، شخصی روغن فروش ، دو طبق پُر از شیر و برنج مع شکر و روغن به خدمتِ حضرت آورد. یاران را بیدار نموده ، فرمودند که بخورید. و آن آب - که زیر کمبل پوشیده داشته بودند - در آن هنگام تصرف [کذا: مصرف] کردند.

بعدِ مضي چند روز ، روانه شده بر دریای چناب ، در موضعِ رگهان رسیدند. و میان صاحب یک فقیر را ارشاد کردند که برو ، نان پخته بیار. میان مذکور رفت. و آن ذاتِ ملایک صفات در جای مزارِ حضرت صدر صاحب برای زیارت رفتند. ختم سورة الملك و سورة اخلاص و تحفهٔ درود به ارواحِ طیبهٔ ایشان [۱۲۰ الف] فرستادند و از آنجا برگذر کشتی آمدند و کشتی بانان را پرسیدند که کدام وقت روانه خواهید شد؟ او شان گفتند: وقتی که مردمان می آیند. فرمودند که اگر الحال بیابند؟

۱ - در اصل : بیت.

۲ - در اصل به تکرار.

آنها گفتند که همین وقت روانه خواهیم شد. یکایک جماعتی پیدا شد. به شتابی سوار بر کشتی گردیدند. ملاحان روانه شدند. حضرت فرمودند که یک فقیر ما برای پختن نان، در موضع مذکور پس مانده است، یک ساعت توقف کنید کشتی با نان گفتند که بار دیگر عبور خواهد کرد. حضرت سوار باشند. لاچار سوار شدند. وقتی که کشتی در میان دریا رسید، به میان جیو باز فرمودند که ای میان میر محمد! صاحب فقیر پس مانده است. اما قوت پیش وی هست. خواهد خورد. و صاحب فقیر نان پختند. آورده و دید که کشتی روانه شده است. فریاد کرد:

بیت

جانان مرا^۱ به من بیارید و این مرده تنم بدو سپارید
 که یا حضرت! مرا گذاشته، رفتید. و آواز آن به سمع حضرت رسید. دیدند که صاحب فقیر فریاد
 فغان و گریه وزاری می کند. فرمودند که صبر کن.

ابیات^۲

صبر کن در کارها، زان رو که صبر از صفات پاک رحمانی بود
 هر که او در کار بنماید شتاب آخر کارش پشیمانی بود
 و متوجه به جناب حق - سبحانه - شدند. قضاء لله یک گرد بادی پیدا گشت. [۱۲۰ - آیه کشتی] کنا
 کناره رسیده و موج از دریا برخاست و کشتی مذکور از شدت باد و تموج آب، در دریا غرق گردید
 کرده. نرد صاحب فقیر وارد شد. استدعا [ی] این احقر:

بیت

اندر این راه که ای دوست ترارو^۳ به خداست حاجت خسته بر آور که تر حاجت خسته
 به مجرد دیدن این مقدمه، ملاحان و غیره مردمان مطیع و منتقاد گشتند و صاحب فقیر را در میان
 نشانده، از دریا گذار نمودند.

بیت

کشتی شکستگانیم، ای باد شرطه برخیز باشد که باز بسیم تا بهر کشتی
 از آنجا آمده، در ساهنپال، زیارت شاه شاهان [نوشه] گنج بختی کردند. بعد آن به وزیر آمدند و

۱ - دراصل: من.

۲ - دراصل: بیت.

۳ - دراصل: روی ترا.

میں میری محنت حیرت فرموانے کے لیے... عمدتاً خود ملاقی تھے، یہ باتیں وقت بوقت ہوتی تھیں۔
میرا یہ رفتہ بہ رفتہ کہ حجتہ فلال حضرت کہہ سکتے تھے کہ ہمیں سن رہے تھے، ملاقی

تھے۔
تھے۔ یہ حجتہ فلال پر بھی برسیدہ کے مرنے میں مواقع، میں سب کے حجتہ فلال اور حجتہ فلال
میں کہہ سکتے تھے۔ حجتہ فلال، ہنسبند، لگویہ، ہنس، یہی حجتہ فلال اور فرموانے کے لیے تھے۔
ہنس، یہ فرموانے۔ میرا رفتہ فرموانے۔ آج میں انوں پر انوں ہنس، حجتہ فلال اور حجتہ فلال
میں کہہ سکتے تھے، لہجہ حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال
تھے حجتہ فلال، کہ حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال
کہ حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال
پر برسیدہ کے لیے، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال
پر برسیدہ کے لیے، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال
رفتہ حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال
میں کہ حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال

پتہ

حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال
حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال
حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال
حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال
حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال
حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال
حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال
حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال

حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال
حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال، حجتہ فلال

سعادتِ حضرت میان صاحبِ جالندهری - رحمة الله عليه - از سر نو، سرِ ارادت نهادند و بهره مندی حاصل نمودند - که اوشان شنیده اند از والده خود، که: روزی، آن حضرت در غریب خانه این تراب الاقدامان [کذا] تشریف شریف ارزانی فرمودند، و در خانه مایان بسیار غلامان و کنیزکان بودند. ضیافت نمودیم و دانه اسبانِ مادیه آن حضرت، با عقاید [کذا: عقیدت] تمام، به دستِ خود [آماده] می کردیم. حضرت، مهمانی خورده، در گذرِ سید متها قدم رنجه فرموده و اقامت پذیر شدند. بعد آن، آنبومل قوم کهنان - پیشکار اینجانب بود - آن بی ادب آمده، گفت که یا بی بی! این چه می کنید؟ قدرِ خود نمی شناسید! و این فقیرانِ کھوکه چه خواهند داد! از استماع این سخن نامعقول در غضب آمیخته و دشنام دادیم. به مجرد، احوالِ آن چنان گشت که بازوهای او، به قدرتِ حق تعالی بسته شدند و کتف از دهنِ او برآمد. سر بر زمین می زد.

بیت

بس تجربه کردیم در این دیر مکافات با دُرد کشان هر که در افتاد، بر افتاد
چون دیدم که اگر آن بمیرد، خویشانِ این خواهند گفت که در کارویارِ مسلمان آمده بود، سید
[۱۲۲ الف] این همین بود، لاچار شده، پا برهنه در سید متها رسیدیم و پای آنحضرت را بوس
تبسم نموده، فرمودند که چرا آمده [ای]؟ عرض کردیم که بر ذاتِ والا صفات همیشه
فرمودند که من آن را چیزی نگفته بودم. او خودبه خود ذایقه از مرگ چشید، دست به دهن زد
کردیم. مهربان شدند و برای وضو نماز برخاستند. چنانچه از کوزه قدری آب در دست گرفته و بر
زدند و فرمودند که برو، به خواهد شد، رخصت شده، در جای خود آمدم و احوالِ آن به صاحب
دیدم. وی همان وقت مبلغ دو روپیه را شیرینی گرفته، در جنابِ فیض مآب رفته، قدمیوس
همان روز خدمتِ فقیران می کرد و به دستِ خود طعام می خورانید. ای یار! اینجانب ادب نامی
خواجه حافظ - رحمة الله عليه :-

منبعش خاک در خنوب درویشان است	هر که او آبِ حیاتِ ابدی می خواهد
سببش بسندگی حضرت درویشان است	خسروان قبله حاجات دعایند ولی
فی الحقیقت سبب خدمت درویشان است	ای دل به ادب باش که سلطانی ملک [کذا]
هوش پیش آر که از نکبت درویشان است	چهره بخت که دل می برد از شاه و گدا

۱ - در اصل: چه کرده خواهند داد.

حافظ اینجا به ادب باش که سلطانی ملک همه از بندگی حضرت درویشان است
نقل است در مهربانی کردن [۱۲۲ ب] با یاران خود و خواری تأثیر ایشان: روزی آن حضرت در کسی
مکان تشریف بردند و یاران همراهی گرسنه بودند. اوشان را فرمودند که شما بنشینید و من برای شما
چیزی می آرم. چنان کردند که بر پیشانی خود قشقه کشیده و یک خادم همراه گرفته، رفته، در زیر
کدام درخت، خاموش شده، نشستند.

بیت

فارغ اند از قیل و قال این جهان می کنند نظاره اینجا ای جوان
شخصی هندو آمده، دید که این «گوسائین» اثر مند است و پیش ایشان آمده، نشست. و شهرت
در مردم افتاد و یکایک هندوان شیرینی گرفته، برای قدمبوس دویدند و توده های شیرینی گشت.

ابیات^۱

یک نظر، شاه! مرا که اکسیر است
مِسْ مِنْ زَرِ شُودَ كِه تَأْثِیرِ اسْتِ
هُوَ فِی كُلِّ صُورَةٍ مَعْنَاهُ
إِنَّا صُورَةٌ هُوَ الْمَعْنَاهُ
خادم را طلبیده، گفتند که بردار از آنجا آمده، در کدام مسجد رفتند. آنجا یک مُلّا نشسته بود
- که پیش وی طفلان سبق می خواندند - آن عزیز منع کرد که ای هندو! پیش میا! فرمودند که من
مسلمان می شوم. از شنیدن این سخن، مُلّا خوشوقت شد. چنانچه یک راس بُزِ ملک خود داشت. بُزِ
مذکور و قدری آرد خشک پخته کرده و شادی کرد که شکر خدای کریم است که نزد من، همچنین
پیرمغان به شرف اسلام مشرف شد. ایشان را کلمه شهادت تلقین کرد و گفت که فردا ختنه شما خواهم
[۱۲۳ الف] ساخت. ایشان در دل گفتند که خیر خواهد شد.

ابیات^۲

واحد و یکتا به ذات مطلق اند
هم به ذات مطلق او^۳ ملحق اند
نیست کس آگه ز یکتایی شان
کس نشد آگه ز تنهایی شان
در آن هنگام، اندرون مسجد، یک طفلکی قرآن شریف غلط می خواند. آن را گفتند که بر این روش
بخوان. مُلّا حیران شد و گفت که امروز اسلام آوردی یا برای استیصال من آمدی؟ تبسم نمود [ه]، نظر

۱ - دراصل: بیت.

۲ - دراصل: بیت.

۳ - دراصل: به ذات خود مطلق و او.

رحمت به سوی او کردند و از جامِ محبتِ جرعه چشانیدند.

بیت

حق ، زبنده ، بهانمی طلبد بهرِ غفران بهانه می طلبد

ملاً را ذوق و شوق پیدا شد. رقص و وجد رو داد. بعدِ افاقت ، در خدمت مشرف شد [و] الحمد خواند.

رباعی^۱

گفتی آن دلشده [ای] ، هر که بدیدی رخ یار کافر است آن که نه در عشق تو بندد زُنار

کارِ من با غمِ عشقِ تو فتاده امروزی تا که جان در تن من هست، جز این نبود کار

نقل است: روزی آن حضرت بعد وصالِ سچیار صاحب ، ایشان در نوشهره مبارک برای طواف

و عرس تشریف بُردند. یک جوگی - [که] اوصافِ حمیده^۲ این خاندان شنیده [بود] - آن به طریق

امتحان و تجربه وارد گشت. وقتی که همه صاحبان جمع شدند،^۳ او این سخن آغاز کرد که من در چند

جا، با شیخانِ زمانه ملاقی شده ام، اما از صحبتِ هیچ مشایخی [۱۲۳ ب] تأثیری و منفعتی به من

نرسیده .

ای یار! در صحبتِ درویشان به ادب باش. این ، از بی ادبی محروم مانده بود.

ایات^۴

از خدا جویم توفیقِ ادب بی ادب محروم ماند از قربِ حق

بی ادب تنهانه خود را داشت بد بلکه آتش در همه آفاق زد

بُد ز گستاخی کسوفِ آفتاب شد عزازیلی^۵ ز جرئتِ ردِ باب

و گفت که الحال من اینجا آمده ام. باشد کسی از فقیرانِ این سلسله چیزی بسپارد و الا بشیر همه

کاذب اند. چنانچه این طعنه به گوشِ هوشِ عاشقانِ دین افتاد. چنانچه روزِ عرس ، همه صاحبانِ زمانه

مرتبه ، نظر توجّه بر آن کردند لیکن او را هیچ اثری نشد، چرا که در مذهبِ خود جید بود و بی ادبی

هر چه گیرد علتی ، علت شود کفرِ گردِ کاملی ملت شود

۱ - دراصل : بیت.

۲ - دراصل : + که.

۳ - دراصل : + و.

۴ - دراصل : بیت.

۵ - دراصل : عزازیل.

بعده همه صاحبان روی خود به طرف ایشان کرده و گفتند که کفر شکنی این گبر، و رهنمایی دین، تعلق به ذاتِ عالی دارد که قولِ سچیار صاحب است که تیر ایشان از نشانهٔ مراد خطا نخواهد کرد. از خواستِ برادران، نظرِ فیض اثر از حدقهٔ چشم بر آورده، بر او کردند و یک نعرهٔ لا اله الا الله از سینهٔ بی کینهٔ خود کشیده، بر قلبِ سیاه او زدند.

بیت

تا به جاروب «لا» نروبی راه نرسی در سرای «الا الله»
احوالِ او چنان گشت [که] چند قدر از زمین بالا [۱۲۴ الف] شده، بیفتاد و بیهوش گشت. چنانچه مردمانِ عرس، مثلِ فیل [!؟] بر آن آمد و رفت کردند، برای بی ادبی آن. بعدِ افاق، آمده، قدمبوسِ حافظ صاحب شد و کمرِ عقاید [کذا: عقیدت] در سلکِ ایشان بست، و از کفر رست لیکن در صورتِ جوگیان ماند.

ابیات در ثنای آن عاشق دین و شکنندهٔ کفر بی یقین:

ابیات

ز کارستانِ او یک شمهٔ این است	خم زلفِ تو دامِ کفر و دین است
حدیثِ غمزه [ات] [سحرِ مبین ^۱ است	جمالتِ خارقِ حُسن است و لیکن
که دایم با کمان اندر کمین است ^۲	ز چشمِ شوخِ تو جان گوی توان بُرد
که در عاشق کُشی سحر آفرین است	بر آن چشمِ سیاه صد آفرین باد

و این هم می گویند که وی جوگی گفت: این کرامت از شما می طلبم که آبِ کوزه [و] چاه به طریقِ شیر شوند. چنانچه آن آب، از توجّه ایشان مثلِ شیرِ رقیق نمودار شد. به قولِ مولوی معنوی:

ابیات

گفت چون باشد کسی کاو جاودان	بر مرادِ او رود کارِ جهان
سایل و جوها بر مرادِ او روند	اختران زان سو که خواهند آن شوند

نقل است از میان جیو که او شان از میان محمد اعظم - ککی زئی، نائب فوجدار پرگنهٔ پرسرور بودند؛ و از یارانِ آن حضرت بودند - شنیدند^۳: که روزی، میان مذکور برای شکار سوار شده، رفت و

۱ - دراصل: مهین.

۲ - دراصل: «است» ندارد.

۳ - دراصل: شنیده شد.

در آن مکان بغتاً آوازِ مردنگ [۱۲۴ ب] در صحرا به گوش می آمد. اسب را جلد جلو ریز کرده، در پی آواز رفت و دید که چندکسان از جوگیان مجلس آرا شده، نشسته اند. از اوشان پرسید که شما از کدام سلسله اید؟ آنها عرض کردند: از طریقهٔ میان صاحب حافظ جیو. معلوم می شود که از همون جوگی باشند.

ایضاً. میان در کدام جا رفته بود، در کوهستان. چنانچه از غار، آوازِ ذکرِ «هُو» به سمع میان رسید. در غارِ مذکور داخل شد. و شخصی جوگی به ایشان سلام داد و تواضع نمود.

بیت

تواضع ز گردن فرازان نکو است گداگر تواضع کند، خوی او است
از او پرسیدند که تو جوگی هستی و آوازِ ذکرِ «هُو» می بر آری؟ وی گفت که ای یار! من هم ز برادران
شما هستم. چرا که مشرف ام در خدمتِ حضرت حافظ صاحب جیو.

ابیات

ز مشرقِ سرکوه آفتابِ طلعتِ تو طلوع [می] کند و طلعهٔ همایون است
به یادِ لعلِ توام چشمِ مست می گون است ز جامِ جم می لعلی که می حورم، اخون است
حکایتِ لبِ شیرین کلامِ فرهاد است شکنجِ طَرّهٔ لیلی مقدمهٔ معشوق است
نقل است: روزی، ایشان در نوشهرهٔ مبارک رفتند و در حجره نشسته بودند. در آن وقت
صاحب میان بخت جمال آمدند و بر دروازهٔ استادهٔ السلام علیک فرمودند. و حصری در آن
[۱۲۵ الف] سُکر نشسته بودند. یاران عرض کردند که یا میان صاحب! میان بخت جمال
می دهند. گفتند که کدام بخت جمال؟ یاران باز تکرار کردند که برادر شما، فرمودند که که
میان صاحب بخت جمال جیو دانستند که امروز در حالتِ دیگر اند. فقیران را منع فرمودند که
هیچ نگوید. در این یومِ ظهور و بروزِ حق است.

بیت

مردانِ خدا، خدا نباشند لیکن ز خدمتِ خدا نباشند
و نیز گفته آمده است:

انبیاء و اولیاء را حق بدان سرِ مخفی کرده ام بسا تو بیان
و رسول صلی الله علیه - فرموده است: أَوْلِيَاءِي تَحْتَ قَبَائِي لَا يَعْرِفُهُمْ غَيْرِي.
نقل است: روزی یک شخص آمد و در والا خدمت گزارش نمود که یا حضرت! مردمان

گویند که اولیاء الله با یک نظر میس قلب سیاه بنده را اکسیرِ خالص می کنند و به تأثیر نگاه دل بنده را شاغل و محو ذکر الهی می گردانند.

بیت

آنان که خاک را به نظر کیمیا کنند آیا بود که گوشه چشمی به ما کنند
در و دیوار و غیره جمله موجودات و تمامی مخلوقات با توجه اوشان در ذکر الهی مشغول می نمایند.
چنانچه در آیت کریمه وارد است: **يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ [۱/۶۴]**. چنانچه شیخ سعدی گفته:

بیت

نه بلبل بر گلشن تسبیح خوان است که هر خاری به تسبیحش زبان است
چنانچه آن را فرمودند که این اسم از چهل اسماء بخوان. آن [۱۲۵ ب] شخص زیر کدام درخت رفته، بر حسب ارشاد گرامی - به طریقی که مأمور کرده بودند - به جا آورد. چنان معاینه نمود که هر برگ درخت «الله، الله» می گوید. از شنیدن این آواز مست ذوق و شوق شد. بعد افاقه، در خدمت عالی آمده، اظهار ساخت. فرمودند: بار دیگر، زیر درخت اصلاً نخواهی خواند.

بیت

سنگ و گیاه را که تو بینی خموش غلغلِ شان رفته فلک را به گوش
و اسم مبارک این بود: **يَا اللَّهُ الْمَحْمُودُ فِي كُلِّ فَعَالَةٍ بِاللَّهِ**. چون کسی اگر این را وارد سازد پس بر فضل او - سبحانه و تعالی - و به مدد مرشد چنان به ظهور بیاید که هیچ شکی و تفاوتی نیست.

ایات^۱

ظلمت هستی از تو دور کند	پرتو نور حق ظهور کند
کس نیابی شریک در هستی	به خدا در بلندی و پستی
دو جهان را کشد به کتم عدم	لب گشاید نهنگ «لا» و به دم
بر سر آرد ز قعر، گوهر هو	من [و] ما را برد تمام فرو
هیچ ناید به جز هویت حق	پیش چشم شهود تو مطلق
لا و هو فی الوجود الا هو	بشنود گوش جانت از هر سو

و نیز گفته اند:

بیت

هر گیاهی که بر زمین روید «وحده لا شریک له» گوید

نقل است در تولّد شدنِ صاحبزادهٔ بلند اقبال، عالی مرتبت، حشمت و شوکت منزلت یعنی میان غلام رسول جیو - سلمه الله تعالی الی یوم الدین - در خانهٔ آن حضرت: قبل از پیدا شدنِ ایشان، شانزده فرزند آن تولّد شدند و [۱۲۶ الف] در حالت طفلی و خردی واقعهٔ آنها گردیده. آنها را در دل بسیار خواهش بود. روزی میان صاحبِ مایان در واقعه دیدند که ماه از آسمان فرود آمده، در برایشان افتاد. وقتِ بیداری، پیش آن حضرت ظاهر کردند. اوشان تعبیر نمودند که در خانهٔ من پسری تولّد خواهد شد؛ و عمرش دراز خواهد بود که ما را نیز از جنابِ حضرتِ محبوبِ سبحانی رؤیا [ی] فرزند شده. اما بروقت موقوف است. چنانچه بعد مدّت، آن آفتاب از مطلعِ غیب و از مسحابِ سحابِ مکرمت و افضال به عنایت الهی طلوع نمود. و نامِ اوشان «میان غلام رسول» نگاهداشتند، و در خدمتِ فیضِ مرتبتِ پیر مرشدِ کونین، راهنمایِ نشأتین، قطبِ الثقلین میان صاحبِ جالندهری - رحمة الله علیه - تفویض نمودند که غور و پرداختِ برخوردارِ سعادت کردار، ارشدِ ارجمند، گرمیِ قدر ذبده و تعقیبِ ذاتِ شما دارد. باید که لازمهٔ غور در هر امر مصروف دارند.

و چند «عمل» میان صاحب را بخشیدند و فرمودند که برای میان غلام رسول به شما دادیم. سوای اوشان به دیگری نخواهید داد. بعد از تولّد ایشان، چهار سال در قیدِ حیات ماندند و بعده وصالِ لایزال دست داد. هرگاه که به اثبات رسیدند، در خدمتِ فیضِ درجتِ میان صاحب مشرف شدند و گوی در میدانِ وحدت بُردند و گمراهانِ بادیةٔ ضلالت را رهنما می شدند. چنانچه چند کسان [۱۲۶ ب] در ایشان وصولِ عشق و محبت نمودند - سلمه الله تعالی -

ابیات^۱

نوید فتح [و] بشارت به مهر و ماه رسید	بیا که رأیت منصور پادشاه رسید
کمالِ عدل به فریاد داد خواه رسید	جمالِ بخت ز رویِ ظفر نقاب ^۲ انداخت
جهان به کام دل اکنون رسد که شاه رسید	سپهر دور خوش اکنون کند که ماه آمد

نقل است در وفات آن حضرت که روزی، برای زیارتِ حضرت سچیار صاحب رفتند و عرس

۱ - دراصل: بیت.

۲ - دراصل: نقاب ظفر.

کرده ، به سمتِ دولتخانه روانه شدند. هرگاه که از دریا عبور کردند ، یک درختِ شیشم بر کنارِ دریای مذکور بود ، به او معانقه کرده ، رخصت کردند [و] وداع نمودند. یاران از مشاهدهٔ این معنی ، در خدمتِ عالی درجت معروض داشتند که این چه سبب است ؟ فرمودند که وقتی گرسنگی غالب می آمد ،^۱ برگهای این اشجار قوت می کردم و از همونجا بیمار شده ، آمدند.

بیت

دردمند از کوچۀ دلدار می آییم ما آه کز دارالشفا بیمار می آییم ما
این بیماری نبود ، همه راحت بود .

دو هره

«درد» را در هندوی گویند «پیر» می توان بیدرد را بی پیر گفت

چنانچه همهٔ یاران را شرفِ ترخیص دادند. هر یکی به جای خود رفتند. آن وقت حضرت میان صاحب جیو عرض نمود : «یا حضرت ! این وقت نازک است ، رفتنِ مایان مناسب نیست.» فرمودند که میان ! بروید ، چرا که ظنِ مردم این است که حافظ جیو با ایشان بسیار الفت دارند [۱۲۷ الف] والحال همین خواهند گفت که^۲ ایشان حاضر بودند ، همهٔ نعمتِ حق به ایشان رحمت نمودند. و گفتند : این کار مجنونان است که حاضر الوقت را نعمت می دهند و طریق^۳ این هالکان این است [که] هر جایی که باشد ، خود به خود نعمت به او می رسد. رخصت دادند. حینی که در پاک پتن رسیدند ، «دست» ها جاری گردید و به آزارِ اسهال گرفتار شدند. روزی میان ابو الخیر نزد ایشان نشسته بودند ، گفتند: روزی که «دست» های صاف مثل آب خواهد آمد ، و هیچ موادِ غلیظه از شکم خارج نخواهد شد ، همان روز واقعهٔ من خواهد شد. و جای قبر خود ، قبل از وقوع این مقدمه ، به میان محمد سعید - رحمة الله علیه - نشان داده بودند که در همینجا مزار من خواهید کرد ، چرا که این جای ، حضرت سچیار صاحب از حضرت گنج شکر گرفته ، داده اند. چنانچه ایشان در هنگامی که برای طوافِ حضرت شکر گنج می رفتند ، بعد ذکر ، این کلمات بر زبان می رانند. در زبانِ هندی « دو هره » گفتند :

شاه جیلان مین تیری گولی شکر گنج تون اولی گهولی

۱ - دراصل : + و .

۲ - دراصل : + و .

۳ - دراصل : طریقان .

شاه جیلان مین تیری باندی گنج شکر دی زهان یواندی^۱

چنانچه روزِ جمعه ، به تاریخ بیست و هفتم شهر ربیع الثانی سنه یکهزار و یکصد و پنجاه [و] پنج هجری بود که پیش در شکم پدیدار گشت ، و برای قضای حاجت ، در بیت الخلاء تشریف بُردند . چنانچه مسماة جنّت و ابراهیم شاه [۱۲۷ ب] حاضر الخدمت بودند . اوشان در پارچه انداختند و پالوده ساختند . دیدند آب سفید که نوشیده بودند ، به هیئت اصلی ، از بطن ایشان خارج گردید . ملاحظه نموده ، فرمودند : یک سرِموی از گفته میان صاحب تفاوت نیست که امروز ، اندرون من صاف شده است . وفات من در این یوم خواهد شد و به لقای پروردگار ملاقی خواهم گشت .

بیت

اندرونِ شان تجلی کرده نور پرتو^۲ شان گشته است از دیده دور^۳

اندران وقت غسل فرمودند و میان محمد سعید را طلبیده ، نزد خود نشانند و کلمة شهادت خوانده . پای دراز کردند . دران اثناء جلوه پیرای خلد برین گشتند و از دارِ فانی به دارِ باقی انتقال نمودند . ساکنان بهشت را از دیدارِ فرحت آثارِ خود مسرور و منشرح گردانیدند . و ملائکه آسمان را از طاعت و عبادات - که همیشه در ذکر و اذکار و به ریاضات ایزدی مشغول بودند - مسرور و شادمان فرمودند .

الغرض که تجهیز و تکفین داده . در گورستان بُردند . دران اثناء قطرات باران باریدگی گریه . چنانچه در روزِ عرس ، در هر سال ، بادِ تُند و باران همیشه می شوند و جایی که نشان داده بودند ، سهواً به مکانِ دیگر ، قبر شریف بر آوردند و کندیدند . به قضای الهی . یک میت از و پیدا شد . آنجا شده . اندر آن وقت میان محمد سعید آمده . همانجا [۱۲۸ الف] نشان دادند . و گنجد که حافظ جانان جیو در این مکان ارشاد فرموده بودند . و در جای مذکور درست کرده . دفن نمودند و مقبره ساختند . یاران از مشاهده و معاینه این حال ، اشکِ ندامت و حسرت بر وجهات ریخت گرفتند . حدیثی در تاریخ رباعی در تاریخ وفات آنحضرت از طبع این احقر سرزده :

۱ - ترجمه : یا شاه جیلان ! من کنیزک توام ، قربان گنج شکر میروم ، یا شاه جیلان من کنیزک توام . همیشه در باس گنج شکر بمانم .

۲ - دراصل : پرده .

۳ - دراصل : نور .

رباعی

گر به ظاهر در زمین است سعادت اکتساب
 نام پاکش دان که قایم هست تا یوم الحساب
 سالِ تاریخِ وصالش چون که جُستم از خرد
 گفت ای جان و دلم خوان: «حافظِ عالیجناب»
 و ای یار! بودنِ هر شخص در جهان جز صحبتِ ایشان، عبث و بی فائده است و بودنِ ایشان در
 جهان غنیمت است. به قولِ حافظ [کذا]

غنیمت دان وصالِ گل غنیمت
 به می خوردنِ مُصمّم کن عزیمت

سکندر که سلطانِ آفاق بود
 به لشکر کشی در جهان طاق بُود

ز حافظ گوش کن این پند یکدم
 مزن بی جام دم ، والله اعلم

هر که آمد در جهانِ پر زشور
 در ره عقبی است دنیا ، چون پُلی
 دل منه بر این پلِ پُر ترس و بیم
 نزد اهل معنی ، این کاخِ سپنج
 راستان دُرّ حقیقت سُفته اند
 پُل اقامت را نباید [۱۲۸ ب] در گذر
 دور باش از دوستی مال و جاه
 من گرفتم خود تویی بهرامِ گور
 گرنه گوری ، گور بین ، می گفتمت
 هیچکس را نیست زین منزل گزیر
 عاقبت می بایدش رفتن به گور
 بی بقا جایی [و] ویران منزلی
 برگ ره ساز و مشو اینجا مقیم
 هست چوگون ویرانه خالی ز گنج
 عارفان کاین خانه [را پُل] گفته اند
 جاودان هر کس نماند ، در نگر
 زانکه مالت ، باد [و] جاهت هست چاه
 خواهی افتاد اندر آن ، در دامِ گور
 یک زمان از کار منشین گفتمت
 از گدا و شاه ، وز برنا و پیر

نقل است که : چندین یاران از خدمتِ فیضِ درجتِ ایشان بهره برداشتند و واصل به حق گردیدند و گمراهانِ بادیّه ضلالت را به منزلِ مقصود رسانیدند . چنانچه حضرت میان صاحب - مرحوم و مغفور ، که مذکور ایشان به سمتِ تحریر و در قیدِ تقریر آورده خواهد شد ، ان شاء الله العزیز -

و دیگر یاران این سلسله علیه سنیه قادریه مشهور و معروف [به] نوشاهیه اند^۱، اما در اصل واسطه به واسطه و درجه به درجه به آنجناب و الاشان، ملایک خادمان، حضرت قطب الاقطاب، غوث الاعظم، باعث افتخار اولاد آدم، شیخ عبدالقادر جیلانی - قدس الله سره العزیز - می رسند.

چنانچه بعضی اسمای فقیران و طالبان پیرو مرشد حضرت حافظ صاحب - [که] به این فقیر نسبت «عم پیری» دارند - در معرض بیان می آید:

میان عبدالله مرحوم متوطن دارالسلطنت لاهور؛ و میان محمد حیات در جالندهر؛ و میان ادهم و شاه کلیم الله در سودهره؛ و محمد محفوظ و منشی غلام محیی الدین در جالندهر؛ و بخشنده بیگ خان فوجدار، و محمد امین [۱۲۹ الف] و حاجی نور محمد در موضع چونریان؛ و میان میر محمد استادی و مولایی سلمه ربه - و میان عبدالباقی و میان صاحب میر کلان جیو و حافظ فاضل و میان محمد اعظم و میان غریب مرحوم در ملکه؛ و میان سوهنان مرحوم و میان غلام مصطفی مرحوم و میر ابراهیم مرحوم و میان شیرا مرحوم و میان امان الله و سید صاحب شاه کلیم الله در حواصی خور؛ و محمد خان قصوریه مرحوم و محمد اعظم مهمدانه مرحوم و خان محمد جالندهری مرحوم و میر مکارب [کذا: مقارب] مرحوم؛ و میان بیگا و میان جتو حجام و حافظ مرید مالیری و نور محمد خان و خیرالدین - در آن وقت خرد بود - و میان سوندا «نقاره شتری» مرحوم، و قادر بخش - در آن وقت شیر خواره بود؛ به نظر ایشان اثری گرفت - و میان ارورا مرحوم و مرزا مسو بیگ - در آن وقت محمد روشن مرحوم و میان دینان مرحوم و میان رانجها مرحوم، و سعادت خان قنود رحیم خان مسماات جنت و حاجن حلیمان و سوکھی و والده اینجانب - از چهار پشت - در خدمت سید صاحب ایشان رسوخ ارادت و عقیدت داشتند، لیکن به تجدید مراسم عقاید در خدمت فیض در حیت پیر مرشد دو جهانی، میان صاحب جالندهری - رحمة الله علیه - از جام می و حدت حق جُرعه چشیدند، و چون را در عشق آن صاحب سخا و آن والی ملک بقا فنا ساختند، و ذره [ای] از هستی خود - از آن سر باقی نگذاشتند - که مذکور اوشان آورده خواهد شد - .

و هر چه اسمای یاران معلوم به این احقر بود، و به سماع در آمده، نوشته شده، اما در و بیابان ایشان از دایره احصا خارج [اند] - که هزاران بودند - .

بیت ۱

قاصرم از وصف آن رازِ نهران هست قایم او همه جا ، جاودان
 الهی ! به حرمتِ این باقی ماندگان - که راهنمای جهان اند - و آن گذشتگان - که واصلانِ
 یزدان اند - این احقر را ببخش

ابیات ۲

که من بنده بیمار ، شافی تویی بکن وصل هر دم که دور از دویی
 غلامِ امام بخش را از لقا شفای غفوری سزد تا بقا
 باید که هر که بنگرد و ملاحظه نماید این احسن القصص را ، دست به دعا در حق این احقر ، در جنابِ
 ایزدِ مَنان بردارد و از لطفِ عمیم خود فضلی نماید .

بیت

چو در میانِ مراد آورید دستِ امید ز عهدِ صحبت ما در میانه یاد آرید ۳
 و از ذکرِ حضرت حافظِ صاحب ، به فضل و تأییداتِ سبحانی ، فراغتِ مِنْ کُلِّ الْوُجُوهِ دست
 داده . الحال در مناقبِ پیرو مرشدِ خود در آمدیم .
 به قولِ مولوی معنوی :
 بارِ دیگر ، ما به قصه آمدیم ما از این قصه برون خود کی شویم ؟

۱ - دراصل : ابیات .

۲ - دراصل : بیت .

۳ - دراصل : آورید .

حالت شانزدهم

در بیان شرف عرف حضرت شیخ الملت والدین ، سلطان العارفين ،
برهان العاشقين ، عمدة کاملین ، زبدة الواصلین ، محرم أسرار نهانی ،
[۱۳۰ الف] واقف رموز یزدانی اعنی پیر مرشد حقیقی و کعبه تحقیقی ،
سایه هما پایه ذات مستغنی الصفات بر مفارق مریدان - اعز الله انصاره
وضاعف اقتداره ، دام برکاته و افضاله - تا قیام قیامت ، ابد الذهر ممدود و
مبسوط باد!

بیت

ترک تعظیمش^۱ بود گفتن ز نام لیک در اخفا نیابد هیچ کس

میان صاحب میان عبدالغفور ، پُر از نور حضور - قدس سره و نورالله مرقده . که ایشان را شیخ
انصاری اند . چنانچه جد امجد ایشان که حضرت مولانا ابراهیم - رحمة الله تعالی علیه - در ولادت ایشان
انصاری است که مزار شریف او شان^۲ در کانین کرم در نواحی روه در دامن کوهستان . قبل از آمدن
جات . و در خدمت سراسر سعادت حضرت شیخ الشیوخ شیخ شهاب الملت والدین مسمی به عسکری
مخاطب به خطاب سهروردی - نورالله مضجعه - افاده برداشتند . چنانچه چند کس از ولادت او شرف
موجب آبخورد ، مع لواحقان و وابستگان از کانین کرم کوچ نموده و بار بسته و طی مسافت راه مسافت
در دو آبه بست تشریف شریف ارزانی داشتند و ساکن قصبه جالندهر و نواحی آن گردیدند .
مواضعات به اسم عالی مشهور و معروف اند . چنانچه محله « داشمنان » در قصبه مذکور و معروف است .
شیخ درویش - رحمهم الله . و آبادی داشمنان از شهر مذکور به فاصله یک و نیم کمره می باشد و
عرف « داشمن » از « دانشمند » اختصار کردند و دانشمند . لقب برای [۱۳۰ ب] این افتاد که یک
شخصی از بزرگان ایشان بسیار عالم و عاقل و صاحب فصاحت و بلاغت و سرآمد روزگار بود خطاب

۱ - در اصل : تعظیم .

۲ - یعنی مولانا ابراهیم .

وی « دانشمند » افتاد . ازان جهت به این لفظ رواج یافتند .

و اکثر مردمِ افغانه، مرید میان شیخ درویش - رحمة الله علیه - بوده اند. چنانچه قوم «غزان» و «برکیان» و غیره. و نیز برکیان نسبتِ عاجزه های به ایشان می دادند و مردمانِ بیخبر، برای همین افغانان می گویند. و برکیان نیز از طرف پدر علوی اند و از طرف والده سید اند؛ و «برک» جایی است در زمینِ یمن . چنانچه میان بهلول کول موحد - نور الله روحه - از کتابِ روضة الشهداء و جواهر التفسیر تحقیق نموده ، مندرج ساخته. و این احقر از رسالهٔ میان مرحوم مغفور - نقل کرده ^۱ .

و دستور در برادری میان صاحب جیو این است که مرید سجاده نشین میان شیخ درویش - رحمة الله علیه - می شوند ، و نذر نیازِ بزرگان در جای داشمنان می آید. لیکن پیر این فقیر ، جام محبت از سلسلهٔ قادریه علیه چشیدند از قلمِ رحمتِ حافظ صاحب - که مذکور ایشان مسطور است - .

رباعی

ای که زین عالم مراد ما تویی ، مقصود هم چون تویی هرگز نبود است و نخواهد بود هم
بسکه هجر تو مرا سرگشته دارد چون فلک باشم از هجرت به غم پیوسته ^۲ ناخشنود هم

نقل است در شرفِ ارادتِ ایشان [۱۳۱ الف] که : حضرت میان صاحب حافظ صاحب جیو مع فقیران، اکثر به طریقِ سیاحت ، در قصبهٔ جالندهر قدم میمنت لزوم ارزانی می فرمودند. یک مرتبه در ده ایشان اتفاق افتاد و در سایهٔ کدام درخت اقامت کردند و سرود جاری گشت. اندر آن وقت، جدّ ایشان هم در آنجا وارد گشت و چشمِ می گونِ ایشان دید. واپس آمده ، مردمِ قریه را نصایح کرد که طفلانِ خود را نگاهدارید ، چرا که این فقیر اثرمند است و مست معلوم می شود ، مبتلا کرده و گرفته خواهد رفت. قضاء لله که ایشان و میان خان محمد ، هر دو صاحب ، به روشِ سیر، در آنجا رفتند و در حلقه در آمدند و نظر فیض اثر حضرت صاحب جیو بر ایشان افتاد. به مجردِ دچار شدن ، بی اختیاری نمود [ه] در رقص در آمدند.

مثنوی

نزدِ شاز بهر تماشا آمدند خود به خود ، در خود تماشا ساختند ^۳

۱ - دراصل : شد.

۲ - پ - دراصل : + و.

۳ - دراصل : می کنند.

هستی خود از میان برداشتند ذرّه از هستی خود نگذاشتند
کسی شخص در خدمتِ جدّ ایشان آمده ، ظاهر ساخت. او شان گفتند که ندانسته بودم پیش من
خواهد آمد.

و آی یار : هر که با اولیایِ حق تعصب می کند، با جانِ خود می کند. به قولِ بزرگی :
اولیاء اطفالِ حق اند ، ای پسر ! در حضور و غیب آگه ، با خبر
غایبی مندیش از نقصانِ شان کوشد جان از برای جان شان
و حافظ صاحب ایشان را بعد [۱۳۱ ب] افاقت، نشانِ جای سکونتِ خود گفته ، رفتند . یعنی در
مسجدِ مجاورانِ حضرت امام ناصر - قدس سرّه العزیز، بعد از جدّ [ایشان] ، ایشان را به خانه آورده، قید
کرد. لیکن الفت بسیار داشت . بعد چند ساعت خلاص کرد. و پدرِ خان محمد سخت بود ، وی خلاص
نکرد.
و آی یار ! باید که دشمنی فقراء نکند.

بیت

به دوستانِ خدا دشمنی مکن ز نهار بدین دلیل که «تبت یداً بی لیبی است
و ایشان وقت یافته و گریخته ، به خدمت حاضر شدند؛ و جدّ ایشان لاچار شدند. روز دهم
حضرت حافظ صاحب را در خانه خود آورده ، مشرف شدند ، و سجده عبودیت به جا آوردند.

بیت

گشته ایشان را هدایت در وجود خود به خود افتاده اند، اندر سجود
بعد چند روز ، حافظ صاحب جیو روانه به سمتِ وطن شدند ، و فرمودند به یارانِ دیگر که من غرس
در ماهِ ربیع الاوّل ، به تاریخِ دوم یا غره ، در نوشهره مغلان ، متصلِ گجرات ، بر عرسِ مبارک
مرشد سچیار صاحب ، اکثر می آیم ، چرا که [عرس] به تاریخ پنجم ماهِ مذکور می شود. اگر صلاح
هم باشد ، خواهند آمد. لیکن این سخنِ عرس به ایشان شنوایند. نه استماعِ سخنِ مذکور ، پس همه
قصد کردند. و عمر ایشان ، ده دوازده ساله بود.

بیت

نخلِ قَدِ نازکش از باغِ خوبی سرزده شوقِ رویش [۱۳۲ الف] را گُلِ گلزار آتش در زده
و ارادهٔ وصلِ آن صاحبِ سخا در دل عقدِ محکم بستند.

بیت

دل که او فارغ ز عشق دلربا است دل مگو آن را که او ماتم سراسر است
ای بار خدایا! این احقر را هم عشقِ خود را در دلِ محبتِ منزل جا و مکان عنایت فرما.

حافظ شیراز

بیا ساقی آن می که شاهی دهد به پاکئی آن، دل گواهی دهد
به من ده که سلطانِ دل بوده ام کنون دورم از می که آلوده ام

[نقل است] که : بعد آن حضرت ایشان بسیار غمناک و پریشان شدند. وقتی که موسمِ عرسِ مبارک رسید، با یک فقیر از یارانِ میان صاحب میان بخت جمال - رحمة الله علیه - صلاح کردند که ای یار! ما را هم همراه خود ببر. وی عرض کرد که من این قدر طاقت ندارم. اما این کار بهتر است که شما پیشتر بروید یا متعاقب بیایید. بیرون رفته ، یکجا خواهیم شد. چنانچه علیحده رفته ، برکنارهٔ دریای بیا ، رفیقِ یکدیگر گشته ، روانه به سمتِ دریای چناب شدند. وقتی که در آنجا رسیدند ، پرسیدند ، فقیران گفتند که حافظ صاحب تا حال نیامدند، امروز [یا] فردا خواهند آمد. از شنیدن این مذکور ، خواب از چشم و آرام از جسم ایشان رفت. و فقیران، دیگر ، به طریقِ پاس ، شفقت با ایشان می کردند و خاطر داشت می نمودند . لیکن ایشان را ملالِ خاطر رفع نمی شد.

بیت

بسی مشکل بود بی یار، گلزارِ جهان دیدن

جهان را بی گل رخسار جانان [۱۳۳ ب] چون توان دیدن
بعد دو سه روز ، حضرت حافظ صاحب تشریفِ شریفِ ارزانی فرمودند . یک فقیر همین خبر بر ایشان کرد. به مجرد شنیدن ، به جلدی برخاسته ، روانه پیشتر شدند.

بیت

و عدهٔ وصل چون شود نزدیک آتشِ شوق تیزتر گردد

چند تیر پرتاپ رفته ، شرف اندوزِ قدوم بوس شدند. بسیار خرم و خوشحال گشتند.

بیت

خوش آن وقتی و خرم روزگاری که یاری بر خورد از وصلِ یاری
و از آنجا آمده، طواف نموده، نشستند، و حقیقتِ یکدیگر پرسیدند، و تَلَطَّف نمودند. و چند روز
مانده، عرس مبارک کرده، روانه به سمتِ پاکِ پتن شدند، و ایشان را رخصت به طرفِ جالندهر
فرمودند.

رباعی^۱

دریاب که حالم از غمت گشت خراب
گر دادِ من امروز نخواهی دادن
دل از تویر آتش شده، هم دیده پُر آب
دستِ من و دامنِ تو تا روزِ حساب
به قولِ حافظ شیرازی:

در عشقِ تو ای صنم! چنانم
هر چند که زار [و] ناتوانم
کز هستی خموش در گمانم
گر دست دهد هزار جانم

در پای مبارکت فشانم

کو بخت که از سر نیازی
معروض کنم نهفته رازی
در حضرتِ چون تو شاهبازی^۲
هیئات که چون تو شاهبازی

تشریف دهد در آشیانم

نقل است: بارِ دیگر حضرت حافظ صاحب جیو در [۱۳۳ الف] قصبه جالندهر روی آورد
و در مسکن و مأوای ایشان اقامت پذیر شدند.

بیت

گرچه امروز است اینجا جای شان
و والدۀ صاحبۀ ایشان فوت شده بود، پرورش ایشان، او - سبحانه و عزّ شانه - از دستِ والدۀ صاحبۀ
برادرِ کلانِ ایشان نموده بود.
به قولِ شیخ سعدی:

چنان پهن خوانِ کرم گسترده
که سیمرغ در قاف، روزی خورد

۱ - دراصل: بیت.

۲ - دراصل: شهبازی.

مہیا کنند روزی مار و مور و گر چند بی دست و پای اند و زور
لیکن آن رابعہ وقت ، از پسران خود ، به ایشان الفت بسیار داشت ، و یک لحظہ از خود جدا نمی کرد .
به خدمتِ حافظ صاحب عرض نمود کہ یا حضرت ! وقتی کہ بر عرس رفته بودند ، دنبال ایشان ، من به
ہلاکت رسیدہ بودم .

بیت

صد آتش جگر سوز بر جان من نہادی خاکتسر وجودم آخر بہ باد دادی
و از شغلِ فقیری ، کارِ دنیوی نخواہد کرد . حضرت از راہ نوازش و کرم بخشی فرمودند کہ بہتر و
خوب خواہد گردید . خاطر جمع دارید . و بہ ایشان ارشاد کردند کہ شما پیشہ نوکری درپیش کنید . امرِ
عالی بہ جا آوردند . بر طبق فرمانِ لازم الاذعان ، پیشہ سپاہگری اختیار کردند ؛ اما در آن وقت مرضی
مبارک نبود . لیکن ^۱ - الْأَمْرُ فَوْقَ الْأَدَبِ - واقع گشتہ است .

مثنوی

[۱۳۳ ب] در یکی غرق اند از سر تا بہ پا محو مطلق گشتہ اند ، اندر خدا
خویش را گم کردہ اند ، اندر یکی خود یکی را دیدہ اند ، اندر یکی
ای ذاتِ یکتا و ای صفاتِ بی ہمتا ! این احقر را از دوی دور کن و بہ احدیتِ خود پُر نور کن .
بہ قولِ حافظ :

گشتم ، صنما ! در آرزویت آشفته و تیرہ دل چو مویت

ہر چند نمی رسم بہ کویت شب نیست کہ از فراقِ رویت

زاری بہ فلکِ ہمی رسانم

ای وصلِ تو ، اصلِ شادمانی دائم بہ مرادِ دل بمانی

با حافظ خود بگو عیانی بر حکم کہ بر سرم برانی

سہل است ، ز خویشتن مرانم

نقل است : یک مرتبہ بہ سمتِ پتنہ رفته ، رفاقتِ نواب مستطاب ، معلی القاب ، سیادت و نقابت
مآب یعنی میر جملہ خان - غفران نشان ، جنت آشیان - کردند . و نواب مرحوم متعینہ کددام فوجدار

نمود. و به قدر چهار پانصد کس مردمان - از برادران و غیره - همراه بودند. و طلب از سرکار چیزی به مدد خرج می دادند و چیزی باقی طلب در سرکار می ماندند. و ایشان صاحب سخا و شجاع بودند. به قول شیخ سعدی:

کریمان^۱ ز اموال بر می خورند بخیلان غم^۲ سیم و زر می خورند
بخیل از بود زاهد بحر و بر بهشتی نباشد، به حکم خبر

از کسی «ساهوکار» فرض گرفته، دیگر خرج بالایی می نمودند. وقتی که چند هزار روپیه را مقروض گشتند، گماشته مومی الیه طلب کرد. [۱۳۴ الف] و متصدیان سرکار در دادن مبلغ، دار مدار و حیند سازی می کردند. آن ساهو[کار] را فرمودند که تا به آمدن مبلغ، اسبان بازگیر و سلاح بازگیر، نزد خود نگاهدارید. معاملت شما ادا کرده، واپس خواهم گرفت. آن عرض کرد که این چه مناسب است! و برگماشته خود تعزیری فرموده، و اعتراض کرده و گفت که با اینچنین شرفایان نجیب ذاتی، چه لایق بود، مناسب نداشت که مهربان و مرتبی میان اند و مددگار هرکار سرکار داریم. و گنت: الحال همه در خانه من رسیده شد هرگاه که وصول از سرکار خواهد گردید، در همان وقت خواهم گرفت. باز دیگر عرض نمود که ضیافت فدوی قبول کنید. و بسیار منت و معذرت کرد. پذیرایی یافت. روز دوم، تشریف نموده، ایشان را مع برادران به جای خود برد، و مشک و عطر و برگ پان و گل ریحان سوخته ساخت. و بعده طعام رنگارنگ حاضر کرد. خوردند. وی عرض داشت که حضرت سلامت است. سیر خوابگاه فدوی بکنید. چنانچه برادران و غیره مشغول به تماشای عالم طوایف شدند. و ایشان هم آن رفتند. آن ساهوکار قفل خانه خود بگشاد. دست ایشان به دست خود گرفته. اندرون برده و مبلغ و مالیت خود داد. چنانچه چندین توده های مبلغ سفید در آنجا بودند. و گفت که ای صاحب اگر کسی مبلغ لکه روپیه از یک ضرب بخواهد، ان شاء الله [۱۳۴ ب] می دهم. و چیزی تحفه مساکین نموده. از آنجا رخصت شده و تقصیر آن گماشته معاف کنانیده. به دولتخانه خود آمدند. و بعد از چند روز، لاچار شده از دارمدار متصدیان، با میان محمد یار خان رستم دل شرف الله له صلاح کردند [که] به هر طریق، طلب از سرکار گرفته، حواله این دولت مآب بکنیم. چنانچه همه کس طیار [کذا] تیار شده، نزد حاکم رفتند و متصل آن نشسته. چنان کردند که گریبان آن را محمد یار خان گرفت. آن

۱ - دراصل: سخیان.

۲ - دراصل: غم و.

وقت یک جماعت از ^۱ دیگر مصاحبان آن مانع شد و دست بر شمشیر کرد در شان آنها سرزنش کرده ، دست در کمر آن انداختند. فرمودند : اگر کسی پیش قدمی کرد، سزای خود خواهد دید. و دست در کمر او، ایشان انداختند و گفتند که همین وقت باقی مایان حواله کنید. همان وقت بدره های زر طلبانیده ، ادا نمود. گرفته ، رخصت خواستند. حاکم هر چند تلافی کرد، قبول نکردند و گفتند که الحال مناسب نیست. در مکان خود آمده، همه کس را دام و درم، به موجب حساب ، فهمیده ، حواله هر کس کردند. و کوچ نموده ، روانه به طرف وطن مألوف شدند. اکثر مردمان آمده، و دو، دو هزار روپیه جمع کرده ، در خانه خود آوردند. و ایشان از دست خرج خانه خود نموده ، رونق افزای دولتخانه خود گردیدند. چنانچه وقت آمدن، چند اسبان و خیمه و غیره به محمد یار خان [۱۳۵ الف] بخشیدند. و قدری باقی نزد خود نگاهداشتند. وقتی که در شاهجهان آباد رسیدند ، آن باقی را هم تصرف [کذا: مصرف کردند] و تمام باقی اموال در سهرند دادند. با سواری اسب یابو و سه غلامان در وطن تشریف فرمای گردیدند. چند کسان ازان مالیت و مبالغ، تجار و زمیندار و اهل مال مواشی شدند ، و آرام گیر و جمعیت پذیر شدند.

غزل

دست از طلب ندارم تا کام من بر آید	یا تن رسد به چنانان ، یا جان زتن بر آید
جان بر لب است و حسرت ، دردا که از لبانش	نگرفته ^۲ هیچ کامی، جان از بدن بر آید
از حسرت دهانش آید به تنگ جانم	خود کام تنگ دستان کی زان دهن بر آید
بگشای تربتم را بعد از وفات [و] بنگر	کز آتش درونم دود از کفن بر آید
برخیز تا چمن را از قامت قیامت	هم سوو در بر آید ، هم نارون بر آید
بر بوی آن که [شاید ^۳] یابد گلی چو رویت	آید نسیم هر دم گرد چمن بر آید
هر تک شکن ز زلفت ، پنجاه و شصت دارد	چون این دل شکسته با آن شکن بر آید
بنمای ^۴ رو که خلقی واله شوند [و] حیران	بگشای لب که فریاد از مرد و زن بر آید

۱ - در اصل به تکرار.

۲ - در اصل : نگرفت.

۳ - در اصل : در باغ.

۴ - در اصل : بنماو.

مردم چو بیوفا با آن نتوان گرفت یاری [کذا] ماییم خاکِ کویش تا جان ز تن بر آید
گویند ذکر خیرش رندانِ عشقبازان
هر جا که نامِ حافظ در انجمن بر آید

نقل است: وقتی که از پتنه تشریف [۱۳۵ ب] آورده بودند، عرسِ سچیار صاحبِ عنقریب بود و حضرت حافظ صاحب هم در آن جا شرفِ قدومِ میمنت لزومِ ارزانی فرمودند. ایشان هم برای زیارتِ آن والا صفات، مصدرِ حسنات، روانه به سمتِ چناب شدند. حینی که در مکانِ شریف رسیدند، پیشتر آن حضرت در دیوانخانه حضرت اشرف المشایخ زمان [کذا] و افضلِ اولیا [ی] جهان، واقف از اسرارِ یزدانی، گنجورِ توحیدِ ربّانی حضرت میان صاحب میان محمد اکرم جیو نشسته بودند، ایشان رفته، قدمبوسِ آن حافظِ حقیقی و آن کعبه تحقیقی نموده، بعده پابوس به سجاده عالیقدر به جا آوردند و یک چادرِ سقرلات نذر گذرانیدند. بعد از گذشتن چند وقت، آن حافظ پناه، والا جاه رخصت شده، در مکانِ خود تشریف شریف آوردند و از راه تبسم بیان دیگر فرمودند که از امروز ادبِ ایشان بسین خواهید کرد چرا که ایشان برادرِ من شدند، و از من پیشدستی نموده، نذر گذرانیدند. ایشان عرض کردند که یا حضرت! مایان از معرفت ذات والا صفات، قرب ایشان حاصل کرده ایم، از همان روز که اگر در نوشهره مبارک رفتند و نیاز به جناب پیرو مرشد نذر کردند، پیشتر آن حضرت به صاحبزاده بلند مکان پیشکش کردند.

ای یار! باید که هر کس پیروی پیر خود بکند.

غزل حافظ

الا یا ایها الساقی ، أدر کأساً و ناولها
به بوی ناه ای کاخر صبا زان طره بگشاید
مرا در منزل جانان چه امن و عیش ، چون مردم
به می سجاده رنگین کن، گرت پیر مغان گوید
شب تاریک [و] بیم موج [و] گردابی چنین هائل
همه کارم ز خود کامی به بدنامی کشید، آخر
که عشق [۱۳۶ الف] آسان نمود اول ولی افتاد مشکین
ز تابِ جعدِ مشکینش چه خون افتاد مشکین
جرس فریاد می دارد که بر بسند پیر مغان
که سالک بیخبر نبود ز راه و بساطت مسرین
کجا دانند حال ما سبکساران مسرین
نهان گی مانند آن رازی کز اوسازند محضین

حضورِ گرهمی خواهی ازو غایب شو حافظ

مستی ما تعلق من تهوی دع الدنیا و اهلها

نقل است در عقاید [کذا: عقیدت] آن هادی راه یقین و آن مظهر دنیا و دین: روزی، در آبادی خود نشسته بودند، و شخصی چند عدد تربوز خاص الخاص آورده، گذرانید. چنانچه یک تربوز را قاش قاش کردند. به رنگ سرخ و شیرین برآمد. به مجرد خوردن، در دل ایشان افتاد که اگر در خدمت حضرت پیر و مرشد برسند، خوب شود. از آن شخص پرسیدند که از کدام پالیز اند؟ وی عرضداشت نمود و نشان داد. همان وقت رفته، بر یازده تربوز کلان نشانی کرده، آمدند. به حکم الهی، یک شخص از برادران ایشان، به راه حسد و بغض، آن تربوز کلان از همانجا شکسته کرده، آورد. و ایشان در راه [۱۳۶ ب] در مکان چبوتره ابو احمد اقامت پذیر بودند. یکایک در دل ایشان گذشت که این تربوز نشان کرده مایان است. به قضای الهی از سر او بفتاد و پاره پاره گشت. لاچار شده، نزد ایشان آورد و گذرانید. روز دوم، یک یابو گرفته و تربوزان مذکور بار نموده، روانه به سمت پاک پتن شدند و خواستند که کسی نفرهم همراه باشد. یک حجام به هم رسید. و در موضع و پرووال برکناره دریا [ی] بپاه رسانیده، رخصت شد. و از آنجا اتفاق کسی نیفتاد. شب در آنجا استراحت نموده، وقت صبح بار کرده، روانه پیشتر شدند. و هر جایی که می آمدند، برای نگاهبانی، وقت شب، خواب نمی کردند. از بسیار شدت و مشقت طی مسافت راه نموده، منزل به منزل در قصبه پاک پتن وارد گردیدند.

بیت

ی دل موسم عیش است و گلهای بهار [کذا] شد به کام دل سراپایش ز محنت پایمال
و وضو ساخته، به وصال آن صاحب کمال و به خوشرویی آن فرخنده نهال چشم سیر گشتند، و سر
عبودیت بر قدم میمنت لزوم نهادند. آن حضرت از راه تطف، سر ایشان برداشته، بغلگیر شدند. بعده
تربوزهای مذکور نذر کردند. چند عدد نگاهداشته، و چند عدد به دیوان صاحب دیوان محمد یوسف
- سجاده [نشین] حضرت گنج شکر - قدس سره - و به آشنایان دیگر فرستادند. [۱۳۷ الف] و از
خوردن آن بسیار مهربانی و تطف فرمودند که ایشان را ذوقی و شوقی افزون گشت.
ای صاحب سخا، وای هادی رهنمای درد ما را دواکن و حاجت ما را رواکن. از هجرت، ما را
رهاکن، و ابصار ما را روشن از لقاکن.

غزل

تا جمالت عاشقان را زد به وصلی خود صلا جان و دل افتاده اندر خالی زلفت در بلا
آن چه جان عاشقان از دست هجرت می کشد کس ندیده در جهان جز گشتگان کربلا

تُرکِ من گر می کشد رندی و مستی جان من
 ترکِ مستوری و زهدت کرده باید اولاً
 وقتِ عیش و موسم شادی [و] هنگامِ شباب
 پنج روز ایامِ عشرت را غنیمت دان هلا
 حافظا! گر پایبوس شاه دستت می دهد
 یافتی در هر دو عالم زینت [و] عز و علا

نقل است در عقاید [کذا: عقیدت] آن زاهدِ عابد و آن ساجدِ واجد و در بی نیازی آن حافظِ حقیقی و کعبه تحقیقی که: یک مرتبه ایشان بی اختیار شده، روانه به جنابِ فیض مآبِ هادی دارین و قبله کونین شدند. و حالتِ فاینما تولّوا فثمَّ وَجْهَ الله [۲/۱۱۵] بر ایشان واردگشت. چنان شد که بر فاصله هر یک قدم، دو رکعت نفل می خواندند تا رسیدنِ به پاکِ پتن. و ترتیبِ قُوتِ لایموت این بود که یک پتله پُر از بست جو در حمایل می داشتند و یک آفتابه از آب. وقتی که اشتها غالب می شد، قدری ازان تناول می فرمودند. و یک و نیم گروه [۱۳۷ ب] یا کم، زیاده منزل می شد.

مثنوی

روز [و] شب افتاده اند اندر سجود
 می کنند در سجده شان ترک وجود
 می نهند^۱ پیشانی خود بر زمین
 می روند^۲ هر لحظه از دنیا و دین
 و مردمِ راهی می گفتند که افسوس است، چه جوان است! و این را چه شده است! گاهی منزل در آبادی می شد و گاهی در صحرا.

بیت

محو مطلق گشته اند اندر یکی
 شد بر ایشان خانه و صحرا یکی
 بعد گذشتن دو ماه و چند روز، در خدمتِ سراسر سعادت شرف اندوز گردیده و کعبه مقصود را طواف کردند.

مثنوی

کعبه مقصود را کرده طواف
 از دویی کردند خود را یک صاف
 گرد بر گردِ حرم گردیده اند
 کعبه مقصود خود را دیده اند^۳

۱ - در اصل: می نهد.

۲ - در اصل: + آن.

۳ - در اصل: این مصراع در آخر بیتِ بعدی نوشته شده است.

هر دو عالم را به یک دم داده اند [...ناخوانا] خویش را دم داده اند

در آن وقت میان عبدالباقی - سلمه ربه - هم رسید لیکن به جلدی تمام. آن حضرت از راه بی نیازی و هم به اشارت بنده نوازی فرمودند که ای میان! عاشقان به جلدی می آیند، نه که آهسته آهسته. اما به ظاهر گفتند و توجه باطنی کردند. به قول بزرگی:

بیت

تا [که] از جانب معشوق نباشد کشتی
کوششِ عاشقِ بیچاره به جایی نرسد
به قول شیخ احمد گیسودراز - علیه الرحمه - :
عشق کی داند که این رمز از کجا است
و نیز گفته اند:

میان عاشق و معشوق رمزی است [۱۳۸ الف] کراماً کاتبین را هم خبر نیست

ای یار! اگر در دل تو وسواسی است که مخلوق را سجده کردن بی ادبی است، سجده تحیت جایز است.

نقل است از کتاب غرائب: سَجْدَةُ التَّحِيَّةِ لِوَجْهِ التَّكْرِيمِ جَائِزٌ^۱ - لغير الله تعالى - [فی] خَمْسِ
مَوَاضِعٍ: الْقَوْمِ لِلنَّبِيِّ وَالْمُرِيدِ لِلشَّيْخِ وَالرَّعِيَّةِ لِلسُّلْطَانِ وَالْعَبْدِ لِلْمَوْلَى وَالْوَلَدِ لِلْوَالِدِينَ. لانه امر الملكة
بسجدة لادم.

به قول مولوی معنوی:

گر نبودی ذات حق اندر وجود
آب و گل را کی ملک کردی سجود
و نیز به قول بزرگی:

ایلت

نه مسجود ملایک آدم آمد
که نور پاک در وی بود مدغم
گر ابن نکته بدانستی عزازیل
هزاران سجده آوردی دمام

ای یار سجده حق - سبحانه - سوای از هفت عضو، جایز نیست، و از این کم، سجده تحیت می شود،
در آن نقصان نیست. قَالَ النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - : أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سِتِّهِ أَعْضَاءٍ.

۱ - در اصل: + فی.

۲ - در اصل: بیت.

بعد چند روز، رخصت فرمودند که برو به خدا سپردیم.

غزل حضرت حافظ

مَدَّتِي شَد كَاتَش سَوْدَاي تُو دَر جَانِ مَاسْت
مردم چشمم به خوناب جگر غرق اند، زان
أَبْحِيوَان قَطْرَه [اى] زَان لَعَلِّ هَمچُون شَكْر است
چو [ن] «نَفَحْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي» شنیدم، شد یقین
هر ولی را اطلاع نیست بر اسرارِ دوست
چند گویی ای ندیمم بعد ازین خاموش باش
زَان تَمَنَّا يِي كِه دَايِم دَر دَلِ وَيِرَانِ مَاسْت
چشمه مهر رخس در سینه پالان ماست
قُرْصِ خُور عَكْسِي ز رُوي آن مِه تَابَانِ مَاسْت
بر من این معنی که من [۱۳۸ب] زان وی ام، او، زان ماست
مَحْرَمِ اَيْنِ سَرِّ مَعْنِي دَارِ عَلْوِي جَانِ مَاسْت
محرم این سرّ معنی دار علوی جان ماست
جَانِ مَا دَر هَر دُو عَالَمِ صَحْبَتِ جَانَانِ مَاسْت
جان ما در هر دو عالم صحبت جانان ماست

حافظا تا روز محشر شکر این نعمت گذار

کان صنم از روز اول در دل ویران ماست

نقل است در اشتیاق و به سرعت آمدن این سالک طریقت و این محرم حقیقت، عاشق دین و صادق الیقین: طریق این بود که اکثر بی اختیار می شده، بعد دو سه ماه برای قدمبوس می آمدند.

رباعی

دَر مَحَبَّتِ يَكْدَلِ وَ يَكِ رُوي مِي بَايَدِ شَدَن
خاکِ راهِ دَلْبَرِ دَلجُو [ی] مِي بَايَدِ شَدَن
هَر كِه بَا چُوگانِ زَلْفِ يَارِ دَارِدِ اَعْتِقَاد
دَر رَهشِ غَلطَانِ بَه سَرچُونِ گُوي مِي بَايَدِ شَدَن
وَ خَاصَّةً اَن حَضْرَتِ اَيْنِ بُوَد [كِه] يَارَانِ كِه بَرَايِ قَدْمَبُوسِ مِي اَمْدَنَد، يَك، دُو رُوزِ نَگاهِ مَدْمَدَنَد
رَخِصْتِ مِي كَرْدَنَد. اَتْفَاقاً يَكِ مَرْتَبَه اَز طَرَفِ دَر بَا [ی] چَناب، بَا رِكَابِ سَعَادَتِ اِتْسَابِ پِيرو مَرْتَبَه
حَقِيقِي وَ كَعْبَه حَقِيقِي دَر دَارِ السَّلْطَنَتِ لَاهُورِ شَرَفِ قَدُومِ ارْزَانِي فَرْمُودَنَد، وَ دَر كَدَرِ اِجْهَرَه رُوان، دَر
حَوِيلِي فَتْحِ مُحَمَّدِ كَهوَكْهَرِ اِقَامَتِ نَمُودَنَد، وَ چَند كَسِ يَارَانِ دِيگَرِ هَم دَر خَدْمَتِ اَن حَضْرَتِ حَاضِرِ
نَاظِرِ بُوَدَنَد. چَنانچِه چَند رُوزِ اَرَامِ نَمُودَه، وَ مَجْلِسِ اَز سَرُودِ كَرْدَه، رُوانَه بَه سَمْتِ [۱۳۹ الف] وَ عِن
مَأْلُوفَه شَدَنَد، وَ هَمه كَسِ رَا رَخِصْتِ فَرْمُودَنَد وَ ايشان رَا [۱] ارشاد كَرْدَنَد كِه شَم سِيرِ حَهْنَكِ سِيَلِ وَ
دَارِالامَانِ مِلْتَانِ وَ زِيَارَتِ بَزْرگانِ دِينِ وَ عَارِفَانِ مَتِينِ حَاصِلِ نَمُودَه، بِيَايِنَد، وَ حَالَتِ ايشان اَيْنِ بُوَد كِه
بَرَايِ زِيَارَتِ اَز پا بَرَهْنَه اَمْدَه بُوَدَنَد، مِيانِ مِيرِ مُحَمَّدِ جِيوِ پاپُوشِ خُودِ حَاضِرِ نَمُودَنَد. قَبُولِ نَكَرْدَنَد.
اِي يَار! هَر كَسِ سَرُو پا بَرَهْنَه اَمْدَه اَسْت بَه هَمِينِ اَعْنَوَانِ مِي رُود.

بیت

عمری سرویا برهنه رفتی لیکن قدمی به ره نرفتی

و فرموده آن حضرت به جا آورده و مرخص شده، روانه گشتند.

تصور صورت مثالی که ذاتی است، پیر را حاضر و ناظر دانسته، رفیق خود گرداند. چنانچه قول است
الرفیق ثم الطریق.

ایات

صورتِ خوبت، نگارا، بس به آئین بسته اند گوئیا نقشِ لبّت از جانِ شیرین بسته اند

از برای مقدمِ خیلِ خیالت، مردمان اشک رنگین در دیار دیده آئین بسته اند

بعد از گذشتن چند روز، داخل به قصبه جهنگ سیال شدند و در مکان مقبره مسمّاء بی بی هیر - پُر از عشق و اکسیر - رفته، از تحفه درود و هدایا فرستادند و گفتند که مردمان می گویند: «هیر می خوراند شکر و شیر». یک لحظه نگذشت که شخصی اهلِ مراد، یک دیگِ گلی پُر از شیر و برنج مع شکر، نزد ایشان آورد و گفت که نذر خدا، به ارواحِ مصطفی و به ارواحِ بی بی هیر آوردم و گذرانیدم. فاتحه خوانده، چیزی تناول کردند و باقی [۱۳۹ ب] را تصرف [کذا: مصرف] ساختند. شب در آنجا مانده، وقت صبح عزمِ ملتان کردند. پی به پی، منزل به منزل، واردِ ملتان گردیدند. زیارتِ بزرگانِ ظاهر و طاهر نموده، و یک شب در خانقاه مبارکِ شیخ المشایخ، واقفِ حقایق، مخدومِ اعظم و غوثِ العالم، مخدوم شیخ بهاء الدین زکریا - قدس سرّه العزیز - استراحت کرده، راهی به سوی پاک پتن شدند. اندر آن وقت، در اثنا [ی] راه، یک شتر سوار به ایشان ملاقی گشت. از او پرسیدند که کجا خواهی رفت؟ وی عرض کرد که در موضعِ بلویره، و قریه مذکور از ملتان قریبِ چهل کروه یا کم، زیاده می باشد. واشتیاقِ وصالِ آن صاحبِ کمال از حد زیاده روی داد.

و ای یار! به قولِ بزرگی:

بیت

دل که شناسد وصالِ^۱ یار را، مهجور به دیده، گر دور از وصالِ یار ماند، کور به

استدعایِ احقر:

۱ - در اصل: شناخت قدر.

بیت

اشتیاقی که به دیدار تو دارد دل من
دل من داند و من دانم و داند دل من
هر طبیعی که خبر داشت^۱ ز بیماری دل
غیر درد تو نفرموده دواي دل من

دنبال شتر روانه شدند و به قدر پانزده و یا شانزده گروه، در جایی که آبادی بود، رسیدند. آن شتر سوار فرود آمده، نهارى از آرد و قند سیاه به شتر داد، و نان برای خود پخته کرده، آورده و خوردن گرفت و صلح نمود. پیش ایشان هم همراه بود. نان خود خوردند. بعد شتر سوار آب [۱۴۰ الف] خورده، سوار شده، و ایشان از کوزه خود آب خورده، با او روانه گشتند.

بیت

در جهان از تشنگی بشتافتند
آب را در کوزه خود یافتند

وی عرض نمود که من برای شما، آهسته آهسته آمده ام و کار ضروری دارم. ایشان دنبال شتر را گذاشته، پیشوا شدند.

ابیات^۲

پیشوای من بشو، ای راهنمای سالکان
شتر من در گل فتاده، می برآرم ز شمش [کذا]
بار عصیان دور کن با فضل خود از پشت من
هم رسان در منزل خود با لقای جاودان

و چنان جلد شدند که شتر او به شدت تمام رسید. تعجب کرد و شب در موضع مسطور مانده و صبح عازم و روانه به طرف پاک پتن شدند. دو روز در قصبه پاک و آن فرحت بخشنده آمد واصل شدند. و در دل ایشان آمد که اگر آن حضرت فرمایند که تو جلد آمده [ای]. و رخصت بفرمایند، پس چه علاج نموده شود. و چنان کردند که بر چاه محمد دهمی. که خادم ایشان بود اقامت پذیر شدند. علی الصبوح. در کمبل خود را پنهان کرده، برای زیارت می رفتند و نیز وقت نماز بعد دو سه روز لاچار شده و کمر بسته و پایها در خاک غلطانیده و صورت مسافران ساخته، بد حساب آن کاشف القلوب شرف اندوز شدند.

بیت

آرزو دارم که خاک آن قدم
توتیای چشم سازم دم به دم

۱ - در اصل به تکرار.

۲ - در اصل: رباعی.

آن حضرت تبسم نموده [۱۴۰ ب] فرمودند که بسیار سفر کرده آمدی که بر تو گردِ راه بسیار است. ایشان عرض کردند که بر ذاتِ والاصفات اظہر و هویدا است. بسیار تَلَطَّف و مہربانی فرمودند. ای بار خدایا! از فضلِ خویش سببی ساز که به آن سالکِ دین، خود را برسانم و از چنگِ ملامت خود را برهانم.

غزل

یارب سببی ساز که یارم به سلامت
 خاکِ درِ آن یارِ سفر کرده، بیارید
 فریاد که از ششِ جہتم راه ببستند
 امروز چو در دستِ توام مرحمتی کن
 یاز آید و برهاندم^۱ از چنگِ ملامت
 تا چشمِ جهانبین کنمش جای اقامت
 آن خال و خط [و] زلف و رخ و عارض و قامت
 فردا چو شوم خاک، چه شود اشکِ ندامت!
 نقل است از زبانِ فیض ترجمانِ سیارۃ بُرجِ نیک اختر و آن پیکِ نبی سرور - صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم -

رباعی

ای فخرِ رُسل که در بلاها مددی
 از پای فتاده ام و پریشانِ حال
 از لطفِ ازل شفیعِ هر نیک و بدی
 فریاد رسما! خُذ بیدی! خُذ بیدی
 فرمودند: هر وقتی که مرا اشتیاقِ وصالِ آن کریم و علیلانِ عشقِ را حکیم، می شد، همان وقت روانه می شدم.

بیت

عاشق که شد که یار به حالش نظر کرد
 ای خواجه! درد نیست و گرنه طبیب هست

ابیات^۲

بانگ می آید که ای طالب! بیا
 جُود می جوید کدامانِ ضعاف
 جُود، محتاجِ گدایان چون گدا
 همچو خوبان کاینه جویند صاف

و فرمودند [۱۴۱ الف] که روزی از کسلیِ راه، پای من درد کرد. لاچار شده، نشستم و یکایک خواب روی داد. در آنجا آرام کردم. و در واقعہ چہ می بینم کہ نزدِ آن حضرت نشسته ام و در ساقِ من کرم افتادند. از راه کرم بخشی و بنده نوازی، کرم از ساقِ من بیرون آورده، می اندازند.

۱ - در اصل: برهانم.

۲ - در اصل: بیت.

مصرع

شاهان چه عجب گر بنوازند گدا را

بیدار شده ، دیدم که هیچ ماندگی نیست. از همان روز یک پای من هرگز مانده نمی شد.

رباعی

مرحبا! ای پیکِ مشتاقان ، بده پیغامِ دوست

تا کنم جان از سرِ رغبت فدای نامِ دوست

واله [و] شیدا است دایم همچو بلبل در قفص

طوطیِ طبعم ز عشقِ شکر و بادامِ دوست

نقل است: روزی آن دیوانِ خدا و آن رهنمای هُدا یعنی حضرت حافظ صاحب جیو به ایشان فرمودند که اگر کسی یارِ این فقیر^۱ از خادمان دیگر این سلسلهٔ علیه سنیه قادریه ملامتیه سلامتیه بهره اندوزد [و] سعادتِ ابدی حاصل سازد، او را فقیران از مددِ حق - سبحانه و تعالی - داخل در این جناب فیض مآب می نمایند و کاغذِ سند به نامِ نامی اش می کنند، اما مُهر بر آن به دستخطِ خاصِ پیر مرشد خاص صدر الصدور، صدرِ ملاءِ اعلیٰ، راسخِ دین و صادقِ یقین یعنی حضرت سچیار صاحبِ غفر الله له - می نمایند. چنانچه ایشان را برای همین در نوشهرهٔ متبرکه بُردند. و در آنجا رفته ، ریزشِ خانقاه متبرکه حاصل کردند. بعده هنگامِ شب ، در خواب واقعه^۲ به ایشان نمودار [۱۴۱ ب] شد که در دیوانِ خانهٔ حضرت رسول کریم - صلی الله علیه وسلم - مجلس مع بزرگان مکمل اکمل برپا شد.

نظم

ای صاحبِ لولاک ، رسول الثقلین

در شأنِ تو نازل است «قابِ قوسین

شده اظهار همه راز حقیقت که به تو

ای اهلِ سخا! روی نما بهر حسین

عصیانِ مرا بخش کن از بهرِ حَسَن

بر منزلِ مقصود رسان بهرِ حُسین

و در آنجا، ایشان را، حضور برده، یک کاغذِ سفید پیچیده به طریقِ ملاطفه ، حضرت سچیار صاحبِ غفر الله له - به دستِ ایشان ، به فضلِ ایزدِ مَنان و به کرمِ او سبحانِ مرحمت و عنایت فرمودند. کما قال الله تَعَالَى: ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ [۴/۶۲]

۱ - در اصل: فقرا.

۲ - در اصل: رقعہ.

ابیات

بیا ساقی از می ندارم گزیر به یک جام باقی مرا دستگیر
 که از دور گردون به جان آمدم روان سوی دیر مغبان آمدم
 بیا ساقی آن می که از جام جم زسد لاف بینایی اندر عدم
 به من ده که باشد به تأیید جام شوم آگه از سر عالم تمام

چون که در همان کاغذ نگاه کردند ، دیدند که به مواهیر بزرگان تمام مژین است لیکن مهر میان شیخ درویش - رحمة الله علیه - به نظر ایشان نیامد. چون که به ملاحظه تمام نگاه کردند، دیدند که مهر حضرت شیخ درویش جیو بر کاغذ مذکور است، اما کم نما است. چنانچه این احقر را هم به مرتبه وصال وفات خود به رکاب سعادت انتساب همراه خویش در متبرکه نوشهره بردند و در آنجا باز از سر نو تجدید احداث روضه [۱۴۲ الف] متبرکه فرمودند و ارشاد کردند که اکثر در اینجا خواهید آمد برای خاطر صاحبزاده والا قدر ، قدر دان میان صاحب حضرت سلطان محمد جیو - سلمه الله وابقاه .

غزل

درد عشقی کشیده ام که می پرس زهر هنجری چشیده ام که می پرس
 گشته ام در جهان [و] آخر کار سخنانی شنیده ام که می پرس
 من به گوش خود از دهانش ، دوش سخنانی شنیده ام که می پرس
 سوی من لب چه می گزی که مگو لب لعلی گزیده ام که می پرس
 بی تو در کلبه گدایی خویش رنجی ایی کشیده ام که می پرس

همچو حافظ غریب در ره عشق

به مقامی رسیده ام که می پرس

نقل است که روزی ایشان را غایت اشتیاق ملاقات بهجت آیات آن شمس سپهر و آن مظهر ماه مهر ، خورشید بُرج مکرمت و آن والا رتبت یعنی حافظ حقیقی و پیر مرشد تحقیقی وارد گردید. برای حصول مأمول زیارت روانه به سمت پاک پتن شدند. بعد مرور چند روز ، داخل در قصبه پاک پتن گردیدند. شرف اندوز و قدمبوس حاصل نمودند. آن حضرت جای ایشان را جای استراحت در

مکانِ اصطبل فرمودند. و آن جای بسیار تنگ و غلیظ ازخس و خاشاک بود. بر طبقِ ارشادِ فیضِ مواد ، در همان جای ، یک بوزیای - از قسمِ نی - گرفته ، جای خوابگاه و عبادت ساختند.

بیت

وای [یار]

خرقه پوشی و پارسایی نیست عشقبازی است ، میرزایی نیست

[۱۴۲ ب] اما در موضع مذکور، نگاه از بامِ دولتخانه آن حضرت می افتاد. روزی همین احوالِ ایشان دیده ، سنان به دست گرفته، خرامان خرامان ، در طویله اسبان تشریف شریف ارزانی فرمودند.

غزل

اگر ترا گذری بر مقام ما افتد	همای اوج سعادت به دام ما افتاد
حباب وار براندازم ، از نشاط ، کلاه	اگر ز روی تو عکسی به جام ما افتد
شبی که ماهِ مراد از افق طلوع کند	بُود که پرتو نوری به بام ما افتد
به ناامیدی از این در مرو، بزن فالی	بود که قرعه دولت به نام ما افتد
[به] خال، زلف تو گفتا که جان وسیله مساز	کز این شکار فراوان بسته دم ما افتد
ملوک را چوره خاکبوس این در نیست	که التفاتِ جواب مسلا، ما افتد

ز خاکِ کوی تو هرگه که دم زند حافظ

نسیم گلشنِ جان در مشام ما افتد

از توجهاتِ بی غایات ، یک چهارپای از دولتخانه شریف طلبانیده، مرحمت و عنایت کردند. ارادتِ ادب عذر به جا آوردند.

بیت

بی ادب بر حق نباید کس رسید زان که ساقش سعادت شد بدید

آنحضرت باز از زبانِ عذب البیان فرمودند که *الْأَمْرُ فَوْقَ الْأَدَبِ* واقع است. بری بی ادب کسی بی رحمت است. شب خوابی بر چهارپای مذکور داشتند. و بعد آن ، [آن] ذاتِ مصدرِ حسنتِ مرحمت به مکمل رسد. فردوس فرمودند. و به خاطرِ فیضِ مآثرِ ایشان فکری و خیالی [۱۴۳ الف] گذشت که اگر بر حضرتِ بی آرام کنم، خلافِ عقاید می شود. و اگر نکنم ، برعکس امر می گردد. چنان کردند که چهارپای را واژگون گسترانید [ند] و می خوابیدند. چون روز شدی ، رفته ، در حضورِ پرنور تسلیمت و سجده عبودیت به جا آوردند و نشستند. آن وقت میان ابوالخیر کهوکهپر از آشنایان آن حضرت به طریق

ط ن گفت که ایشان در اینجا بسیار مشقت و محنت می کشند. باید دید که از حافظ صاحب ، چه حاصل به ایشان شود. و همون طنز، در حق ایشان سفارش گشت. و ایشان سخن میان ابوالخیر را هرگز در خاطر راه ندادند. بر ذاتِ والا صفاتِ پیر خود فدای بودند.

[بیت]

چون تو ذاتِ پیر خود کردی قبول هم حق اندر ذاتش آمد، هم رسول
روزی ، در آن ایام حافظ صاحب جیو فرمودند که خدمت چرانیدن یا بوان بکنید. چنانچه آنها [را] گرفته ، برکناره بشارت واه در چراگاه گذاشتند. و همه جنگی بودند، اما به مدد پروردگار و توجه بزرگان ، شوره پستی از میان ایشان برخاست و دورگشت که ایشان تا به وقت چرانیدن، در مسجد آن حضرت - که بر لب بشارت واه مزبور بود - نشسته ، پاسبانی می فرمودند. و موسم گرما بود. بعد دو پاس گذشتن روز. مردمان شهر آرام کردند. چنانچه از فضل الهی و به تأیید نامتناهی تجلیات نور و ضیا بحش پر سرور از آفتاب نیرتاب شعله ها بر فرق مبارک [۱۴۳ ب] ایشان نازل شدند. از وارد شدن این حالت ، ایشان رفته ، در خدمت آن شمس سپهر و آن مظهر ماه و مهر بیان واقعی عرض داشتند. آن نور حضور فرمود که خاموش باش.

و ای یار! مرتبه ایشان به جایی رسیده است که زبان من قاصر است و فهم تو عاجز است.

بیت

پایه قدر آن ازان بیش است کی توانم ادای آن کردن

و ای یار! رسیدن آن مقام سهل نیست. به قول بزرگی:

لیک جدّو جهد می باید ترا تا در آن گنج بگشاید ترا

حکایت : نقل است که روزی در آن ایام از بشارت واه وضو ساخته، اندر آن مسجد نشسته بودند در مراقبه ، و خواب استیلا گرفت. دران حینی ، لشکر سرور - علیه السلام - رؤیا شد. وقتی که نزدیک رسیدند، پیر و مرشد حقیقی و کعبه تحقیقی - اعنی حضرت حافظ صاحب - دست ایشان به دست خود گرفته ، رو به رو [ای] آن حضرت آخر الزمان - صلی الله علیه وسلم - برده ، قدمبوس کنانیدند. چنانچه آن ذات عالی درجات یک کاغذ به ایشان عنایت و مرحمت کردند. و نیز از لسان عذب البیان فرمودند که این هم در مجلس داخل باشد. و در آن کاغذ نیز همین نوشته بود. و این مذکور را به دل مهر منزل خاص نگاهداشتند. روز دوم آن، حافظ صاحب از ایشان پرسیدند که ای میان!

دیروز چیزی که شما را در واقعہ بہ نظر آمدہ ، اظہار بکنید۔ بیان واقعی اظہار ساختند و تحقق کردند [۱۴۴ الف] کہ این واردات از توجہات عالی است۔

غزل

ماہی چو تو آسمان ندارد	سروی چو تو بوستان ندارد
باروی تو آفتاب دیدم	نیک است و لیکن آن ندارد
از حُسن تو چون کنم عبارت	کز هیچ لغت بیسان ندارد
حیران شدہ ام کہ هیچ وصفی	در خور رخت نشان ندارد
مرغی کہ سوی تو کرد پرواز	دیگر سر آشیان ندارد
هر دل کہ چو جان نداردت دوست	می دان بہ یقین کہ جان ندارد
از بہر دلم کدام تیر است	کابروی تو در کمان ندارد

نقل است : روزی ، آن قدسی مکان و آن جنت آشیان ، واصلِ لقای یزدان ، و قدرِ خود را در حقِ رحمان حضرت حافظ صاحب جیو - دام برکاتہ - مرتبہ - در سالِ وفاتِ خود ، عرض فرمودند :
 رهنمای ہدایت و ولایت حضرت سچیار صاحب - دامِ رحمتہ - نمودہ ، بہ سمیع و عسیب فرمودند :
 تشریف شریف می آوردند ، و ہادی حقیقت ، پیشوای طریقت ، پیر و مرشد این حضرت ، فرمودند :
 صاحب ، اعز اللہ انصارہ و ضاعف اقتدارہ - نیز در رکابِ سعادت اتسابِ حاضر و غایب ، در آن
 قدسی مکان در اثنای راہ ، ایشان را اشارت رخصت فرمودند ؛ و میان صاحبِ عرض و صاحبِ احوال
 حضرت ! در حالت کسلِ مزاج شریف ، رفتنِ فدوی غیر مناسب است ، در حوت فرمودند :
 می شود [۱۴۴ ب] کہ این مرتبہ وفاتِ این فقیر است ، اگر شما حاضر الخدمت شوید ، مراد ما از خدمت
 گفت کہ بر ایشان چشمِ مہربانی بسیار داشتہ بودند ، وقتِ رحلت ، نعمتِ خود ، ایشان را فرمودند :
 فرمودند ، و این خاصۃً مجذوبان است کہ حاضر الوقت را نعمِ حق رسانند ، و دور نامسان را محجوز
 می گذارند ، و طریقتہ سالکانِ دین و صادقانِ یقین این است [کد] در هر حالی کہ طالبانِ معرفت
 باشند ، فایده و نصیبِ باطن می رسانند ، و چاشنی از فقر بہ مذاقِ جان می بخشند ۔

رباعی

خاصه مجنونان که حاضر وقت را نعمت دهند چون که روح از جسم فانی نزد یزدان می برزند
 سالک راه طریقت را که باشد یار در شرق و غرب [کذا] می رسانند فضل آن سو [بی] که عاشق مطلق اند
 و نیز فرمودند که بعد وصال من ، زود و شتاب خواهید آمد. و آن روز به شما خود به خود، به امر حق -
 جل و علا ... ظاهر خواهد شد که علامت آن بوم، دیگر این خواهد بود [که] وقت آمدن این طرف از
 نقدی ، زیور و از پارچه های دستار به هم خواهد رسید. لاچار شده ، رخصت گردیدند.
 و آی یار! جدایی پیر و مرشد مرگ است.

بیت

تا جدا گشتیم دانستیم قدر وصل دوست لذت دیدار را از انتظار آموختیم
 چون به مکان شریف رسیدند ، بعد از گذشتن چند روز ، در واقعه [۱۴۵ الف] دیدند که آن جنت
 آشیان آستین های هر دو دست خود آویزان نموده ، طلب و یاد می نمایند و می فرمایند که زود و شتاب ،
 خود را به سرعت تمام برسانید. از دیدن این حالت ، بر ایشان بی اختیاری روی داد. وقت صبح ، عازم به
 سمت جناب فیض مآب شدند. حینی که به طرف معموره خود جلوس ارزانی داشتند ، در راه ، یکایک
 چه دیدند که آفتاب از بالا آمده ، بر زمین افتاد. بیهوش گشتند. بعد چندی ، افاق گشت. و دیدند که
 همانجا بر آسمان قائم است و خواستند که چیزی برای نذر هم باشد. قهری زیور و یک «تهان» دستار به
 هم رسید و فرموده آن خلد مکان به ظهور پیوست . ایشان را یقین زیاده گشت که همین روز وصال
 است. چنانچه بعد چند روز ، خبر ظاهر هم رسید. زیور مذکور گرو داشته ، روانه گردیدند. در آن حینی
 خان مغفرت نشان بخشنده بیگ خان - که از یاران آن حضرت بود - مبلغ یکصد روپیه به ایشان داد و
 گفت که از طرف این غلام هم خرج خواهید کرد. وقتی که در قصبه پاک رسیدند ، در مکان فردوس
 نشان رفته ، سجده عبودیت به جا آوردند. بسیار غم و الم روی داد. گریه و زاری نموده ، صبر را اختیار
 کردند.

رباعی

قیامت شد بر ایشان زندگی ، بی یار ، در فانی جهان [کذا]
 غم و هم را جا در دل داده اند از بهر آن راهروان [کذا]
 آتش سوزان جگر شد ، اشک [۱۴۵ ب] خونی می برآید از چشم [کذا]
 رنگ زرد و آه سرد و خواب [و] خور رفت ز عشق جاودان [کذا]

بعدِ افاقت ، نذر و نیاز و دستار پیشکش صاحبزاده و الاتبار کردند و تعمیر بنای روضه متوره شروع نمودند ، و چند قدر مبلغ ، مسماة جنت از سرکار شریف آورده ، به ایشان داد . و مبلغ یکصد روپیه میان محمد امین مرحوم - قوم پراچه - نیز گذرانید . در مدت چند ماه تیار شده و خشتهای نو ، سجاده [نشین] گنج شکر ، از راه حسد ، بند کرده بود . به امر الهی ، در میان دو برادران تجار ، برای ورثه پدر جنگ و خصومت واقع شد ، و متنازع فیه ایشان یک محل خانه بود . آخر الامر آن حویلی را شکست [و] ریخت کرده ، به ایشان دادند ، و نیز یک توده پُر از خشت در زمین موضع مقبره آن حضرت پیدا شد ؛ و فقیران دیگر - از راه شرکت - عرس مبارک ، بعد از گذشتن سال ، در موسم قمری نمودند . و آن ایام برسات بود . ایشان در حساب شمسی مقرر ساختند . دو سه سال بدین دستور گذشت . بعد از آن پیروی ایشان کردند و بی اتفاقی دور شد .

ابیات نصایح

نصیحت می کنم ای یار ، بشنو [و] گوش کن [کذا] تا که هستی در جهان از حسن کرم هوش کن [کذا] ،
چون که راهی می شوی از دار این فانی سرا همره تو کس نخواهد رفت جز کرم و ستم
پس ترا باید که با انسان کنی خلقِ عظیم [۱۴۶ الف] تا شوی امیدوار از فضل آن رب عزوجل

ابیات

ای راحت جان بیقرارم امید دل امییزم
شادم به غمت که ^۱ در همه عمر سوز غم گشت سازگارم [کذا]
تا رفته [ای] از کنارم ای دوست عمری به امید می گذارم
امشب نگذشت بی تو یارا طوفان سرشک اشکبارم
تا مرگ نگیردم گریبان من دست ز دامنت نذارم
چون هیچ نشد به سعی حاصل کام دل خسته فگارم

آن به که ز صبر رخ تمام

باشد که مراد دل بیابم

۱ - در اصل : که به غمت .

نقل است در ریاضت آن زهد الاولیاء و اماجد اتقیاء ، زُبدة السَّالکین و عُمدة الواصلین - دام برکاته - : چنانچه یک باغچه بر چاه ملکی خود - بیرون از آبادی خود ، به فاصلهٔ پاکروه یا کم باشد - نو بنا کرده و یک بام دو منزله در آن بُستانِ دلربا و چمنِ دلگشا و خیابان و عراقها [ی] راحت [ا] افزا درست ساخته ، اقامت پذیر [شدند] و جای عبادت مقرر کردند.

بیت

هر که صاحب همت آمد، مرد شد همچو خورشید از بلندی فرد شد
و در محلّ مسطور یک تخت پوش چوبی گسترانیده ، مکانِ شغلِ ذکر و ریاضت ساختند و مجاهد [ه]
و در زهد و ریاضت بسیار کردند که شمه [ای] ازان بیان می کنم.
و ای یار! یافتنِ حق - جلّ و علا - بر فضل است نه بر سعی و کوشش.

بیت

این سعادت به زورِ بازو نیست تا نبخشد خدای بخشنده
کَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى [۱۴۶ ب]: وَ مَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ أَمَا عَلِمْتَ صَلَاحِيَّتِ صَلَاحًا وَ پِروى دینِ مُحَمَّد
مصطفي و احمدِ مجتبی - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ - همین است که قوله تعالی و اعبد رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ
الْيَقِين [۱۵/۹۹]

بیت

گرچه وصالش نه به کوشش دهند هر قدر ای دل توانی ، بکوش
چنانچه هفده سال قایمُ اللیل و صایمُ الدَّهر داشتند. هنگامِ مغرب ، دوازده سیر شاهی عالمگیری نان
گندم و یا از شیر برنج تناول می فرمودند. و اگر روزهٔ طی داشتند ، در سه روز سوای دو ماشه آب ، از
مأکولات هیچ نخوردند. و نیز در عشق به قدر یک کرور زکاتِ اسمِ اعظمِ حضرت پیر دستگیر ، غوثِ
صمدانی و محبوبِ ربّانی - قدّس سره - در چند عشره ها به جا آوردند.

بیت

ای دستگیرِ عالم! دستِ مرا بگیر دستم چنان بگیر که گویند: دستگیر
و چله های قصیدهٔ غوثیه و سورهٔ مزمل و درود با مؤکّلان و درود و «صلوات تنجینا» درودِ خمسه و
عشره ها ، شغلِ پاسبانِ انفاس و آیتِ «بسم الله» و کلمهٔ اسمِ باری - یعنی لا اله الا هو - معکوس می
خواندند. و شغلِ ذکرِ اژه به روشِ معکوس ادا کردند. و طریقِ این است که خود را آویزان نموده ،

ریسمان در پا انداخته ، با سقف محکم بسته ، مشغول به ذکر حق می شدند. چنانچه در وقت آویختگی، کشش اسم باری از قلب [۱۴۷ الف] می کردند و ضرب «هُو» به طرف زانو عود نموده می زدند.

بیت

سرنوشت واژگون را راست می سازد نیاز نقش معکوس نگین، در سجده می گردد درست
و آی یار! این قسم عبادت و سجود آسان نیست.

بیت

سهل باشد سجود پیشانی سجده عاشقان تو کی دانی ؟
و آی یار! ایشان را ذکر قلبی و روحی جاری بود ، از کثرت این شغل.

رباعی

باش ای ذاکر! همیشه از تفرقه دور هان تا نشوی به ذکر ظاهر مغرور
روح و دل و نفس تو نگردند یکی واحد نشود به ذکر ذاکر مذکور
و نیز در ایام مذکور ، خواب غفلت به عمل نیاوردند و اگر در کدام ساعت از ماندگی بر تعداد ذکر مذکور آرام می فرمودند. ^۱ دست راست زیر فرقی مبارک نهاده و هر دو زانو به سینه چسبیده و بر زانو نهاده، صور نقش محمدی ساخته ، لحظه [ای] و آنی آرام می کردند.

بیت

بر صفحه وجود چنین نقشا کشید کاندرا کمال نازکی و نطف دیری
و نیز به قول شیخ سعدی شیراز:

بیت

محال است سعدی که راه صفا توان رفت جز در پی مستغنی

مناجات

یا حییی ، سیدی درمانده ام مرکب ندر حرص [و] عصیان رانده ام
رحمة للعالمینی یا رسول ! هم شفیع المذنبینی یا رسول!

یا محمد [۱۴۷ ب] لطف آمد عام تو بس بود ما را محمد نام تو
احمدا! جز تو شفیع نیست کس یا رسول الله: [به] فریاد [م] برس
الصَّلوةُ وَالسَّلَامُ تا قیام بر محمد، آل [و] اصحابش تمام

از روزی که حصولِ اصول از نعمتِ حق در خدمتِ حضرتِ حافظِ صاحب - رحمة الله علیه - کردند، تا رحلت نمودن از جهانِ فانی، سنتِ نمازِ عصر و نوافلِ تهجد و اشراق ادا کردند. در همه وقت و همه حال با تصوّرِ پیروِ مرشد؛ و به شغلِ پائینِ انفاسِ غافل و عاطل نشدند.

بیت

غافل ز احتیاطِ نَفَس، یک نَفَسِ مباش شاید [همان] نَفَس، نَفَسِ واپسین بود
و ای یار هر نفسی که از عمر، سوای یادِ حق می رود، بی فایده و عبث است.

بیت

هر یک نَفَس که می رود، از عمر گوهری کان را خراجِ مُلکِ دو عالم بود بها
و ای یار! ایشان در این سلسلهٔ قادریه نادر بودند.

غزل

امروز شاه انجمنِ دلبران یکی است دلبرِ اگس هزار بُودِ دلبرِ آن یکی است
من بهر آن یکی دو جهان داده ام بباد عیبم مکن که حاصلِ هر دو جهان یکی است
سودائیانِ عالم بیدار دل بگو سرمایه کم کنید که سود و زیان یکی است
خلقش زبانِ دعوی عشقش کشیده اند ای من غلامِ آن که دلش با زبان یکی است

حافظ بر آستانهٔ دولت نهاده سر

دولت در آن سراسر است که باستان [۱۴۸ الف] یکی است

نقل است در قبول شدن ایشان به درگاه حق - سبحانه تعالی - : چنانچه روزی، از عشره فراغ یافته، بیرون از ایام آمده، نشستند و برای ختم، قدری شیر برنج و دو سه من آرد - به وزنِ خام - پخته کنانیدند. و آدمان موضع - از برادران و فقیران و غیره - برای زیارت آمدند. هر کس را طعام تبرک خوراندند که هر یک به فضل او سبحانه سیر و پُر شدند و از دست چیزی افزود و ماند. و دستور معمورهٔ ایشان این است که اگر کسی شخصی مهمانی همه مردم می نماید یک «مانی» غله، یا کم زیاده خرج می شود.

و ایضاً: روزی، از چله و یا عشره فراغت یافته، در آن بستانسرا بر چبوتره نشسته بودند، و در دل ایشان گذشت که بینم از ثمره اسمای الهی چه یمن و برکت به ظهور می آید. به امر الهی چنان شد که نظر فیض اثر ایشان بر شجر گلناران وارد گشت و آن درخت به سوی ایشان سجده آورد. و آی یار! وقتی که فقرا عارف می شوند، خود به خود ظهور حق و کشف ماهیت اشیا هویدا می شود.

ایات

گر بخوانی صفات حق دایم	بینی اوصاف او به خود قایم
یعنی اول تویی و آخر تو	بلکه باطن تویی [و] ظاهر تو
چون فرا تر نهی تو از خود گام	قادری سامعی مسمی نام
هر که خود را چنین نکود اند	او نباشد، همه خدا ماند

[۱۴۸ ب] غزل حافظ شیراز

در خراباتِ مغان، نور خدا می بینم	این عجب بین که چه نوری ز کجا می بینم
جلوه بر من مفروش ای ملک الحاج که تو	خانه می بینی و من خانه خدا می بینم
خواهم از زلف بتان نافه گشایی کردن	فکر دور است، همانا که خصم می بینم
سوز دل، آو سحر، اشک روان، ناله شب	این همه مرتبه از لطف شما می بینم
کس ندید است ز مشکِ ختن و نافه چین	آنچه من هر سحر از باد صب می بینم
کیست دُردی کش [آن] میکده، یارب که درش	قبله حاجت و محراب دعا می بینم
نیست در دایره جز نقش خیال از کم و بیش	گوش کاین مسأله بی چون [و] چرا می بینم
هر دم از روی تو نقشی ز ندَم راه خیال	با که گویم که در این پرده چها می بینم

دوستان! عیب نظر بازی حافظ نکنید

زانکه او را ز محبان خدا می بینم

نقل است که: روزی آن صاحب جلال و جمال، برای عریس مبارک پیر بر سر آمد، در قصه بارگ

پتن رسیدند و طواف نموده، در دیوانخانه آن مقرب حق اقامت پذیر شدند و از اندرون خدمت

دیودهی به مسماة جنت فرمودند که این طعام به میان برسان. او از راه شرکت و از راه بازی گنت که

من هم دعوی برابری دارم، [۱۴۹ الف] به کسی دیگر بگویند.

بیت

با رنگ و بوی دنیا ، آنها که دل ببندد لاف از خدا پرستی دارند ، بت پرست اند

مای صاحب[ه] از شنیدن^۱ این مذکور ، برهم شدند. برای پاس خاطر اندرون ، طعام آورده ، به طریق اغماض ، انداخته ، رفت. و همین دستور در پیش گرفت.

بیت

گرچه با نیکوان سرآمده بود لیک با خوی بد برآمده بود

بعد چند روز ، نسبت حق پرستی از میان برداشته ، فریفته و مبتلا بر ایشان گشت.

بیت

زن از پهلوی چپ شد آفریده کس از چپ ، راستی هرگز ندیده

از همان روز ظرافت و مزاح با ایشان شروع نمود. هر چند که منع کردند، از استهزا و مطایبه باز نیامد.

بیت

پرتو نیکان نگیرد هرکه بنیادش بد است تربیت ، نااهل را چون گردکان برگنبد است

چون آن حضرت دانست[ند] که نفس اماره^۱ این ، به فسق و فجور راغب شده است، جذب حال و سلب کمال او کردند. فی الفور مجذوب و مجنون شد و دشنام دادن و جنگ [و] جدل کردن آغاز کرد.

بیت

طبع او باکسی نمی شد راست پند داری ، به جنگ بر می خاست

و بی اختیار دویده ، نزد ایشان^۲ می آمد و اراده بغل گرفتن نمود. به قول شاعری:

بیت

تنگ گیرش به بغل، لیلی ات افتد چو دچار در [۱۴۹ب] جنون مصلحت اندیش نباید بودن

لاچار شده سنگ و خشت زدن مقرر کردند و دور ساختند. و شهرت در خلق الله افتاد. و یاران دیگر عرض کردند که این چه غل بیجا برخاسته است ؟ فرمودند که من این نابینا و بیحیا را می زنم و دور می کنم، باز نمی آید. قضاء لله چشم وی کور شد و برهنه در راه می غلطید. و گاهی بر چبوتره دیودهی نیم جسم از طرف بالا و سر رازیر آویزان کرده ، می ماند.

۱ - در اصل به تکرار.

۲ - در اصل : + می

بیت

بُود بد خوی را تیره [تر] از شب اگر در روز روشن آفتاب است

چند مدّت احوال او به طریق مجنونان و مجذوبان ماند. و باز یاران که بر عرس آمدند، آن حضرت را عرض کردند که یا میان صاحب! این عاجز، برهنه بر چبوتره دیودهی افتاده می ماند، خوب نیست. شفقت کرده، گفتند که به امر حق به خواهد شد. چنانچه به یمن اوسبحانه چیزی عقل وهوش به جانب وی باز عود نمود.

وقتی که حق تعالی این احقر را - مع لواحقان - زیارتِ قصبه متبرّکه و خانقاه معظّمه مبارک نصیب کرد، به چشم کور، آن را دیده بودم. بعد از یک چشم به شد. چنانچه از اندرون، صاحبزاده عالیقدر و والده صاحبّه این احقر در خدمت فیض درجت گزارش نمودند که یا حضرت! تقصیرِ مسمّات جنّت معاف سازید که می گوید اگر چشمهای ما را [۱۵۰ الف] باز خدای عزّوجلّ روشن بکنانند، و حقّ من - که جذب و سلب فرمودند - باز به من عطا فرمایند، من به جایی خاموش شده، می نشینم. فرمودند که بهانه می کند، عادت این نخواهد رفت.

ابیات^۱

به همان خوی بد شد آخر پیر که نباشد به خوی بد تدبیر

آدمی را که خوی بد، یار است تا دم مردنش گرفتار است

چنانچه قول است: الْعَادَةُ لَا تُرَدُّ إِلَّا فِي الْمَوْتِ لیکن برای پاس خاطر اندرون محل صاحبزاده که اوشان را به خطاب فرزندی سرافراز کرده بودند - و از سفارش والده احقر، دعا نمودند و گشتند که یک چشم این، به مدد پروردگار به خواهد شد. بعد چند روز چشم او روشن گشت، و آمد و رفت در شهر و خانقاه شروع نمود.

بیت

به مهرش از افق تا صبح دم زد از آن دم گشت روشن چشم افق

بعده فرمودند که تو رفته در شهر تهته فرید لکھویره اقامت کن که مردمان مرید تو شوند. از آنجا طرف شرقیه فقیران دیگر با یاران دیگر بیایند، و از غرب رویه، با خادمان، تو بیا. قبول نکرد و در همون جا

۱- در اصل: بیت.

ماند. اما چند تا روز حین حیات و بعد ممات آن حضرت آمد و رفت در قصبه جالندهر کرد. از گفتگوی مجنونانه خلاص گشت.

غزل در استدعای احقر:

الغیاث ای شاه خوبان! الغیاث	کفر زلفت [۱۵۰ ب] بُرد ایمان الغیاث
ما همی مُردیم لب از تشنگی	در لسانت آب حیوان، الغیاث
وَه، کجا آن شربت دیدار تو	می کشد تلخی ز هجران الغیاث
ما ز گریه غرق در خون گشته ایم	لعل تو پیوسته خندان الغیاث
چشم بیمار مرا بیمار کرد	جز به لعلت نیست درمان الغیاث
غمزه شوخ تو از راه اجل	می زند در دیده پیکان الغیاث
چون دو زلفت کرد سرگردان مرا	گردش گردون گردان الغیاث
از خدنگ ناوک مژگان تو	زخمها افتاده در جان الغیاث
همچو گو از زخم چوگان فلک	هر طرف گشتیم غلطان الغیاث
پیچش زلف تو در جانم فتاد	رشته تو گشته بیجان الغیاث

با طناب زلف حافظ را بکش

مانده در چاه زندان الغیاث

نقل است که: بعد وفات نمودن آن جنّت آشیان و خلد مکان حضرت حافظ صاحب - علیهم الرضوان - آن سالک طریقت و آن واقف حقیقت، سیاح بادیة تجرید و تفرید حضرت میان صاحب جیو - مرحوم و مغفور - حضرت صاحبزاده بلند اقبال را برای سیر یاران به طرف وطن مبارک خود بردند. با چند درویشان دیگر.

بیت

کرد سلطان عزیزیت صحرا شد روانه^۱ سپاه باسلطان
چنانچه سیر لاهور و غیره [۱۵۱ الف] مواضعات کرده، وارد دوآبه بست جالندهر گردیدند.

بیت

شهر «جلندهر» آن که مقام مبارک است مانند کعبه، حاجت مردم شود روا
و چند روز اقامت فرموده، روانه به سمت هوشیار پور شدند که در آنجا شهرت میان ابراهیم بسیار بود و
به قدر سه چهار صد کس مردمان مرید و منقاد وی بودند. در خانه او رفته، رونق افزا شدند. و مومی
الیه در خدمت صاحبزاده والاتبار حاضر و سرگرم شد. مهمانی از طعام و میوه به جا آورد. و به یاران
دیگر خود - از راه بزرگی - گفت که یک برادر من همراه صاحبزاده والاتبار است، او شان را رفته،
ببینید. چنانچه چند کسان دیده، رفتند. او شان پرسید که دیده. آمدید؟ آن ناینبان و بیخردان از راه
خوشامد - گفتند که مثال تکیه داران و دکانداران اند.

بیت

شیر از دیدار خور محروم ماند روز روشن، همچو شب. بر بوم ماند
از شنیدن این مذکور. خرم و خوشحال گردید که من همچو هستم که مثل من کسی نیست.

بیت

آفت دل، صحبت مردم بُود مرد کس را دان که از خود گم بُود
و نیز شخصی «شادی» نام برای مشرف شدن در خدمت میان صاحب تیار شد. آن را، مومی بدگفت
که ایشان مرد دنیا دار اند، نزد صاحبزاده بیعت بکن. [۱۵۱ ب]

بیت

بی ادب را چو بخت بد یار است در بلای خودی گرفتار است
همراه آورده، تلقین کنانید، و مبلغ پنج روپیه نذر کرده، رخصت کرد. و شخصی آمده، در خدمت
میان صاحب این همه مذکور ظاهر ساخت. فرمودند که ای میان! تکیه دار و دوگمست. من همه را
نباشد. از همان روز، در کار او تفاوت به ظهور پیوست. جریده و تنها ماند.
ای یار! باید که طلب نیکی کن که در دنیا و آخرت رتبه [ای] بینی از فضل حق

بیت

هر که نیکی طلب کند، او را در همه حال خوی نیکو به

۱ - در اصل: کسی.

۲ - در اصل: ز.

اما کارِ عشق سهل نیست و کارِ نااهل نیست.

رباعی

عشقبازی کارِ هر نااهل نیست عشق ، جانبازی است ، کارِ سهل نیست
عشق ورزیدن شعارِ مصطفی این سعادت لایقِ بوجهل نیست

از آنجا روانه شده، در مکانِ حضرت نور جمال -رحمة الله علیه- برای زیارت رفتند، و طواف نموده ، پایین از کوه آمده ، زیر دامنه دیره کردند. و برادرانِ طریقت گرسنه شده ، گفتند که امروز فاقه کنانیدند. فرمودند: اگر گوشت موجود شود ، پخته خواهم کنانید. اوشان باز تکرار کردند که در این صحرا از کجا خواهد آمد؟ شاید از عرش بیاید! طنز آنها شنیده و تبسم نموده، خاموش شده، نشستند. بعد انقضای چند وقت ، یک شخص سبد بر سر نهاده [۱۵۲ الف] از جبالِ مذکور فرود آمد و از پیش ایشان گذشت. اخوت پناه مهمند را فرمودند که این را پیرس ، در میانِ سبد چه چیز است؟ وی عرض نمود که گرگی بز ما را زخمی کرده بود. از او خلاص کنانیده ، حلال کردیم و برای فروختن آوردیم از او قیمت کرده ، گرفتند و پخته کنانیدند.

مثنوی

مقربان گر کنند استدعا [کذا] کارِ اوشان روا شود بر جا^۱
او که هستند در جهان بالله کرد هر شی برای شان الله^۲

چنانچه قول مشهور است: مَنْ لَهُ الْمَوْلَى فَلَهُ الْكُلُّ. از دیدن این مذکور ، یاران را اعتقاد بر ایشان بسیار شد.

غزل^۳

صنما! باغمِ عشقِ تو چه تدبیر کنم تا به کی در غمِ تو ناله شبگیر کنم
دلِ دیوانه ازان شد که پذیرد درمان مگرش هم ز سرِ زلفِ تو زنجیر کنم
با سرِ زلفِ تو مجموع پریشانی ها کو مجالی که یکایک همه تقریر کنم
آنچه در مدّتِ هجرِ تو کشیدم همه عمر در یکی نامه محال است که تحریر کنم

۱ - در اصل : شوبر را.

۲ - در اصل : والله.

۳ - در اصل : بیت.

آن زمان کارزوی دیدنِ جانم باشد در نظر نقشِ رخِ خوبِ تو تصویر کنم
گر بدانم که وصالِ تو بدین دست دهد دل و دین را همه دربازم و^۱ توفیر کنم
دور شو از بزم، توای واعظ و بیهوده مگو من نه آنم که دگر گوش به تزویر کنم

نیست امیدِ خلاصی چو فتادی حافظ

چونکه تقدیر چنین رفت ، چه تدبیر کنم

[۱۵۲ ب] نقل است که روزی ، یارانِ میان صاحب میان بخت جمال جیو مجلس نمودند و همه مشایخانِ عصر را طلبیدند. چنانچه رقیمة آن شوق به صحابت فقر خود و در خدمتِ آن صوفی [با] صفا و عمده اولیاء ، واقفِ رموزِ ربانی ، محرمِ اسرارِ نهانی ، صاحبِ رتبه ، عالِمقام ، همواره به یاد الهی ، باخشوعِ تمام در قیام - احسن الله اعماله - فرستادند. برای پاسِ طریقت و یکجہتی خاندانِ قباء رنجه فرمودند و داخل در بزم فقراء گردیدند. و قبل از ایشان اشتہارِ میان صاحب شیخ محمد حیات انصاری - متوطنِ جالندھر ساکن محلّہ تھکلان - بسیار بود کہ او از یارانِ کاملِ حوضِ صاحب جیو بودند. و چند کس مردمان مریدِ اوشان شدند. اما بی مرضی مرشدِ کامل متاہل شدند. و فقیرانِ حضرت صاحب در جالندھر تشریف بردند و دیدند کہ میان مذکور زوجہ کردہ است. برہمہ سہولت فرمودند کہ این کار چرا کردید؟ عقدِ شما با من بود. اوشان عرض کردند کہ یا حضرت! برای گمراہی مهمانداری کردیم. والّا در ظاہر و باطن غلامِ حضرت هستیم. باز جذبہ نمودہ فرمودند کہ بیرون برو. زوجہ شما چرخہ گردانی خواهد کرد و قوتِ شما خواهد شد. از همان روز، کارِ ظاہر دیونِ حضرت تفاوت گرفت و تسخیر مردم برفت. و گفتہ آنحضرت بہ ظہور پیوست.

و ای یار! [از] یک نظر [۱۵۳ الف] نقصان شد و الّا از ذات^۲ بہ خداوندِ خود یک شکر

بیت

ای کہ می گویی کہ مجنون عاشق کامل نبود باوجود آن کہ از لیلی دمی [غافل] آید
و یک فقیرِ ایشان کہ نامش محمد حسین بود و در خدمتِ حافظ صاحب جیو ، با رفقتِ بیس
اکثر حاضر و ناظر می شد. و با میان صاحبِ این احقر ہم ارادت و صدق می داشت. از اول سن مسند

۱- در اصل : + همه .

۲- در اصل : دلت .

۳- در اصل : فارغ .

جاری و ساری است. و فقیران میان صاحب بخت جمال جیو از راه شرکت گفتند که عجب است طریقه حافظ صاحب از میان محمد حیات جاری گشته، باز مانده و حضرت سچیار صاحب به ایشان خطاب «برقندازی» فرموده بودند که نشانه ایشان خطا نخواهد رفت. از شنیدن این طنز رشک بردند برای نام پیرو مرشد کمر بر راه رسانی خلق بستند و روشنی چشم خلق کردند و گمراهان بادیۀ ضلالت را چراغ هدایت بر راه افروخته، چنانچه بعد چند ماه روانه به سمت پاک پتن شدند و از راه راوی آمدند تا به آمدن قصبه پاک [پتن]، به قدر شصت کس مشرف شدند.

مثنوی

شکر ایزد را که شمس از دامن کوهی دمید	ماه من تابان شده از نور او مثل حمید
زندگانی شد مرا از وصل آن نور حضور	همچو عیسی داد جان با اذن حق، اهل قبور
نام او ورد زبان [۱۵۳ب] کردند هر شی، هر نفس	یافتند او را که هر کس از بر خود در قفص

صورت ایشان به ظاهر بنده شد باطن شان در جهان تابنده شد

نیست ما را در دو عالم خواهش حور [و] تصور چون که دیدم وصل آن رب الغفور
و شهرت افتاد، چنانچه یک شخص نو و ناواقف در هر سال از فاصله پنج و شش صد گروه می آمد و دست بیعت شده، می رفت، لیکن هر سال، نوبه نو و برای همین می آمد. و در این دیار، و در هر سال بسیار کس مرید می شدند. چنانچه به قدر سه چهار هزار کس مرید ایشان شده باشند. و سلسله از ایشان جا به جا جاری و ساری است.

ابیات

چون جمالت صد هزاران رو نمود	بود در هر ذره دیداری دگر
لا جرم هر ذره را بنموده [ای]	از جمال خویش رخساری دگر

ایضاً

در هر چه نگه کنم، تو می پندارم	سبحان الله مگر تو در چشم منی
--------------------------------	------------------------------

و ای یار! همین بس است.

مصرع^۱

الله بس است عاشقان را

استدعا [ی] احقر:

باشد به حریم نیستی راهم ده باشد که شود ز نیستی کارم به

در^۲ احوال احقر و بیعت نمودن در خدمت آن حضرت چنانچه آبا و اجداد اینجانب مرید

قادر به بودند.

بیت

جز دم قادری ام نیست به خاطر حاضر هست در خیز [و] نشستم به زبان القادر

[۱۵۴ الف] از سلسله عالیة قطب الاقطاب ، فرد الاحباب ، مطلع انوار غیبی ، منبع الاسرار لاریبی ،

دلیل الطریقه ، ترجمان الحقیقه ، مصباح مشکوة الوجود ، الداعی الی الله الودود ، سیدی و مولانا

محمود مسعود حضرت شیخ داوود - قدس سره و زاد بیره - هذا الایات فی مدقده:

تعالی الله زهی شاهی که حضرت شیخ داوود است که اندر سیرت [و] صورت سید به زبان صبور

جمالش کعبه ملک و ملک باشد ، چنین باشد که روح شیخ محی الدین مجسم شد در این صبور

و از چند پشت ، خدمت حفاظت پناه ، حقایق و معارف دستگاه ، حافظ حقیقی و کاتب حقیقی

دستگیر در ماندگان و راهنمای گم گشتگان - نور الله مرقده ، که ذکر شان مسطور است

بیت

ای به بزم وصل حاضر، غایبان را دستگیر زان که دست حاضران از غایبان کوتاه نیست

به جان و دل و با عقاید [کذا: عقیدت] تمام می کردند و هر دو صاحبان را یک می دانستند ، لاریبی

الحقیقت هم از یک سلسله اند ، چرا که هر یک صاحب بالواسطه حضرت عاشق صادق ، محرم

الاسرار غیبی و مطلع الانوار لاریبی ، دانای دقایق اسرار بزدان و واقف دقایق عرفان ، محرم حرمه

جلال ، شاهد بزم وصال شاه عبدالوهاب قدسی مآب .. رضی اللہ عنہ

۱- در اصل : بیت.

۲- در اصل : + نقل است ، که زائد به نظر می رسد.

رباعی

ای پیرِ جهانگیر که [۱۵۴ ب] جانِ همه کس دارد ز درت نیلِ مرادات هوس
 بر خاکِ درِ توزِ سرِ صدق و صفا من از تو، تُرا [می] طلبم، اینم بس
 به تاجِ العارفین و شاهِ محققین ، عُمدة الاولیاء و زُبدة الاصفیاء، هادیِ اهلِ الله ، قابلِ « قَدَمی عَلی رقبه
 کُلِّ وَلِیِّ اللّهِ »، شیخِ الاسلام ، خلفِ سیدِ الانام ، قطبِ نشأتین ، غوثِ الثقلین ابو محمد شاهِ عبدالقادر
 جیلانی الحسینی الحسینی - رضی الله عنه - می رسند و بهره یاب شدند.

بیت

بادشاهی و جهان را قادری غیرِ تو کس را نزیبِ قادری
 اما والدۀ این احقر در خرد سالی، در خدمتِ آن حافظِ حقیقی مشرف شده بود. از اوشان دو سه سال
 خدمت به جا آورد و بعد از کار دنیوی معطل ماندند. در قضای پروردگار همین بود.

بیت

[بلی] از حکمِ قضا سر نمی توان پیچید وگرنه کیست جدایی کند ز حضرتِ او
 آن حضرت به میان میر محمد - استاذی و مولایی این نیازمند - فرمودند که به فلانی خواهی گفت: اگر
 خدمتِ مایان به جا آرید، جمعیتِ ظاهری و باطنی خواهد شد و الاً خیر. چنانچه سرگردانی و پریشانی
 روی داد.

بیت

هرکس [که] نشد به حکمت مطیع خود دید سزای سیاست و بد [کذا]
 بعد چند سال آن حضرت از دارِ فانی به دارِ باقی رحلت نمود.

بیت

بیا که سوختم از هجر و رحلتِ تو کباب کرد مرا [الف ۱۵۵] در دِداغِ فرقتِ تو
 و تولدِ اخوان پناه گردید. و بعد یک سال این احقر پیدا شد. ده یازده سال در لاهور مانده و قرآن ختم
 نموده. از حوادثِ زمانه به طرف سنده به قصبه نصیرپور رفتم. فرمود [ه] آن حضرت به ظهور پیوست.

بیت

از این زیاده توقف مکن که نزدیک است که جانِ من سفری کرده از اقامتِ تو

و چند ایام نوکری حاتم زمان و جواد دوران میان محمد مراد عباسی مرحوم کردیم. ابیات^۱ در مناقب

خطاب پادشاهی گر نبودی چو بخشش پادشاهان در وجودی

کف او همچو خورشید درخشان به فرق خاکیان بودی زر افشان

اما حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْإِيْمَانِ واقع است. از این مرضی [از] آن اهل سخا، دریا دل مرخص شده، وارد ملتان گردیدم، و در چند مدت ته بار شده، به سمت پاک پتن رفتم و زیارت روضه پیر و مرشد حضرت حافظ صاحب و بزرگان ظاهر و طاهر نصیب گردید. و در خدمت صاحبزاده عالیقدر اکثر نذر و قدمبوس نمودیم؛ و چند روز در دولتخانه شریف ماندیم. و واقعات ماضیه را یک به یک بیان آورده الی آخره - در خدمت گرامی گزارش نموده شد. فرمودند که خدای عز و جل به خوبی و نیت در حصول مطالبات و مقاصدات خواهد کرد.

بیت

چون که آمد یار بهر پُرسش احوال ما دولت ما، طالع ما، بخت ما، اقبال ما

و مشیخت پناه، حقایق و معارف [۱۵۵ ب] آگاه شیخ عبد السبحان - مغفرت بشان - سپید آمد
مهربانی فرموده، نزد خود نگاهداشت. رباعی است در مناقب آن:

آن نرگس پرخمار سبحان الله وان سنبلی مشکبار سبحان الله

از خلق و کرم بود در جهان نادر سبحان الله هزار سبحان الله

روزی، در خدمت صاحبزاده عرض کردم که یا حضرت! مثل حضرت حافظ صاحب حمزه
تأثیر مند است؟ فرمودند که آری، در جالندهر است. از همان روز خواهش زیارت در دل مستمند
لیکن برای دیدن، نه برای فقیر شدن. به حکم الهی بر شخصی از عشق مجازی مبتلا شده و بر او
اینجانب را به شرمندگی گرفتار کردند. از شرمندگی پریشان خاطر شدم. چنانچه در حین شرمندگی
سیادت و نقابت مرتبت، حقایق و معارف منزلت، پیشوای پاکان و راحت حجب غیبی و غایت
مستمندان و مراد آور حاجتمندان، تکیه و تولای بیکسان و عیسی زمان، سدا حد [کد] و
صاحب جلال و جمال، ذات باکمال نونها اعنی حضرت هادی دنیا و دین مولانا میر تقی میر
سرقده و زاد برّه - در مناقب آن حضرت:

۱ - در اصل: رباعی.

رباعی

ای خانقہ^۱ تو فاتحہ ابواب فتوح و از نام تو اسرارِ حقایق مشروح
گفتارِ لبّت ، متاعِ گنجینه دل انوارِ دلت جلای آینه [۱۵۶ الف] روح

وقت رفتن صبح صادق مقرر کردم و ختم می خواندم و گریه و زاری می نمودم و استدعا می ساختم که یا حضرت! از پاک پروردگار رزق من به جای دیگر بکنانید که از اینجا بروم. چنانچه از چله نه یوم برآمده بودند که به عون و عنایت ایزد متعال و به مدد آن بدو مکرمت [و] افضال، هادی گم گشتگان و فریاد رس عاجزان، پیر و مرشد حقیقی و کعبه تحقیقی - اعزّ الله انصاره و ضاعف اقتداره - در رسیدند.

بیت

گر می فروش حاجت رندان روا کند ایزد گنه ببخشد [و] دفع بلا کند
چنانچه بابت تنخواه نزد حافظ احمد دهمی در حجره خانقاه زهد الانبیاء و اماجد اتقیا، زبده العارفین و عمده الکاملین حضرت گنج شکر بابا فرید حمید - قدس سرّه و نور الله روحه - نشسته بودم.

بیت

چه شاخ خوش پُر از میوه بهشتی فرید الدیگن فاروقی و چشتی
و اخوت پناه مهمند فقیر، یک بقچه بر پشت نهاده، به طرف خانقاه حضرت حافظ صاحب جیو می رفت؛ و من ناواقف بودم. حافظ احمد سر از دریچه بیرون کرده، پرسید که میان مهمند! به خیریت آمدی؟ وی گفت که آری. باز پرسید که میان صاحب کجا اند؟ گفت که به صاحبزاده ملاقی شده، می آیند. از حافظ پرسیدم که کدام میان صاحب؟ وی گفت که از یاران حافظ صاحب [۱۵۶ ب]، اما بسیار کامل اند.

ابیات

که او از فضل ایزد ابر نیسان که بارد بر بلند و پست یکسان
چو آید فیض بخش از بحر زخار نه گل ماند از او محروم، نه خار

۱ - در اصل : خانقاه.

۲ - در اصل : رباعی.

آن روز توقف نمودم. روز دوم خاکی شاه، فقیر امام شاه، داد خان را همراه گرفته، نزد آنحضرت رفتم.

و ای یار! بینوا، بانوا اند.

بیت

دلِ بینوایانِ مسکین بجو پس آن گاه جامِ جهان بین بجو

اللَّهُمَّ احْنِنِي مَسْكِينًا وَاقِعْ اسْتِ.

و اخوت پناه حافظ محمد سلیم در دیودهی نشسته بود. به وی گفتم که فلان صاحب شما بیید؟ آن گفت که من خادمم، و اوشان بر بالا خانه نشسته اند. در آنجا رفتم و دیدم که در بسته به عادت مشغول اند. باز پایین آمدم. حافظ گفت: شما استاده باشید که خبر می رسانم. چنانچه رفته. در جنبانند. آن حضرت پرسیدند: کیست؟ عرض کرد که کدام فقیر برای زیارت استاده اند. ارشاد شد که بیایند. و خطاب فقیری خود به خود به ظهور پیوست. رفته، قدمبوس نمودم. آن بحر معرفت در آن گاه گرفته، بغل گیری فرمود.

بیت

دست بُردم که آورم به کنار بحر کی در کنار می گسجد

ارشاد کردند که بر بالین بنشینید. از ادب ننشستم. باز پرسیدند که اسم شریف چیست؟ عرض کردم نام غلام امام بخش [است]. از گفتن حرف غلام، حقیقت سکونت و معاش پرسیدند. همه بگفتند که ظاهر کردم. بسیار شفقت و مهربانی فرمودند [۱۵۷ الف] که آری، میان! خبر شد سببه که صاحبزاده عالیقدر خوب می کنید. از همان روز میل محبت و عشق در دل من جا گرفت.

ابیات^۱

حسن تو که بنده آنحالش کردم کردم از همه خوبان جهد دلسپرد

با ناز تو ناز دگران کی ماند ای صاحب طرز خدای، گریه کرده

و ای یار! از عشق مجازی، عشق حقیقی روی مود. به قول معروف که: *أَمْ جَارٌ قَضْرَةٌ* یعنی روز دوم هر دو برادران - یعنی اخوان پناه غلام محیی الدین سلمه زبه و این احقر - سبع دو رویه

۱ - در اصل: بیت.

گرفته ، در خدمتِ فیضِ درجتِ رفتیم و قدمبوس نمودیم و عرضِ مهمانی به جا آوردیم. قبول فرمودند و به قدرِ یک پاس روز در خدمتِ والا مرتبت نشستیم. بعده رخصت فرمودند. از همان روز اخوت پناه مزبور ، وقتِ سه پهری ، باز در خدمتِ آن فیض رسان رفت و عرضِ احوالِ خود کرد. آنحضرت بسیار تسکین کردند و فرمودند که از صحبتِ فقرا، طلبِ حق خوب است و دیگر خوب نیست. یادِ حق بکنید که همه کارها خوب روا خواهد شد. و از فرمودهٔ آن حضرت اثری شد. از راه خدا تلقین فرمودند. به امرِ الله ، بعد از چند مدّت ، آن مذکور خود به خود به ظهور پیوست. در عبادت و ریاضت مشغول شدند، و از مستی حق هولدلی و سودا به ایشان وارد گشت و گوشه نشین شدند.

بیت

دردا که دردِ یار به دیوانگی [۱۵۷ ب] کشید
خطِ جنون به دفترِ فرزانی کشید
و اکثر مردمان را از ایشان واسطه و تأثیر می شود.
و ای یار! کمالِ آن حضرت بین که به صورت پرستانِ مجاز ، راه حق می نمایند.

بیت

به صورت پرستانِ گوی مجاز ز شاه حقیقی نشان داد باز
و اکثر چند عدد تربوز و خربوزه ها برای حضرت می بردمی. روزی قرض گرفته ، بُردم. آن حضرت از راه کشف فرمودند که قرض برداشته می آری؟ التماس نمودم که خیر و عافیت است. بعد هفت یا هشت روز، در خدمتِ آن ابرنیشان نشسته بودم. فرمودند که میان! هر که در صحبتِ اهلِ دول می نشیند، او را به مرتبه [ای] می رسانند، و فقیرانِ حق ، به حق می رسانند. باید که از کسی صاحبِ کمال طلبِ حق بکنید. عرض کردم: یا حضرت! سوای ذاتِ شما کدام کامل را بجویم و عقبِ کی بیویم؟

بیت

ای که زین عالم مُرادِ ما تویی ، مقصود هم در جهان هرگز نبود [و] کس نخواهد بود هم^۱
پرسیدند که اعتقادِ تو بر فقیر است؟ عرض کردم که یا حضرت! اگر اعتقاد نشود ، آمد و رفت چرا خواهم کرد؟ آن مسیح الزّمان و آن صاحبِ امن و امان در تمّوج آمده ، از لعلِ لب فرمودند که وضو

۱ - در اصل : + و.

داری؟ بیشتر هم عادتِ نماز بود. التماس کردم که بلی. آن خلیقِ پُر توفیق، به حسنِ لطیف، نژدِ خود طلبیده و هر دو دستِ [۱۵۸ الف] احقر در یدِ خود گرفته، تلقین کردند و ضربِ «الّا اللّٰه» بر قلبِ سیاه بنده اشارت فرمودند. به مجرّد [اشارت]، یک زلزله در جسمِ من پیدا گشت و حرکتِ قلبی روی داد. و عرق بر همه جسم و پیشانی هویدا شد و نفس مرده را زنده با فضلِ حق ساخت.

ابیات^۱

چون مسیح، آن شهبی، به لعل فصیح
هر نفس^۲ مرده می کند زنده
می کند [هم] به حسن و خلقِ لطیف
مرد آزاد را به خود بنده

و بعد دو سه روز وقتِ عشاء، والده صاحبه و این احقر در خدمتِ آن عاشقِ دین و صادقِ یقین نشستند بودیم که والده صاحبه از سرِ نو در خدمت مشرف شدند و افاده برداشتند. عرض نمودیم که یا حضرت! بعد عرس هم در اینجا رونق افزا باشید یا نه؟ فرمودند که دستور ما همین است که روز دوم کوچ می گیم. چرا که از طرفِ آن حضرت رخصت می شود. باز عرض کردم که اگر حضرت در اینجا بماند، چراغ هم ذمه بنده خواهد شد. قبول نکردند و فرمودند که تو خواهی آمد.

رباعی

دیدار غنیمت است بنشین بنشین
ای یار غنیمت است بنشین بنشین
این یک دو نفس که با تو یکجاییم
بسیار غنیمت است بنشین بنشین

از شنیدن این مذکور، دلگیر و پریشان شده، به خانه خود آمدم. چنانچه در اندیشه بودم.

امام قلی بیگ، متعلقِ اینجانب با کسی شخص [۱۵۸ الف] مزاح می نمود و می گفت:

بیت هندی

غنیمت بوجه ملنی کون ولی کسی
جدایی کی گهری سر پر کهری می

ناگاه در رسیدم. از شنیدن، بی اختیاری روی داد. بسیار جذب کردم. قادر نشدم. گریه و زاری کردم. صبرم برفت. به قولِ شیخ سعدی:

۱- در اصل: رباعی.

۲- در اصل: نفسی.

۳- ترجمه: دیدار ولی را غنیمت بدان زیرا ساعت جدایی در رسیده است.

بیت

قرار بر کفِ آزادگان نگیرد مال نه صبر در دلِ عاشق ، نه آب در غربال
و نیز گفته اند:

بیت

کفر، کافر را [و] دین ، دیندار را ذرّه دردِ دلی عطار را
و ای یار: این دردِ یار ، حق است. کما قالَ اللهُ تعالیٰ : فَلْيُضْحَكُوا قَلِيلاً وَلْيَبْكُوا كَثِيراً.

بیت

«درد» را در هندوی گویند «پیر» می توان بیدرد را بی پیر گفت

در خانه خود رسیدم ، و در همون حال ما را نزدِ حضرت بُردند. و سرمن بر قدوم مبارک نهادند. بعدِ افاقت ، آن بحرِ هدایت و آن والیِ ولایت سرما را گرفته ، در کنار گرفتند و دستِ شفقت بر پشتِ من مالیدند. سجدهٔ عبودیت به جا آوردم. بعده مرخص کردند. به خدمتِ صاحبزادهٔ عالیقدر قدمبوس نموده، در غریب خانه آمدیم.

بیت

تخم اشکی بکار! ای بیکار گبر نکاری؛ بگو چه کاری تو
و به قدرِ پانزده یا شانزده سال در حینِ [حیاتِ] آن حضرت ، اکثر گاه گاه حاضر و ناظر شدم و از کانِ معرفت بهره برداشتم.

بیت

غوطه در دریای وحدت خورده اند گوهرِ قیمت بها آورده اند^۱

[۱۵۹ الف] به قدرِ هشت سال و یانه سال در پاکِ پتن ماندیم و وقتی که شهادتِ شیخ عبد الشبّحان - جنّت آشیان ، معرفت نشان ، علیهم الرضوان - گشت ، بعدِ آن کوچ نموده ، باز به طرفِ کچهی آمدیم ، و در خدمتِ خانِ والاشان ، خلد مکان ، مرحوم مغفور محمّد مبارک خان عبّاسی که او سبحانه و عرّشانهٔ حیلۀ رزق پیدا کرد، و از دولتِ او بسیار خرم و خوشحال شدیم ، و با امن و امان گذران کردیم. در اثنای آن

۱ - در اصل : آورده ام.

[بیت]

بود نقش همه آمال [و] امانی در وی آفرین بر قلمی باد که آن نقش نگاشت

و از سبب این غلامان ، آنحضرت هم دو سه مرتبه تشریف شریف در بهاولپور آورده اند. از روزی که مشرف شدیم ، جمعیت ظاهری و باطنی وارد گشت . و از چند چیز ترک حاصل شد ، و چند مردم ، معرفتِ احقر ، در خدمتِ آن حضرت بهره اندوزِ سعادتِ ابدی شدند.^۱

غزلِ حضرتِ حافظ

دانی که چیست دولت ؟ دیدارِ یار دیدن	در کوی او گدایی بر خسروی گزیدن
فرصت شمار صحبت کز این دو روزه منزل	گر بگذریم ، دیگر نتوان به هم رسیدن
از جان طمع بُریدن آسان بُود و لیکن	از دوستانِ جانی مشکلِ توان بُریدن
خواهم شدن ز بُستان ، چون غنچه با دل تنگ	و آنجا به نیکنای پیراهنی دریدن
که چون نسیم با گل راز [۱۵۹ ب] نهفته گفتن	که سرّ عشق بازی از بلبلان شنیدن
بوسیدن لبِ یار ، ای دل ، ز دست مگذار	کاخر ملول گردی از دست لب گزیدن

گویی که رفت حافظ از یادِ شاه منصور

یارب به یادش آور درویش پروریدن

نقل است که : روزی در قصبهٔ پاک پتن بر بام دیوان خانه ، در خدمتِ فیضِ درختِ آن عصر و آن روشنِ بصر ، ابرنيسان و رحمتش یکسان ، گلشنِ بهار و آن محرمِ اسرار ، مسئولِ آن نامتناهی - اعزّ الله انصاره و ضاعف اقتداره - با چند کس نشسته بودیم . چنانچه محمد فیض عروس ساکن کوث کمالیه - و والده صاحبۀ مرحومه و این احقر - و پایین متصل دیره صاحبۀ عالیقدر - یک توده از خس و خاشاک و از سرگینِ گاو و گاو میشان بود . کسی شخصِ آنتر انداخت و سوختن گرفت . و قریب او خانه های مردم عوام الناس - از قسم نی و سرکنده - بسوزانید . لیکن نشیب و پست ، بغتۀ نگاهِ احقر بر آتش مذکور بیفتاد و در گوشِ محمد فیض گفته که : عجب بی خبراند که این آتش را سرد نمی کنند . اگر بادی بوزد ، همه سوخته شوند . آن وقت حوتمند گفت که افسوس است خانه [های] ما سوخته شدند . و نظرِ فیض اثر [۱۶۰ نف] آن زمان به سوی غلامان افتاد .

۱ - در اصل : یافتند .

رباعی

چون که دیدیم شمع روی ترا مثل پروانه شدم بر سر موی ترا [کذا]

ازدها زلف تو نیش زنند در سینه من [کذا] سوختم از آتش عشقی که تو دادی مرا [کذا]

و پرسیدند که چه گفتگو می کنید؟ معروض داشتم. از زبان عذب البیان فرمودند که ای فیض محمد! اگر کسی جا سیل آب بیاید و یا از آتش سوختن گیرد، «نقش صد در صد» نوشته، رو به روی آن بکنند، به امر حق - سبحانه و عزّ شانه - از غرق شدن و سوختن محفوظ باشد. لیکن به وقت فرمودن، بد خود به طرف آن آتش مذکور نمودند. به مجرّد، سرد گشت، و نشان هم نماند. باز به محمد فیض گفتم که کرامت اولیاء الله بین، اثر هم نمانده است.

بیت

آنچه او از ربّ خود درخواست کرد از کرم، او را، همان دم راست کرد

حکایت بزرگی می کنند که بر بوریایی نشسته بود. کسی شخص آمده، عرض نمود که یا حضرت! حقیقت اولیاء الله چیست؟ فرمودند که بسیارند، لیکن یکی این است، اگر همین بوریای را بگویند که به امر حق پُران شو، همان وقت پریده شود. به مجرّد گفتن، بوریای پرید. دست بر بوریای [ی] مذکور نهاده فرمودند که من مثال کردم. نه که ترا گفتم. باز آنجا آمد.

ای یار! آن وقت بر حکایت مذکور یقین شد که اولیاء الله طاقّت می دارند. و محمد فیض در چند جا، آن نقش را آزموده است. [۱۶۰ ب]

ابیات^۱

بی نوای ازل^۲ و مُدبر بی سامان را سرو سامانِ سعادت به نوا می بخشی

گر دهی دنیا و عقبی به گدایی، چه عجب به نظر مرتبه قُربِ خدا می بخشی

نقل است که عقب آن بی نیاز، این احقر را بی اختیاری [و] بیقراری روی داد، و همراه صاحبزاده بلند اقبال - طولعمره - روانه شدم.

رباعی

در پی آن مشفق شیرین شمایل می رسم دل، پی او رفت، من هم در پی او می رسم

وادی اخلاص تو از درد دارد منزلی کرده ام عزم رهِت^۳ منزل به منزل می رسم

۱ - در اصل: رباعی.

۲ - در اصل: زد.

۳ - در اصل: ره.

بعد چند روز ، در خدمت آن نور خورشید ، و آن فرحت جاوید مشرف شدیم . از لقای خوشنما و صبح دلگشا روشن عینین گردیدم و رقت قلبی و تزلزل روی داد . به قول بزرگی :

ابیات ^۱

من شمع جان گدازم ، تو صبح دلگشایی سوزم گرت نبینم ، میرم چو رخ نمایی
نزدیک اینچنینم ، دورم چنانچه گفتم نی تاب وصل دارم ، نی طاقت جدایی
قریب هفت ماه ، صاحبزاده عالیقدر را مع ده کس فقیران و این احقر را ، با اسبان ، نگاهداشته و خدمت از طعام و غیره پارچه ها و خرج بالا ، آن [صاحب] سخا [و] متوکل از خود کردند .

بیت

دولتی ^۲ دارند ایشان بی زوال قلب سیاه را زر کنند ای نونها [کذا]
روزی مشیخت پناه خراب شاه مجلس و عرس پیر خود کرد و عریضه در خدمت فرستاد . با چند کسان [۱۶۱ الف] فقیران رفتند . وی طعام حاضر کرد . تناول فرموده ، وقت دوپهر برای قیلوله رحمت شدند که نماز ظهر در دیوانخانه عبدالکریم خوانده ، باز خواهیم آمد . و میان ابراهیم را فرمودند که تو هم بیا . آن عرض کرد که اگر شربت قند با گلاب آمیخته و شیر شیرین بخورانید ، در خدمت می بروم و الا خیر . فرمودند که بیا ، حق سبحانه خواهد داد . وقتی که در دیوانخانه رسیدند ، میان عهدانکریم آمده ، قدمبوس شد و خود به خود یک جام شیر گرم و یک جام آب سرد مع گلاب وقت حاجت نمود . آن مقبول حق فرمود که اول ابراهیم را بدهید و بعد شما بنوشید . برهمون عمل کردیم .

بیت

شیر و شربت که خدا داد به فرموده او لطف او عام است ، از اینها چه عجب
و بعد سه پهری باز در مکان خراب شاه تشریف بردند و وقت شام ، مجلس و چراغان نمودند . در یک پاس برای استقبال صوفیان استاده ماندند . بعد علیحده ، در مکان دیگر ، قوالان گرفتند به سر مشغول شدند . و آن صاحب وجد را رقص روی داد ، و همه کس برای استقبال در تواجده آمدند ، و آستین دراز نموده ، می افشانیدند و بویی از عطر محبت و عشق الهی بر فرق مریدان بیفزاییدند .

۱ - در اصل : رباعی .

۲ - در اصل : دولت .

ابیات^۱

آستینش چو جیب عطاران عطر بر فرقِ مُفلسان باران
دامن از نقدِ فقرِ مالا مال علم و دینش ز ذوق [و] رقتِ حال

[۱۶۱ ب] بعدِ چند وقت در هوش آمدند، و حاضرانِ مجلسِ مصافحه گیر و قدمبوس شدند.

بیت

چند بوسم دست و پا آن نرگس عیار را فرخ آن ساعت که دیدم دولتِ دیدار را

از آنجا رخصت شده، باز در مکانِ عبدالکریم آمده، استراحت نمودند، و مایان را دیره - همراه صاحبزاده عالیقدر - در بالا خانه دادند و خود ذاتِ شریف زیرِ سقف ماندند، و میان مهمند هم نزد صاحبزاده خواب کرد. وقتِ صبح، همه کس برای تسلیمات رفتیم. تبسم نموده، مهمند را فرمودند که بی ادب! هیچ ترس نکردی که مایان زیر و تو بالا [ی] سقف. لیکن اشاره در حقِ همه کس بود. عرض کرد که تقصیر داریم. به مجرد [فرمودن] درد پیدا شد و اشک از چشم جاری گشت.

رباعی

برغریبان کوی خود عتاب و سرزنش بهر چرا [کذا] کشته چشم تو ام، کوتاه بکن این ماجرا
از مژگان تیر در جگرم رسیده و از ابروی کمان کج [کذا] شدم چون نیم بسمل بده تریاقِ حسن خود مرا [کذا]
سر به سجده آوردیم. تقصیر معاف نمودند. از آنجا آمده، چند روز مانده، روانه به سمتِ پاک پتن شدند. مبلغ دو صد روپیه «رخصتانه» به صاحبزاده دادند. همراه آن فیض جود، در قصبه پاک پتن رسیدم.

نظم

گر ز هر برگ گیاهی دهم دهر زبان شرح یک ریشه ز ابرِ گرمش نتوانم
ور ز هر شاخ [۱۶۲ الف] درختی کنم خرج قلم شکر یک نکته ز نوکِ قلمش نتوانم
[نقل است] که: روزی آن عالم عابد و آن اماجد زاهد، سالکِ دین و کاملِ متین - اعزّ الله انصاره و ضاعف اقتداره - این احقر را اجازتِ «کلام» خواندن فرمودند و گفتند که نتیجه آن به ظهور خواهد آمد.

۱ - در اصل: رباعی.

ابیات^۱

دل سرا پُردۀ محبتِ اوست دیده آینه دارِ طلعت^۲ اوست

من که سر بر نیاورم به دو کون گردنم زیر بارِ منتِ اوست

بعد پنج شش روز - به طریق سیر - در باغ دیوان صاحب مرحوم تشریف بُردند.

رباعی

چه قامتی که ز^۳ سر تا قدم [همه] جانی چه صورتی که به هیچ آدمی نمی مانی

نه صورتی که [گل] گلستان^۴ فردوسی نه قامتی که سہی سرو باغِ بُستانی

و نشستند. آن وقت اکبر خان و توهم وارد گشت و ثنای باغچه خود بسیار کرد. روزِ دُوم، سوار شده، در موضع اکبر خان - یعنی در موضع ارران - قدم رنجه فرمودند، و آن مکان پسندِ خاطر نگردیدند. وفی الواقع دلپذیر نبود.

مصرعه

چه نسبت خاک را با عالم پاک

شب آنجا اقامت فرمودند. وقت صبح به سمتِ موضع جگوکی روانه شدند. و در آنجا در صحنِ حایه کسی زمیندار، یک درختِ شیشم خوب سایه دار بود. نظر بر او کرده، فرمودند که خوب است. استراحت و آرام است. عرض کردم که یا حضرت! اهلِ ستر معلوم می شوند. قدر [۱۶۲] - یک ستر بر تاب پیشتر رفتند که یکایک آن صاحبِ خانه دویده آمده و قدمبوس نموده، عرض کرد که حضرت! سلامت! در غریب خانه جای آرام خوب است. از راه باز گشتانده، در همانجا آورد. و زیر سایه مسطور دیره کنانید و طعام و دوغ و مسکه و غیره حاضر نمود.

بیت

هر کس گرفته کام دل از میوه نشاط یاری نصیب باد که این شاه در رسید

شب آنجا آرام فرموده، وقتِ فجر کوچ نموده، در موضع توبه سیدان رونق افروز شد. و در مسجده فرود آمده، نشستند. و آن ده، قزاقان به غارت و قتل آورده بودند. اندک مردمانِ غریب و مسکین

۱ - در اصل: رباعی.

۲ - در اصل: خلعت.

۳ - در اصل: از.

۴ - در اصل: + همه.

آمده ، نشسته بودند . آن حضرت فرمود که کسی یار در موضع رفته ، تلاش جانورانِ دُرّاج بکنید و چیزی دوغ به قیمت بیارید . مردمان اظهار نمودند که در اینجا غله هم به دست نمی آید . خاموش شده ، نشستند . از امرِ اله سید محمد بخش - یارِ میان حافظ بهبهل جیو سلمه ربه ، که سردارِ موضع مذکور بود - آمده ، ملاقی گشت و عرض مهمانی نمود . قبول فرمودند . بعد یک دو گهری ، طعام آوردند . چنانچه قلیهٔ دُرّاج و نانها [ی] مُرَعْن و یک کوزه دوغ . و عرض نمود ^۱ که یا حضرت ! امروز به شکار رفته بودیم . به یمنِ قدمِ شما صید کرده ، آوردیم . و یک ماده گاو فربه ^۲ یک شخصی آورده ، داد [۱۶۳ الف] که دوغ آن به خدمت رسانیدیم و مسکه به کار بُردیم چنانچه تناول فرمودند و خوشوقت شده . در حقّ اوشان فاتحهٔ خیر خواندند ، و شب در آنجا ماندند .

وقتِ صبح ، یک یار از توگرفتوپوره آمده ، به خانهٔ خود بُرد . و چند کسان مُرید و منقاد گشتند . شب در آنجا مانده . وقتِ صبح از دریا عبور نموده ، در موضع لاله کی برکنارهٔ دریا اقامت پذیر شدند که اوشان از ترسِ خوانینِ داوود پوتره ها گریخته ، برکنارهٔ دریا نشسته بودند و وقتِ شب چراغان روشن کنانیده ، در دریا گذاردند . و نیز برکنارهٔ مذکور فوجِ صحرائی به قدر پنج و شش هزار کس خیمه زده نشسته بودند که عزمِ لاهور داشتند نزد ظلِّ سبحانی احمد شاه پادشاه درّانی مرحوم مغفور چنان کردند که تفنگها پُر کرده ، چراغان را نشانه ساختند . و در کشتهی ، چند کسان همراه احقر برای روشن کردنِ مصباح ها سوار بودند ، و آن حضرت برکنارهٔ دریا تماشا می دیدند ، و تیرهای تفنگ بر سرمایان گذشتند . به امرِ الهی یک کس را هم هوایی نرسیده بلکه چراغان را نیز اثری نشده ، شرمنده شدند . و کسی شخص رفته ، گفت که این چه مناسب است ! چراغانِ فقیر را نشانه کردید؟ سردارِ اوشان همان وقت مردمانِ لشکر را منادی کرد [۱۶۳ ب] که امان خود بطلبید . روشنی خوب است .

• بیت

اگر گیتی سراسر باد گیرد چراغِ مَقبلان هرگز نمیرد
چو میرد مبتلا میرد ، چو خیزد مبتلا خیزد .

• ابیات ^۲

ای از فروغِ رویت روشن چراغِ دیده چشمی چو چشمِ مستت چشمِ جهان ندیده

۱ - در اصل : نمودیم .

۲ - در اصل : فردا .

۳ - در اصل : رباعی .

همچو [تو] نازینی سر تا به پا لطافت گیتی نشان نداده، ایزد نیافریده

وقت صبح روانه [شده] به سمتِ جهانِ جمون رونق افزا شدند. و میان محمد عظیم مہمندانه یارِ حضرت حافظ جیو بود، وی مہمانی نمود و نگاہداشت. اتفاق چنان شد کہ یک مُلاً [ای] خشک در خدمت آمده، بنشست و تکرارِ توحید شروع نمود. جوابِ باصواب فرمودند. و از شأنِ قُلِّ جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَّقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقاً [۱۷/۸۱] خبر دادند، لیکن آن بیخرد فهم نکرد و سخن لایعنی نمود کہ شما ہیچمدان ہستید. از جذبِ تمام فرمودند کہ تو مجنون و لا یعقل ہستی کہ بر نصِّ یقین نمی کنی. بہ قولِ بزرگی:

رباعی

ای عالمِ نادان تو در این علمِ غروری نزدیک بہ معبود نہ ای بلکہ تو دوری

گر وحدتِ توحید بہ دل خود نبریزی نتوان یافت خدا را کہ در این «کنز» و قدوری

قضاءً لله همان وقت آن مُلاً سر بہ صحرا نمود و برادرِ خُرد او در خدمت اعتقاد می داشت. [۱۶۴] آمده، عجز و انکسار کرد و گریہ و زاری نمود [و] دعا [ای] بخشش خواست. رحم کرد. فرمودند کہ خواهد آمد. چنانچہ روزِ دُوم، آن مُلاً وقتِ سه پہری آمد. قدمبوس نمود و عذرِ تقصیر بہ صاحبِ خدمت بخشیدند و پرسیدند کہ کجا رفته بودی؟ وی عرض نمود کہ از اینجا رفته، مجنون وار در میانِ مہمندانہ ادمیرہ و دایرہ شیخ شہابل - رحمة الله عليه - سرگردان و حیران می گشتم. گاہی بہ طرفِ غرب و گاہی بہ طرفِ شرق، و گاہی بہ سمتِ شمال بر دریا و گاہی بہ جانبِ جنوب، و ہر طرفی کہ می روم، عبارتِ مسایلِ مشاہدہ می شد. فردا وقتِ عصر در صحو آمدم و خود بہ خود در فهمِ من اسرارِ کلامِ کرم و تعجب کردم کہ مکانِ کجا است و من بہ کجا آمدم! روانہ شدہ، در خدمت رسیدم و ای صاحبِ آن وقتِ صحتِ همون بود کہ برادرِ خُرد او در خدمت آمده، دعا کنانیدہ بود.

ابیات

ای^۱ قصۂ بہشت ز گویت حکایتی شرح جمال خور ز رومت روایتی

انفاس عیسی از لب لعلت لطیفه [ای] آب خضر ز نسوش لبانت روایتی

از آنجا کوچ نموده، سیر پناہ کوت نموده، در موضع کپور وارد گردیدند و در جای مسمات بدھانی و شیخ بولاقی - کہ مریدِ حضرت بودند - مقام نمودند. و آن رابعہ وقت خوب خدمت بہ جا آورد و

۱ - دراصل: رباعی.

۲ - دراصل: این.

شیخ مذکور [۱۶۴ ب] عرض کرد که یا حضرت! یک رأس بُز گمشده است، دعا فرمایند که یافته شود. نمک خوانده، دادند که زیر دیگدان دفن کنید. یافته خواهد شد و بعد یافتن، بیرون آورده، در چاه خواهند انداخت. به امر الهی به ظهور پیوست. شب در آنجا مانده، از راه ملکه در موضع ماهون دوگر رفتند، و یک شب در موضع مذکور مانده، از دریا عبور نموده، در موضع سوکن وارد گردیدند. آن روز از بنده پرسیدند که کلامی به شما فرموده بودم، چیزی به ظهور پیوست یا نه؟ عرض کردیم که به یمن شما خواهد شد. و آی یار! توقف برای این شده بود که در کوچ دایم السفر بودم.

بیت

خجل آن کس که رفت [و] کار ساخت کوس رحلت زدند [و] بار ساخت
و نیز اندرون من کیفیت بود. و آن واردات لطیف بود. لاچار شدم.

رباعی

نصیب من چو خرابات کرده است الله در این میانه بگو صوفیا! مرا چه گناه
کسی که در از لاش جام می نصیب افتاد چرا به حشر کنند این گناه از او در خواه
فرمودند که هر ماه این عمل خواهی کن. اجر این خواهی یافت. به قول حافظ:

بیت

ستم از غمزه بیاموز که در مذهب عشق هر عمل اجری [و] هر کرده جزایی دارد
چنانچه وقت شب نماز خوانده، آرام فرمودند، و این احقر در مشتمالی پای مشغول شد. و طریق
خواب آن حضرت این بود که لحظه به لحظه [۱۶۵ الف] بیدار می شدند. و وقت بیدار شدن سوای
اسم باری عز و جل - دیگر کلام از زبان نشنیدم الا بعد بیداری. پنج شش مرتبه بیدار شدند و اسم حق
سبحانه، بر زبان راندند و می فرمودند که برو، آرام بکن. التماس می کردم که خواب نیامده است. و
یک نیم پاس شب یا قدر کم زیاد شب گذشته بود، فرمودند به کرم عمیم خویش که برو، خواب بکن و
خدای تعالی کام تو به مقصود خود شیرین کند.

ابیات

باز آی ساقیا که هوا خواه خدمتم مشتاق بندگی و دعاگوی دولتم
ز آنجا که فیض جام سعادت فروغ است بیرون شدن نمای ز ظلمات حیرتم
سجده نموده، خواب کردم. به یمن آن ذات فیض البرکات به مقصود خود واصل شدم و چشم روشن
کردم.

بیت^۱

شب قدر است ، طی شد نامه هجر
سَلَامٌ فِيهِ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ
و نیز گفته اند.

ابیات^۲

گر می فروش حاجتِ رندان روا کند
ایزد گنه^۳ ببخشد [و] دفع بلا کند
ساقی به جامِ عدل بده باده تا گدا
غیرت نیاورد که جهان بر ملا کند
و چند یاران از قصبه پاک پتن آمده، قدمبوس نمودند. بعده یکجا شده در پاک پتن وارد گردیدند و عریس حضرت حافظ صاحب جیو نموده، به وطن شریف روانه شدند.

غزل

آن طایر [۱۶۵ ب] قدسی ز درم باز آید
عمرِ بگذشته به پیرانه سرم باز آید
دارم امید بدین اشکِ گهربار که باز
برقِ دولت که برفت از نظرم باز آید
گر نثارِ قدمِ یارِ گرامی نکنم
گوهرِ جان به چه کارِ دگره باز آید
آن که تاجِ سرِ من خاکِ کفِ پایش بود
پادشاهی بکنم گر به سرم باز آید

نقل است که : روزِ عریسِ حافظ جیو، ایشان در خانقاه مبارک رفته، نشستند و سرودند. گشت و فقیران را ذوقی و شوقی حاصل شد و رقصیدن گرفتند. اندر آن وقت غلامِ حسین شریانی ساکن قصور - که یارِ میان صاحب میان لکھمیر جیو بود - و جلاً خان^۴ ولی خان^۵ در آنجا زیارت در آنجا آمدند و نشستند. و جلاً خان مذکور در گوشِ غلامِ حسین گفت ادر ولایتِ اینجا می آید؟ ایشان، لولیان بازی می کنند، و این عجب است که در اینجا فقیران می کنند. این سخن در میان حضرت آمد، و غلامِ حسین منع کرد و گفت که تو بی خبری، یکایک تیری از رعیت پاک است. نگاه از چشم اثرناک بیرون آورده بر او انداختند که آن را به مجرّد بی اختیری روی آورد. حسین گفت که ایشان سحر می کنند. ما از اینجا می رویم، چرا که در دلم می آید که بعضی از گریه خود چاک بکنم. برخاسته، زود و شتاب پای لغزان برفت و همراهیان او را سخن شنیده، برای سلام

۱ - در اصل : رباعی.

۲ - در اصل : بیت.

۳ - در اصل : گناه.

۴ - دو کلمه ناخوانا است.

۵ - در اصل : می غلظم.

[۱۶۶ الف] آمدند. چنانچه نگاه آن حضرت به سوی او شان افتاد، همگی مست شدند.

ابیات

بسته ساقی آن جامِ گیتی نمای که هستی ربای است و مستی فزای
به مستی ز هستی رهاییم ده به مستان عشق آشناییم ده

بعدِ افقت ، آمده ، قدمبوس گردیدند. و روزِ دوم آمده ، پرسیدند که وطنِ شریف کدام است ؟ فرمودند که دو آبه جالندهر . و تیاری کوچ که دیدند ، عرض کردند که دو سه ماه اینجا باشید ، خرجِ ذمّه بنده ها است. می گوییم که ما هم در خدمت به ذکر مشغول شویم و «آل آل» بکنیم . و طریقِ «الآ لله» گفتن هم ندانستند! فرمودند که دستور ما همین است که بعدِ عرس مقام نمی کنیم. روانه شدند.

نظم

از جانب او روشنی دیده فزودند وز گوشه ابرو دل و دین را بربودند
با عقل فرومایه چه گویم که چه کردند بر عشقِ گرانیایه چه گویم که چه بودند

نقل است که : بار دیگر چند یاران از پاک پتن و لاهور برای حصولِ زیارتِ آن پس رو مخبرِ اخبار و آن وحی نامدار ، ایشان الهی و دولت «تحت قبایی» - اعزّ الله انصاره و ضاعف اقتداره - رفتیم. چنانچه منزل به منزل طی مسافت نموده ، در آستانه شریف داخل شدیم. پیشتر آن پیرو مخبر اخبار برای طوافِ راسخ دین و صادق [۱۶۶ ب] متین حضرت پیر محمد صاحب جیو سچیار - قدس روحه - تشریف برده بودند. از شنیدن این مذکور از سر نو شوقِ رویش پیدا شده و آه از سینه هویدا گشت.

ابیات^۱

آه در سینه آه پیدا شد باز شوق نگاه پیدا شد
خطِ مشکین ز عارضش سرزد بهر قاتلم گواه پیدا شد

آن وقت میان محمد پناه - سلمه ربه - و اخوت پناه میان کرم الهی مرحوم بسیار تسلی نمودند و گفتند که خاطر جمع دارید. استماع شده است که در جمون تشریف آورده اند. چنانچه قاصد را عرضی داده ، به خدمتِ شریف فرستادیم که خبرِ معتبر بیار.

رباعی

قاصد برو به خدمت سر به سجده اش بیار [کذا] دست تو خود نبسته ، این عرض ما گذار

۱ - در اصل : رباعی.

گشتند نیم بسمل یاران ز هجر تو بنمالقا خدا را ای سرو خوش نگار
 وقتی که قاصد مذکور در قصبهٔ مگیربان رسید، اطلاع یافت که آن ایشان الهی در اینجا رونق افزاند.
 وی عرضی به خدمت فیض درجت گذرانید. جواب باصواب مرقوم فرمودند که در مابین هشت یوم
 خواهم رسید. شما تکلیف نخواهید کرد. و یک یا دو در موضع کهنس استاده بود، برای اخوان پناه
 مرزا امانت طلبیدند - که آن هم یار حضرت بود - اندک جان قرار بگرفت و انتظار چشم پیوست.

ابیات^۱

خبرم رسید امشب که به یار خواهی آمد [۱۶۷ الف] سرمن فدای راهی که سوار خواهی آمد
 همه آهوان صحرا سر خود نهاده برکف به امید آن که روزی به شکار خواهی آمد
 چنانچه هفت روز انتظار کشیده و تیار شده، روانه برای استقبال شدیم. و صلاح با یکدیگر کردیم که
 اگر امروز آن وحی نامدار رونق افزا شود، رفتن میان به طریق استقبال خواهد شد و الا پیشتر خواهیم
 رفت. و سید محمد شاه مرحوم را گذاشته، رفتیم. وقتی که در موضع کهنس رسیدیم، بیخبر رسیدیم
 روشن خان - سردار آنجا - که آن ذات والا صفات تشریف فرما شدند یا نه؟ آن گشت که در آن روز
 هم از خطر راه نفرستادیم. و موضع کهنس از جالندهر ده گروه می شود. و رسیدن بین حیرت
 شکسته گردید و از ماندگی راه مقام کردیم و نان پخته کنانیده به فقیران خوریم. یک یک باس رفتیم
 باز روانه پیشتر شدیم. و وقت ظهر رسید. به قدر نیم گروه رفته بودیم. به یاران گفتم که سر راه
 اوشان گفتند که چاهی که بر راه خواهد آمد، بر وی خواهیم خواند. لاچار از ملاقات به دست
 شدیم. به قدر پاو گروه دیگر رفته بودیم [که] به امر الهی یک شخص سلاقی شد، و گشتند
 درویشان! زود و شتاب بروید که یک فقیر صاحب بر چاه اقامت پذیراند و انتظار شد می گفتم
 تعجب کردند. آن وقت این احقر گفتم که چرا فکر می کنید، بر صاحب کشف [۱۶۷ الف] می گفتم
 می شود، همچنان بیخبر نیند.

بیت

در میان من و معشوق ره پنهانی است که در آن رهگذر رحمت ربانی است
 و به شتابی تمام بر چاه مذکور رفتیم و یابو [ای] مسمی به اسم هیرا آن ذات را در چراغی
 خوشوقت شدیم. لیکن آن حضرت در مسجد به آرام بودند. وقتی که متصل مسجد رسیدیم، خود

۱ - در اصل: رباعی.

خود بیدار شده ، برخاسته ، نشستند و روی به جانبِ میان کردند. به مجردِ دیدن ، یاران را حالتی روی داد و آه سرد کشیدند.

بیت

سوی هر کس که بدین شکل مآثر نظری کی تواند که ترا بیند و آهی نکشد
 قدمبوس نمودیم و سر به سجده نهادیم . دستِ تَلَطَّف بر همه کس کردند. بعدِ افاقت عرض کردیم که یا
 حضرت ! کسی شخص را فرموده اید که یاران را خبر بکند؟^۱ فرمودند که نه . از آنجا آمده باز در
 کهنسَن مقام فرمودند و شب در آنجا مانده ، به وقتِ صبح فرمودند که صلاح شما چیست در کپورتَهله
 می روید یا در مکانِ فقیر؟ عرض نمودیم که تابع ذاتِ ایم سوار شده به کپورتَهله تشریف بُردند و رونق
 افزا شدند. و رای ابراهیم معتقد آن حضرت بود لیکن جلاب گرفته بود . آن ذاتِ والا صفات میان
 عبدالرَّحْمَن را ، و میان جان محمد را ، و میان متین را ، و جوهر را ، و میان مهمند را ، و این احقر را
 همسرا گرفته ، نزدِ رای تشریف بردند. و رای صاحبِ برخاسته ، قدمبوس نمود و با همه یاران بغل
 [۱۶۷ الف] گیر شد و پرسید که ایشان از کجا آمدند؟ آن حضرت فرمود که از پاک پتن و لاهور
 آمده‌اند. و رای مذکور وقتِ رخصت عرض نمود که یا حضرت ! امروز مجلسِ سرود و نغمات کنم.
 فرمودند که بارِ دیگر. او بسیار التجا کشید. برایِ پاسِ یاران قبول کردند و چنانچه رای صاحبِ طعام
 تیار کنانیدند ، و اندرون و بیرونِ دیوان خانه فرس نمودند. مجلسِ فقراء اندرون شد و بزمِ اهلِ دنیا
 بیرون . و سرود جاری گشت و بالذَّاتِ سرود ، کسی واصل نشد. بعدِ چند وقت ، به امرِ الهی بر محمد
 حسین - یارِ محمّد حیات جیو مرحوم - حالتی پیدا شد. و آن اهلِ دُؤَل [او] آن بی خبران تبسم کردن
 گرفتند.^۲ به امرِ الهی گردبادی پیدا شد و باران باریدن گرفت. آن همه اهلِ دنیا برخاسته و آمده ، در
 حلقهٔ اندرون نشستند.

بیت

در جهان هستند دنیا دار یعنی بی خبر خود پرستان اند زیشان در گذر [کذا]
 بعده یکایک قوالانِ عشرت منوال این غزل را ترنم کردند.

۱ - در اصل : بکن
 ۲ - در اصل : گرفت.

غزل

چه تدبیر ای ^۱ مسلمانان ^۲ که من خود را نمی دانم
 نه شرقی ام ، نه غربی ام ، نه بحری ام ، نه بری ام
 نه از هندم ، نه از سیندم ، نه از رومم ، نه از شامم
 نه از خاکم ، نه از بادم ، نه از آبم ، نه از آتش
 نه همچون کافران کافر، نه همچون عابدان عابد
 دویی را چون بدر کردم ، دو عالم را یکی دیدم
 مکانم لامکان باشد ، نشانم بی نشان باشد
 هُوَ الْأَوَّلُ ، هُوَ الْآخِرُ ، هُوَ الظَّاهِرُ ، هُوَ الْبَاطِنُ

نه ترسای یهودی ام ، نه گبری ^۳ مسلمانم
 نه از ارکان طینی ام ، نه از افلاک گردانم
 نه از ملک عراقی ام ، نه از خاک خراسانم
 [۱۶۸ب] نه [از] آدم، نه از حوا، نه از فردوس رضوانم
 نه همچون زاهدان زاهد، نه کافر، نه مسلمانم
 یکی بینم ، یکی گویم ، یکی دانم ، یکی خوانم
 نه تن باشد ، نه جان باشد ، که باشد جان حیات
 به جز «یاهو» و «یا من هو» دیگر چیزی نمی دانم

الا ای شمس تبریزی چنان مستی در این عالم

به جز مستی و مدهوشی نباشد هیچ سامانم

که آن صوفی [با] صفارا و آن عارف لقارارقتی و وجدی از انوار الهی و تجلیات نامندهی پندار
 گشت. در رقص درآمد و چرخ کردن گرفت.

بیت

همچو مهر و مه به چرخ آن دلبر رعنای خوش است
 گر به رفتار سماعش رفت دل از جا غوش
 و همه مجلس را از یمن الهی و به انفاس متبرکه اوشان حالت بی اختیاری و وجد روی شده
 صاحب دست در حلقه دروازه انداخته، در بی اختیاری استاده بودند و کسی به غلظت و شکر
 و کسی در نعره زنی ؛ و در و دیوار هم مست بود.

بیت

چنان در جان من سوزش اثر کرد
 که بی رقت ندیده هیچ کسی
 بعد افاقت آمده، هر کس قدم مبارک بوسیدند [۱۶۹ الف] و کمر عناید در خدمت پیش مسلمانان
 جرعه [ای] از جام محبت حق چشیدند.

۱ - در اصل : تدبیری.

۲ - در اصل : مسلمانم.

۳ - در اصل : گبرای.

ابیات ۱

مردان همه آن اند ، دگر خرّقه دران ^۲ اند
مردان همه آن اند، دگر قوم زنان اند
شیران همه آن اند، دگر روبه لنگ اند
مردان همه آن اند ، دگر ماده شان اند

بعد یکت پاس شب گذشته ، مجلس موقوف شد و در مسجد آمده، طعام به مردم تصرف [کذا:مصرف] کنانیدند. شب در آنجا استراحت نموده ، وقت صبح رخصت شدند. رای صاحب چند رویه نقد و چند تھان سفید نذر گذرانید. از آنجا آمده ، در آستانه شریف داخل شدند. ده ، یازده روز این غلامان را در خدمت نگاهداشته رخصت فرمودند که به خدا سپردیم. از آنجا گریه و زاری نموده ، روانه شدیم.

بیت

مکدر گر نگر دی ، با تو گویم
که با مشت غبار من چه کردی
و ای یار ! این بیخبران و نا اهلان که اهل صوفیه [کذا] را حرف می کنند، ایشان چه دانند . خود مغروراند و بی هنر اند. به قول حافظ شیراز:

ابیات ۳

مرا به رندی [و] عشق آن فضول عیب کند
که اعتراض برعاسرار علم غیب کند
کمال صدق محبت بسین نه نقص گناه
که هر که بی هنر افتد، نظر به عیب کند
و ای یار ظن المؤمنین خیراً واقع است . پس در میان این امر مؤمنین و ^۴ منافقین ^۵ خود به خود ظاهر می شود . و حقیقت اهل سماع این است. [۱۶۹ ب]

نظم

آن طایفه کز اهل سماع اند ، کیان اند
دیوانه یار اند، ز اغیار رمیده
[گه] آتش سوزان ز دل خویش بر آرند
آنانکه به جز دوست نبینند و ندانند
بیگانه ز خویش اند ، یگانه شدگان اند
گه چشمه حیوان ز لب خویش چکانند

۱ - در اصل : بیت.

۲ - در اصل : فرقه دوران.

۳ - در اصل : بیت.

۴ - در اصل : به تکرار.

۵ - در اصل : منافقی.

برتخته بازار برقصد ز مستی وان کس که کند منع ازان ذوق برانند
 درگریه که آیند بسوزند بر آفاق درچرخ که آیند، چو گل جامه درانند
 ای بارِ خدا! این احقر را هم با کرامت و اجلالِ خویش به منزلِ مقصود برسان.

ابیات^۱

بیا ساقی آن می که حال آورد کرامت فزاید، کمال آورد
 به من ده که بس بیدل افتاده ام وزین هر دو بیحاصل افتاده ام

نقل است که: روزی آن مرجع اهلِ یقین و آن قدوة دنیا و دین، حکیمِ دردمندان و داروی مستمندان، آن صاحب سخا و آن لقای باشفا - اعز الله انصاره و ضاعف اقتداره - در خاقان حضرت حافظ صاحب - قدس الله سره - نشسته بودند و یک افغانِ قصوریه آمده، قدمبوس نمود و عرض کرد که حضرت سلامت! دامادِ بنده از سببِ بیماریِ مجنون و لا یعقل گردیده است، و هر کس را بر او می گوید و دشنام می دهد، برای عند الله توجه به جنابِ ایزدمتان کنید و دعا نمایید که به فضل و کرم خود به خود، چنانچه [الف ۱۷۰] آن ذاتِ فیض البرکات را وقتِ عصر در خانه خود آورد.

بیت

گریباید بر ما یار ز بهر پُرشش خوش طبیعی است بیات همه بیمار سوره

و پیشتر آن عزیز بیمار - یوسف خان نام - بر چهار پای دراز بود و متصل آن بر چهار پای دراز، ذاتِ مصدرِ حَسَنات نشستند. از توجهِ باطنی و ظاهری درود شریف خوانده، بر روی بیمار دست زدند.

ابیات

تجیاتی که چون از دل برآید همه روحانیان را جان فزاید
 شمیم آن در این فیروزه منظر دماغِ قدسیان دارد معطر

همان وقت از گفتگو [ای] لا یعنی خاموش گشت و نظر بر روی مبارک بست و متلاً گشت و بعد از یک سالاری و شیرینی نذر کرد. از آنجا برخاسته، به سمتِ آستانه شریف رفته شد. و یوسف خان فریاد و غل برپا کرد و این در حقِ مردمِ خود از زبان آغاز نمود که ای دشمنانِ من! ایمنی مبارک خود می برید و از چشمِ من چرا پنهان می کنید؟ آن ذاتِ فیض البرکات باز گشته، توجه نموده، تسکین و

۱ - در اصل: بیت.

۲ - این مصرع مستفاد از رساله احمد بیگ لاهوری است. در اصل: ای عزیزان بیاید که ما همه بیمار شویم.

کردند و فرمودند که هر وقت همراه تو خواهم شد.

و آی یار - به قولِ حافظ - اگر اولیاء الله می خواهند، انسان را بنده خود می کنند.

ابیات^۱

شاهدان گر دلبری زینسان کنند [۱۷۰ ب] زاهدان را رخنه در ایمان کنند

هر کجا آن شاخِ نرگس بشگفت گلرخانش دیده نرگسدان کنند

و نیز فرمودند که هر روز یک آبخوره مع آب خواهید فرستاد که دم نموده، بدهم. به امر الهی بعد سه چهار روز شفا [ی] کامل یافت. مبلغ بیست و پنج روپیه گرفته، نذر حضرت نمود و مرید و منقاد گشت. و سعادت ابدی حاصل نمود و ترک سپاه کردی.

بیت

پیوندِ عمر بسته به مویی است، هوش دار! غمخوارِ خویش باش غمِ روزگار چیست

خوب دردمند و اهلِ دل گشت. بعد چند مدت در شوق و ذوقِ ایشان جان داد. انا لله و انا الیه راجعون

ایضاً:

یک شخصی مسیتا نام غالیچه باف بود که مادر وی فوت شد و خسر پوره وی - عوض نام - از غم او مجنون شد. و مسیتا مذکور در خدمت آمده، عرض دعا نمود. فرمودند که یک بیضه ماکیان گرفته و نشان داده، پس پشت این بشکنید. همان عمل نمودند. به امر او سبحانه فی الفور در هوش و پوش آمد.

ای بارِ خدایا! این احقر را هم از بیماری شفا بخش.

ابیات^۲

ما شبی دست برآریم^۳ [و] دعایی بکنیم * غمِ هجرانِ ترا چاره ز جایی بکنیم

دلِ بیمار شد از دست رفیقان^۴ مددی تا طبیبش^۵ به سرآریم [و] دوائی بکنیم

نقل است در خارقِ عادت [و] در اطاعتِ جانوری [۱۷۱ الف]

۱ - در اصل رباعی.

۲ - در اصل رباعی.

۳ - در اصل: ما برآریم شبی دست.

۴ - در اصل: رقیبان.

۵ - در اصل: طلبش.

[۱۷۲ الف] نقل است: روزی، یک شخص چند دست جانوران - قسم منگه (-) برای نذر آن حضرت آورد و گذرانید. فرمودند که بازو [ی] ایشان خلاص کرده، حواله مرزا محمد علی بکنید. بعد چند روز سه دست، جانور پریده، رفتند. و یک دست به قدر سه چهار ماه ماند. یک روز وقت شب چنان کرد که متصل پلنگ آن حضرت آمده، قدم مبارک از نوک خود بجنابانید. بیدار نموده و پریده در بغل آن محبوب الهی نشست، و مثل آدمی بغل گیر شدن نمود.

بیت

صحبت فقرا دارد اثر حق ای یار من [کذا] رام ایشان می شوند هم طیر و انسان در زمن
آن ذات والا صفات دست رحمت بر وی کردند و گرفته، زیر چهارپای گذاردند. و همان وقت جفت او آواز بر آسمان کرد. بار دیگر آن جانور آمده، بغل گیر شد. آن حضرت، میان محمد پناه را بیدار ساخته فرمودند که تماشا بین! جفت این آمده است و آواز می کند و می طلبد. الحال این رحمت می خواهد. از راه شفقت اجازت دادند. چند بار قربان شده، پریده، رفت و با جفت خود ملاقی گشت.

رباعی

تا عمر بود، در هوس روی تو باشم و خاک شوم، خاک سر کوی تو باشم
فردا [ی] قیامت نروم جانب طوبی در سایه سرو قد دلجوی تو باشم
نقل است: که یک یابو [ی] آن حضرت بود. وقتی که از رفتن راه مانده می شد، ایستاده می ماند.
آنحضرت [۱۷۲ ب] می فرمودند که بنشین! می نشست. بعد چند وقت باز می فرمودند که ای یابو
نخیزی؟ خسته، روان می شد.

و یک یابو - هیرانام - دیگر بود. روزی آن سالک دهن [کذا] به طرف بهاولپور روانه می شد.
و مابین موضع ادمیره و موضع اگوکی می آمدند، و پیشتر بخشوقوال سرود کرده، می رفت. در آن
مذکور مست شده، دنبال او رفتن گرفت. آن ذات والا صفات به این احقر فرمود که سینه، عریض
گستاخی کردم که بر سرود نمی رود و عقب آدمی می رود، فرمودند که تو پیشتر بشو. امر عدلی به
آوردم. همراه من نیامد. باز بخشو را فرمودند که خاموش شو. پس هر کس می رفت.

و ای یار! نظر اولیاء بر هر کس که بیفتد، مطیع و اثرمند می شوند. و به قول بزرگی

مصرع

سگ که شد منظور نجم الدین، سگان را سرور است

وقتی که در بهاولپور رسیدند، خان محمد مبارک خان مرحوم آمده، ملاقی گشت. و روزی در مکان خود مجلس نمود، برای تماشا بینی. آن وقت برای تسکین شان، آن حضرت نگاه جذب بر ابراهیم فرآش نمودند. چنانچه بادکش از دست او بیفتاد و در تزلزل آمد. آن وقت در خدمت خان صاحب عرض کردم که احوال ابراهیم ببینید. فرمود که از میان صاحب نشده است، این مرید رحمت است. باز تکرار کردم که الحال از میان صاحب اثر شده است. چنانچه خان صاحب او را طلبیده، پرسیدند. وی گفت وقتی که آن حضرت [۱۷۳ الف] نگاه بر من کردند، همان وقت در تزلزل آمدم. و پیشتر، این احوال گاهی نشده است. یقین کردند.

و آی یار! چشیدن این جام مستی آسان نیست.

بیت

این شربتِ عاشقی است خسرو بی خونِ جگر چشید^۱ نتوان

بعد چند روز به طرف ملتان تشریف بردند. وقتی که در موضع لودهره رسیدند، وقتِ دوپهر در باغ حقایق و معارف آگاه، سیادت و نجابت دستگاه، زبده العارفین و عمدة الکاملین حضرت مخدوم گنج بخش - مدظله العالی - رفته، نشستند، و دیره در حویلی سرکار حقایق پناه کردند. آن وقت علیحده بودند. در تموج آمده، به این احقر یک نکته ارشاد فرمودند و گفتند که پیش کسی نخواهی گفت.

ابیات^۲

سخنی که از ان نادره [گو] می گویم ز املائی زبان حال او می گویم
بی رخصتِ او، مرا چه جای سخن است هر نکته که او گفت: «بگو»، می گویم

و از قیل و قالِ این سخن، رُوی حضرت سُرخ گشت و چشم [ها] می گون شدند و مستی حق روی داد.

ابیات^۳

شاه شمشاد تَدان، خسرو شیرین دهنان که به مژگان شکند قلب همه صف شکنان
مست بگذشت و نظر بر من درویش انداخت گفت ای چشم و چراغ همه شیرین سخنان

و دردمندی بر احقر هم هویدا گشت. بعد سه پهری نماز خوانده، به طرف دیره تشریف بُردند. بر بالا

۱ - در اصل چشیدن.

۲ - در اصل: بیت.

۳ - در اصل: رباعی.

خانه رفتند لیکن از مستی حق پای آن حضرت می [۱۷۳ ب] لغزیدند. بر سقف رفته ، نشستند. پائین به جانب طویله نگاه فرمودند و از احقر پرسیدند که این اسب کدام است؟ عرض کردم که از حضرت است. باز فرمودند که کدام حضرت؟ آن وقت دانستم که تا حال در مستی اند. همان وقت شخصی - نور محمد نام - آمده ، قدمبوس نمود و چند وقت در خدمت بنشست. او را اثری رسید. شب در آنجا مانده ، وقت صبح روانه پیشتر شدند. و چند گروه تشریف برده بودند که آن شخص از بی اختیاری ، اسب را دوانیده ، آمد و حاضر شده ، قدمبوس نمود. و استدعای یاد حق نمود. او را از راه حق واقف کردند و رخصت دادند. منزل به منزل وارد ملتان شدند. و چند روز ماندند.

روزی ، این احقر در واقعه دید که یک صحرا بی است و در آنجا یک قلعه است. زیر آن حصار، آن حضرت نشسته اند و می فرمایند که ای امام بخش! الحال من شهید می شوم. از شنیدن این مذکور ، گریه و زاری نمودم و عرض کردم که : یا حضرت! این کار خوب نیست. باز چه می بینم که شهید شدند و خون جاری گشت و می فرمودند که خون من در جای پاک. زیر جدار کوت دهن بگر. چنانچه در قدح انداخته ، زیر خشت کلان - متصل کوت - پوشیده کردم. وقتی که بیدار شدم ، حیران و پریشان شدم و در دل نهادم .

بعده باز تشریف در بهاولپور آوردند و بیشتر خان مغفرت نشان [۱۷۴ الف] با مردم شهر ، آمدن پادشاه کوچ نموده ، در قلعه دراور رفته بودند. وقتی که خبر میان صاحب حیو ، غمخیزان شنیدند، میان اسلام خان را همراه گرفته ، نزد حضرت آمدند و عرض کردند که یا حضرت! شما هم در دراور کوت رونق افزا شوید. فرمودند که اوسبحانه شما را خواهد آورد. باز التماس نمود که من برای شما آمدم. فرمودند که کسی کار دیگر باشد و احسان بر فقیر می کنید. عرض کرد که سوای شما هیچ کاری ندارم.

بیت

نگارا! به غیر از تو یاری ندارم به جز فکر وصل تو کاری ندارم

و نیز گفت : اگر کسی کار می شد ، متصدیان و مصاحبان بسیاراند. فرمودند که دل فقیر نبود، لیکن الحال برای پاسبان شما رفتن ضرور است این سخن مقرر کرده ، رخصت شد و شتران برای بار و یک رتھ نرگاوان و آدمان برای خدمت و سورات داده ، رفت. و آنحضرت روز دوم به آرام تمام ، داخل در قلعه دراور گردیدند. آن وقت خان مرحوم و برادر زاده شان آمده، ملاقی شدند. و جای دیره

متصل به آب کوت دادند و عرض نمود که حضرت! تدبیر ساختن قلعه می کنم و برای همین ، حضرت را تکلیف دادم .

وای یار! هر کار مشکل از فقیران آسان می شود.

بیت

خسروان قبله حاجات دعایند ولی سبب بندگی حضرت درویشان است

[۱۷۴ ب] فرمودند که آسان خواهد شد. بار دیگر عرض نمود که کی خواهد شد؟ همین وقت بشود و دعا بکنید. فرمودند که برو ، همین وقت شروع بکن. همان وقت عمارت ساختن گرفت. و آنحضرت، اوشان را رخصت نموده ، آرام کردند و بیدار شده ، فرمودند به اخویم عبدالرحمن حکیم که امروز در نبض من گرمی است ، باید که فصد من بکنید. وی عرض نمود که در سن کلان. حکماء منع می کنند فرمودند که مضایقه نیست. اندک خون بکشید! مومی الیه نشتر آورده و در قدح فصد نمود. آن وقت فرمودند که این قدح خون در جای پاک ، متصل کوت دفن بکنید. چنانچه حافظ محمد سلیم و احقر زیر قلعه رفته ، زمین کندیدیم و یک خشت کلان از جای مذکور برآمد. زیر همان خشت قدح نهاده ، با خاک بند نمودیم بعد چند روز ، در خاطر من آن خواب یاد آمد و تسکین خاطر گردید.

وای یار! چند امورات خلق بر زبان فقر راست کرده او سبحانه و تعالی.

ایات^۱

کار ایشان نیست خالی بجز سبب	دست ایشان هست در درگاه رب
کرد بر ایشان امور خلق را	زیر حکم شان نموده فلک [کذا] را
اولیاء دیوان حق اند ، ای عزیز!	هر چه خواهند ، می کنند صاحب تمیز
رو سیاهی قلب را تو دور کن	با کمال صحبتشان نور کن

نقل است [۱۷۵ الف]: که در آنجا والده صاحبۀ این احقر یک گوسپند حامله نذر آن حضرت کرد و عرض نمود که یا حضرت! بچه این ، به صاحبزاده عالیقدر خواهید داد که او نذر اوشان است. تبسم نموده ، فرمودند اگر این بچه زائیده ، بمیرد و بچه بماند، نذر من برباد رفت و نذر صاحبزاده درست گردد. [به] امر لله بعد چند به بچه ای زائیده و خود بمرد . فرموده آن حضرت به ظهور پیوست.

۱ - در اصل : بیت.

و از دراور کوچ نمود [ه] - مع خان مغفرت نشان - در بهاولپور آمده ، رخصت شدند و به وطن شریف روانه شدند. و از مدد دعای ایشان دراور کوت خوب آراسته و محکم شد. و خان جنت آشیان اکثر می فرمود که به یمن او سبحانه و عزّ شانه و استمداد^۱ دعا [ی] میان صاحب مرمت شده است. و الا چندبار خواسته بردیم که مرمت بکنیم. اکثر تعطیل می افتاد. و خدمت و خرج آنحضرت و نذر و نیاز بسیار گذرانید و خوشوقت رفتند.

رباعی

به کجا می روی ؟ ای سر زده دامان ، بنشین
دارم از دست تو صد چاک گریبان بنشین
فرصت یک دوسخن مانده چوشمع سحرم
می رسد قصه من زود به پایان بنشین

وقتی که در خیرپور رسیدند. در باغ دیره کردند. و وقت سه پهری فرمودند که بیاید در مسجد کاش نماز بخوانیم. و در اثناء راه، در دیره اشفاق نشان میان نور محمد خان گهرانی، مشیخت و شرافت پناه، حقایق و معارف آگاه، فضیلت و کمالات دستگاه، زبده الواصلین [۱۷۵ ب] و عمده الکامبین شیخ عماد الدین قریشی - اطال الله عمره و زید درجانه، از اولاد شیخ الشیوخ، غوث الملک، شیخ الاسلام مخدوم العالم حضرت مخدوم شیخ بهاء الدین زکریا - قدس الله سره العزیز - قامت پذیر بودند. عرض در خدمت آن حضرت کردم. فرمود [ند] که بیاید. از اوشان هم ملاقات نموده شود. و وقتی اندرون دیوانخانه رفتند، آن مشیخت پناه برمسند نشسته بود، برخاست و با یکدیگر بغل گیر شدند. در دل حقایق و معارف آگاه این سخن آمد که اگر ایشان صاحب کمال اند، دست من گرفته، برمسند نشسته می نشانند و از راه حق راهنمونی بکنند. آنحضرت چنان کردند که دست اوشان گرفته، برمسند نشسته باز از ادب نشست. و یقین نمود. بعده قال الله وقال الرسول صلى الله عليه وسلم - نموده، فرمود که کمالات دستگاه! که شما را باید که از راز نهانی و رموز یزدانی چیزی حاصل بکنید. یقین بر یقین [ه] [گشت. چنانچه همان روز، وقت مغرب، در باغ آمده، یک خوان شیرینی گرفته، در خدمت مشرف شده و از مستی حق جرعه چشید. چنانچه اوشان در وصف و ثناء آنحضرت یک قصیده مبارک گفته اند. و قصیده شریف این است :

قصیده

ای مهدی دنیا [۱۷۶ الف] و دین، وی مظهر از دریای نور
 هم معنی «قل» زین بیان دارد شهودت در دهور
 سیّاره نیک اختر، مصباح بزم ناز و نور
 شاه ولایت مرتبت، وی قانع ظلم و کفور
 داوود شه طایی تویی، ای مصدر صدر الصدور
 هم سرّی سقطی شدی از مبداء بدر السطور
 عرفان را قاسم تویی، تا نفخه های نفخ صور
 هم عابد و زاهد شدی از مطلع بعث و نشور
 تو بو سعید نامدار در خرّمی فرح و سرور
 کتف و لیان مقدمت، ای قدوة اهل حضور
 عبد و هابی در نسب، تو اقربى نزدیک و دور
 عینین ز نور بصر، هم قلب را فرح و سرور
 [۱۷۶ هـ] بگرفته ای در نه طبق ای مالک ملک سرور
 فخر العلاء بازار تو، لبریز غلمان و قصور
 ای چهره زیبای تو چون ماه بدر از فرط نور
 نوشاه عظمت بارگاه، صدق اللسان باشد شهر
 وی رهنمای سالکان، وی افتخار قصر حور
 کاشف رموز امتحان، وی عالم علم و تور [؟]
 مسند نشین ارتضا، خاک درت گردیده طور
 آرد به چشم من ضیا، ناظر از انم در حضور
 تا ذات احمد دیده شد، از تو بقایی در مرور
 از رحمت ساقی شود گرز آب دل سازد ظهور
 ذات خدای انس و جان سازد تناقض از غرور
 وان تارک حرص و هوس در هر بلا بوده صبور

ای هادی راه یقین، وی مظهر حق را ظهور
 احمد آحد باشد همان، از میم فرقی شد عیان
 شمس سپهر سروری، ماه سما را برتری
 خورشید بُرج مکرمت، اسد الهی مفخرت
 حضرت حسن بصری تویی، خواجه حبیب عجمی تویی
 معروف چون کرخی شدی، شمشاد شه سقطی شدی
 صدر ابوالقاسم تویی، حضرت جنید عاصم تویی
 چون شبلی ساجد شدی، هم بوالفضل واحد شدی
 چون بلفرح هستی به کار، هم بو الحسن ای شهریار
 غوث کرامت منقبت، قطب هدایت منزلت
 کرده خدایت هم وهب در عالم علم و ادب
 چون سیف دینی سر به سر، ای شاه عالم بو نصر
 ای صوفی صافی حق، ای سیّد احمد سبق
 مسعود باشد کار تو، همچون علی دربار تو
 محمود شد سیمای تو، گاه مبارک جای تو
 معروف ملک عزّو جاه، شاه سلیمان بارگاه
 ای پیر پیران جهان، قایم مقام عاشقان
 زببنده تخت شهان، خلوت نشین لامکان
 ای زبده اهل صفا، وی عمده مُلک و لا
 صورت به معنی آشنا، آیینه ذات صفا
 آن کس که صاحب دیده شد، از دیدنت فهمیده شد
 فانی تو باقی شود، از معرفت ذاقی شود
 هر کس فنا فی الله نشان در صورتت بیند عیان
 گوینده پاس نفس، گیرنده قلب قفس

[۱۷۷ الف] اللّٰهُ نَقَشَ اَنْ سَجَلَ بُوَد اَنْ دَمِي دَر بِيضَه نُوْر
ضَبَطِ حَقِيْقَتِ كَارِ تُو، ثَابِت ز حَق بَر تُو اَمُوْر
اَيِد ز قَلْبِ اَصْفِيَا اَز رَحْمَتِ رَبِّ الشُّكُوْر
اَز مَوْبَه مَوِيْتِ مِي رَسَد اَوَازِ اَنْ ذُوْق و سُرُوْر
دَر مَسْتِي اَش طَرَب وَا اَيِد بَه مَغْرَبِ اَز بَرُوْر
وَصَل اِتْصَالَتِ بَا اَحْدَايِ مَنِيعِ اَهْلِ حَضُوْر
وَاَنْ رُوِي هَمْچُوْن بَسَدِرِ تُو تَايِيْد^۲ اَنْ بَرَكُوْه طُوْر
وِي بُوْدِ مَوْجُوْدِ زَمَانِ، اِي حَضْرَتِ عِبْدِالغَفُوْر
اَنْ بَحْرِ رَحْمَتِ هَر طَرَفِ، شَد مَرَقَدَش دَارِ السُّرُوْر
وِي مَهْبَطِ مَعْنِي ذَاتِ حَاَصِلِ ز تُو كَشْفِ لَبُوْر
اِي وَاْرَثِ هَر خَانْدَانِ، رَضُوَانِ كَنْدِ بَهْرَتِ وَا خُوْرُوْر
گُوْهَر بَه جَايِ نَانِ دَهِي، مَهْمِي غَلَامَتِ اِي عَسِيْرِ

دَسْتِ بَه كَارِ [اِي] مَشْتِغَلِ، دَل سُوِي يَارِي مَشْتِغَلِ
ذِكْرِ خَفِي اَسْرَارِ تُو، اَزَه بُوْد اَشْعَارِ تُو
اِي بَخْشِ حَقِ بَر اَوْلِيَا اذْكَارِ رُوْحِي اَز صَفَا
سَلْطَانِ اذْكَارِ اَز جَسَدِ پِيْدَا ز وُجُوْدَتِ اِي رَشَدِ
اَنْ مِي ز جَامِ اِهْتِدَا^۱ شُرْبِش بُوْدِ مَسْتِي فَزَا
وَز طَرَبِ اُو تَعَبْتِ رَسَدِ هَم، هَم تَعَبِ وَصَلَتِ مِي شُوْدِ
«لَا فَرْقَ بَيْنِي» قَدْرِ تُو، «بَيْنَكَ» وُضُوْحِ اَز صَدْرِ تُو
اِي قَبْلَهُ مَقْصُوْدِ جَانِ^۳ وِي كَعْبَه مَعْبُوْدِ جِهَانِ
شَهْرِ وِلَايَتِ رَا شَرْفِ، دُرِّ كِرَامَتِ رَا صَدْفِ
اِي طَايِرِ قَدْسِي سَمَاتِ، وِي مَرشِدِ وَا لَا صَفَاتِ
اِي صَاْحِبِ دَارِ الْجِنَانِ، وِي وَا لِي اَمْنِ وَا اَمَانِ
دِلْمُرْدِگَانِ رَا جَانِ دَهِي، هَم فَيْضِ اَز عَرْفَانِ دَهِي

[۱۷۷ ب] نَقْلِ اسْتِ كِه: يَكْ اَفْغَانِ - دَلِيْلِ خَانِ نَامِ - دَر خَدْمَتِ مَشْرَفِ شُدِه، مَمّه فَتِيْرِي

زَبُوْنِ مِي كَفْتِ كِه اِيْشَانِ رَا شَيْطَانِ اَنْگِشْتِ مِي كَنْدِ كِه بَا زِي مِي كَنْنَدِ.

بیت

دَلِ شَهْوَتِ پَرِسْتَانِ رَا زِ عَشَقَتِ كِي خَبْرِ بَاشَدِ ز حُسْنِ يُوْسُفِ مِصْرِي چِه حَاَصِلِ چِشْمِ عَسِيْرِ
كَمَا قَالِ اللّٰهُ تَعَالٰی: «مَنْ كَانَ [فِي] هَذِهِ اَعْمَى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمَى [۱۷/۷۲] وَوَقْتِي كِه دَر بِيْضِ لَبُوْرِي
اَنْ حَضْرَتِ تَشْرِيفِ اَوْرُدِه بُوْدَنْدِ، وِي هَمْرَاهِ بُوْدِ. [بِه] اَمْرِ لَلّٰهِ دَر مَكَانِ دِيْرِه يَكْ بِيْلِ حَرْبُوْرِي
بِي مَوْسَمِ پِيْدَا گِشْتِ. مَوْمِي اِيْه هَمَانِجَا وُضُوْ سَاخْتِنِ مَقْرَّرِ كَرْدِ وَتِيْتِ دَر دَلِ بَسْتِ كِه اِگَرِ مِيْلِ حَرْبُوْرِي
كَامَلِ اَنْدِ، اِيْنِ رَا ثَمْرِ پِيْدَا شُوْدِ. چنانچه بَرَايِ صَدَقِ اُو، وَ بَه يُمْنِ مَرَبِي كَامَلِ يَكْ حَرْبُوْرِي سِيْرِي
كَلَانِ اَفْتَادِ. اَوْرُدِه، كَذْرَانِيْدِ وَ حَقِيْقَتِ تَمَامِ اِظْهَارِ كَرْدِ.

۱ - در اصل: اعتدال از.

۲ - در اصل: تابد.

۳ - در اصل: جهان.

رباعی

وصفِ مرشد را به وصفِ حق ببین دستِ حق در کارِ تو باشد یقین
این تعجب چیست ای صاحب خرد ثمر [کذا] رضوان آورند دانای دین

نصف خربوزه به طرفِ خانِ مغفرت نشان فرستادند و دیگر را پاره پاره نموده، حاضرانِ مجلس را دادند.

بعده، بارِ دیگر آن عزیز قصد کرد که این نذر حضرت کردم، حصّه فقیران و بخشِ من دیگر بشوند. چنانچه سه عدد دیگر پیدا شدند. روزی، آن حضرت فرمودند که ای دلیل خان! در نواحی کوه رفته، در کسی غار بنشین و یادِ حق بکن [الف ۱۷۸] لذت بیابی و نظری تو فیض اثر شود. به قولِ حافظ:

ایات

ای بیخبر بکوش که صاحب نظر شوی تا راهرو نباشی، کی راهبر شوی
در مکتبِ حقایق نزد ادیبِ عشق هان ای پسر بکوش که روزی پدر شوی

عرض کرد که من فقیر نمی شوم، یا پادشاه شوم و یا وزیر و یا امیر. تبسم نموده، خاموش ماندند. روزی، در ملتان، به خدمتِ آن حضرت، غلام مصطفی و بخشو قوال سرود می کردند و همه کس را رقتِ قلبی روی داد و نظری فیض اثر آنحضرت بر دلیل خان افتاد. مست شد و در رقص درآمد و جامه را بدرید. بعد افاقت آمده، قدمبوس نمود و با یارانِ دیگر بغل گیر شد. وقتی که نزد من آمد، گفتم که ترا شیطان دست داده است، با تو بغل گیر نمی شوم. گفت که من بیخبر بودم. پرسیدم که الحال چه خبر یافتی؟ گفت: «با اسما [ی] الهی سماع کردم.» به قولِ بزرگی:

رباعی

صاحبِ ذوقِ سماع بربط بشنید آهی بسزد [و] جامه جان را بدرید
پرسیدند از او کسی: «چه افتاد است؟» گفت: «در گوش من سماعِ الله رسید»

وقتی که از ملتان کوچ نمودند، شمشیر و پارچه های خود آورده، گذرانید و عرض کرد که: «من فقیر می شوم. پارچه ها [ی] مذکور باز دادند و فرمودند که فقیری به دل است نه به لباس. به قولِ شیخ سعدی:

بیت

حاجت به کلاه تَرکی داشتنت نیست [۱۷۸ب] درویش صفت باش [و] کلاه تتری دار

از همان روز اگر بیمار می شد، دوا [ی] خود نمی کرد و می گفت که آن ذات خود به خود شفا خواهد نمود. و خوب دردمند و اثرناک شد، و هر جایی که آواز سرود می شنید و یا خوش آواز دیگر، مست می شد. رخصت دادند که به خدا سپردیم. گریه وزاری نموده، بر زمین بیفتاد.

نقل است که یک افغان دیگر - بهادر خان درانی - در خدمت آن حضرت مشرف شد و سعادت ابدی حاصل نمود و دعا خواست که یا حضرت! توجه فرمایید که باز [ی] من به شود. از او پرسیدند که چه شده است؟! عرض نمود که روزی در خانه شاه ولی خان برای دزدی رفته بودم پاسبانان برسیدند. گفتم 'که فلانی ام. گرفتند و محکم کردند. و لیکن از [ترس] قوم درانی زد و کشت نکردند و قسم دادند. آن وقت دست خود بر قرآن نهاد. و قسم خوردم که من دزد نیستم. از برکت قرآن مجید و فرقان حمید، همان وقت بازوی من خشک شد. فرمودند که استغفار بخوان و یازده بار درود شافی، هر روز دم کرده بر بازوی خود دم کرده باش؛ به امر الهی به خواهد شد. بعد چند روز، اندک اندک جنبیدن گرفت. و نامبرده رخصت شده، به ولایت خود رفت. دیگر خبر نیست.

غزل

زان [۱۷۹ الف] رو که مرا بر در تو روی نیاز است	المنة لله که در میکده باز است
وان می که در آنجاست حقیقت نه مجر است	خمها همه در جوش و خروش اند زمستی
وز ما همه بیچارگی و عجز و نیاز است	از وی همه مستی و خروش است و تکبر
تا دیده من بر رخ زیبای تو باز است	بردوخته ام دیده چو باز از همه عالم
با دوست بگویم که او محرم روز است	رازی که بر خلق نگفتم و نگویم
کوته نتوان کرد که این قصه در روز است	شرح شکن زلف خم اندر خم جانان
رخساره محمود و کف نای پیر است	بار دل مجنون و خم طره لیلی
از قبله ابروی تو در عین سر است	در [کعبه] کوی تو هر آن کس که درآمد

ای مجلسیان! سوز دل حافظ مسکین

از شمع بپرسید که در سوز و گداز است

۱ - در اصل: گفت.

۲ - در اصل: در.

نقل است که بار دیگر آنحضرت در بهاولپور تشریف آوردند. روزی خان فردوس مکان در خدمت پرسید که طریقه حضرت از کدام سلسله است فرمودند که قادری ام که با واسطه مخزن اسرار غیبی و مطلع انوار لاریبی، دانای دقائق عرفان و واصل یزدان، گنجور توحید ربّانی، محرم اسرار رحمانی، واقف حریم جلال، شاهد بزم وصال اعنی حضرت سید عبدالوہاب - قدس سرہ - و زاد برہ - منسلک می شوم. از شنیدن این مذکور خوشوقت و خرم گردید [۱۷۱ ب] که الحمد لله قادری ام و نعمت هم از سلسله قادری حاصل می کنم.

بیت

جز دم قادری ام نیست به خاطر حاضر هست در خیز و نشستم به زبان «القادر»
چنانچه خان مرحوم مرید از دست سیادت و نقابت پناه، حقایق و معارف آگاه، زبده السالکین و عمده العارفین مخدوم صاحب حضرت گنج بخش جیو - سلمه الله و ابقاه - بود.

بیت

آن قبله صفا که تواس ماه منظری سرها بر آستانه او خاک در شوند
ای یار! نقطه عرفان و رموز یزدان از جناب فیض مآب حضرت میان صاحب جیو مطلع و روشن عینان گردید و جام محبت او سبحانه بچشید.

بیت

هر کس که به درگاه تو آید به نیاز محروم ز درگاه تو [کی] گردد باز
و دران ایام والدۀ فرزندانم فرید بخش - طول عمره - یعنی بنده زاده، بسیار آزارمند بود، و وقت رحلت نزدیک رسید، و جان از همه عضوها ساکت شد و باقی در جسم بالا ماند. آن وقت ذاه خود در خدمت آن حضرت فرستاد و عرض نمود که این وقت بر کنیزک نازک است، اگر حضرت تشریف بفرمایند، عین الطاف و بنده نوازی است.

بیت

الطاف تو کیمیا است، این بنده چو مس هر مس که به کیمیا رسد زر گردد
برخاسته و آمده، در غریب خانه رونق افزا شدند و بر چهارپای [۱۸۰ الف] فرش نموده، نشانیدیم. احوال او دیدند و فرمودند که امروز خیر و عافیت است. فردا بازخواهم آمد. از آنجا آمده، در باغچه نشستند. [به] امر الله آن روز تندرست شده، نشست. و روز دوم همان رقت پارچه های پاک پوشید و

گلاب پاشی بر خود کنانید و سر چهارپای خود به طرفِ قطب نمود و والدۀ الست خان را گفت که :
 سورۀ یسین بخوان. و از هر کس عفو تقصیر بخواست و کنیزک را در خدمتِ فیض موهبت فرستاد که
 این وقت بر کنیزک همون است. آن حضرت تشریف فرما شدند و نشستند. وی عرض نمود که یا
 حضرت ! من غلام شما ام و مرا از یادِ خود فراموش نکرده باشید. و چیزی نذر گذرانید و کلمه خواند.
 دیگر مردمان را گواه ساخت و جان به لب رسید. آن وقت در خدمت عرض کردم که یا حضرت !
 رخصت بکنید. چنانچه رخصت نموده ، به طرفِ مکانِ خود آمدند. و در اثنای راه به اخوان پناه این
 احقر - یعنی میان غلام محیی الدین - فرمودند که باز رفته ، به والدۀ فرید بخش بگو که در این وقت
 صورتِ من حاضر خواهی کرد که صور [ت] مرّی وقتِ آخرت هم مدد خواهد نمود و به پاسِ انفس
 مشغول خواهی باش.

قطعه

کس را به لطف ، جان و حیاتِ ابد دهی^۱ کس را به تیغِ قهر^۲ سرانگنده می کنی
 جان بخشی ات به قالبِ بیجانِ غریب نیست [۱۸۰ ب] دل‌های مُرده را به دمی زنده می کنی
 چنانچه اوشان آمدند و پیشتر آن بی بی چشم بند نموده بود. اخویم از فرمودۀ آن حضرت
 نمود. چشم وا کرده و سر را جنبانید که آری ! یاد اند. و پاسِ انفس. اوشان را شنواییه و سر
 احوال جان به حق تسلیم نمود و غسل و کفن نموده و جنازه خوانده. دفن کردند. نسبی
 راجعون.

بیت

چندین گذشته اند کز ایشان نشان نماند آری جهان به هیچ کسی جاودان نماند
 روزِ سوم ، خانِ جنتِ آشیان در خدمتِ حضرت آمده و نیز با احقر فاتحه خواند و گفت
 بخش ! من هم بسیار افسوس کردم و غم هم خوردم که خاتمه من ، او سبحانه چطور بحرِ غم نماند

۱ - اصل : می دهی.

۲ - در اصل : مهر.

۳ - در اصل :

آری به هیچ کس این جهان جاودان نماند

چندین گذشته اند نشان اثرشان نماند

بیت

از عدالت نبود دور اگر پرسد حال پادشاهی که به همسایه گدایی دارد

آن حضرت از راه شفقت به خان مغفرت نشان فرمودند که خاطر جمع دارید که خدای عز و جلّ خوب خواهد کرد. بعد چند ماه رخصت شدند. و خان مرحوم بسیار خدمت نمود و التجا کشید که در راه طغیانی آب بسیار است که یک ماه دیگر توقف بکنید. فرمودند که او سبحانه اندک راه خواهد داد. به این احقر، خان مرحوم بازگفت: «باید دید» چنانچه رخصت شده، روانه گردیدند. و نیز اخوان پناه میان غلام محیی الدین [۱۸۱ الف] را در بهاولپور رخصت فرمودند و گفتند که از تو راضی ام. وقتی که در منزل حاصل پور رفتند، یک هندو از رو به رو ملاقی گشت. از او پرسیدند که حقیقت راه بگو. او گفت که به قدر ساق و کمر آب طی کرده، آمدم. عرض در خدمت آن حضرت کردم که به راه ریگستان قدم رنجه بفرمایند. فرمودند که آن ایزد منان اندک راه خواهد داد. لاچار شده، خاموش ماندم. آن وقت میان ملتانی از راه خوشامد عرض کرد که همین راه خوب است. به مومی الیه گفتم که تو بیجا می گویی و گفتن تو به خاطر من نمی آید و برگفته تو آن کس یقین کند که مُرید تو شود. باید که عبادت بکن که مردمان دیگر برگفته تو یقین کنند. از شنیدن این مذکور، آن حضرت تبسم نمودند - و سخنان من در حق وی سپارش گشت که پیشتر مذکور خواهد شد. وقتی که در مکان آب رفتیم، از قدرت انہی، قدری راه خشک شد و هر دو طرف آب استاده بود.

و آی یار! اولیای حق هرچه خواهند، می کنند.

ابیات

طایر بحر ولایت را چه حاجت کشتی است بلکه غرق بحر غفلت را بر آرند از محن

موج ایشان خلق را تر می کند در یک نفس غیرتشان خشک سازد سیل را در یک سخن

وقتی که در مبارک پور رسیدند، دو روز مقام نموده، کوچ کردند و برادر عزیز میان ملتانی را رخصت [۱۸۱ ب] ساختند و فرمودند که به خدا سپردیم و از تو راضی ایم. آن وقت به این احقر فرمودند که این مرتبه ملتانی هم خدمت کرده است. عرض کردم که از توجه حضرت دردمند هم شده است. مومی الیه را از راه شفقت نیز فرمودند که در مبارکپور نشسته، خوشه و نیشکر جوار بخور و دوغ بنوش. چنانچه چند کسان در خدمت او اعتقاد آوردند و دوغ و خوشه و نیشکر موجود ساختند که فرموده آن حضرت به ظهور پیوست. و این احقر را از موسی وال - که ده گروه از پاک پتن، به طرف مشرق

می باشد - رخصت دادند [و] فرمودند که از تو بسیار راضی ام و بر عرس سچیار صاحب - قدس سره - خواهی آمد که زیارت بکنم و هم عمارت بکنم.

مناجات حضرت میان صاحب

قصیده تصنیف محمد فیض

آن قبله دنیا و دین ، هادی شه عبدالغفور
 آن والی ملک بقا ، آن شاه دین ، قطب خدا
 واقف ز اسرار خفی ، مقبول درگاه نبی
 هر مرده دل را جان از او ، هر درد را درمان از او
 گیرد چو دست بیکی ، سازد کس از هر ناکسی
 گر یک غم زندان کند ، از لطف خود خندان کند
 [۱۸۲ الف] مشکل شود گر کار من ، آسان کند دشوار من
 لیکن منم حیران از این کآن گنج بخش پاک دین
 مشکل گشای دوجهان ، شادان کن محزون دلان
 عاجز همی بیند مرا در دست نفس بیحیا
 باشد که گیرد دست من زین ورطه بحر زمن
 از لطف غمخواری کند ، با من مددکاری کند
 آسان شود راه خدا ، شیطان نگیرد راه ما
 جمعیت هر دوسرا ، هم امن و حفظ از هر بلا
 در سختی و رنج جهان ، با من عطا سازد امان
 کن «فیض» پیشش زاری ای ، تا سازدت غمخواری ای
 روز عرس سچیار صاحب در رسید و این احقر تیار گردید . و خان مرحوم هم مبلغ چهار صد
 روپیه برای عمارت روضه متبرکه فرستاد . چنانچه پیشتر آن حضرت در عمارت روضه سچیار صاحب
 مشغول بودند . بعد چند روز طی مسافت راه نموده ، در خدمت رسیدم . و روشن بصر گردیدم .

۱ - در اصل : آن .

۲ - « نقل است که » که زائد به نظر می آید .

بیت

مَنّت ایزد را که دیده صورت شاه لطیف خاطر^۱ غمدیده را سرمایه شادی رسید

چنانچه یک و نیم ماه یا کم ، زیاده ماندند و عمارتِ خشتی تیار نمودند و مرمت سفیدی [۱۸۲ب] و غیره ذمه صاحبزاده عالیقدر حضرت میان سلطان محمد جیو - سلمه ربه - نمودند. باقی مبلغ افزوده هم حواله والا قدر ساختند که طبیعت آن حضرت کسلمند بود. عرس نموده ، روانه شدند. و روز عرس ، بازو [ی] بنده به میان صاحب میان سلطان محمد جیو سپردند و نیز ارشاد فرمودند که بر عرس مبارک خواهید رسید. لیکن برای پاس عالیقدر وقتی در آستانه متبرّ که رسیدند، چندروز نگذشتند که دران ایام خبر وفات خان - علیهم الرضوان - در رسید. و این احقر به جایی رفته بود. طلبیده ، خبر نمودند و فاتحه خوانی کردند. بسیار تأسف خوردند. لیکن هر کس را همین شاهراه در پیش است. راضی به رضای حق شدند. و این احقر را فرمودند که تو هم برو، و خبر وابسته های خود بگیر! و اوشان را او سبحانه در حفظ و امان خود نگاه خواهد داشت. عرض کردم که یا حضرت! در این وقت نازک ، رفتن بنده خوب نیست. هرچه او سبحانه کرده است، همون خواهد بود. فرمودند که من از تو بسیار راضی ام. خواه مخواه برو. و آن وقت وصال حضرت صاحب و رخصت شدن ایشان ، بنده را یاد آمد. لاچار رخصت شده ، روانه شدم.

ایات

چه حاجت که گویند با آفتاب که بر فرق نزدیک یا دور تاب
چو خورشید تابان دهد فیض نور نه نزدیک محروم ماند نه دور

و احوال من از بی اختیاری چنان شد که [۱۸۳ الف] جاضران مجلس دانستند که این مرتبه وصال حضرت است.

بیت

هر دیده که روزی به جمالت نگریست چون از تو جدا مانده ، چرا خون نگریست

چنانچه ساکنان کوت را و معموره را حالت درد پیدا و هویدا گشت. آن مرتبه همه کس را وقت رخصت همین سخن از زبان فیض ترجمان می فرمودند که به خدا سپردیم و من از تو راضی ام.

۱ - در اصل : کمال خاطر.

بیت

هر چه نه مقبول دلِ پاکِ تُست بسایدش از صفحهٔ ادراکِ تُست

از آنجا روانه شده، منزل، به منزل در بهاولپور رسیدم و مذکورِ وفاتِ خانِ جنتِ آشیان من و عن شنیدم. چنانچه وقتی که آنحضرت از بهاولپور تشریف بُرده بودند، به خانِ مرحوم فرمودند که دنیا چند روز است، الحال به یادِ حق مشغول باشید و کارِ دنیا به برادرِ زادهٔ خود بسپارید.

ایات

دلا بسوز که سوزِ تو کارها بکند نیازِ نیم شبی دفعِ صد بلا بکند

ز ملک تا ملکوتش حجابِ برگیرد کسی که خدمتِ جامِ جهان نما بکند

چنانچه یک مسجد در احاطهٔ دیوانخانهٔ خود ساختند. و در آنجا تلاوتِ قرآنِ مجید و فرقانِ حمید مقرر کردند. وقتی که تجلیاتِ الهی از انوارِ الهی نامتناهی مشاهده می شد، سبحان الله می گفتند و در تحیر می ماند.

غزل حافظ صاحب

حافظ مسجد نشین باز به میخانه شد از سر پیمان برفت باز به پیمانان

شاهد [۱۸۳ب] عهدِ شباب آمده بودش گلاب باز به پیرانه سر عاشق دیوانه شد

آتشِ رخسارِ گل خرمین بلبل بسوخت چهرهٔ خندانِ شمع آفتِ پروانه شد

نرگسِ ساقی نخواند آیتِ افسونگری حلقهٔ اورادِ او مجلسِ افسانه شد

کاروبارِ خلقِ الله به برادرِ زادهٔ خود مُسلم کردند. روزی به شکار رفته بودند و به اسلام حاکم فرمودند این مرتبه اینجا آمده ام، بارِ دیگر نصیب من نیست. چنانچه یک ماه قبل از وفات، وقتِ سپید روز گورستان مقرر ساختند. روزی متصلِ مرقدِ برادرِ خود نشسته بودند، فرمودند که الحال بر سرِ قبر می آیم. چنانچه بعدِ چند روز طبیعت آزارمند شد. روزی عالمان و فاضلان را طلبیده، گویانند که ساخت که من مسلمانم و دوستدارِ چهار یارم از سیم و زر و غله خیرات نمودند.

ایات

عظاهایی که جانِ معدلت کیش فرستاده بسه درویشانِ دگریش

دلیلِ رأفت و احسان خوانند بر مسلمانی قبولِ او گواهند [کذا]

بعد دو سه روز ، مزاج بسیار آزارمند شد. وقت صبح فرمودند که امروز بعد از نمازِ شام ، وفاتِ من خواهد شد. چنانچه یک پاس روز برآمده بود [که] فرمود: یک حصّه جانِ من رفته است. بعد دو پاس روز گفت: دو حصّه جان از عضوها به در رفته. آن وقت [۱۸۴ الف] برادر زاده خود را طلبیده ، کلیدهای قلعه حواله نمود. از دوست و دشمن مطلع کرد، و سپرد مردم وابسته های خود - مع متعلقان - نمود و فرمود که برو و سلام مردمان بگیر. ادب نمود. باز گفت که من از دست خود دادم. او شان چه کنند که از خویشان به بهادری می گیرند و رو به روی شان برمسند می نشینند. چنانچه رفته ، در دیوان بنشست و سلام مردم گرفت. بعد چند وقت ، باز آمده ، در حضور بنشست. چنانچه وقت مغرب ، خان مرحوم از مردم پرسید که بر مسجد ، این کبوتر نشسته است؟ غرض کردند که بلی . گفت که الحال در نظر من بُت معلوم می شود . و وقت رحلتِ من نزدیک رسیده است . کلمه کلام خوانده ، جان به حق تسلیم نموده. مردم وابسته ها را غم و الم روی نمود.

نظم

رفت آن که یگانه بود در عالم خویش گه از غم او گریم [و] گه از غم خویش

شد یاد ده ماتم من ، ماتم او هم ماتم او دارم [و] هم ماتم خویش

چنانچه غسل و کفن نموده و مشک و کافور و گلاب افشانده و جنازه خوانده، متصل مرقدِ برادرِ کلان نهادند. چنانچه یک رباعی است در تاریخ وصالِ آن لطیف ذاتِ شریف :

رباعی

کرد چون نقلِ مکان، روحش ازین جسم کثیف گشت واصل با وصالِ حضرت باری شریف

سالِ تاریخ وصالش [۱۸۴ ب] چون که جستم از خرد گفت نام او «مبارک خان عباسی لطیف»

و تاریخ سوّم ماهِ ربیعِ الأول و روزِ جمعه بود ، سنه ۱۱۸۶ .

و بعده سیادت و نقابت پناه ، حقایق و معارف آگاه ، زُبده السّالکین و عُمده الکاملین حضرت مخدوم العالم و الدین اعنی مخدوم گنج بخش - مدظله العالی - و همه خوانین بر فاتحه خوانی آمدند و دستارِ سرداری بر فرقِ محمد جعفر خان مُسلم کردند و خطابِ «محمد بهاول خان، ورزیدند. چنانچه تاریخ برمسند نشستنِ خان والاشان سموّ القدر ، بلند مکان ، صاحبِ حشمت و شوکت ، عالی مرتبت ، مریدِ جنابِ حضرت شیخ عبدالقادر و در زمانِ خودها نادر - مدظله العالی متعالی - گفتم:

رباعی

بعد از مبارک خان ملک سروری . گشت این حاکم به عالم پروری
سال و اقبال و حکم نادرش خوان [کذا] «چون بهاول خان ز سلکِ قادری»^۱

و نیز چند بیت در ثنای آن عالی مقام به خاطر گذشته اند:

ابیات

ای صبا! بویی رسان از نافه مشکِ ختن
خوش ندا [بی] آمد از درگاه باری عزو جل
شرف [کذا] قومیت نموده سرورِ آخر زمان
آلِ سرورِ هممه اولادِ عباسی یک اند
[۱۸۵ الف] خانِ ما را خانِ والا شان بین [کذا]
نام ذاتش را که سازم من بیان [کذا]
نور عین شان مبارک باد تا ابد الدهر [کذا]
نقل است در وصال آن جنت آشیان و فردوس مکان - قدس سره و زاد بَرّه - که از دارِ فانی به دارِ باقی
رحلت فرمودند.

ابیات^۲

گر دست دهد خاکِ کفِ پای نگارم
بر لوحِ بصرِ خطِ غباری بنگاره
پروانه او گر رسد در طلبِ جان
چون شمع همان دم به دمی جان بسپارم
چنانچه طبیعتِ آن حضرت آزارمند بود. روزی از توشه خانه مبارک مبلغ نقد و کناردم
طلبانیده. به مردم تصرف [کذا: مصرف] نمودند. و اندرونِ خود سپردِ مرزا علی محمد کردند. در
خدمتِ خدمه دیودهی به معرّالیه فرمودند و نیز غور میان محمد دایم برادر زاده خود را در
محمد پناه فرمودند که این شخص خوب است. و به محمد دایم گفتند که برگشتند بر درانِ خود نخواهی
باش. بعد چند روز فقرای عرض نمودند که یا حضرت! حکیم را طلبیده. معانجه بکنید. فرمودند که کار
طیب هیچ نیست.

۱ - از ماده مذکور به حساب جمل ۱۱۸۶ به دست می آید. مصحح

۲ - در اصل: رباعی.

بیت

حاجت طیب نیست هر آن کس که راضی اند با اهلِ قرب ناید حکم حکیم راست
 به قول: «الْفَقِيرُ لَا يَحْتَا جُ [۱۸۵ ب] إِلَّا إِلَى اللَّهِ. و فقیران حاجت طلب برای این نیند چرا که او سبحانه
 و عزّشانه، هر چه روزِ ازل نموده است، همون می شود، و در آن تفاوت و تجاوز هیچ نیست. آمنا و
 صدقنا، پس هر چه شدنی باشد، میان آن فکر نمودن و طلب کردن عین نقصان است. و یاران به جدّ
 آمدند. چنانچه یک فقیر - مسمی به سید صدر الدین شاه - را به طرف و به طلب حکیم فرستادند.
 [به] امر لله اتفاق آمدن او نیفتاد. آن وقت به صلاح مردمان، خون شکم از طرف چپ با دیوچه ها
 کشیدند و بعد چند روز در باغچه خود عمارت چبوتره شروع نمودند و به علی معمار فرمودند که به قدّ
 آدم بلند بکن و هر چهار طرف جای چراغ بساز و مکان قبر فراخ خواهی کرد که نماز خوانده شود.
 مومی الیه عرض کرد که یا حضرت! پیشتر بنای چبوتره خرد است، اگر امر شود، کلان نموده آید.
 فرمودند که همین قدر بساز؛ وقتی که بنای کنندگان آیند، خود به خود کلان خواهند کرد. وی عمارت
 شروع نمود و از دیدن و شنیدن این مقدمه، یاران را بیقراری و بی آرامی روی داد.

نظم

از شنیدن این ندا گریان شدند چون بدیدند آن بنا، بریان شدند
 اشک خونین شد روان از دیده اش [کذا] نعره ها کردند جوشان بردرش

آن وقت فرمودند که ای یاران! صبر بکنید. بر من معلوم شده [۱۸۶ الف] است که عمر من دوازده و
 چهارده سال اند یا ماه اند و یا یوم اند. و نیز به حافظ احمد فرمودند که در واقعه دیدم که بُختر پوشیده
 و سلاح بسته، نزد پیر مرشد حقیقی و کعبه تحقیقی نشسته ام و می فرمایند که ای یار! این بُختر را و
 سلاح را دور کن و جامه دیگر پوشیده، نزد من بیا. معلوم می شود که آزار جسم من دور می شود و
 صحت روی می نماید.

ابیات

پیغام دوست آمد در طلب آن شمایل بُختر ز جسم فانی کن دور از حمایل
 خلعت بپوش نوری، زود آتو نزد مایان سالی گذشت چندین، خواهش شده به پایان
 از شنیدن این خواب، تسکین حافظ نشد. غمگین و پریشان شد و فراق روی نمود. به قول حافظ:

ابیات

زبانِ خامه ندارد سرِ بیانِ فراق وگر نه شرح کنم با تو داستانِ فراق
رفیقِ خیلِ خیالم به هم رکاب شکست قرینِ آتشِ هجران و هم قرانِ فراق

و روزی از دهنِ مبارک صدای «آه» کردند. آن وقت اخویم مهمند عرض نمود که یا حضرت! قبل این صورت آه، در یک سالِ آزار، گاهی نکشیده، الحال چه باعث است؟ فرمودند که امروز درد، در همه شکم وارد گشته است. آن وقت باز عرض کرد که یا حضرت! سوای ذاتِ عالی خبرگیرانِ مایان کسی نیست. فرمودند که ای میان! یارانِ من که پخته‌اند، [۱۸۶ب] و شخصی که خام‌اند، آن هم پخته‌اند، و هر جایی که باشی محفوظ و محفوظ باشی.

بیت

هر کس که به سرِ عشق دمساز آید بر تفرقه‌های جمله سرافراز آید
و نیز اخوانِ پناه حافظِ محمد سلیم به همین طریق عرض نمود. فرمودند به زبانِ مبارک که ای میان! شما از من هستید.

ای یار! لیکن درِ عاشقی، راستی خوب است نه دروغ.

نظم

در خراباتِ عاشقان زنه‌ار از سرِ عفت و ورع نایی
زان که با یکدگر نیاید راست دعوی عاشقی و رعنائی

و بعد چندروز، جامه حضرت صاحب برآورده، کفنِ خود درست کنانیدند. و یک گلیم پارچه‌ای و والدۀ احقر، برای آنحضرت، از دستِ خود ساخته، گذرانیده بود، روزی یک ساعت پوشیدند. فرمودند که این گلیم لایقِ مرقد است. این را نگاهدارید. بر تربتِ فقیر خواهند انداخت.

نظم

امروز شاه ما که تیاری نموده است وز بهر قتلِ یارانِ ظلم نموده است [کذا]
شادان ز طلبِ مرشد آن صاحبِ روان [کذا] آتش نهاد ما را، تا در تن است جان [کذا]

و فقیران را رخصت فرمودند که بروید، امروز ما را شفا شده است. آن وقت میان محمد پناه علیحده شده، به هر یک گفت که دور نخواهید رفت. لاچار رخصت شده، نزدیکِ جایی ماندند. و نیز به فقیران فرمودند که ای یاران! یک یک مُشت آرد آورده، عرس و مجلس نموده، خواهید رفت که

احسانِ محمد پناه بر مایان نشود [۱۸۷ الف] و من هم در مجلسِ شما حاضر خواهم شد.

ابیات

او است ایماى جهان را واسطه در میانِ خلق و خالق رابطه
حاضر و غایب بدان در کلّ حال گر گشایی چشمِ عرفان ، نونها!

روزی وقتِ دو پاس به مرزا محمد علی فرمودند که محمد دایم را بطلب . چنانچه طلبیده فرمودند که ای میان! یک دو خشت آورده ، یک طرف زیر چهارپای بده ، و آب بیار که غسل بکنم . میان معزّ الیه خشت آورده ، زیر چهارپای نهاد و به محمد پناه خبر نمود که آنحضرت همچنین می فرمایند . میان محمد پناه یک شیشه گلاب آورده بر جسمِ مبارک افشان کرد . وقتی که گلاب خرج شد ، فرمودند که ای میان! زود شوید که آتش عشق الهی سوزان شده است . آن دم ، میان محمد دایم به میان محمد پناه گفت اگر غسل بکنانید ، مردم برادری بدانم خواهند نمود که در این وقت ایشان دشمنی کرده اند . آن وقت پرده نمود [ه] ، مای صاحب [ه] را طلبیدند . وقتی که آن رابعه وقت آمد ، آنحضرت به مجرد دیدن فرمودند که الحال وقتِ شما نیست ، بروید . رخصت فرمودند و گفتند که نصیب ما همین است که غسل نمی دهید . و دست بر پیشانی خود زدند . میان معزّ الیها ترسیدند .

بیت

مساز چشم سیه ، سرخ ، تُرک من ز غضب ملال خاطر تو غرق سازد عالم را

[۱۸۷ ب] و آب از چاه کشیده ، بر همان چهارپای - مع فرش - غسل دادند . به مجرد [غسل دادن] ، رنگِ آن حضرت گُلِ گلاب شد و چشم می گون گشت . فرمودند که امروز صحّت یافتیم . و پارچه‌ها [ای] دیگر پوشیدند و بر چهارپای دیگر فرش نموده ، نشستند .

ابیات

بتی دارم که گرد گل ز سنبل سائبان دارد بهار عارضش خطی به خون ارغوان دارد
چو عاشق می شدم ، گفتم که بر دم گوهرِ مقصود ندانستم که این دریا چه موج بیکران دارد
چو در رویت بخندد گل ، مشو مغرور ای بلبل که بر گُل اعتمادی نیست گر حسن جهان دارد

آن وقت میان محمد پناه تاب نیاورد ، و از عشقِ آنحضرت ، دستار بر زمین زد و سر بر قدم مبارک نهاد و کسی بیت خواند . آن حضرت از راه شفقت ، سر معزّ الیه در بغل گرفتند و پیشانی بوسیدند و فرمودند که هر چه به شما تلقین نمودم ، همون است ، دیگر نیست . خاطر جمع دارید و مایان را حاضر و ناظر

دانید. و قدر خود هم الحال معلوم گشته است. و نیز نصایح کردند که گناه یک صغیر از فقیر شود. و اگر از دنیا دار، در تمام عمر گناه کبیره شوند. برابر می شوند، بلکه گناه صغیره از فقیر زیاده است. و فقیر آنان اند که از ایشان ترک مستحب هم نشود. و فرمودند بیشتر کار دیگر هم بود. الحال صرف به طرف یاران می باشم. بعده تُنکه های چند روپیه طلبانیده. خیرات نمودند. بعده [۱۸۸ الف] آنحضرت را حاجت پاخانه شد. و به قدر یک دام کف آمد. اخویم سلیمان - برادر مهمند - را، محمد پناه فرمودند که بوی این بگیر! مومی الیه بوگرفت و عرض نمود که مُشک انار می آید. و قبل آن چند دانه انار تناول نموده بودند. فرمودند که الحال علاج هیچ نکنید. اندرون من صاف شده است. و وقت شام درد سر پیدا شد و از رومال. بسته کنانیدند. و در همون احوال بر چهار پای دراز شدند. و گاهی از درد. پا دراز نکرده بودند و سوای تکیه نشستند. و نماز به اشارت خوانند. در همان احوال. دو نیم پاس شب گذشت. و فقیران وضو ساخته. آن وقت همه کس متصل چهارپای آمده. نشستند. آن حضرت خود به خود برخاسته. نشستند. و حافظ محمد سلیم متصل چهارپای نشسته بود. فرمودند. کیستی؟ معز الیه عرض نمود که حافظ ام. شنیده. خاموش شدند. فقیران را آثار رحمت معلوم گردید. ایشان. ذات مبارک را بر چهارپای. باز دراز کردند و تکیه ها دور ساختند. آن وقت میں بہادر خان طلبانیده. نبض نشان دادند. آن ہم. دیدہ. گنت کہ آنحضرت جان به حق تسلیم کردند. یک کک ہستہ کس در گریہ و نعرہ زنی در آمدند.

رباعی

یارب چه کنم، باکہ خورم این [۱۸۸ب] غم را وز دل بہ چه بیرون برم یں ماتم را
حیرت زده ام جز این کہ فتاد [کذا] جانسوز مصیبتی ہمہ عالم را

[بہ] امر لله آن حضرت هر دو دست خود برداشته. و هر دو بازو [ی] چهارپای را گرفتند و بر جسد خود بر هر دو زانو نشستند. لیکن سوای تکیه. و ذکر قلبی جاری گشت. همه کس در تعجب و تحیر نشستند. و آی یار! اولیای حق زنده دل اند. پس ایشان نمیرند و با ذات حق و صندقت او بقا می شوند.

بیت

انبیاء و اولیاء را حق بدان سر مخفی کرده ام با تو بیان

و بہ قول بزرگی:

رباعی

گر در دل تو گل گذرد، گل باشی
 تو جزئی و حق کل است، روزی چند
 و بر بلبل بیقرار، بلبل باشی
 اندیشه گل پیش کنی، گل باشی

آن وقت محمد پناه گفت شخصی که بی اعتقاد بودند، او شان را بطلبیده نشان بدهید و پیرسید که ایشان ممت اند و یا حیات اند؟ چند کسان آمده، دیدند و اعتقاد کردند، که ایشان زنده اند. باز محمد پناه گفت که اگر در شرع شریف جایز بودی، همین احوال میان صاحب می ماندند، لیکن پاس شرع شریف ضرور است. و چهار گهری شده بودند. آن وقت حضرت را گرفته، بر چهار پای دراز کردند و شربت شهد چشانیدند. آهسته آهسته، سه بار فرمودند که زود شو، زود شو، زود شو. [۱۸۹ الف] و بعضی می گویند که اشارت درود کردند و جان به حق تسلیم نمودند - انا لله وانا اليه راجعون - گهری یا دو گهری شب مانده بود. همه کس در گریه و زاری شدند. چنانچه احوال شان در نظم بیان می کنم:

نظم

آن یکی در بحر خون گردیده غرق
 آن یکی در غم، گریبان پاره کرد
 آن یکی راضی شده اندر رضا
 آن یکی غلطیده بر روی زمین
 آن یکی از سینه سوزان در فغان
 آن یکی استاده با دیوار راه
 آن یکی از رحلتش غم کوش کرد
 آن یکی سیلی به رخساره زد
 آن یکی گفته که این راهی است راست
 آن یکی در حیرت و دیوانه وار
 آن یکی می گفت این دار فناست!
 صورت حق بود آن عالی نشان
 چون کسی از صحبتش محروم ماند
 و آن یکی در صورتش محو و نزار
 علم عرفان را بسی کرده بیان
 بلکه او از جام حق محروم ماند
 و آن یکی گفته که از مرشد صداست!
 با وصال شاه دین پُر نور کن

[۱۸۹ ب] دارم امید شفاعت ، ای کریم!
 قسمت ما را بکن از عشق نور
 خود حمایت کن ز شیطانِ رجیم
 خود رسان بر منزل ربّ الغفور
 نام این احقر را به حق امام بخش [کذا]
 از شرابِ عشقِ خود یک جام بخش

چنانچه هر کس ، جا به جا از درد و غم و گریه و زاری خالی نمانده ، و خود به خود واسطه رسید و سوزش پیدا و هویدا گشت. و چند کسان در خواب دیدند. چنانچه این احقر هم در واقعه دیده است. و وقت نماز فجر رسید. میان محمد پناه بر همه کس گفت که ای یاران! نماز قضا نخواهید کرد. همه کس برخاستند و وضو ساختند و نماز گذاردند و چشمه خورشید از شرق بیرون برآمد و همه گریه نموده بر قدم یکدیگر افتادند و بغل گیر شدند و نعره ها زدند.

رباعی

در ماتم آن چون ماه [ماه] گردون گرید
 هر شام و سحر اشک شفق گون گرید
 چون چشمه خور ز خاور آید بیرون
 بر خاک زمین خاوران خون گرید

مردمها [ی] برادری و غیره جمع آمدند. چنانچه غسل نموده و مشک کافور بر عضوها مالیده و کس داده و گلاب افشانده ، لاش مبارک بر چهارپای داشته ، برداشتند. و در باغچه ساکور نماز جسد خواندند. و وقت دو پاس روز گذشته ، به تاریخ هفدهم شهر جمادی الثانی ، یوم چهارشنبه و سوره الف [سو] و سنه ۱۱۸۶ یازده صد و هشتاد و شش هجری بود که آن جنت آشیان را و فردوس را در آن مکان را دفن کردند و سپرد حق نمودند. و از آنجا آمده ، بر فاتحه خوانی نشستند.

ابیات^۲

سینه از آتش دل در غم جانانه بسوخت
 آتشی بود در این خانه که کاشانه بسوخت
 تنم از واسطه دوری^۳ دلبر بگداخت
 جانم از آتش مهر رُخ جانانه بسوخت

روز «قل خواندن» همه فقیران جمع شدند و آثار مبارک و تبرکات به مرزا محمد علی پورسید در سجاده نشین کردند لیکن به صلاح خدمه دیودهی و نیز آنحضرت پسر خود فرموده بودند. چنانچه صاحبزاده آن حضرت - مسمی به محمد پناه غفر الله له - پیشتر رحلت کرده بود. و باقی سه برادر زاده اند. چنانچه میان شیر محمد و ولی محمد و محمد دایم ، و یک نواسه به اسم صوفی ، و یک

۱ - در اصل : + یکدیگر.

۲ - در اصل : رباعی.

۳ - در اصل : در غم.

نواسی که اسمها^۱ بی بی زبیده، در پرده است.

و اسما [ی] فقیران برای این در قلم نیاوردم که به قدر دو سه هزار کس اند، اگر اسم کسی فراموش شود، اوشان طعنه خواهند کرد. و هر کس از عمل خود روشن خواهد شد. تاریخ^۲ در وصال آنحضرت:

رباعی

شد وصال پیر ما هادی شه عبد الغفور
سنة یازده [و] هشتاد و شش هجری، جمادی الثانی [کذا]
چهارشنبه روز بود و هفدهم تاریخ نور
سومی تاریخ آسو، صبحدم، وقت سحر
و نیز در حساب ابجد نموده شد:

ابیات

یاری از وی به خواب کرد سؤال
گفت خرم به یار مهر اندیش
چون ز دنیا کناره ورزیدم
و نیز گفته شد:

[۱۹۰ ب] تا ز تاریخ وصل گوید سال
سال تاریخ رمز رحلت خویش
«مُلکِ فردوس مرحمت دیدم»

ابیات

چون که رخت از جهان فانی بست
سال تاریخ آن چو کردم فکر
و چهارم این است:

واصل حق شد و از اینجا رست
هاتفم گفت «آن بجنت رفت»

۱۱۸۶

رباعی

چون که رحلت کرد آن راه هدا .
سال تاریخش چو جستم از خرد
حسیرتم افزود در کار خدا
گفت «اوشان اند قایم بالرضا»

اللَّهُمَّ ارزقنا جمال المصطفى و کمال المصطفى و جنّت المصطفى و صلوات المصطفى و صلی الله علی
محمدین المصطفى و آله المجتبی و آله المرتضی و صلی الله علی خیر خلقه و نور عرشه نبی محمد و آله
و اصحابه و ذریاته و ازواجه و اهل بیته اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین.

۱ - در اصل : اسمہ .

۲ - در اصل + است

۱ روزی ، وقتِ نیم شب گذشته دیدم که در یک حویلی کلان استاده ام و آن حضرت از بالا خانه فرود آمدند لیکن تندرست و پوشاک نو و مویها بایکدیگر چسبان از آب - به طریق غسل نمودن - و خود پیشوا بودند و عقب ایشان اخویم میان کرم الہی و یس او مہمند . قدمبوس نمودم [۱۹۱۱ الف] و پرسیدم کہ کجاشریف می برند؟ فرمودند کہ اندرونِ حویلی ، آن وقت چشم من با چشم حضرت دچار شد . از بی اختیاری گریه وزاری روی داد . یکایک بیدار شدم و بی اختیاری از حد ریخته گشت . تا ہمہ یوم نالان و آہ کشان ماندم . بعد چند روز ، خبر وصال آنحضرت رسیدہ ، روزِ حوتِ ہمون بود . از شنیدن ، بر ہمہ کس درد و الم روی داد و فاتحہ خوانی و عرس طعام نمودہ - چند روز روانہ شدیم و در جالندھر رسیدیم و پیشتر صاحبزادہ عالیقدر ہم در آنجا بود . و مطوئب مرقبہ مبارکہ کردم و سوزان و بریان شدم کہ در تحریر نمی آید .

رباعی

تا گرفتار بہ حالِ منِ مجنون نشوی واقف از حالِ سیرتِ جگر خیزان نبوی

سوزِ عشاق کجا باورت افتد ای شوخ تا چو من شیفته آن رخ کس گریزان نبوی

بعده دستارِ سجادگی از دستِ صاحبزادہ ، بر سرِ مرزا محمد علی بستہ کدیبند و بدمر مساجد و کعبہ پیش کردم . چیزی گفتگو با فقیران و با مردمانِ معمورہ در میان آمد . لاجر مسدود ، در معمورہ در میان رفتہ ، نشستہ . بعد چند روز فقیران و دشمنان و پیروزانہ ہر جمع شدہ از مسجد مساجد و معمورہ آن حضرت آوردند و اجازتِ عمارت [۱۹۱۱ ب] دادند . صاحبِ مسجد ، مسجدِ **چبوترہ** یا دیوار پیوست نمی شد . لاجر شکستہ کردم و یکایک ریلہ بیہ کسب و کسب لرزیدن گرفت . آن وقت میان محمد پناہ گنت کہ امام بخش ! بین ، من گنتہ کہ مسجدِ شرفِ مایان است کہ ہر کس خوارقِ پیر [او] مرشد من خواہد گنت . من برای صاحبِ مسجد مردمِ دیگر ، در چند روز ، عمارت بہ قد آدم بند گشت . و روز بیست و ہفتم ، در عمارت علیحدہ نمود و صاحبزادہ عالیقدر علیحدہ کرد . وقتِ صبح من برای گری بہ دستِ موسیٰ و مردمانِ دہ از حسد بہ میان شرف الدین گنتند کہ ایشان روضہ سیرتِ سالان من شدہ ، و کویا ہدایت دُمہ شما است کہ ایشان را صاحب داخل کردہ اند . چہاچہ میں ، سبیح محمد ، فرستادہ ، فرستادہ نمودند . و همان روز در واقعہ دیدم کہ روضہ آن حضرت حوت با کبیرہ و با شمس و دیگران

۱ - در اصل : نقل است ، کہ در اینجا زائد است زیرا راوی خود مؤلف کتاب است

پیراسته است. و آن جنت آشیان در روضه رضوان نشسته اند و من رو به رو استاده ام؛ و می فرمایند که ای امام بخش! ما را چرا گذاشته رفتی؟ زود بیا. آن وقت رفته، قدمبوس شدم و گریه نموده، عرض کردم که یا حضرت! چه مجال بنده است. دست شفقت بر سر من کردند و باز پس آمده، استاده شدم. چه می بینم که بر آسمان [۱۹۲ الف] به طرف قطب، یک پرده کلان است، به رنگ سبز و سرخ و زرد لیکن شفاف. به طریق قوس قزح، و میان آن یک بوانخانه چوبی است لیکن نو و پاکیزه. و اندرون آن مردان سفید پوش آمد و رفت می کنند. به دل گفتم که این چیست؟. همان وقت از دست راست ندای شد که تو نمی دانی این دیوان نبی کریم است - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - و مقدمه ایشان د آنجا رجوعی گشته است و بالا دستی کسی بر ایشان نمی شود. و بعده بیدار شدم و بقرار گشتم.

بیت

مقصود، وجود تست ای پاک لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَنْلَاكَ

حُسنِ او کرد اقتضای ظهور وان ظهور اقتضای مظهر کرد

و ای یار! جایی که چنین شفیع باشد، آنجا چه غم.

نظم

نفس پاکِ او ز عالی هَسُو بگذرد آنجا که گوید «اُمّتی»

اُمّانش را چه غم روزِ جزا چون شفیع عاصیان ای قسمتی

تیار شدم و بامردم دیگر گفتم که آنجا چیزی خلل شده است! آن روز دلّالان بجواره آمدن ندادند. و وقت ظهر میان غوث شاه رسید و خطّ صاحبزاده داد که عمارت بند کردند. شیخان روز دوم کوچ نموده، در موضع پُر نور رسیدم. طواف نموده، نزد میان شرف الدین رفتم و گفتم که این چه مناسب بود فرمودند که من چه کنم که ما را مردمان آرام نمی دهند، شما بسازید. چنانچه روز [۱۹۲ ب] عید باز عمارت شروع کنانیدم و طریقی که در واقعه دیده بودم، همان طور به ظهور پیوست. در آن روز، به خانه آمدم. بعد دو سال، خود به خود، همه فقیران اتفاق کردند و عریس آنحضرت به تاریخ هفدهم ماه جیتهم مقرر کردند که به آسایش بکنند و برسند.

نقل هفدهم:

وقتی که از آنجا آمدم، والده صاحبه آزار مند بود که از روز وصال میان صاحب می گفت که

الحال زندگی من بیجا است . من هم عقبِ میان صاحب جان به حق تسلیم می‌کنم . چنانچه روزی صاحبزاده عالیقدر را یاد کردند که خدای تعالی یک مرتبه زیارتِ ایشان هم نصیب کناند . به امرِ الهی در رسیدند . و زیارت کردند . و خواب دیدند که میان صاحب یاد می‌کنند . و روزی بر بامِ غریب خانه رفته ، گفتند که ای نورِ چشم ! امروز سبزی گیاه و آبِ دریا دیدم . باز نصیبِ من نیست . سه ماه هیچ نخوردند و شربت می نوشیدند لیکن هضم نمی شد و بر زمین می انداختند . و بسیار احوال بیمار گشت . روزی از اندرون داهِ خود را گفتند که تو از والده جیو پرسش احوال کرده . بیا . حالتِ خواب چگونه مآید ؟ او آمده . از ادب پرسیدن نتوانست . خود به خود گفتند که ای فلانی به نور چشمی من رفته ، بگو نه مرا خواب خوب می آید و وسواس هیچ وجه ننماید . و بعد از روز دیگر مسامت سینه . زادی خواست که ایشان را بگوید که از گناه [۱۹۳ الف] صغیره و کبیره توبه بکنند . او هم از سرش نگفت . و ملاحظه کرد . روی او دیده . گفتند که ای **مای** سید زادی ! توبه است از گناه صغیره و کبیره . بعد چند روز ایشان را تب شد و بیهوش شدند . وقتِ شام . خیر شد . روزِ دُوم . یوم چهارشنبه . روزِ پنجشنبه شد و وقتِ ظهر . مؤذنِ مسجد بانگ داد . کلمه خواندند . باز وقتِ عصر بانگ شنیده . کلمه خواندند . زبانشان جاری گردید و قبل از نمازِ شام چند بار در بیهوشی درود شریف خواندند . **سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبِّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْمَجِيدِ . اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ وَصَلَّى عَلَيْهِ .** آن وقت از اندرون خانه ساند بردند . در آن خانه چهارپای نهادیم و در نماز مشغول شدیم که یکایک داهِ او شکر گشت که بیست و یکبار بگویند . خوانده . ایشان را راست کردیم و شربت در دهن انداختیم . جان به حق تسلیم نمودند . لیکن بیگانه از چشم ؛ و پیشانی و سینه گرم . بعد جان دادن قلب جاری ماند . چنانچه تیر نمودند و حماره خواندند . قبرستان بُردیم . خواستم که صندوق را وا کرده . روی شان به طرف قبند کنم . وقتی که وا کردیم . شان خود به خود به طرفِ قبله بود . روزِ پنجشنبه سلخ جمادی الاول سنه ۱۱۸۷ یردد مساجد و کعبه هفت هجری بود که زیر زمین سپرد کردیم و راضی به رضا شدیم . چنانچه راضی شدیم .

رابعه [۱۹۳ ب]^۲

به مُسک جاردنی رحمت بویست

چو آن بسی بی از [این] دارِ فنارفت

بعضوی حق ، جواریر بویست

الف افزوده . تاریخش همی خوان

۱ - در اصل چنین است اما این کلمه مفهوم نشد .

۲ - در اصل : + بیت .

۳ - در اصل چنین است اعداد این مصراع برابر با ۱۱۸۶ است و با افزون عدد الف (۱) بر آن تاریخ ۱۱۸۷ خورشیدی می‌گردد .

از آنجا آمده ، فاتحه خوانی کردیم ، و در چندین ماتم بسیار غم روی داد .
 روزی ، حافظ دیوان قریشی برای فاتحه خوانی آمد و به اوشان گفتم اگر توجّه بکنید ، خوارق
 آنحضرت به ما نظم کرده ، بدهید و بعد من در نظم خواهم کرد . چنانچه در بهاولپور ، روز جمعه ، به
 تاریخ سلخ ماه جمادی الثانی در سنه [مشار] الیه این تذکره را شروع کردم و قریب یک و نیم ماه نوشتم .
 و بعد معطل ماند . وقتی که در خیرپور آمدم - به طریق آبخورد - باز شروع نمودم . چنانچه در چهار
 ماه یا کم ، زیاد نوشتم . و مذکورات آنحضرت بسیار در بسیار اند و به تحریر نتوانستم رسانید .

بیت

سخنم قطره بُود، سمع قبول تو صدف قطره را دولتِ دُر دانه شدن از صدف است
 لیکن برای عاشقانِ حق و طالبانِ شایق یک قصّه ظاهری بیان کرده که از این کلام شوقی و ذوقی پیدا
 شود .

رباعی

فیاض کرم ز فضلِ بی اندازه انداخت ز مقدمت به شهر آوازه
 شد باغِ مرادِ نامردانِ حُرَم شد شاخِ امیدِ نا امیدان تازه
 و مصتّف این کتابِ تذکره اضعف العباد و فقیر پُر تقصیر ، بنده امام بخش ولد خواجه نور الله
 مغفور ساکن دار السلطنت لاهور ، روز یکشنبه [۱۹۴ الف] یوم الحجّ مبارک [کذا] به تاریخ نهم شهر
 ذی الحجّه سنه ۱۱۹۰ هجری بود که این کتاب مرآت الغفوریه به عون الملک الوهاب و به امداد
 بزرگان به اختتام و به اتمام رسانیده . در جنابِ دانایان سخن آفرین التماس دارد :

بیت

بپوش گرچه خطایی رسید ، طعنه مزن که هیچ نقش بشر خالی از خطا نبود

من نوشتم ، صرف کردم روزگار این بماند ، من نمازم پایدار

الهی بیامرز این بنده را مصتّف ، نویسنده ، خواننده را

وزن مصراع خراب است ، ظاهراً «بعفو حق جوار پیر پیوست» درست است .

نوشته بمسند سیه بر سفید نویسنده را نیست فردا امید

مرقومه به تاریخ ۲۴ شهر رجب سنه ۱۱۹۱ به دستخط ضعیف نحیف محمد یوسف المعروف ملا جهتو، سکنه ملتان، تمام شد.

یادداشت مصحح: مطلب زیر در نسخه در ورق ۱۷۱ الف بعد از مطالب نقل است در خارق عادت [و] اطاعت جانوری «آمده است اما با آن مربوط نیست. اینک در اینجا به عنوان ضمیمه درج می شود ظاهراً این مطلب مربوط به عبدالغفور جالندهری است.

رباعی

ای در دلم ' ز آتش عشق تو صد علم هر یک علم نشانه چندین هزار غم

وصل تو زود رفت [و] فراق تو دیر ماند فریاد ازین عقوبت بسیار [و] عمر که

تا سه ماه گاهی در سکر و گاهی در صحو، وقتی که حالت مستی روی می داد، بر زمین چیری نمی راند. آن ناخردان سایه مقرر کردند. برای ترس مسلمانان و داغ پیسه ها [ای] گرم بر جسد می دادند و هیچ اثر نمی شد. و زنجیر در پای او انداخته در خانه خود قید نمودند. بعد از مدتی افاق یافت بار دیگر آن حضرت تشریف آوردند و جهان خان پاکپتن را محاصره کردند. دهنیت رای را آورده، سپرد حضرت نمودند.

ای ذات مصدر حسنات! این احقر را از گوشه خاطر فراموش مکن.

قطعه

روی بر خاک عجز می مالم هر سحر که که باد می به

ای که هرگز فرامشت نکشم هیچت ازینده یاد می به

روزی مشیخت پناه، حقایق و معارف آگاه شیخ غلام رسول را، جهان خان را به قید و حبس طلبیده، قید نمود. و مستورات خدمه دیودهی عرض به خدمت حضرت نمودند. آن حضرت ملاقی شده، خلاصی دیوان بکنانید، و واسطه خدا و رسول انداختند. آن حضرت و میان محمد رسول مرحوم در اردو [ای] مذکور رفتند. و سردار جهان خان گفته فرستاد که [۱۷۱ ب] امسته امسته تشریف بیارند که ما هم برای استقبال می آییم. فرمودند که من فقیرام، هیچ مضایفه نیست. و بگفتند

رو به رو [ی] آن وارد گشتند. جلدی، از پا برهنه، چند قدم پیشتر آمد. و آنحضرت بغل گیر شدند. بعد از میان محمد اسحاق بغل گیر شد. بر چهارپای، آن حضرت را و میان محمد اسحاق را نشانند. و گفتگوی خلاصی دیوان در پیش کردند. ده هزار روپیه مقرر شد. یک قسط اول و یک قسط بعد خلاصی. و رخصت شده در شهر آمدند. و مصاحبان و دیوان لچهنم رای تغافل کرد. برهم شده فرمودند که ان شاء الله دیوان خود به خود خلاص خواهد شد. چنانچه وقتی که پادشاه از ملتان پیشتر رفت، از امر اله سیل آب آمد و چند [ی] از مردم غرق شدند. کسی شخص عرض نمود که قربانت شوم! چند بزرگان و مردمان ناحق در قید اند. ارشاد کرد که همه را خلاص بکنید. و نواب غفران پناه محمد شجاع خان را سپرد دیوان کرد که ایشان را یک پالکی داده، رخصت خواهی نمود. فرموده آن حضرت به ظہور پیوست.

و ای یار! مقربان درگاه هرچه می خواهند، می یابند.

ابیات^۱

هر که شد خاک را عشق بتان، هر ساعت	می دمد صد گل مقصود در آب [و] گل او
من که باشم که برم ره به جناب در دوست	جذبۀ عشق مرا برد به سر منزل [او] ^۲

۱ - در اصل : بیت.

۲ - در اصل : دوست.

فہارس اعلام

- اماکن
- رجال
- کتب

اماکن

بیگھو والا ۱۴۲	آب کوت ۲۳۶
پاک پتن ۱۴۲، ۱۴۲، ۱۴۲، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷	اجودھن ۱۴۵
۱۴۸، ۱۵۳، ۱۶۲، ۱۷۰، ۱۷۹، ۱۸۴	اچھڑا راوان ۱۸۷
۱۸۵، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۲، ۱۹۶، ۲۰۱	ادمیرہ ۲۲۳، ۲۳۳
۲۰۸، ۲۱۱، ۲۱۶، ۲۲۰، ۲۲۵، ۲۲۶	ارران ۲۲۱
۲۲۸، ۲۴۴، ۲۶۱	اگوکی ۲۳۳
پاندو وال ۱۰۰، ۱۱۷	اوج ۶۲، ۶۶
پتنہ ۱۸۰، ۱۸۳	بارگوندلان ۶۲، ۶۳، ۶۶، ۶۷
پرسرور [پسرور] ۱۶۶	بازار نجاران ۱۴۷
پناہ کوت ۲۲۳	باغ شالامار ۱۵۰
پنجاب ۱۶، ۷۹، ۱۰۸	باھوکی ۱۱۶
پینا کتھہ ۹۰	براری ۱۴۲، ۵۷
تلوندی ۱۴۲	برک ۱۷۶
توبہ سیدان ۲۲۱، ۲۲۲	بسٹام ۵۷
تہتہ ۲۰۳	بغداد ۵۱، ۵۲، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۲
تھنیر ۱۴۵	بلویرہ ۱۸۸
جاگو تارر ۸۸، ۹۶، ۱۰۱	بھاولپور ۲۱۷، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۷
جانشہر ۱۴۲، ۱۵۵، ۱۷۳، ۱۷۵	۲۳۹، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۷، ۲۶۰
۱۷۹، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۷، ۲۱۱، ۲۱۲	بھری ۱۲۴
۲۲۷، ۲۵۷	بھلوال ۶۷، ۶۸، ۷۷، ۷۹، ۸۴، ۹۴، ۹۵
جبال ۵۷	۱۰۰، ۱۰۳
جگوکی ۲۲۱	بھیلہ ۱۴۲
جلال پور ۷۶	بیادہ، دریای ۱۷۸، ۱۸۴

خیرپور ۲۳۷، ۲۶۰	جلالپور چدھری ۱۴۲
داشمنان، محلہ ۱۷۵، ۱۷۶	جمون ۲۲۶
دراورکوت ۲۳۵، ۲۳۷، ۲۴۶	جندیالہ کلسان ۱۴۲
درگاہ شاہ جیو ۷۰	جوکالی ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۹۴
دریای بیاہ ← بیاہ	جہانا جمون ۲۲۳
دریای چناب ← چناب	جہنگ سیال ۱۸۷، ۱۸۸
دریای راوی ← راوی	جہنگی ۱۴۲
دمشق ۵۶	جیلان ← گیلان
دو آبہ بست ۱۷۵	حک ساہنپال ← ساہنپال
دو آبہ رچناب ۶۲	چک کھوکھر ۱۰۱
دھرم کوت ۱۴۲	چناب، دریای ۷۶، ۱۲۱، ۱۴۷، ۱۵۵
دیرہ جات ۱۷۵	۱۶۰، ۱۷۸، ۱۸۳
دیوال ۱۰۳	جوزیان ۱۷۳، ۱۴۵
راوی، دریای ۱۴۲، ۲۰۸	چیمہ چنہ ۷۶
ردھاویان ۱۴۲	حاصل پور ۲۴۴
رکھان ۱۰۸، ۱۱۸، ۱۶۰، ۱۶۱	حجرۃ میان صاحب میان مینپور جیو ۱۴۷
روم ۶۲	خانقاہ حضرت حافظ صاحب (محمد قابم
روہ ۱۷۵	برقندازی) ۲۱۲، ۲۲۵، ۲۳۱
سبزوار ۱۴۵	خانقاہ حضرت خواجہ دیوان عزیز مکی ۱۴۲
ستگھرہ ۱۴۲	خانقاہ گنج شکر بابا فرید ۱۴۶، ۲۱۲
سرای بلخیان ۱۵۰	خانقاہ معظمہ مبارکہ ۲۰۳
سرای فضل آباد ۱۶۰	خانقاہ حضرت نوشاہ ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲
سعد اللہ پور ← قبولہ، پرگنہ	خراسان ۶۲، ۱۰۲
سلطانپور لودیان ۱۴۲	خواص پور ۱۷۳
سنجار ۵۵	خوشاب ۶۳، ۶۷، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۹۵

کچھی ۲۱۶	سندھ ۲۱۰.۱۶۵
کنجاہ ۹۵	سودھرہ ۱۷۳.۱۴۲.۱۳۷.۱۳۴
کوت کمالیہ ۲۱۷	سوکن ۲۲۴
کوہستان ۱۶۷.۱۴۳	سہرند ۱۸۲
کنہارہ مانگتان ۱۰۱	سیالکوٹ ۹۲
کنہرام ۱۵۴	ساہنپال، چک ۱۰۷.۱۰۸.۱۲۱.۱۲۳
کنہرولیان ۷۰	۱۶۱.۱۴۱
کنہسن ۲۲۸.۲۲۷	شاہ پور ۷۱.۷۰
کنہوکیر ← چک کنہوکیر	شاہجہان آباد ۱۸۲.۱۴۳
کیلیان والہ ۱۰۱.۱۱۸.۱۱۹	شاہدرہ ۱۵۰
گجرات ۱۰۱.۱۳۷.۱۷۷	شرقی پور ۱۴۲
گنہگجان والی ۸۴.۹۵	شیخ پور ۱۴۱.۱۴۷
گنہوتیان ۱۴۳	عجم ۵۵
گیلان ۵۱.۵۵.۱۷۱	عراق ۵۵.۵۶.۵۸
لانہ کی ۲۲۲	عرفات ۵۲
لاہور ۶۲.۹۲.۱۲۱.۱۲۶.۱۳۰.۱۳۳	فتو پورہ ۲۲۲
۱۳۵.۱۴۲.۱۴۵.۱۴۷.۱۵۰.۱۵۳	فضل آباد ۱۶۰
۱۶۰.۱۶۲.۱۷۳.۱۸۲.۲۰۴	قبول ۱۴۵
۲۲۲.۲۲۶.۲۲۸	قصور ۱۴۲.۲۲۵
ندھووک ۱۴۲	قلعہ تھنیر ۱۴۵
نکھنوال ۱۴۱	قلعہ دراوڑ ۲۳۵
نودھرہ، سودھرہ ۲۳۴.۲	قندھار ۱۰۲
نائیر ۱۴۵	کانین کرم ۱۷۵
ماہون دوگر ۲۲۴	کیر ۲۲۳
مبارک پور ۲۴۴	کیورتھلہ ۲۲۸

ملکہ ۱۷۳	محلہ تھکلان ۲۰۷
منچر ۷۶	مزار ایوب انصاری ۱۷۵
مہاراج ۱۱۹	مزار بی بی جیونی (خوشاب) ۶۷
نصیر پور ۲۱۰	مزار رحمت اللہ ۱۴۲
نوشہرہ [تارران] ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۳، ۱۰۱،	مزار میان حافظ محمد قایم برقندازی ۱۴۲
۱۰۷، ۱۰۵	مزار میان محمد صدیق ۱۴۲
نوشہرہ مغلان ۱۲۴، ۱۲۷، ۱۳۰، ۱۴۱،	مزار میان سیہون جیو ۱۴۱
۱۶۵، ۱۶۷، ۱۷۷، ۱۸۳، ۱۹۱، ۱۹۲	مزار حضرت شیخ (معروف چشتی) ۶۷
وزیر آباد ۱۶۷، ۱۶۱	مقبرہ حضرت صاحب ۱۳۸
ویرو وال ۱۸۴	مقبرہ شیخ بہا کو ۱۴۲
ہزارہ ۷۷، ۱۱۴	نصیر ۵۵
ہمدان ۵۲	معمورہ ۲۵۷، ۲۴۶
ہند ۶۳، ۱۰۲، ۱۰۴، ۱۰۶، ۱۴۶	مقبرہ بی بی ہیر ۱۸۸
ہندوستان ← ہند	مکہ معظمہ ۸۴، ۸۵
ہوشیار پور ۲۰۵، ۲۵۷	ملکوال ۱۱۰
یمن ۱۷۶	مگھوال ۱۰۱
	مگھریان ۲۲۷
	ملتان ۲، ۶۲، ۱۵۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۲۱۱،
	۲۳۴، ۲۳۵، ۲۴۰، ۲۶۲

رجال

ابو عبدالله بن ابو الفتح هروی . شیخ ۱۸ . ۱۹	آصف [برخیا] ۴۶
ابو عبدالله صومعی . شیخ ۵۵	ابراهیم . دیوان ۱۰۱
ابو عبدالله محمد . شیخ ۵۲ . ۵۳	ابراهیم . رای ۲۲۸
ابو منصور . شیخ ۵۶	ابراهیم . میان ۱۷۳ . ۲۰۵ . ۲۱۹
احراز . خواجہ [عبید نند] ۱۳۱	ابراهیم [انصاری] . مولانا ۱۷۵
احمد . سید ۶۱	ابراهیم . شیخ ابو اسحاق ۵۶
احمد . شیخ ۴۰	ابراهیم فراش ۲۳۴
احمد (نعمان) ۱۲۰	ابو احمد ۱۸۴
احمد بیگ [الاموری] ۱۰۱ . ۱۰۲ . ۱۰۳ . ۱۰۴ . ۱۰۵	ابوالحسن قرشی ۶۰
احمد دہلوی . حافظ ۱۰۲	ابوالخیر کھوکھر . میان ۱۷۰ . ۱۹۳ . ۱۹۴
احمد حنبلی . امام ارضی ۵۱	ابو الفرح [طر] طوسی ۶۰
احمد شاہ درانی ۲۲۲	ابوالفضل احمد ۴۹
احمد گیسو دراز . شیخ ۱۵ . ۲۴ . ۲۵	ابوالفضل واحد ۶۰
اختیار . میں ۱۴۲	ابوالقاسم ۲۳۸
اخوان بنہا ← علامہ محمد رفیع	ابوالمحسن . شیخ ۵۷
ادھم . میان ۱۷۳	ابو المعالی [قادری] شاہ ۳۹ . ۴۸
ارورا . میں ۱۷۳	ابوبکر (رض) ۳۵ . ۳۶ . ۶۰
اسلام خان . ۲۳۵ . ۲۴۷	ابوبکر زکریا ۵۶
اسماعیل . حافظ ۱۴۲	ابو درداء (رض) ۳۰
اسماعیل . حضرت ۱۲۵	ابوزکریا . شیخ ۵۸
اسماعیل . شیخ ۸۵	ابوسعید قیلونی . شیخ ۳۹ . ۴۰
	ابوطالب مکی ۳۵

- اسماعیل ، ابو محمد ، شیخ ۵۷
افغان قصوریه ۱۳۸ ، ۲۳۱
اکبرخان وٹو ۲۲۱
الست خان ۲۴۳
اللہ بخش ، میان ۱۴۲
الہ داد ، میان ۱۴۲
ام احمد حبیبہ ۵۰
امام بخش بن خواجہ نور اللہ لاهوری (احقر ، مؤلف) ۱۷۲ ، ۱۸۸ ، ۱۹۲ ، ۲۰۳ ، ۲۰۴ ، ۲۰۹ ، ۲۱۳ ، ۲۱۵ ، ۲۱۷ ، ۲۱۹ ، ۲۲۲ ، ۲۲۴ ، ۲۲۷ ، ۲۲۸ ، ۲۳۲ ، ۲۳۴ ، ۲۳۵ ، ۲۴۳ ، ۲۴۴ ، ۲۴۶ ، ۲۵۵ ، ۲۵۷ ، ۲۶۰ ، ۲۶۱
امام قلی بیگ ، مرزا ۲۱۵
امان اللہ ، میان ۱۷۳
امانت ، مرزا ۲۲۷
انومل ۱۶۳
اوزاعی ۳۰
اہلیۃ شاہ سلیمان جیو ۷۸
اہلیۃ عبدالقادر بن شیخ حامد ۱۱۱
ایوب انصاری ۱۷۵
بخاری ، شیخ ۹۲
بخت جمال جیو ، میان ۱۳۱ ، ۱۳۶ ، ۱۴۲ ، ۱۶۷ ، ۱۷۸ ، ۲۰۷ ، ۲۰۸
بخشنده بیگ خان فوجدار ۱۷۳ ، ۱۹۶
بخشو قوال ۲۴۰
بدرالدین ، مولانا ۲۱۱
بدهایی ، مسما ۲۲۳
بدیع الزمان ، میان میر (بخشی) ۱۳۳ ، ۱۴۲
برخوردار ، میان [فرزند اکبرنوشہ گنج بخش] ۴۱
برقندازی ← محمد قایم
بسو ، میان ۱۴۳
بقا ، شیخ ۳۹
بقا ، شاہ ۶۲
بلقیس ۴۶
بلوچ ۱۰۸ ، ۱۰۹
بوسعید ۶۰
بولاقی ، شیخ ۲۲۳ ، ۲۲۴
بہاء الدین زکریا ، شیخ ۱۸۸ ، ۲۳۸
بہادر خان ، میان ۲۵۳
بہادر خان درانی ۲۴۱
بہا کوہ شیخ ۱۴۲
بہائی سنگھ جیو ۱۴۲
بہبہل جیو ، میان حافظ ۲۲۲
بہلول کول موحد ، میان ۱۷۶
بیگا ، میان ۱۷۳
پیر بخش ، میان ۱۴۳ ، ۱۴۴
پیر محمد سچیار ، میان ۴ ، ۱۱ ، ۱۲۴ ، ۱۴۴
۱۴۶ ، ۱۴۷ ، ۱۵۴ ، ۱۵۵ ، ۱۶۵ ، ۱۶۶

- ۱۶۹ . ۱۷۰ . ۱۷۷ . ۱۸۳ . ۱۹۱ . ۱۹۴ . جیونی بی بی (والدہ نوشہ گنج بخش) ۸۴ . ۸۵ .
 ۲۰۸ . ۲۲۶ . ۲۴۵ . ۸۶ . ۸۷ . ۸۸ . ۸۹ .
- پیرو ، میان ۱۵۱
 تاج الدین . میان ۱۱۷ . ۱۲۰
 تاج الدین ابی بکر عبد الرزاق . شیخ ۵۵
 تاج محمود . میان ۱۰۵ . ۱۰۶
 تازی سوار ← محمد قاضی . شیخ
 تقی . میان ۱۲۲
 ثعلبی ، امام ۳۰
 جامی . عبدالرحمان . مولانا ۶۲
 جان محمد . میان ۲۲۸
 جتو حجام . میان ۱۷۳
 جلا خان ۲۲۵
 جلال . شیخ ۱۲۲
 جمال . شیخ ۱۲۲
 جمال الدین . شیخ ۵۷
 جمال اللہ میان [فرزند برخوردار] ۴۱ . ۴۲
 جنت . مسماة ۱۷۱ . ۱۷۳ . ۱۹۷ . ۲۰۱ . ۲۰۳
 جنید بغدادی ۴۴ . ۶۰ . ۲۳۸
 جوگی ۱۶۵ . ۱۶۶ . ۱۶۷
 جوهر ۲۲۸
 جهان خان ۲۶۱
 جیون حجام جیو . میان ۱۱۶
 جیوندی . بی بی (بی بی جیونی) [عارفہ ای
 دربار گوندلان] ۶۷ . ۷۰ . ۷۳ . ۷۴
- حاجی شاہ . میان [فرزند سلطان شاہ] ۱۴۳ .
 ۱۴۴
 حاجی محمد نوشاہ
 حافظ . خواجہ (شیرازی) ۲۹ . ۳۱ . ۱۵۱ .
 ۱۵۳ . ۱۵۶ . ۱۵۹ . ۱۶۲ . ۱۶۳ . ۱۶۴ .
 ۱۷۲ . ۱۷۸ . ۱۷۹ . ۱۸۳ . ۱۸۵ . ۱۸۷ .
 ۱۹۳ . ۲۰۰ . ۲۰۱ . ۲۰۴ . ۲۰۷ . ۲۱۲ .
 ۲۲۴ . ۲۳۰ . ۲۳۲ . ۲۴۰ . ۲۴۱ . ۲۴۷ . ۲۵۰ .
 حافظ صاحب ← محمد قیوم . برص
 حامد . شیخ ۱۱۰
 حبیب عجمی ۶۰ . ۲۳۸
 حسام الدین جیو . میان ۱۰۱ . ۱۰۴ .
 حسن بن علی (رضی) ۵۴
 حسن بصری . خواجہ ۴۲ . ۴۳ . ۴۴ .
 حسن منشی بن حسن ۵۴ . ۵۵
 حسو تارر . میان ۱۰۱
 حسین . حاجی ۱۰۳
 حسین گائیتہ ۱۰۱
 حلیمان . حاجی ۱۷۳
 خاقانی (سرورانی) ۳۳
 خاکئی شاہ ۲۱۳
 خان محمد جمالندھری سن ۱۷۳ . ۱۷۴ .
 ۱۷۷

- خان محمد مبارک خان ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۴۲،
 ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹
 خراب شاه ۲۱۹
 خضر (ع) ۱۵۷، ۲۲۳
 خیرالدین ۱۷۳
 دادخان ۲۱۳
 داؤد (ع) ۳۰
 داؤد، شیخ ۲۰۹
 داؤد، ابو سلیمان بن شیخ ابو الفتح سلیمان،
 شیخ ۵۸
 داؤد بن موسی ثانی ۵۴
 داؤد پوترہ ۲۲۲
 داؤد شیرگرھی، بندگی ۳۶
 داؤد طایی ۶۰، ۲۳۸
 درویش جیو، میان شیخ ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۹۲
 دلیل خان ۲۳۹، ۲۴۰
 دولا، شاه [گجراتی] ۱۰۱
 دھنپت رای ۲۶۱
 دینان، میان ۱۷۳
 دیوان صاحب ۲۲۱
 دیوان قریشی، حافظ ۲۶۰، ۲۶۱
 رابعہ ۶۶
 رانجھا [عاشقِ ہیر] ۷۷
 رانجھا، میان ۱۷۳
 رحمان، شاه [ساکن چک کھوکھر] ۱۰۱
 رحمت اللہ جیو، میان ۱۰۹، ۱۴۲
 رحیم الدین، شیخ [عمِ نوشہ گنج بخش] ۸۰
 رحیم الدین، میان (رحیم داد) ۷۷، ۱۰۶
 رستم دل ← محمد یار خان
 رضی الدین، قاضی [کنجھمی] ۹۵، ۹۸، ۱۱۲،
 ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶
 روشن خان ۲۲۷
 رومل، بی بی ۷۸
 زاہد بن محمد ۵۴
 زبیدہ، بی بی ۲۵۶
 زکریا، حضرت ۴۶
 زوجہ شیخ محمد حیات انصاری ۲۰۷
 سادہ خان ۱۰۷، ۱۲۱
 ساہن پال، چودھری ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۲۰، ۱۲۱
 سچیار ← پیر محمد سچیار
 سرھنگ، سید ۱۴۵
 سرھنگ والی ← محمد قایم، حافظ
 سری سقطی ۶۰، ۲۳۸
 سعادت خان راجپوت ۱۷۳
 سعدی شیرازی، شیخ ۱۷، ۱۵۲، ۱۶۸،
 ۱۷۹، ۱۸۱، ۱۹۹، ۲۱۵، ۲۴۰
 سکندر، شاه ۱۴۳، ۱۴۴
 سلطان الملک ۱۴۳، ۱۴۴
 سلطان بخش، میان ۱۴۳، ۱۴۴
 سلطان جیو ← نتھا جیو

۷۴.۷۳	سلطان دوگر، میان ۱۴۲
شاهمیر، میان ۱۴۱	سلطان شاہ جیو، میان ۱۴۳، ۱۴۴
شبلی، شیخ ۲۳۸.۶۰	سلطان محمد جیو، میان (صاحبزادہ عالیقدر)
شرف الدین، میان ۲۵۸.۲۵۷	۲۵۹.۲۵۷.۲۴۶.۱۹۲.۱۴۴.۱۴۳.۱۴۲
شرف الدین عیسیٰ، شیخ ۵۵	سلیمان، ابو الفتح شیخ ۵۶
شریف، میان سید ۱۴۲	سلیمان [پهلوالی]، شاہ ۰.۶۸.۶۷.۶۱.۰۳
شمس الدین عبدالعزیز، شیخ ۵۵	۶۹ - ۷۹.۸۴.۸۹.۹۴.۹۵.۹۸.۹۹
شمس تبریزی [سبرواری]، شاہ ۰.۲۳.۱۵۷	۱۲۶.۱۰۵.۱۰۴.۱۰۲.۱۰۱.۱۰۰
۲۲۹	سلیمان پیغمبر (ع) ۲۵۳.۴۶
شہاب الدین عمر سنہروردی، شیخ ۱۷۵	سلیمان چڈھر، میان ۱۰۶.۱۰۱.۹۱
شہابیل، شیخ ۲۲۳	سمکھا ← سنگہ جیو
شہمیر چودھری ۱۱۷	سندل ۱۴۶
شیخا مزارع ۸۹	سنگہ جیو (سمکھا) ۱۳۸.۱۳۷
شیرا، میان ۱۷۳	سنگین، خواجہ ۱۳۶
شیر محمد، میان ۲۵۵	سوکھی ۱۷۳
صدرالدین شاہ، سید ۲۵۰	سوندا نقارہ شتری، میان ۱۷۳
صدرالدین محمد، میان [سربہ سید]	سوهنان، میان ۱۷۳.۱۶۰
بخش [۱۱۸.۱۶۰]	سیدان، بی بی ۱۰۶
صدیق اکبر ← ابوبکر	سیف الدین محمد عبدالوہاب جمال الاسلام،
صوفی (نوڈ عبدالعزیز حائری) ۱۵۵	شیخ ۵۵
ظاہر، میان ۱۰۱	شادی ۲۰۵
عالمگیر بادشاہ (اورنگ زیب) ۱۲۱	شاہجہان پادشاہ ۹۲
عائشہ بی بی (رض)، ام المؤمنین ۳۷.۲۴	شاہ جیلان ← عبدالقادر جیلانی
عبدالباقی، میان ۱۸۶.۱۷۳	شاہ جیو بن عبدالسلام ۱۱۹.۱۱۸
عبدالجبار، شیخ ۵۵	شاہ محمد جیو شیرازی ۰.۷۲.۷۱.۷۰.۶۷

- عبدالجلیل مفتی ۳۲
عبدالحق دہلوی، شیخ ۶۲
عبدالحکیم (ملتانى)، حاجی ۲
عبدالرحمن حکیم ۲۳۶
عبدالرحمان، حاجی [شاهجہان آبادی] ۱۴۳
عبدالرحمان، میان [مرید نوشہ گنج بخش] [۱۲۴، ۱۲۷، ۱۲۹، ۱۴۳، ۲۲۸
عبدالرحمان مفتی، شیخ ۳۲
عبدالرحیم، میان ۱۴۳
عبدالرزاق، ابوبکر ۵۷
عبدالرزاق، ابوالقاسم، شیخ ۵۶
عبدالرزاق بن شیخ محیی الدین، شیخ ۵۱، ۵۰، ۵۳، ۵۶، ۵۷، ۵۹
عبدالسیحان، شیخ ۲۱۱، ۲۱۶
عبدالسلام، میان ۱۰۱
عبدالغفار، سید ۱۴۳
عبدالغفور جالندھری انصاری، شیخ، میان
صاحب جیو ۱، ۴، ۵، ۲۱، ۲۱، ۶۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۷۰، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۵ - ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۱
عبدالقادر، شیخ، مخدوم ثانی ۶۲
عبدالقادر بن شیخ حامد، شیخ ۱۱۰
عبدالقادر جیلانی، ابو محمد عبداللہ شاہ محیی
الدین (غوث صمدانی) بن شیخ ابو محمد
عبدالعزیز ۲، ۳، ۱۸، ۲۴، ۲۵، ۳۹، ۴۸، ۶۱ - ۵۸، ۴۰، ۳۹
- ۶۲، ۱۱۰، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۷۰، ۱۷۱،
۱۷۳، ۱۹۸، ۲۱۰، ۲۴۸
عبدالکریم، میان ۲۱۹، ۲۲۰
عبداللہ، سید (پسر عبدالقادر جیلانی) ۶۲
عبداللہ، میان ۱۷۳
عبداللہ، ابوسعید، شیخ ۵۰، ۵۳
عبداللہ، ابو عبدالرحمان شیخ ۵۶، ۵۷
عبداللہ، بن موسی الجون ۵۴
عبداللہ بن یحیی زاهد ۵۴
عبداللہ محض بن حسن ۵۴، ۵۵
عبدالواحد جیو، میان ۷۷
عبدالوہاب، شیخ (سید) ۲، ۵۳، ۵۶، ۵۷،
۵۸، ۵۹، ۶۰، ۷۹، ۹۲، ۲۰۹، ۲۴۲
عثمان (رضی) ۶۰، ۱۲۵
عرفی ۲۸
عزیز مکی، خواجہ دیوان ۱۴۲
عطار، فرید الدین، شیخ ۱۹
عظیم اللہ، میان ۱۴۳
علاء الدین [ساکن جوکالیان] ۷۶
علاء الدین جیو، شاہ [والدنوشہ گنج بخش] [۸۰،
۸۴، ۸۵، ۸۸، ۹۱، ۹۶
علی (کرم اللہ وجہہ)، حضرت ۲۴، ۳۵، ۳۶،
۵۴، ۶۰
علی، سید ۶۱
علی بن ہیبتی، شیخ ۳۹، ۴۰، ۵۸

فتح اللہ ۹۲	علی سہاری ۷۶
فتح محمد کھوکھر ۱۸۷	علی محمد، مرزا ۲۴۹
فرید، شاہ ۱۴۲	عماد الدین قریشی ۲۳۷
فرید الدین مسعود، قطب العالم، گنج شکر	عمر (رض) ۳۵، ۳۶، ۶۰
۲۱۲، ۱۸۴، ۱۷۱، ۱۷۰، ۱۵۴، ۱۴۶، ۱۴۵	عمہ صاحبہ ۱۶۲
فرید بخش ۲۴۲	عمر بزاز، شیخ ۳۹
فرید لکھویرہ ۲۰۳	عنایت اللہ، صاحبزادہ ۱۱۱، ۱۱۲
فقیر امام شاہ ۲۱۳	عوض ۲۳۲
قادر بخش ۱۷۳	عیسی، حضرت (ع) ۲۶، ۳۰، ۵۷، ۲۲۳
کالا، میان ۱۳۴، ۱۴۰، ۱۴۲، ۱۵۰	غریب فقیر، میان ۱۴۲، ۱۷۳
کرم النبی، میان ۲۲۶، ۲۵۷	غلام حسین شمون زبی ۲۲۵
کریم الدین جیو، ملا ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۹۶	غلام رسول، شیخ ۲۶۱
کلیم اللہ، شاہ ۱۷۳	غلام رسول (صاحبزادہ بلند اقبال) ۱۶۹، ۲۰۳
کھیون (بافندہ)	۲۰۴، ۲۰۵، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۶
گنج شکر ← فرید الدین مسعود	۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰
گوی چند، راجہ ۱۳۷	غلام محیی الدین، اخوان پناہ ۲۱۰، ۲۱۳
لچھمن رای، دیون ۲۶۲	۲۴۳، ۲۴۴
لکھمیر جیو، میان (قصر) ۱۳۵، ۱۳۶	غلام محیی الدین، منشی ۱۷۳
۲۲۵	غلام مصطفیٰ ۲۴۰
مانا، میان ۱۰۱	غلام مصطفیٰ، میان ۱۷۳
ماہی، میان ۱۴۲	غوث شاہ، میان ۲۵۸
مای سید رادی ۲۵۹	غوث صمدانی ← عبدالقادر جیلانی
مای صاحبہ ۲۵۲	فاطمہ بنت ابو عبداللہ صومعی، ام الخیر (والدہ)
مبارک [حقانی] سید شاہ ۶۲، ۶۳، ۷۵، ۸۰	عبدالقادر جیلانی () ۵۰، ۵۲، ۵۵
متھا، سید ۱۶۳	فاطمہ بنت حسین بن علی ۵۵

- متین ، میان ۲۲۸
 محبوب شاہ ، میان ۱۴۳ ، ۱۴۴
 محمد (ص) ، حضرت ۱ ، ۳ ، ۶ ، ۸ ، ۲۳ ، ۲۴ ، ۲۵ ، ۲۶ ، ۲۲ ، ۳۵ ، ۳۶ ، ۳۷ ، ۳۹ ، ۴۱
 محمد دایم ، میان ۲۴۹ ، ۲۵۲ ، ۲۵۵
 محمد دھدھی ۱۸۹
 محمد روشن ، میان ۱۷۳
 محمد زاہد ۱۴۷
 محمد سعید ، میان ۱۷۰ ، ۱۷۱
 محمد سلیم ، حافظ (اخوت پناہ) ۲۱۳ ، ۲۱۴
 ۲۳۶ ، ۲۵۱ ، ۲۵۳
 محمد شاہ ، سید ۲۲۷
 محمد شجاع خان ۲۶۲
 محمد صالح ، افغان امچوزئی ، میان ۱۴۲
 محمد صدیق ، میان ۱۴۲
 محمد عابد ، میان ۱۴۲
 محمد عظیم مہمندانہ ، میان ۲۲۳
 محمد علی ، مرزا ۲۳۳ ، ۲۵۲ ، ۲۵۵ ، ۲۵۷
 محمد غوث سید (پسر عبدالقادر جیلانی) ۳ ، ۶۲
 محمد غوث پشاوری ، سید ۱۴۲
 محمد فیض ۲۴۵
 محمد فیض قریشی ۲۱۷ ، ۲۱۸
 محمد قاضی ، میان شیخ ۱۳۴ ، ۱۳۷ ، ۱۴۲
 محمد قائم برقندازی ، حافظ ۴ ، ۱۳۲ ، ۱۴۲
 ۱۴۵ - ۱۷۴ ، ۱۷۶ ، ۱۷۷ ، ۱۷۸ ، ۱۷۹
 میان ۱۹۱ ، ۱۹۴ ، ۱۹۸ ، ۲۰۰
 محمد ، شیخ ۲۵۷
 محمد بن دہود ۵۴
 محمد سحر ، میان ۱۴۵ ، ۲۶۱ ، ۲۶۲
 محمد عظم ککی زئی ، میان ۱۶۶
 محمد عظم مہمندانہ ۱۷۳
 محمد کرد جیو ، میان ۱۴۳ ، ۱۸۳
 محمد مین ۱۲۱
 محمد مین ۱۷۳
 محمد امین پراچہ ۱۹۷
 محمد بخش ، سید ۲۲۲
 محمد بہاول خان ← محمد جعفر خان
 محمد پناہ ، میان ۱۴۳ ، ۲۲۶ ، ۲۳۳ ، ۲۴۹
 ۲۵۱ ، ۲۵۲ ، ۲۵۳ ، ۲۵۴ ، ۲۵۵ ، ۲۵۷
 محمد جعفر خان ۲۴۸ ، ۲۴۹
 محمد جلیل ۱۴۳
 محمد حسین ۲۰۷ ، ۲۲۸
 محمد حیات انصاری جالندھری ، شیخ ۱۷۳ ، ۲۰۸ ، ۲۰۷
 محمد حیات جیو ۲۲۸

مسکین قلندر . میان ۱۰۱ . ۱۱۰	۱۸۰ . ۱۸۳ . ۱۹۱ . ۱۹۴ . ۱۹۵ . ۲۰۰
مسو بیگ . میرزا ۱۷۳	۲۰۴ . ۲۰۷ . ۲۰۸ . ۲۱۱ . ۲۱۲ . ۲۲۳
مسیتا عالیچہ باف ۲۳۲	۲۲۵ . ۲۳۱
مطلوب خان . خواجہ ۱۳۱ . ۱۳۶	محمد مبارک خان ← خان محمد مبارک
معاویہ ۳۷	خان
معروف کرخی ۶۰ . ۲۳۸	محمد مبارک خان عباسی ۲۱۶
معموری . حافظ ۱۰۹ . ۱۱۰ . ۱۱۶	محمد محفوظ ۱۷۳
مغربی . خواجہ ۱۳۸	محمد مراد عباسی . میان ۱۴۲ . ۲۱۱
مکارب (مقارب) . میان ۱۷۳	محمد معروف چشتی . مخدوم شاہ شیخ ۳
منگو . میان ۶۸	۶۴ - ۶۸ . ۷۹
موسی (ع) ۳۰ . ۱۰۳ . ۱۵۷	محمد ہاشم دریا دل = ہاشم [دریا دل]
موسی بن عبداللہ . ابو صالح ۵۴	محمد یار خان رستم دل . میان ۱۸۱ . ۱۸۲
موسی . ابونصر ۵۶ . ۵۹ . ۶۰	محمد یوسف . دیوان (سجادہ نشین گنج شکر)
موسی الجون بن عبداللہ . محض ۵۴	۱۸۴ . ۱۹۷
موسی ثانی بن عبداللہ ۵۴	محمد یوسف المعروف ملا جہتو ملتانی ۲۶۱
مولوی روم (معنوی) ۳۱ . ۱۴۵ . ۱۵۸	محمود . ابو عبداللہ بن خضر حسنی موصلی ۵۴
۱۶۵ . ۱۶۶ . ۱۷۴ . ۱۸۶	محمود خوارزمی ۴۲ . ۴۳
مہمان . چودھری ۹۰ . ۹۱ . ۹۲	محمود شاہ ۶۱
۱۰۷ . ۱۱۸	محبی الدین ابو محمد عبداللہ . شیخ ۵۸
مہمند . میان ۲۱۲ . ۲۲۰ . ۲۲۸ . ۲۳۰	مخدوم ثانی ← عبدالقادر . شیخ
۲۵۳ . ۲۵۷	مخدوم گنج بخش ۲۳۴ . ۲۴۲ . ۲۴۸
میاں صاحب جیو ← عبدالغفور حسنی	مرید مالبری . حافظ ۱۷۳
انصاری	مریم (رض) ۴۵ . ۴۶
میان ملتانی ۲۴۴	مستغفری . امام ۴۵
میران سید بھیک ۱۵۴	مسعود شاہ . سید ۶۱

- میران شریف . میان ۱۰۱
میر جملہ خان ۱۸۰
میان میر محمد جیو (استاذی و مولائی سلمہ اللہ
لقای وابقاہ) ۱۰۲ . ۱۰۳ . ۱۰۴ . ۱۰۵ .
۱۰۸ . ۱۳۶ . ۱۴۹ . ۱۵۵ . ۱۵۶ . ۱۵۹ .
۱۶۰ . ۱۶۱ . ۱۶۶ . ۱۷۳ . ۱۸۷ . ۲۱۰ .
مینون جیو . میان ۱۲۸ . ۱۲۹ . ۱۳۰ . ۱۳۱ .
۱۳۲ . ۱۴۱ . ۱۴۷ . ۱۴۸
ناصر . امام ۱۷۷
نانک ۱۳۷
نانو . میان ۱۱۱
تنہاجیو . شاہ (سلطان جیو) ۱۳۲ . ۱۴۲ . ۱۴۷ .
تھو . میان ۹۰
نجم الدین . میان ۱۶۲
نجم الدین ۲۳۳
نجیب الدین سہروردی . شیخ ۵۸
نصر . ابو صالح بن شیخ عبدالرزاق بن شیخ محیی
الدین ۴۸ . ۴۹ . ۵۳ . ۵۶ . ۵۸ .
نصرت اللہ . میان ۱۲۲
نواب خان بہادر ۱۳۱
نور جمال ۲۰۶
نور محمد ۲۳۵
نور محمد . حاجی [ساکن چوئریان] ۱۷۳
نور محمد [سیالکوٹی] . میان ۱۰۳
نور محمد خان گہرانی ۲۳۷
- نورو صاحب خان ۱۷۳
نوشاہ . حاجی محمد ۳ . ۴۱ . ۶۱ . ۶۲ . ۷۹ .
۸۰ - ۱۲۳ . ۱۲۴ . ۱۲۶ . ۱۲۸ . ۱۳۲ .
۱۴۰ . ۱۶۰ . ۱۶۱ .
نہالا ۱۱۹
والدۃ الست خان ۲۴۳
والدہ صاحبۃ (مؤلف کتاب امام بخش) ۱۶۲ .
۱۷۳ . ۲۰۳ . ۲۱۰ . ۲۱۵ . ۲۱۷ . ۲۳۶ .
۲۵۷
والدہ صاحبۃ (عبدالغفور جالندھری) ۱۷۹
والدہ صاحبۃ (برادر کلان عبدالغفور
جالندھری) ۱۷۹
والدۃ فرید بخش ۲۴۲ . ۲۴۳
ولی خان . شاہ ۲۴۱
ولی خان وزیر ۲۲۵
ولی محمد ۲۵۵
محمد ہاشم دریا دل . میان [فرزندنوشہ گنج
بخش] ۸۹ . ۱۰۳ . ۱۱۵ . ۱۱۷ . ۱۱۸ .
ہیر . بی بی ۱۸۸
یحیی بن معاذ رازی ۳۰
یحیی منیری ۴۷
یوسف خان ۲۳۱

فهرست انتشارات مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان

شماره ردیف	نام کتاب	مؤلف، مصحح، مترجم، شاعر	تاریخ چاپ	زبان
۱	فهرست نسخه های خطی کتابخانه گنج بخش (ج ۱)	دکتر محمد حسین تسبیحی	۱۳۵۰ هـ ش	فارسی
۲	احوال و آثار شیخ بهاء الدین زکریاملتانی و خلاصه العارفین	دکتر شمیم محمود زیدی	۱۳۵۳ هـ ش	فارسی
۳	فهرست نسخه های خطی خواجه سناء الله خراباتی	دکتر محمد حسین تسبیحی	۱۳۵۱ هـ ش	فارسی
۴	چهار تقویم از دو سال و در یک شهر	دکتر علی اکبر جعفری	۱۳۵۱ هـ ش	فارسی
۵	مثنوی مهر و ماه	جمالی دهلوی / پیر حسام الدین راشدی	۱۳۵۳ هـ ش	فارسی
۶	شش جهت	روپ نراین / دکتر علی اکبر جعفری	۱۳۵۲ هـ ش	فارسی
۷	داد سخن	سراج الدین علی آرزو / دکتر اکرم شاه	۱۳۵۲ هـ ش	فارسی
۸	فارسی گویان پاکستان (از گرامی تا عرفانی) (ج ۱)	دکتر سبط حسن رضوی	۱۳۵۳ هـ ش	فارسی
۹	تحقیقات فارسی در پاکستان	دکتر علی اکبر جعفری	۱۳۵۲ هـ ش	فارسی
۱۰	تاریخ روابط پزشکی ایران و پاکستان	حکیم نیر واسطی	۱۳۵۳ هـ ش	فارسی
۱۱	فهرست نسخه های خطی کتابخانه گنج بخش (ج ۲)	دکتر محمد حسین تسبیحی	۱۳۵۳ هـ ش	فارسی
۱۲	شعر فارسی در بلوچستان	دکتر انعام الحق کوثر	۱۳۵۳ هـ ش	فارسی
۱۳	راج ترنگینی (تاریخ کشمیر)	دکتر صابرا آفاقی	۱۳۵۳ هـ ش	فارسی
۱۴	رساله قدسیه	خواجه محمد پیر سحرانی / منک محمد اقبال	۱۳۵۶ هـ ش	فارسی
۱۵	جواهر الاولیاء (مقدمه)	دکتر غلام سرور	۱۳۵۵ هـ ش	فارسی
۱۶	جواهر الاولیاء (متن)	باقر بن عثمان بخاری / دکتر غلام سرور	۱۳۵۵ هـ ش	فارسی
۱۷	پیوندهای فرهنگی (مجموعه ۲۶ مقاله)	بشیر احمد دار		فارسی

شماره ردیف	نام کتاب	مؤلف، مصحح، مترجم، شاعر	تاریخ چاپ	زبان
۱۸	تذکره ریاض العارفین (جلد اول)	آفتاب رای لکهنوی / پیر حسام الدین راشدی	۱۳۵۵ھش	فارسی
۱۹	گرایش های تازه در زبان فارسی	دکتر عبد الشکور احسن	۱۳۵۵ھش	ف.انگ
۲۰	فهرست نسخه های خطی کتابخانه گنج بخش (ج ۳)	دکتر محمد حسین تسبیحی	۱۳۹۶ھش	فارسی
۲۱	قرآن السعدین (چاپ عکسی)	امیر خسرو دهلوی / دکتر احمد حسن دانی	۱۳۵۵ھش	فارسی
۲۲	کلیات فارسی شبلی نعمانی	دکتر محمد ریاض خان	۱۳۵۶ھش	فارسی
۲۳	کتابخانه های پاکستان (جلد اول)	دکتر محمد حسین تسبیحی	۱۳۵۵ھش	فارسی
۲۴	احوال و آثار میرزا اسد الله خان غالب	محمد علی فرجاد	۱۳۵۶ھش	فارسی
۲۵	اقبال لاهوری و دیگر شعرای فارسی گوی	دکتر محمد ریاض خان	۱۳۵۶ھش	فارسی
۲۶	کرنامه و سراج منیر	منیر لاهوری، آرزو / دکتر اکرم شاه	۱۳۵۶ھش	فارسی
۲۷	کشف الابیات اقبال	دکتر محمد ریاض خان	۱۳۵۶ھش	فارسی
۲۸	گلدسته قلات (اشعار) دیوان شعر	میر محمد حسن خان بنگلزئی	۱۳۵۶ھش	فارسی
۲۹	کشف المحجوب (چاپ عکسی)	علی هجویری، جلابی / علی قویم	۱۳۵۶ھش	فارسی
۳۰	الاوراد (عربی و فارسی)	بهاء الدین زکریا ملتانی	۱۳۵۶ھش	ف.عر
۳۱	کلیات میرزا عبد القادر بیدل (چاپ عکسی)	میرزا عبد القادر بیدل دکتر غروی	۱۳۵۶ھش	فارسی
۳۲	سیر الاولیاء (احوال و ملفوظات چشتیه)	محمد بن مبارک علوی کرمانی	۱۳۵۶ھش	فارسی
۳۳	گلشن راز (مثنوی عرفانی) انگلیسی و فارسی	شیخ محمود شبستری / وینفلد	۱۳۵۶ھش	ف.انگ
۳۴	رساله ابدالیه (اردو و فارسی)	یعقوب بن عثمان چرخ / محمد نذیر رانجها	۱۳۹۸ھش	ف.ار
۳۵	مثنوی مولوی (دفتر اول) (فارسی و اردو)	مولوی جلال الدین بلخی / سجاد حسین	۱۳۵۷ھش	ف.ار
۳۶	مثنوی مولوی (دفتر دوم) (فارسی و اردو)	مولوی جلال الدین بلخی / سجاد حسین	۱۳۵۷ھش	ف.ار

شماره ردیف	نام کتاب	مؤلف، مصحح، مترجم، شاعر	تاریخ چاپ	زبان
۳۷	مثنوی مولوی (دفتر سوم) (فارسی و اردو)	مولوی جلال الدین بلخی / سجاد حسین	۱۳۵۷ هـ ش	فارسی
۳۸	مثنوی مولوی (دفتر چهارم) (فارسی و اردو)	مولوی جلال الدین بلخی / سجاد حسین	۱۳۵۷ هـ ش	فارسی
۳۹	مثنوی مولوی (دفتر پنجم) (فارسی و اردو)	مولوی جلال الدین بلخی / سجاد حسین	۱۳۵۷ هـ ش	فارسی
۴۰	مثنوی خموش خاتون (داستان منظوم)	دکتر سید مهدی غروی	۱۳۶۵ هـ ش	فارسی
۴۱	تذکره ریاض العارفین (ج ۲)	آفتاب رای لکهنوی / پیر حسام الدین راشدی	۱۳۵۵ هـ ش	فارسی
۴۲	فهرست نسخه های خطی کتابخانه گنج بخش (ج ۱)	احمد منزوی	۱۹۱۰ م	فارسی
۴۳	اسلامی جمهوری ایران کا آئین (اردو)	محسن علی نجفی	۱۹۱۰ م	اردو
۴۴	بیسویں صدی کی اسلامی تحریکین (اردو)	مرتضی مطهری (شہید) دکتر ناصر حسین نقوی	۱۹۱۰ م	اردو
۴۵	نخستین کارنامہ	دکتر مهدی غروی	۱۳۵۶ هـ ش	فارسی
۴۶	لوايح جامی (عرفان و تصوف)	نور الدین عبد الرحمن جامی	۱۹۱۲ م	فارسی
۴۷	فهرست نسخه های خطی کتابخانه گنج بخش (ج ۲)	احمد منزوی	۱۳۵۱ هـ ش	فارسی
۴۸	فهرست نسخه های خطی کتابخانه گنج بخش (ج ۳)	احمد منزوی	۱۹۱۰ م	فارسی
۴۹	علامہ اقبال (احوال و آثار)	سید مرتضی موسوی / حمد ندیم قاسمی	۱۹۱۱ م	فارسی
۵۰	علامہ اقبال، اسلامی فکر کی عظیم معمار (اردو)	دکتر علی شریعتی دکتر محمد ریاض خان	۱۹۱۲ م	فارسی
۵۱	میاسہ و مقداد (فارسی، داستان)	معز الدین محمد حسین بہاء الدین وکیلی	۱۳۶۲ هـ ش	فارسی
۵۲	دیوان حافظ شیرازی (فارسی و اردو)	حافظ شیرازی / عباد اللہ اختر	۱۳۹۹ هـ ش	فارسی
۵۳	انقلاب ایران (سندی)	محمد عثمان دیپلانی	۱۹۱۱ م	فارسی
۵۴				

شماره ردیف	نام کتاب	مؤلف، مصحح، مترجم، شاعر	تاریخ چاپ	زبان
۵۵				
۵۶				
۵۷	مثنوی مولوی (دفتر ششم) (اردو و فارسی)	جلال الدین محمد بلخی سجاد حسین	۱۳۵۸ھش	فارسی
۵۸				
۵۹				
۶۰				
۶۱	ایران اور مصر میں کتب سوزی (مسلمانوں پر عائد الزام کا تاریخی تجزیہ)	مرتضیٰ مطہری (شہید) / عارف نوشاہی (مترجم)	۱۴۰۱ھق	اردو
۶۲	فہرست نسخہ های خطی کتابخانہ گنج بخش (ج ۴)	احمد منزوی	۱۴۰۲ھق	فارسی
۶۳	در اثر در علوم قرآنی (المستخلص)	حافظ الدین محمد بخاری	۱۳۶۱ھش	فارسی
۶۴				
۶۵	اخلاق عالم آرا (اخلاق محسنی)	محسن فانی کشمیری / خ. جاویدی	۱۳۶۱ھش	فارسی
۶۶	جامی (احوال و آثار جامی) (اردو)	علی اصغر حکمت / عارف نوشاہی	۱۹۸۳ھش	اردو
۶۷	کلمات الصادقین (تذکرہ صوفیان دہلی)	محمد صادق دہلوی / محمد سلیم اختر	۱۴۰۲ھق	ف.انگ
۶۸	فہرست مشترک نسخہ های خطی فارسی پاکستان (ج ۱)	احمد منزوی	۱۹۸۲م	فارسی
۶۹	رسالہ انسیہ (فارسی و اردو)	یعقوب بن عثمان چرخ / محمد نذیر رانجھا	۱۳۶۲ھش	فارسی
۷۰	بررسی لغات اروپایی در فارسی	دکتر مهر نور محمد خان	۱۳۶۲ھش	ف.انگ
۷۱	فہرست نسخہ های خطی فارسی موزہ ملی پاکستان	سید عارف نوشاہی	۱۳۶۲ھش	فارسی
۷۲	به یاد شرافت نوشاہی	سید عارف نوشاہی	۱۳۶۲ھش	فارسی
۷۳	فہرست نسخہ های خطی فارسی انجمن ترقی اردو (کراچی)	سید عارف نوشاہی	۱۳۶۳ھش	فارسی
۷۴	تذکرہ علمای امامیہ پاکستان	سید حسین عارف نقوی	۱۳۶۳ھش	اردو

شماره ردیف	نام کتاب	مؤلف، مصحح، مترجم شاعر	تاریخ چاپ	زبان
۷۵	سه رساله شیخ اشراق (فارسی و عربی)	شهاب الدین یحیی سهروردی	۱۳۶۳ هـ ش	ف. عربی
۷۶	گلستان سعدی (انگلیسی و فارسی)	میجر آر پی آندرسون (مترجم)	۱۳۶۳ هـ ش	ف. انگ
۷۷	خزائن الاسرار (اردو) به ضمیمه چهار بهار دیوان حافظ شیرازی	محمد هاشم تهرپالوی / شرافت نوشاهی	۱۳۶۳ هـ ش	اردو
۷۸	(فارسی و اردو) (چاپ عکسی) صیدیه و بخش صید و ذباجه و اطعمه و اشربه ...	حافظ شیرازی / سجاد حسین (قاضی)	۱۳۶۳ هـ ش	ف. اردو
۷۹	جهاد نامه (مؤلف ناشناخته) ظلم نامه	سعد الدین هروی محقق حلی / محمد سرفراز ظفر	۱۳۶۳ هـ ش	فارسی
۸۰	منشور فریدون بیگ گرجی	غزالی (امام محمد) / عارف نوشاهی	۱۳۶۳ هـ ش	فارسی
۸۱	لمحات من نفحات القدس	دکتر سید مهدی غروی	۱۳۶۳ هـ ش	فارسی
۸۲	فهرست مشترک نسخه های خطی فارسی پاکستان (ج ۲)	محمد عالم صدیقی / رانجها	۱۳۶۵ هـ ش	فارسی
۸۳	فهرست مشترک نسخه های خطی فارسی پاکستان (ج ۳)	احمد منزوی	۱۴۰۵ هـ ق	فارسی
۸۴	فهرست چاپهای آثار سعدی در شبه قاره...	احمد منزوی	۱۴۰۵ هـ ق	فارسی
۸۵	شرح مثنوی (جلد اول)	سید عارف نوشاهی	۱۳۶۳ هـ ق	فارسی
۸۶	شرح مثنوی (جلد دوم)	شاه داعی شیرازی / رانجها	۱۳۶۴ هـ ش	فارسی
۸۷	تکملة الاصناف (فرهنگ عربی به فارسی)	شاه داعی شیرازی / رانجها	۱۳۶۴ هـ ش	فارسی
۸۸	سعدی بر مبنای نسخه های خطی پاکستان	علی بن محمد الادیب الکریمینی	۱۳۶۴ هـ ش	فارسی
۸۹	رساله نوریه سلطانیه	احمد منزوی	۱۳۶۳ هـ ش	فارسی
۹۰	خلاصة جواهر القرآن فی بیان معانی لغات القرآن	عبد الحق محدث دهنوی، دکتر سلیم اختر	۱۳۶۳ هـ ش	فارسی
۹۱	تاریخ عباسی (اردو) (نصف آخر)	ابو بکر اسحاق ملتانی / دکتر ظهور الدین احمد	۱۳۶۴ هـ ش	فارسی
۹۲		شریف احمد شرافت نوشاهی (سید)	۱۳۶۴ هـ ش	اردو

شماره ردیف	نام کتاب	مؤلف، مصحح، مترجم شاعر	تاریخ چاپ	زبان
۹۳	فهرست مشترک نسخه های خطی فارسی پاکستان (ج ۴)	احمد منزوی	۱۳۶۴ هـ ش	فارسی
۹۴	گلستان سعدی، کریم (ضمیمه گلستان سعدی)	سید غلام مصطفی نوشاهی محمد سرفراز ظفر	۱۴۰۵ هـ ق	ف. پ
۹۵	شرح احوال و آثار میر سید علی همدانی	دکتر محمد ریاض خان	۱۳۶۴ هـ ش	فارسی
۹۶	تاریخ پیشرفت اسلام	دکتر شهین دخت کامران مقدم صفیاری	۱۳۶۴ هـ ش	فارسی
۹۷	گلستان سعدی (فارسی و انگلیسی)	سعدی شیرازی، آندرسون	۱۳۶۴ هـ ش	ف. انگ
۹۸	از گلستان عجم (ترجمه با کاروان حله)	زرین کوب، دکتر کلثوم سید دکتر مهرانور محمد خان	۱۳۶۴ هـ ش	اردو
۹۹	کتاب شناسی اقبال	دکتر محمد ریاض خان	۱۳۶۴ هـ ش	فارسی
۱۰۰	اقبال لاهوری و دیگر شعرای فارسی گوی	دکتر محمد ریاض خان	۱۳۶۴ هـ ش	فارسی
۱۰۱	جهانگشای خاقان (تاریخ شاه اسماعیل)	دکتر الله دتا مضطر	۱۳۶۴ هـ ش	فارسی
۱۰۲	فهرست مشترک نسخه های خطی فارسی پاکستان (ج ۵)	احمد منزوی	۱۳۶۵ هـ ش	فارسی
۱۰۳	فهرست مشترک نسخه های خطی فارسی پاکستان (ج ۷)	احمد منزوی	۱۳۶۵ هـ ش	فارسی
۱۰۴	ترجمه های متون فارسی به زبان های پاکستان	اختر راهی	۱۳۶۵ هـ ش	فارسی
۱۰۵	فهرست نسخه های خطی فارسی بمبئی کتابخانه کاما، گنجینه مانکجی	دکتر سید مهدی غروی	۱۳۶۵ هـ ش	فارسی
۱۰۶	فهرست نسخه های خطی آذر، لاهور	سید خضر عباسی نوشاهی	۱۳۶۵ هـ ش	فارسی
۱۰۷	مجموعه قانون جزایی اسلامی ایران (ترجمه انگلیسی)	دکتر سید علی رضانقوی (مترجم)	۱۳۶۵ هـ ش	انگلیسی
۱۰۸	فهرست کتابهای فارسی چاپ سنگی و کمیاب کتابخانه گنج بخش (ج ۱)	سید عارف نوشاهی	۱۳۶۵ هـ ش	فارسی
۱۰۹	فهرست مشترک نسخه های خطی فارسی پاکستان (ج ۶)	احمد منزوی	۱۳۶۶ هـ ش	فارسی
۱۱۰	فهرست مشترک نسخه های خطی فارسی پاکستان (ج ۸)	احمد منزوی	۱۳۶۶ هـ ش	فارسی

شماره ردیف	نام کتاب	مؤلف، مصحح، مترجم، شاعر	تاریخ چاپ	زبان
۱۱۱	فهرست مشترک نسخه های خطی فارسی پاکستان (ج ۹)	احمد منزوی	۱۳۶۶ هـ ش	فارسی
۱۱۲	فهرست مشترک نسخه های خطی فارسی پاکستان (ج ۱۰)	احمد منزوی	۱۳۶۶ هـ ش	فارسی
۱۱۳	یادداشتهای پراکنده علامه اقبال	علامه اقبال / دکتر محمد ریاض	۱۳۶۷ هـ ش	فارسی
۱۱۴	فهرست نسخه های خطی فارسی کتابخانه همدرد (کراچی)	سید خضر عباسی نوشاهی	۱۴۰۹ هـ ق	فارسی
۱۱۵	مثنوی شمس و قمر	خواجہ مسعود قمی / آل داود	۱۳۶۷ هـ ش	فارسی
۱۱۶	فهرست مشترک نسخه های خطی فارسی پاکستان (ج ۱۱)	احمد منزوی	۱۳۶۹ هـ ش	فارسی
۱۱۷	ثلاثة غساله (کتاب شناسی)	حبیب الرحمن / عارف نوشاهی	۱۳۶۱ هـ ش	فارسی
۱۱۸	فهرست کتاب های فارسی چاپ سنگی و کمیاب کتابخانه گنج بخش (ج ۲)	سید عارف نوشاهی	۱۳۶۹ هـ ش	فارسی
۱۱۹	فهرست مشترک نسخه های خطی فارسی پاکستان (ج ۱۲)	احمد منزوی	۱۳۱۰ هـ ش	فارسی
۱۲۰	فهرست آثار چاپی شیعه در شبه قاره (بخش اول)	سید حسین عارف نقوی	۱۴۱۱ هـ ق	فارسی
۱۲۱	شرح احوال و آثار میر سید علی ہمدانی (چاپ دوم)	دکتر محمد ریاض خان	۱۳۱۰ هـ ش	فارسی
۱۲۲	فهرست انتشارات مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان	دکتر محمد حسین تسبیحی	۱۳۱۰ هـ ش	فارسی
۱۲۳	فرہنگ فارسی - اردو	دکتر سید باحیدر شہر یار نقوی	۱۳۱۰ هـ ش	فارسی
۱۲۴	مونس العشاق (منظومہ)	عربشاه یزدی دکتر محمودہ ہاشمی	۱۳۱۰ هـ ش	فارسی
۱۲۵	تسہیل پیام مشرق	احمد جاوید		فارسی
۱۲۶	فهرست مشترک نسخه های خطی فارسی پاکستان (ج ۱۳)	احمد منزوی	۱۳۷۰	فارسی

شماره ردیف	نام کتاب	مؤلف، مصحح، مترجم، شاعر	تاریخ چاپ	زبان
۱۲۷	خلاصه الفاظ جامع العلوم	مخدوم جهانیان جهانگشت / دکتر غلام سرور	۱۳۷۱	فارسی
۱۲۸	شرح احوال و آثار عبد الرحیم خانخانان	دکتر سید جعفر حلیم	۱۳۷۱	فارسی
۱۲۹	تأثیر زبان فارسی بر زبان اردو	دکتر محمد صدیق خان شبلی	۱۳۷۱	فارسی
۱۳۰	مخزن الغرائب (ج ۳)	دکتر محمد باقر	۱۳۷۱	فارسی
۱۳۱	مقدمه خلاصه الفاظ جامع العلوم جامع العلوم	دکتر غلام سرور	۱۳۷۱	فارسی
۱۳۲	فلسفه اخلاقی ناصر خسرو و ریشه های آن	شیر زمان فیروز	۱۳۷۱	فارسی
۱۳۳	مخزن الغرائب (ج ۴)	احمد علی سندیلوی / دکتر محمد باقر	۱۳۷۱	فارسی
۱۳۴	مخزن الغرائب (ج ۵)	احمد علی سندیلوی / دکتر محمد باقر	۱۳۷۲	فارسی
۱۳۵	فرهنگ اردو-فارسی (چاپ دوم)	دکتر سید باخیدره شهر یار تقوی	۱۳۷۲	فارسی
۱۳۶	اسئله و اجوبه رشیدی (ج اول)	رشید الدین فضل الله همدانی	۱۳۷۱	فارسی
۱۳۷	اسئله و اجوبه رشیدی (ج دوم)	رشید الدین فضل الله همدانی	۱۳۷۱	فارسی
۱۳۸	فهرست نسخه های خطی قرآن مجید در کتابخانه گنج بخش	محمد نذیر رانجها	۱۳۷۲	فارسی
۱۳۹	دستور نویسی فارسی در شبه قاره	دکتر سید حسن صدر الدین حاج سید جوادی	۱۳۷۲	فارسی
۱۴۰	شیخ شرف الدین احمد بن یحیی منیری	دکتر مطیع الامام	۱۳۷۲	فارسی
۱۴۱	مقام شیخ فخر الدین ابراهیم عراقی در تصوف اسلامی	محمد اختر چیمه	۱۳۷۲	فارسی
۱۴۲	مجموعه سخنرانیهای نخستین سمینار پیوستگیهای فرهنگی ایران و شبه قاره (ج ۱)	دکتر شعبانی	۱۳۷۲	فارسی

شماره ردیف	نام کتاب	مؤلف، مصحح، مترجم شاعر	تاریخ چاپ	زبان
۱۴۳	مجموعه سخنرانیهای نخستین سمینار پیوستگیهای فرهنگی ایران و شبه قاره (ج ۲)	دکتر شعبانی	۱۳۷۲	فارسی
۱۴۴	شعراى اصفهانی شبه قاره	دکتر ساجد الله تفهیمی	۱۳۷۲	فارسی
۱۴۵	دوبیتی های تاجیکی	دکتر عنایت الله شهرانی	۱۳۷۳	فارسی
۱۴۶	شاه همدان، میر سید علی همدانی	دکتر آغا حسین همدانی / دکتر محمد ریاض	۱۳۷۴	فارسی
۱۴۷	مفتاح الاشراف لتکملة الاصناف (فرهنگ فارسی - عربی)	محمد حسین تسبیحی	۱۳۷۲	عربی
۱۴۸	نقد شعر فارسی در شبه قاره	دکتر ظهور الدین احمد	۱۳۷۴	فارسی
۱۴۹	خلاصة المناقب	نور الدین جعفر بدخشی دکتر سیده اشرف ظفر	۱۳۷۴	فارسی
۱۵۰	کشف المحجوب	هجویری جلابی / دکتر محمد حسین تسبیحی	۱۳۷۵	فارسی
۱۵۱	فرهنگ اصطلاحات علوم ادبی	دکتر ساجد الله تفهیمی	۱۳۷۵	فارسی
۱۵۲	تحول نثر فارسی در شبه قاره	دکتر محمود هاشمی	۱۳۷۵	فارسی
۱۵۳	ایرانی ادب	دکتر ظهور الدین احمد	۱۳۷۵	فارسی
۱۵۴	خیابان گلستان	آرزو / دکتر مهر	۱۳۷۵	فارسی
۱۵۵	دیوان رایج سیالکوٹی	رایج / محمد سرفراز ظفر	۱۳۷۵	فارسی
۱۵۶	اصول سیاست فرهنگی جمهوری اسلامی ایران و جمهوری اسلامی پاکستان	نگی	۱۳۷۵	فارسی
۱۵۷	فهرست مشترک نسخه های خطی فارسی پاکستان، ج ۱۴	احمد منزوی / عارف نوشاهی	۱۳۷۵	فارسی
۱۵۸	برصغیر ک امامیه مصنفین کی مطبوعه تصانیف اور تراجم، جلد ۱	سید حسین عارف نقوی	۱۳۷۶	فارسی
۱۵۹	برصغیر ک امامیه مصنفین کی مطبوعه تصانیف اور تراجم، جلد ۲	سید حسین عارف نقوی	۱۳۷۶	فارسی
۱۶۰	سراج الصالحین	بدری کشمیری / سراج	۱۳۷۶	فارسی
۱۶۱	تذکره بغراخانی	ناشناس / محمد منیر عالم	۱۳۷۷	فارسی
۱۶۲	راهنمای فهرست مشترک نسخه های خطی فارسی پاکستان	نجم حمید	۱۳۷۷	فارسی

شماره ردیف	نام کتاب	مؤلف، مصحح، مترجم شاعر	تاریخ چاپ	زبان
۱۶۳	تاریخ آصفجاهیان (گلزار آصفیه)	خانزمان خان / دکتر توسلی	۱۳۷۷	فارسی
۱۶۴	داستان سرایی فارسی در شبه قاره	دکتر طاهره صدیقی	۱۳۷۷	فارسی
۱۶۵	آغاز و ارتقای زبان فارسی در شبه قاره	دکتر ظهورالدین احمد	۱۳۷۸	فارسی
۱۶۶	عنصری و مقام او در ادبیات فارسی	دکتر زاهده افتخار	۱۳۷۸	فارسی
۱۶۷	فهرست الفبایی نسخه‌های خطی گنج‌بخش	دکتر محمد حسین تسبیحی	۱۳۷۸	فارسی
۱۶۸	شکوفه‌های عرفان	امام خمینی (ره) / دکتر سرفراز	۱۳۷۸	ف/ار
۱۶۹	معراج (صفت شب معراج)	بکوشش دکتر تسبیحی	۱۳۷۸	فارسی
۱۷۰	مرآت غفوریه	امام بخش / معین نظامی	۱۳۷۹	فارسی
۱۷۱	راحت الطالبین	قاری کشمیری / دکتر توسلی	۱۳۷۹	فارسی
۱۷۲	احوال مشایخ کبار	شیخ سعدالله / اقبال مجددی	۱۳۷۹	فارسی

Meraat-e- Ghafooriye

by

Imam Bakhsh

Corrected & Edited by

Moeen Nizaami



Iran -Pakistan Institute of Persian Studies , Islamabad

2000